

۱۶-۲۰۱۶



الإشاعة لإشراط الساعة

أردو ترجمہ

قیامت کی نشانیوں

قیامت کب آئے گی؟ اس کے اسباب کیا ہوں گے؟
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان فیض ترجمان سے سماعت کرتے ہیں

مصنف

حضرت علامہ محمد رفیع بن عبد الرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ

مستحکم

حضرت علامہ مفتی ابوالصالح محمد رفیع احمد دینی رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ

زاویہ پبلشرز

دریاد مارکیٹ، لاہور



الإشاعة لإشراط الساعة

أردو ترجمہ

قیامت کی نشانیوں

قیامت کب آئے گی، اس کے اسباب کیا ہوں گے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان فیض ترجمان سے سماعت کرتے ہیں

مصنف

حضرت علامہ محمد بن عبد الرسول برنجی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ملک التحریر: شیخ التفسیر والحَدیث

حضرت علامہ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمدی رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ پبلشرز

(8-C محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248657

موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466

Email: zaviapublishers@yahoo.com



جملہ حقوق محفوظ ہیں

84920

2010

1000..... بار اول

360..... روپے

..... نجات علی تارڑ

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ بانی کورٹ (لاہور) 0300880039

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ بانی کورٹ (لاہور) 03007842176

لیگل ایڈوائزرز

ملنے کے پتے

051-5552929

کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5536111

اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5558320

احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی

0213-4944672

مکتبہ قادریہ، پرائی سبزی منڈی، کراچی

0213-4219324

مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد کراچی

0213-2216464

مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی

0321-3025510

مکتبہ نجی سلطان، حیدرآباد

055-4237699

مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ

0423-7226193

مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور

061-4545486

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، ملتان

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
17	اشراطِ قارعہ	❁
20	قطعَاتِ تاریخ	❁
23	پیش لفظ	❁
40	قیامت کی نشانیاں	❁
52	جب آنے والی آئے گی	❁
70	تقاریظ	❁
91	نقشِ اوّل	❁
95	ابتدائیہ	❁
97	تعارف	❁
99	حالاتِ مصنف	❁
105	اسماء القیامۃ	❁
109	تصنیقات الساعۃ	❁
125	عرضِ مصنف	❁
136	وجہ تصنیف	❁
132	مقدمۃ الکتاب	❁

137	باب ۱	☆
139	وہ بڑی نشانیاں جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں	2
139	وصالِ رسول ﷺ	3
142	امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت	4
146	تعارف غیر مسلم نوجوان کا	5
147	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خواب	6
147	شہادت کے لیے قاتل کی کارروائی	7
149	مجلس شوریٰ برائے خلافت	8
150	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال سے قبل کا حال	9
151	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عقیدت کا اظہار	10
153	جنات کا نوحہ	11
154	مجلس شوریٰ کی تفصیل	12
155	روشیہ	13
156	بہتاناتِ شیعہ	14
156	شہادتِ امیر المؤمنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ	15
160	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برأت	16
161	دیدارِ رسول اللہ ﷺ	17
161	حضرت نائلہ زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان	18
162	ہاتفِ غیبی	19
163	مدفن عثمان رضی اللہ عنہ	20

163	باغیوں کا انجام	21
163	علمِ غیب رسول اللہ ﷺ	22
164	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمگینی	23
165	جنگِ جمل	24
167	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سیرت	25
173	جنگِ جمل کا مختصر حال	26
174	معذرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	27
174	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطالبہ کا اعادہ	28
175	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمِ غیب رسول ﷺ کے متعلق عقیدہ	29
177	لشکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جنگِ جمل کیلئے روانگی	30
177	تقریر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	31
178	حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگِ جمل پر سوال کا جواب	32
179	تقریر سیدنا علی رضی اللہ عنہ و اطہارِ عقیدہ علمِ غیب	33
180	جنگِ جمل اور اس کا انجام	34
180	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگِ جمل کے بعد	35
181	اعدائے عائشہ رضی اللہ عنہا کو درے مارے گئے	36
184	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت	37
184	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو واپسی	38
186	غزوہ صفین	39
186	جنگِ صفین کا سبب مختصراً	40

187	خروج حضرت امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کا سبب	41
188	غزوہ صفین کا آغاز	42
190	شہدائے صفین جنتی	43
194	خوارج سے جنگ کے مختصر حالات	44
195	سیدنا علی <small>رضی اللہ عنہ</small> نے عیسیٰ خردی	45
195	سیدنا علی المرتضیٰ <small>رضی اللہ عنہ</small> کا فتویٰ	46
197	حضرت امام حسن <small>رضی اللہ عنہ</small> کا خلاف سے دست بردار ہونا	47
199	عقیدہ سیدنا امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	48
200	شرائط صلح	49
200	جواب حضرت امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	50
201	تقریر امام حسن <small>رضی اللہ عنہ</small>	51
201	علم غیب رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> اور عقیدہ صحابہ کرام	52
203	بنو امیہ کی حکومت	53
207	حکم بن ابی العاص یعنی مروان کے باپ کی شہر بدری	54
208	شہادت امام حسن <small>رضی اللہ عنہ</small>	55
210	شہادت امام حسین <small>رضی اللہ عنہ</small>	56
210	دس (۱۰) خلفاء کی خبر	57
212	امام حسین <small>رضی اللہ عنہ</small> کی شہادت کا سبب	58
212	یزید پلیدی کی حکومت اور امام حسین <small>رضی اللہ عنہ</small>	59
214	جنگ چھڑ گئی	60

214	کوئیوں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا اظہار	61
215	امام حسین رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں	62
216	شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر	63
217	امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک	64
218	شہدائے کربلا	65
218	امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی	66
220	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت	67
221	یزید کا اہلِ مدینہ پر حملہ	68
222	زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ اقدس میں نماز باجماعت	69
223	حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کا یزیدی علم	70
224	حضرت معاویہ بن یزید کی تخت نشینی	71
225	یزید کی مذمت بیٹے کے منہ سے	72
227	معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی ماں بول پڑی	73
228	یزید کے غلیظ کارنامے	74
228	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حق	75
230	شاہانِ بنو امیہ	76
231	واقعہ حرہ کے بعد مدینہ پاک کی ویرانی	77
233	بنو مروان کے فتنے	78
235	علمِ غیبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا فراستِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	79
237	خلفائے بنو العباس کی دوات و حکومت	80

237	انجام خلافت عباسیہ	81
238	فتنہ فاطمیہ اور ان کا مغرب و مصر پر قبضہ	82
238	بنو فاطمیہ کے فتنوں کی فہرست	83
240	انجام برباد	84
240	فتنہ قرامطہ اور ان کا دین کی توہین کرنا	85
241	بالوں کے جوتے	86
245	امام سیوطی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی تقریر	87
245	ایک عجیب جنگ اور نرالی قوم	88
247	آگ حجاز کا قصہ	89
253	آگ کا طول و عرض	90
256	حرم مصطفیٰ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا احترام	91
256	حرم مصطفیٰ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا دوسرا مشاہدہ	92
259	عماد بن کثیر کا بیان	93
260	رفض و تشیع کا ظہور اور رافضیوں کا ملک میں ظلم	94
265	شیعہ (روافض) کے فتنے	95
266	حقیقی شیعہ اور رافضی کا فرق	96
270	ہمام شیعہ کا حال	97
271	امام زین العابدین <small>رضی اللہ عنہ</small> کی تقریر دلپذیر	98
272	دجالوں اور کذابوں کا خروج	99
276	مسئلہ الکذاب	100

276	مکتوب نبوی اور قتل اسود غنسی	101
278	سجاح بنت سوید بن یربوع	102
279	مسيلمہ وسجاح کی صلح اور نکاح	103
280	وحی مسيلمہ کا نمونہ	104
281	مختار ثقفی	105
283	عیسیٰ بن مہرویہ	106
284	مہدویت کا دعویٰ	107
285	فتح بیت المقدس	108
286	فتح مدائن	109
287	گھوڑا دھنس گیا	110
288	سراقہ اور کنگن	111
290	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	112
291	ہذک العرب یعنی ان کا ملکی زوال	113
292	پہاڑوں کا اپنے اصلی جگہوں سے ہٹنا	114
292	تین خسوف کا وقوع	115
295	زلزلے ہی زلزلے	116
297	مسخ و قذف	117
300	سرخ آندھی اور اس کے علاوہ اور بڑے بڑے ہولناک امور	118
303	بڑے ہولناک امور	119
305	قرامطہ کا خروج	120

305	قحط سالی	121
307	حاجیوں کا مکہ معظمہ تک کے راستے کا کٹ جانا	122
309	حجر اسود	123
309	میزاب رحمت کی کرامت	124
310	آسمان کے ستاروں سے لوگوں کے سر کچلے جائیں گے	125
311	ذم دار ستارے کا ظہور	126
312	جانور مذکورہ کا تعارف	127
312	سائنسی تحقیق	128
316	کثرت الموت	129
317	تقریر امام سیوطی رحمہ اللہ	130
322	زیاد کو طاعون کی گرفت	131
324	کتیا کا دودھ پینے والا بچہ	132
327	وفات ایوب ولی عہد	133
327	سیرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	134
329	دولت امویہ	135
329	دولت بنو العباس	136
334	حرم مکہ معظمہ کو مباح کر لینا	137
337	فرمان سیدنا علی رضی اللہ عنہ	138
337	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	139
339	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت	140

339	یزید خبیث اور بنو الحکم	141
341	فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	142
342	فضائل شیخین رضی اللہ عنہم	143
344	فضیلت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ	144
345	فضیلت اہل شوریٰ	145
346	باغیوں اور قاتلوں کی مذمت	146
346	فضیلت امام حسین رضی اللہ عنہ	147
347	حدیث علم غیب مع شرح	148
349	باب (۲)	✽
349	وہ درمیانی نشانیاں جو ظاہر ہو کر مسلسل (لگاتار) جاری ہیں	150
381	تقریر حجۃ الوداع اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	151
411	باب (۳)	✽
411	وہ بڑی نشانیاں جو بالکل قیامت کے قریب ہوں گی	153
413	(۱) ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ	154
413	نام امام مہدی رضی اللہ عنہ	155
414	فرقہ شیعہ کی شرارت	156
417	امام شعرانی کی صفائی	157
418	لقب امام مہدی رضی اللہ عنہ	158
420	مولد شریف	159
420	ہجرت	160

420	حلیہ امام مہدی رضی اللہ عنہ	161
423	ملائکہ کرام امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے	162
424	وہ علامات جن سے مہدی آسانی سے پہچانے جائیں گے	163
428	سفیانی کا خروج	164
429	سفیانی کی فتوحات اور تباہ کاریاں	165
430	غیبوت امام مہدی رضی اللہ عنہ	166
431	امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حج	167
433	خطبہ امام مہدی رضی اللہ عنہ	168
439	امام مہدی رضی اللہ عنہ کی جنگ کوروانگی	169
441	امام مہدی رضی اللہ عنہ کا سفیانی کو قتل کرنا	170
443	سفیانی اور ہاشمی کا مقابلہ	171
444	امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فتح کلی	172
445	اہل مدینہ سمیت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا رومیوں سے مقابلہ	173
445	کرامات امام مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کی فتوحات	174
447	جنگ کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر	175
449	دجال کی جھوٹی خبر	176
457	فتح القسطنطنیہ	177
469	امام مہدی رضی اللہ عنہ کے امور مخصوصہ	178
477	حدیث لامہدی الایسی کے ضعف کے حوالہ جات	179
481	خاتمہ: قیامت کی بقایا نشانیاں	180

481	سونے کے پہاڑ سے دریائے فرات کا کھل جانا	181
484	زمین کا اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی کا باہر اُگلنا	182
485	بستی غوطہ کا دھنس جانا یہ بستی دمشق کے غربی جانب واقع ہے	183
489	مشرق سے آگ کا نکلنا	184
490	ندا از آسمان	185
492	کعبہ معظمہ کے خزانے کا نکالنا	186
493	ایک مرد پچاس عورتوں کا منتظم ہوگا	187
495	فتح قسطنطنیہ	188
496	فتح قسطنطنیہ کی تفصیل	189
497	مذہب برائے امام مہدی <small>رضی اللہ عنہ</small>	190
500	ہند کا مہدی	191
500	شہروز کا مہدی	192
501	حسینی مہدی	193
502	دجال	☆
503	قرآن مجید میں دجال کا ذکر	195
504	ظہور امام مہدی <small>رضی اللہ عنہ</small> کب؟	196
504	مسیح کا مطلب	197
505	دجال کا جسمانی حلیہ	198
508	صفاتِ دجال	199
509	خروجِ دجال کے متعلق علمِ غیب	200

510	دجال کا لشکر	201
514	دجال کے فتنوں کا نمونہ	202
519	وقتِ خروج	203
521	دجال کے زمانے میں نمازوں کا حال	204
522	فتوحاتِ مکہ شریف کی تقریر	205
529	مکہ و مدینہ میں دجال کا داخلہ ممنوع	206
530	دجال کے دور کا مدینہ پاک	207
530	حضرت خضر علیہ السلام اور دجال کا مقابلہ	208
533	سیدنا خضر علیہ السلام صحابی ہیں	209
533	خروجِ دجال کا مقام	210
534	مدینہ پاک میں زلزلہ	211
537	امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز	212
541	دجال اور یہود کی شکست	213
541	دجال سے نجات	214
543	ابن صیاد کی بد نما آنکھیں	215
550	علمِ غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	216
555	دجال کا باپ اور ماں	217
557	نزولِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام	218
559	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت	219
560	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی	220

560	قریش سے ان کا ملک سلب کر لیا جائے گا	221
562	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں زندگی کی مدت	222
566	تقریر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ	223
572	نزول سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا ثبوت	224
577	تقریر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	225
581	آخری فیصلہ	226
583	خروج یا جوج ماجوج	227
584	یا جوج و ماجوج ہمارے اخیانی بھائی	228
586	سیرت یا جوج و ماجوج	229
591	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول	230
591	یا جوج ماجوج کی لغوی تحقیق	231
592	بقایا نشانیاں دور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میں	232
596	مدینہ پاک کی ویرانی	233
603	کعبہ معظمہ کا گرایا جانا	234
615	باب التوبہ کا تعارف	235
615	مغرب سے طلوع الشمس کے بعد کا حال	236
623	تردید فلاسفہ	237
624	دابۃ الارض کی تفصیل	238
628	دابہ کی سیرت	239
630	تطبیق الروایات	240

638	قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے	241
638	قرآن کا مصاحف اور سینوں سے اٹھ جانا	242
639	کعبہ شریف کا گرایا جانا	243
640	خروجِ نار	244
654	خاتمہ مشتملہ بر فوائد مختلفہ	245
660	مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	246
660	شیخ اکبر کا کشف	247
622	خاتمۃ الکتاب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ	248
622	خاتمۃ الکتاب از مترجم غفرلہ	249



اشراطِ قارعہ

(از)

مولانا نثار علی قادری امجدی صاحب ”اُجاگر“

اشراطِ قارعہ ہیں یہ اشراطِ قارعہ
قرآن اور حدیث کا پیغامِ جاریہ

لوٹدی جنے گی آقا یہ ہے قولِ مصطفیٰ ﷺ

جھوٹا بنے گا سچا یہ ہے قولِ مصطفیٰ ﷺ

اُٹھے گا علمِ جہل کی ہو جائے گی کثرت
ہوں گی کثیر عورتیں تو مردوں کی قلت

ہوں گے قلوب بھٹیڑیوں کے مثل دیکھنا

مومن ذلیل ہو گا کہ ہو بکری کا بنا

ہوں گی ہلاکتیں اور گالی گلوچ عام
گھر گھر سنے ہی جائیں گے گندے فحش کلام

بیوی سے پیار ہوگا تو ماؤں سے نفرتیں

دنیا میں یوں لٹائیں گے سب اپنی عزتیں

جاہل بنے گا عابد و زاہد جہان میں

عالم لڑیں گے بننے کو قائد جہان میں

تاریخِ ماہتاب میں جھگڑا کریں گے لوگ

فتنہ زمین و زر کا یہ پیدا کریں گے لوگ

حتیٰ علی الصلوٰۃ کی نہ راہ پائیں گے
حتیٰ علی الفلاح پہ مسجد نہ جائیں گے

ہوگی شراب نوشی بھی کثرت سے ہر جگہ
ہوگی زنا کی رسم مہارت سے ہر جگہ

سردار بھی بنے گا منافق جہان میں
چرواہے بھی کریں گے تفاخر ہر آن میں

برسات کے بھی پانی میں ہوں گی نہ برکتیں
دہشت کا راج ہو گا بڑھیں گی شرارتیں

پرہیزگاری ہو گی تصنع، بناوٹی
سب لوگ ایسے ہوں گے کہ تہہ جیسے کائی کی

عریانی ہے حیائی کا بازار ہو گا گرم
ذلت مکی ہر کمائی کا بازار ہو گا گرم

ایسا زمانہ ہو گا کہ اپنوں سے دشمنی
کرتے پھریں گے لوگ بیگانوں سے دوستی

محراب خوب سنوریں گی دل ہوں گے بیابان
آباد جنگلوں کو کریں، شہروں کو ویران

ہو گا رذیل لوگوں کے ہاتھوں میں علم آہ!
کثرت سے پھر ملیں گے یہاں جھوٹ کے گواہ

آلاتِ گیت و ساز سے گونجیں گے بام و در
سُر تال کی دھنوں پہ جنیں گے یہ سر بسر

ہو گا ظہور مہدی ؑ کا وہ ہوں گے حکمراں
عالم پہ تان دیں گے وہ رحمت کا سائبان

ہوگا نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عالم میں جس گھڑی
لگ جائے گی جہان میں رحمت کی پھر جھڑی

یا جوج ہیں ماجوج تباہی کے نشانات

ہر ایک تباہی سے بچا رہے کائنات

حبشی وہ چھوٹی پنڈلیوں والا گرائے گا

دیوارِ کعبہ جب تو یہ دل منہ کو آئے گا

دجال کے ستم سے چھڑانا مرے خدا

دُخان کے بھی شر سے بچانا مرے خدا

عبدالکریم، فیض اویسی کی صحبتیں

لائیں ہیں رنگ کیسا محمدؐ کی محنتیں

اشرار پہ ہی ہوگی قیامت نہ خوف کر

کر تو عملِ خلوص سے اے پیارے اُجاگر

کرتا ہوں ختمِ آخری آیت پہ اُجاگر

لے کر چلے گی آگ دھکیلے ہوئے محشر



قطعاً تاریخ

جو تھے لاریب بحر علم و عرفان
 خدائے پاک کا تھا اُن پہ احساں
 نہایت جامعیت سے نمایاں
 کرے حاصل یہ برزنجی کا فیضان
 کیا ہے ترجمہ خوب و درخشاں
 وہ اقلیم نگارش کے ہیں سلطان
 قراجم اُن کے ہیں مشہورِ دوراں
 جہاں کے دیدہ ور ہیں جن پہ حیراں
 اُنہی کی شانِ والا کے تھا شایاں
 رکھے تا دیر یونہی گوہر افشاں
 مقامِ علم ہے جن کا نمایاں
 ہوا ہے خوبصورت یہ گلستاں
 جزا دے اس کو اُس کو رب رحماں
 جو نیکی میں سدا رہتے ہیں کوشاں
 اشاعت سے اسے گلزارِ خوباں
 یہ ہیں اسلام کے خدامِ ذی شہاں
 خدا اُن کا ہمیشہ ہو نگہباں
 دُعاؤں سے نوازیں اہلِ ایماں
 شفیعِ عاصیاں، شاہِ رسولان

یہ ہے علامہ برزنجی کی تصنیف
 معارف کا، حقائق کا سمندر
 قیامت کی علامات اس میں کی ہیں
 ضرورت تھی کہ اُردو دان طبقہ
 ایسی قبلہ فیض احمد نے اس کا
 وہ ہیں شاہِ جہانِ علم و تحقیق
 تصانیف اُن کی ہیں معروفِ عالم
 کئے پہلے بھی ایسے کام اُنہوں نے
 اہم یہ کارِ تحقیق و تدبیر
 خدائے پاک حضرت کے قلم کو
 نظر ثانی ہے علامہ عطا کی
 کریم القادری کی سعی سے بھی
 اُجاگر نے کیا اس کو اُجاگر
 کیا مقصود صوفی نے تعاون
 عطاری، سبزواری نے بنایا
 خدا رکھے سلامت ان کو تا دیر
 وہ جو خدمتِ دین نبی ہیں
 لکھا ہے قطعاً تاریخ میں نے
 قیامت میں کریں میری شفاعت

یہ ہے ایسی کتابِ حق نما جو کبھی ہوگی نہ زیبِ طاقِ نسیاں
کتاب آگہی اور کی تاریخ
کہی طارق نے ”زینا باغِ عرفاں“

۱۳۲۲ھ

”انہی کے کام ہیں یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد“
کہی ہے جس نے بھی یہ بات، ہے دُرست و بجا

اہم ترین کُتب کر رہے ہیں شائع وہ
یہ حوصلہ ہے عطاری و سبزواری کا

کچھ عرصہ پیش تر ”احوالِ آخرت“ چھاپی
بہت زیادہ جہاں میں جسے سراہا گیا

مقامِ خاص کی حامل ہے یہ کتابِ جلیل
خدا کے فضل سے اک اور شاہکار چھپا

یہ ہے مفید و مبارک کتابِ برزنجی
کیا جناب اویسی نے ترجمہ اس کا

ہلند اس کا رکھا ہر لحاظ سے معیار
انہوں نے اس کی طباعت پہ خوب خرچ کیا

جو قدر دان ہیں، تحسین وہ کریں گے ضرور
کرنے گا اس کی ستائش جہانِ علم و ہدا

خُدائے پاک کی توفیق سے ہوا ممکن
یہ کارنامہ ہے دراصل کارنامہ بڑا

جنہوں نے اس کی اشاعت میں لی ہے دلچسپی
ضرور اُن کو کریمین سے ملے گی جزا

مجھے تھی فکر طباعت کے سال کی طارق
کہا سرورش نے ”زیبا کتاب فیض نما“

۱۴۲۳ھ



84920

پیش لفظ

از

مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی صاحب

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
 کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
 لِلّٰہِ اُتْھَاوْ رُخِ رُوشنِ سِے نِقَابِ
 مولیٰ! مری آتی ہوئی شامت ٹل جائے

دنیا میں ہر ابتداء کی انتہاء ہے..... اور ہر انتہاء کی ابتداء..... ہر آغاز کا انجام ہے.....
 اور ہر انجام کا آغاز..... اے انسانو! اے آسمانِ دنیا کے ستارو..... اے بہارِ تخلیق کے دل
 کش بیل بوٹو!..... اے محبت و عشق کے راز دارو..... اے جذبات کی اُٹتی مَو جو!..... اے
 خیالات کے برستے بادلو!..... اے احساسات کی تڑپتی لہرو!..... اے افکار کے اُبلتے ہوئے
 چشمو!..... اے جہانِ نو کے معمارو!..... اے کائناتِ ارضی کے غوطہ خورو!..... اے کائناتِ
 سماوی کے شاہینو!..... اے شہروں اور بازاروں کی رونقو!..... اے شہروں اور ملکوں کی
 بہارو!..... ذرا آنکھیں کھولو!..... دیکھو دیکھو دنیا کا رنگ بدلنے والا ہے..... وہ ہونے والا
 ہے جو آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا..... جو عقل نے کبھی نہ سوچا..... جو دل نے کبھی محسوس نہ
 کیا..... دنیا کا نقشہ بدل جائے گا..... بڑا عظیم مٹ جائیں گے..... دنیا کے سارے ممالک
 خواب و خیال بن جائیں گے..... شہروں کا نام و نشان نہ رہے گا..... گلی کوچے در بدر
 ہو جائیں گے..... بستیاں اُجڑ جائیں گی..... محلات ویران ہو جائیں گے..... شجر و حجر تمام
 جانور فنا ہو جائیں گے..... ایک آسمان ہوگا، ایک زمین، ایک مخلوق، وطنیت و صوبائیت کا

تصور وہم و خیال بن جائے گا..... سب زبانیں ایک زبان میں گم ہو کر لسانیت کے عفریت کو پامال کر دیں گی..... سب خیال، ایک خیال میں سمٹ جائیں گے..... حاکم و محکوم ایک ہو جائیں گے..... آواز آئے گی..... ”آج کس کی بادشاہت ہے؟“..... کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا..... پوچھنے والا خود ہی کہے گا ”آج اُس غالب اللہ کی بادشاہت ہے“..... بساطِ زمین پر سب بادشاہوں نے کھیل کھیلا مگر آج سب کھیل چوہٹ ہو گئے..... ساری بساطیں اُلٹ گئیں..... ایک ہنگامہ دار و گیر ہے جہاں نہ بادشاہ، بادشاہ معلوم ہوتا ہے..... نہ رعایا، رعایا نظر آتی ہے..... سب کو اپنی اپنی پڑی ہے..... کیسی بادشاہت، کس کی بادشاہت؟ کیسی حکمرانی، کس کی حکمرانی؟..... آج وہ رعب و دہد بہ کیا ہوا؟..... آج وہ ہمہ تنہ اور طظنہ کہاں گیا؟..... حیف شرمساری سی شرمساری ہے! گھٹنے ٹکے ہوئے ہیں..... سر جھکے ہوئے ہیں..... اشک رواں ہیں..... دم گھٹ رہا ہے..... سینہ پھٹ رہا ہے..... کہاں جائیں، کس کو بلائیں؟..... رفیق و دمساز کہاں گئے؟..... دوست و ہوا خواہ کیا ہوئے؟..... اللہ اللہ! اتنے اثر دہا میں..... اتنی بھیڑ بھاڑ میں بھی تنہائی کا احساس کھائے جاتا ہے..... کوئی کسی کا نہیں، سب کو اپنی اپنی پڑی ہے..... مگر ہاں ایک ایسا ہے جس کو دنیا میں بھی اپنی فکر نہ تھی، دوسروں کی فکر تھی..... آخرت میں بھی اپنی فکر نہیں، دوسروں کی فکر ہے..... اللہ رے اُس کی درد مندی و غم خواری!..... اللہ رے اُس کے ہوش و حواس!..... سب کی نگاہیں اُس کی طرف..... اُس کی نگاہ اللہ کی طرف..... مقدمہ پیش ہے..... مجرم کھڑے ہیں..... ایک ایک کر کے بخشے جا رہے ہیں..... کوئی بھی نہ چھوڑا..... آخری جانے والا بھی نظروں میں ہے..... کوئی محروم نہیں..... اللہ اکبر! امت کی حفاظت و پاسداری!..... اے حریم عشق کے مسند نشین! تجھ پر کروڑوں درود و سلام!..... کائنات کی وسعتوں میں ہم کیا ہیں؟..... کچھ بھی تو نہیں..... باتیں ایسی کرتے ہیں، دعوے ایسے کرتے ہیں، جیسے سب کچھ ہم ہی ہیں..... ایک ذرا سے طوفان سے، ایک ذرا سے زلزلے سے، ایک ذرا سے سیلاب سے ہماری بنیادیں ہلنے لگتی ہیں..... گھبرا جاتے ہیں..... خود کو بے دست و پا محسوس کرتے ہیں..... افسوس کیسے کمزور اور بودے ہیں ہم!..... طوفانوں، زلزلوں، سیلابوں کو چھوڑیے..... ہر

رات ہم پر ایک قیامت گذرتی ہے..... ہم سو جاتے ہیں..... وقت کا بادشاہ، فرعونِ وقت بھی اپنے بستر پر اس طرح پڑا ہوتا ہے کہ شیر خوار بچہ بھی کیا ہوگا!..... جب صبح ہو جاتی ہے، یہ قیامت گذر جاتی ہے پھر وہی بلند بانگ دعویٰ!..... پھر وہی نافرمانیاں..... یہ تماشا روز ہوتا ہے..... یہ قیامت روز گذرتی ہے مگر ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں..... نہ معلوم کب کھلیں گی!..... کسی کو دیکھیں نہ دیکھیں، اپنے وجود ہی کو دیکھ لیں تو آنکھیں کھل جائیں..... ہمارے خالق و مالک نے ہمارے وجود کی تاریخ کو چند آیتوں میں سمو کر رکھ دیا.....

❁ پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا۔

❁ پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر پرکھا

❁ پھر اسے راستہ آسان کیا۔

❁ پھر اسے موت دی۔

❁ پھر قبر میں رکھوایا۔

❁ پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔ (پ ۳۰، جس آیت ۱۹، ۲۲)

بے شک جو کچھ کہا سچ کہا..... ہم کو بنایا، زندگی دی..... دولتِ بہادی..... ماہ و سال کا حساب دینا ہوگا..... شب و روز کا حساب دینا ہوگا..... ایک ایک گھڑی، ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہوگا..... اب جس طرح چاہے، زندگی بسر کرو..... ہم نے صراطِ مستقیم دکھادی، اس پر چلو یا من مانی کرو..... قیامت تک کیلئے تم کو چھوٹ ہے..... پھر جب پکڑیں گے تو تم کو کوئی نہ چھڑا سکے گا..... الا ماشاء اللہ.....

پیش نظر کتاب کا موضوع امورِ غیبیہ کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکتشافات و اطلاعات ہیں..... ان اکتشافات کا تعلق ظاہر سے نہیں، باطن سے ہے..... عقل سے نہیں عشق سے ہے..... وہ عشق کہ سراپا حضور ہے..... وہ عشق کہ ”پنہاں جواب“ ہے..... وہ عشق کہ ”سراپا یقین“ ہے..... وہ عشق کہ ”ام الکتاب“ ہے۔

انسان جتنا بلند ہوتا ہے، نظر اتنی ہی وسیع ہوتی چلی جاتی ہے..... فضاؤں میں سفر کرنے والوں پر یہ راز کھل چکا ہے..... چاند پر قدم رکھنے والوں نے اس دنیا کو ایک طباق

کی شکل میں مشاہدہ کیا..... اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق صادق نے صدیوں پہلے کائنات کو رائے کے دانے کی طرح ملاحظہ فرمایا، جن کو دنیا غوث اعظم کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا
كَغَرْدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

(قصیدہ غوثیہ)

”میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کے طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے۔“

تو پھر اس کئی بلندیوں کا کیا عالم ہوگا جس کو خود نظر دینے والا بلند کرے.....

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (پ ۳۰ اَلَمْ نَشْرَحْ آيَاتِ ۴)

”اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“

ذکر جہی بلند ہوتا ہے جب انسان خود بلند ہوتا ہے اور جب بلند نہ ہو بلکہ خود بلند کیا جائے تو پھر کیوں نہ زمین و آسمان کی ہر شے اور ہر حادثہ اس کی نگاہوں کے سامنے ٹگینے کی طرح چمکنے لگے؟..... جس طرح گھروں میں بیٹھنے والے، فضائی مسافروں کی نظر تک نہیں پہنچ سکتے اور جس طرح جاہل و آن پڑھ، پڑھے لکھوں کی آنکھ نہیں لاسکتے۔ اسی طرح پڑھے لکھے ان کی نگاہ نہیں پاسکتے جو فیض سخاوی سے براہ راست مستفیض ہو رہے ہیں..... مگر افسوس محروم الٹی سیدھی دلیلوں سے اپنی محرومی کا حال چھپاتے ہیں اور اس طرح اپنے قلب و نظر کو بھی رسوا کرتے ہیں۔

ذرا غور تو کیجئے! ایک عام سیات دان اور سربراہ مملکت کی قدر و منزلت اس علیت اور بصیرت کی وجہ سے ہوتی ہے جو وہ عالمی حالات اور تاریخی حادثات کی روشنی میں حاصل کرتا ہے اور جس کے طفیل وہ اپنے زمانے سے چالیس پچاس برس آگے دیکھنے لگتا ہے اور اکثر ایسے صاحب بصیرت کا کہا سچ ثابت ہوا ہے..... لیکن جس انسان نے بظاہر عالمی حالات اور تاریخی حوادث کا مطالعہ نہ کیا ہو..... دوزدراز کے سفر بھی نہ کیے ہوں..... دنیا کے

امیروں اور بادشاہوں سے بھی نہ ملا ہو..... لکھا پڑھا بھی نہ ہو..... پھر اس کو رہبر عالم بنا کر پیش کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جائے کہ یہ کچھ نہیں جانتا..... اس کو ذرا بصیرت نہیں..... معاذ اللہ..... تو بتائیے اس کی طرف کون متوجہ ہوگا اور کیسے اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرے گا؟..... ہاں جب آپ یہ کہیں گے کہ بیشک اس نے تاریخ عالم کا مطالعہ نہیں کیا..... اس نے دنیا نہیں دیکھی..... لکھا پڑھا بھی نہیں..... لیکن وہ کچھ بتا رہا ہے جو کسی دوسرے نے نہیں بتایا..... وہ کچھ دکھا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ دکھایا..... وہ کچھ سنا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ سنایا..... بلاشبہ اب لوگ اس کی طرف دوڑ پڑیں گے..... اس کو اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کریں گے۔

تو آئیے، دیکھئے خالق عالم اُس رہبر عالم ﷺ کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے؟
 وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ (پ ۲، البقرة آیت ۱۵۱)
 ”اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔“

(اے دنیا والو! ہمارا محبوب) تم کو وہ کچھ بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں اس کی خبر بھی

نہ تھی.....

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَمْ يُعَلِّمْ۔ (پ ۳۰، العلق آیت ۴، ۵)
 ”قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔“

کچھ امورِ غیبیہ کی ”اطلاع“ دی جاتی ہے اور کس شان سے؟.....

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطَّلِعَ عَلَيْكَ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ (پ ۲، آل عمران، آیت ۱۷۹)

”اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ

چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔“

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ۔

(پ ۲۹، الحج آیت ۲۷، ۲۸)

”غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ

رسولوں کے۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ۔ (پ ۱۲، ہود آیت ۴۹)

”یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔“

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ۔ (پ ۳۰، التکویر آیت ۲۲)

”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔“

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى۔ (پ ۳۰، الضحیٰ آیت ۸)

”اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔“

ایک نئے معنی و مفہوم کے ساتھ اپنے رُخ سے گھونگھٹ اٹھا رہی ہے۔

مگر اس نے تو بجل نہ کیا..... محروموں نے لینے میں بجل کیا..... اپنا دامن کھینچ لیا..... ایک شور مچایا اور زمین سر پر اٹھائی..... ”غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں“..... غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں جنون دیوانگی نے یہاں تک رسائی کی کہ تار دامن بھی باقی نہ رہا..... لیس تو کس طرح لیس؟..... اللہ اللہ محرومی ہی محرومی ہے!..... اور یہ دیوانگی اب تک نہ گئی اور یہ داغ محرومی تک نہ دھویا..... جرأت دیکھئے کہ عالمی سطح پر وہ گل کھلایا کہ عقل دنگ ہے..... چند سالوں کی بات ہے، غالباً 4 اپریل 1976ء کو اسلامی عالمی میلہ میں رائل البرٹ ہال، لندن میں ایک مجلس مذاکرہ میں پاکستان کے ایک مشہور عالم کا مقالہ پڑھا گیا..... دروغ برگردن اخبار جنگ (7 اپریل 1976ء)..... سرکارِ دو عالم ﷺ کیلئے اس مقالے میں کہا گیا ہے۔

”نہ ہی وہ نامعلوم علم کا دعویٰ رکھتے تھے۔“

جب قرآن کہتا ہے کہ ہم نے ”نامعلوم“ علم دیا تو جھٹلانے والے کیوں جھٹلائیں؟.....

دیکھو! حضرت یعقوب علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں.....

إِلَى اللَّهِ وَاعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ (پ ۱۳، یوسف آیت ۸۶)

”اور مجھے اللہ کی وہ شائیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔“

وَأِنَّ لَدُوْهُ عِلْمٌ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

(پ ۱۳، یوسف آیت ۶۸)

”اور بیشک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

اللہ اکبر! وہ عالم الغیب بے خبروں کا حال بھی خود بیان فرما رہا ہے..... ہاں یہ وہ ”نامعلوم“ علم ہے جس کو سامنے لایا گیا تو ہزاروں کی آنکھیں کھل گئیں اور لاکھوں گرویدہ و وارفتہ ہو گئے..... اور یہی وہ نامعلوم ہے جس کو آج بھی سامنے لایا گیا تو ہزاروں، لاکھوں مشرف باسلام ہو سکتے ہیں..... رسول کریم ﷺ کو عام انسان کے روپ میں پیش کرنا پہلے اتنا خطرناک نہ تھا جتنا آج خطرناک ہے..... دیکھئے اس کے رسول خود کہہ رہے ہیں:

إِن نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَيَّ مِنْ يَشَاءُ۔ (پ ۱۳، ابراہیم آیت ۱۱)

”ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔“

تو بھلا محبوب اور مردود یکساں کیسے ہو سکتے ہیں؟..... الماس اور پتھر فطرتاً ایک ہوتے ہوئے بھی ایک نہیں..... یہ تو برگزیدگان الہی ہیں..... ان کا تو پوچھنا ہی کیا!..... لیکن پھر بھی تم یہ کہتے ہو کہ وہ عام انسان تھا اور وہ ”نامعلوم“ علم نہ رکھتا تھا تو جو کچھ ہم سن رہے ہیں..... پھر یہ کیا ہے؟ دیکھئے کس شان اور یقین کے ساتھ اعلان فرما رہا ہے۔ ”قیامت سے قبل ان امورِ عظیمہ کو دیکھ لو گے جو کبھی نہ دیکھے اور نہ سوچے۔“ (الفتن)

یہی نہیں بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے ان امورِ عظیمہ کو ایک ایک کر کے بیان فرما رہا ہے۔

تو ذرا بتاؤ تو سہی ان باتوں کی خبریں دینے والا کس جہاں سے خبریں لا رہا ہے؟..... اور کس جہاں کی خبر دے رہا ہے..... ایک خبر نہیں..... اور ایک طرح کی خبریں نہیں..... طرح طرح کی خبریں..... مذہبی و اخلاقی..... تعلیمی و تدریسی..... تہذیبی و معاشرتی..... سائنسی و تکنیکی..... تجارتی و اقتصادی..... معدنیاتی و زراعتی..... سیاسی و ملکی..... طبی و معالجاتی..... خبریں ہی خبریں..... آئیے ذرا اس ”غیبی خبرنامہ“ کو ایک نظر ملاحظہ کیجئے..... پھر بتائیے کہ یہ خبریں دینے والا ”نامعلوم“ کا علم رکھتا ہے یا نہیں؟

قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ۔ (پ ۷، الانعام آیت ۱۰۴)

”تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے بُرے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔“

مذہبی و اخلاقی:

- 1- مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا۔
- 2- قاریوں کی کثرت ہوگی، حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے۔
- 3- علماء و فقہاء کی قلت ہوگی۔
- 4- شریر فقہاء ہوں گے۔
- 5- متقی مفتی ایسا عنقا ہو جائے گا کہ موٹا تازہ انسان ڈھونڈتے ڈھونڈتے دُبلتا ہو جائے گا مگر پھر بھی نہ پائے گا۔
- 6- ہزاروں نماز پڑھیں گے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوگا۔
- 7- قرآن کریم کو عار سمجھا جائے گا۔
- 8- اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔ (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغربی قومیں قرآن و حدیث، تاریخ و سیر و غیرہ پر بہت مفید کام کر رہی ہیں اور ایسے لوگ دین کے کام کر رہے ہیں جو بظاہر بے دین معلوم ہوتے ہیں۔)
- 9- صرف جان پہچان والے سے علیک سلیک ہوگی۔
- 10- بے حیائی، بدزبانی عام ہوگی۔
- 11- بُرے ہمسائے ہوں گے۔
- 12- رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔
- 13- عورتیں باغی ہو جائیں گی اور مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے۔
- 14- چھوٹوں کی خوب دیکھ بھال ہوگی اور بزرگوں کو نظر انداز کر دیا جائے گا (ترقی یافتہ ممالک میں بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے، حکومت ان کی خبر گیری کرتی ہے، ان کی اپنی اولاد پوچھتی تک نہیں)

15- زنا کاری سے شرم نہ رہے گی (ترقی یافتہ ممالک میں یہ عام ہے، سب کے سامنے کوئی حیا نہیں)

16- اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے، چھیڑنے والا ہنسے گا تو اس کے ساتھ اس کے سارے ساتھی ہنسیں گے (بڑے شہروں میں یہ وبا عام ہے، آج ہم خود دیکھ رہے ہیں)

17- عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی (مغرب و مشرق میں یہ وبا عام ہے)

18- سچا دوست اور مال حلال عنقا ہو جائے گا۔

تعلیمی و تدریسی:

1- علم عام ہوگا۔ مرد، عورت بچہ، غلام، آزاد سب پڑھیں گے۔

تہذیبی و معاشرتی:

1- عورتیں ملبوس ہو کر بھی عریاں ہوں گی۔

2- سروں پر کوہان نمائشے (یعنی ہیٹ یا اس قسم کی ٹوپی، بالوں کے کوہان نما اسٹائل) ہوگی۔

3- عورتیں اتر کر چلیں گی۔

4- مرد، عورتوں سے مشابہت پیدا کریں گے اور عورت مردوں سے۔

5- سروں پر گانے بچ رہے ہوں گے۔

6- لوگ بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رائیں نظر آئیں گی۔ (یعنی عورتیں

اسکرٹ پہنیں گی اور مرد بن کر تنگ پتلونیں وغیرہ)

7- داڑھیاں صاف کی جائیں گی۔

8- خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنیں گے اور انہیں خوب چمکائیں گے۔

9- مرد زینت کریں گے۔

10- طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پیئیں گے، وضع وضع کے

کپڑے پہنیں گے اور چکنی چمڑی باتیں کریں گے..... یہ امت کے شریر لوگ ہوں

گے۔ (اللہ اکبر! جن کو ہم شریف اور ترقی یافتہ سمجھتے ہیں وہی شریر نکلے)

سائنسی و تکنیکی:

- 1- کجاووں کی مانند سواریاں ہوں گی (یعنی موٹریں، ٹرک، بسیں وغیرہ)
- 2- زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی (یعنی جدید قسم کے ذریعہ ابلاغ تار، ٹیلی فون وغیرہ اور ذرائع حمل و نقل موٹر، ریل، جہاز وغیرہ ایجاد ہوں گے جن کی وجہ سے مکان و زمان کے فاصلے کم ہو جائیں گے)
- 3- سال مہینہ ہو جائے گا، مہینہ جمعہ، جمعہ ایک دن اور دن ایک ساعت۔
- 4- قلم ظاہر ہوگا (اس ارشاد میں فونٹین پین، پنسل، ٹائپ رائٹر، پرنٹنگ پریس وغیرہ سب ہی آگئے)
- 5- جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور وہ کچھ سنا دے گا جو اس کے پس غیبت گھر میں ہوتا رہا (ٹیپ ریکارڈ اور اسی قسم کے جدید آلات کی طرف صریح اشارہ ہے)
- 6- ایک شہر کا تاجر دوسرے شہر کے تاجر سے مشورہ کرے گا۔ (ٹیلی فون کی طرف واضح اشارہ ہے، آج کل اسی کے ذریعہ شہر شہر بلکہ ملک ملک کے تاجر باہمی مشورہ کرتے ہیں)

تجارتی و اقتصادی:

- 1- تجارت عام ہوگی۔
- 2- دولت کی ریل پیل ہوگی۔
- 3- مرد و عورت مل کر تجارت کریں گے۔
- 4- سود سے کوئی نہ بچے گا، جو بچے گا اس کو غبارِ سود ضرور پہنچے گا۔
- 5- فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا (پٹرول کو "کالاسونا" کہا جاتا ہے اس کے بیشمار ذخیرے اس علاقے میں نکلے ہیں)
- 6- فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا تو لوگ اس کے بارے میں سن کر ادھر جائیں گے، جس کے قبضے میں وہ ہوگا وہ کہے گا کہ اگر ہم دوسرے لوگوں کو اس کے لینے کی اجازت دیں گے تو وہ سب کا سب لے جائیں گے، اس پر لوگ قتل کیے جائیں گے۔

(تیل کا موجودہ عالمی بحران عراق پر یہود و نصاریٰ کا قبضہ ایران و شام کے خلاف سازشیں تاکہ مسلم اقوام تیل کو بطور ہتھیار استعمال نہ کریں اور مختلف اقوام کی اس مسئلے پر باہمی کشمکش اس پر گواہ ہے)

7- بہت سی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں کا قبضہ ہوگا۔ (چنانچہ زیادہ تر کانیں دشمنانِ خدا و رسول اور غارت گر نوع انسان کے قبضے میں ہیں)۔

سیاسی و ملکی:

1- مسلمان، مسلمان کو قتل کریں گے، اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے (مسلمان، مسلمان کو تو روزِ اوّل سے قتل کر رہے ہیں مگر بت کے پجاریوں والی بات اس وقت سامنے آئی جب تحریکِ آزادی ہند میں، بعض مسلمانوں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر بت پرستوں سے دوستی کی اور پھر بنگلہ دیش کی تحریک کے موقع پر یہ بھی دیکھ لیا کہ مسلمان نے مسلمان کو قتل کیا ہے اور بت کے پجاریوں کو دعوت بھی دی گئی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

2- کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے، کچھ قبیلے بتوں کی پوجا شروع کر دیں گے۔
3- یہ لوگ اسلام سے ایسے گزر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے (پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو لوگ قوم پرستی یا صوبہ پرستی اور آثار پرستی کی دعوت دیتے ہیں وہ اسلام سے اسی طرح دور ہیں جیسے تیر نشان سے خطا ہو کے دور جا پڑتا ہے۔
4- جہاد کا بس غل شور ہوگا (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں عالمِ اسلام کے اہم معاملات احتجاجوں، ہڑتالوں، قراردادوں کی نذر ہو جاتے ہیں)

5- خائن کو امین بنایا جائے گا۔

6- حاکم بد عمل و بد کردار ہوں گے۔

طبی و معالجاتی:

1- فحش کاری سے نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی۔ (مثلاً ایڈز، کینسر، شوگر وغیرہ)

2- لوگ اچانک مریں گے۔

3- فالج اور حرکتِ قلب بند ہونا عام ہو جائے گا۔

یہ ”غیبی خبرنامہ“ آپ نے ملاحظہ فرمایا؟..... اور دیکھا کہ کیسی کیسی نامعلوم خبریں ہیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور نقشِ عبرت بنے ہوئے ہیں..... ایسی بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں جو اس کتاب میں بکھری پڑی ہیں..... آئیے مطالعہ کیجئے اور ایمان و یقین کو تازہ کیجئے۔

الاشاعة لاشراط الساعة کاسب سے پہلا اردو ترجمہ ”قیامت کی نشانیاں“ آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ کتاب عربی زبان میں تقریباً ساڑھے تین سو (350) سال قبل تحریر کی گئی اس کے مصنف دنیائے عرب کے نامور عالم دین خاندان برزنجیہ کے علمی و روحانی چشم و چراغ حضرت علامہ شیخ سید محمد بن عبدالرسول حسینی برزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1103ھ ہیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اہلسنت کا عظیم مصنف۔

سر پر امام اہل قلم کا سجا ہے تاج

طرزِ بیان میں کلکہ رضا کا ہے بانگین

کیا شانِ فضل حضرت غوث الوریٰ سے ہے

ظاہر یہ حسن تیرے قلم کی ادا سے ہے

شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد

ماتہ حاضرہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الباری المتوفی 1340ھ کی اعتقادی خدمات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے ساری زندگی جہاد بالقلم میں گزاری۔ آپ نے بیشمار موضوعات پر ایک ہزار سے زائد رسائل و کتب کا گراں بہا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اسے انتہا تک پہنچایا آپ کی

نگارشات اہلسنت کے لیے کافی ودانی ہیں چونکہ زبان عالمانہ اور انداز محققانہ ہے اس لیے آپ

کی تحریر اکثر و بیشتر عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تقریباً تمام تصانیف کے نام ایسے عالمانہ اور تاریخی

ہیں کہ نام پڑھتے ہیں کتاب کا نفس مضمون اور مصنف کا موقف بھی واضح ہو جاتا ہے۔ ایک محقق

کا کہنا ہے کہ ”اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سوچ سمجھ کر اہل علم کو اپنا مخاطب بنایا تھا تا کہ علماء و فضلاء

کے اذہان کو متاثر کر کے ان کے ذریعے سے ذہنی و فکری انقلاب کی بنیاد رکھی جائے۔“

لٹریچر کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ فروغِ اہلسنت کیلئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک دس (10) نکاتی پروگرام دیا ہے اس میں کتب و رسائل کی اشاعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

✽ حمایتِ مذہب و ردِ بد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے

جائیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 12، مطبوعہ بمبئی صفحہ 133)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رفقاء خلفاء تلامذہ اور فیض یافتہ علمائے کرام نے ان نکات کی روشنی میں مفید لٹریچر عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ان ہی میں سے ایک نام مفسر قرآن، مفکر اسلام، فیض ملت، محدث بہاولپوری حضرت علامہ مولانا الحاج ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، پنجاب) کا ہے، آپ اہلسنت کے نامور عالم دین ہیں، آپ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید، حضرت خواجہ محمد الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 1402ھ / 1918ء کے نامور خلیفہ ہیں، پہلے حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں تدریس کا آغاز فرمایا پھر بہاولپور میں آپ نے ”جامعہ اویسیہ رضویہ“ قائم فرمایا جہاں تاحال اشاعتِ دین کا مقدس پروگرام جاری ہے اور بیشمار آپ کے تلامذہ اندرون ملک و بیرون ملک کئی مدارس چلا رہے ہیں، تدریس کے علاوہ آپ ملکی سیاست سے بھی گہرا شغف رکھتے ہیں۔ مملکتِ خداداد پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے سلسلے میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔

فاضل نبیل مولانا ابوالصالح الحاج محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ جہاں ایک فاضل مدرس ہیں وہاں تحریر میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ ایامِ طالب علمی سے لکھ رہے ہیں مسلسل لکھ رہے ہیں، لکھتے لکھتے تھکتے نہیں، خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سماتے، جہاد بالقلم سے سرشار ہیں، نہ ان کو صلہ کی پرواہ ہے اور نہ ستائش کی تمنا، خود فرماتے ہیں:

”غیر مطبوعہ رسائل و کتب شائع کرنے والوں سے کوئی کمیشن یا فیس کا مطالبہ نہیں جو چاہے شائع فرمائے۔ فقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ مسودہ روانہ کیا جاسکے۔“

(علم کے موتی صفحہ 7، مطبوعہ فیض رضا پبلی کیشنز، کراچی)

علماء اور اہل فکر و دانش کیلئے ضروری اور بنیادی دینی لٹریچر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فراہم کر دیا تھا اس کے بعد لٹریچر کے سلسلے میں عامۃ الناس کو مخاطب بنانے والی اور متاثر کرنے والی کتابوں کی شدید ضرورت تھی اگرچہ علماء کرام نے اس کمی کو دور کرنے کی سعی کی لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ”ذخیرۃ بے بہا“ فراہم نہ کیا جاسکا۔ اس کمی کو دور کرنے کیلئے فیضِ ملت شیخ التفسیر والحدیث بحر العلوم علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی میدانِ عمل میں آئے اور عوام الناس کے حلقوں کیلئے اور م پڑھے لکھے لوگوں کیلئے آسان عام فہم لٹریچر مہیا کرنا شروع کر دیا۔ تصانیف کے نام بھی عام فہم اور آسان ہیں خود لکھتے ہیں:

”فقیر نے عربی اور طویل نام لکھنا چھوڑ دیا، اگرچہ اس سے اہل علم کو کوفت ہوتی ہے اور فقیر کی تحقیر بھی ہوتی ہے لیکن مجبوری ہے کہ عوام سے واسطہ ہے۔“ (ایضاً)

ماضی قریب میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو یہ انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار تصانیف یا دگار چھوڑی ہیں عصر حاضر میں آپ کے شفتہ و فریقۃ فیض العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے تین ہزار سے زائد تصانیف صفحہ قرطاس پر لا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی

سب اُن سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ

خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

عامۃ المسلمین کی اعتقادی و عملی تربیت کیلئے دینی لٹریچر کا بکثرت ہونا از حد ضروری ہے فیضِ ملت علامہ اویسی قبلہ نے ہر موضوع پر خوب لکھا ہے نہایت مشکل مضامین و مطالب کو نہایت آسان اور واضح اور عام فہم بنا دیا ہے۔ ہر موضوع پر قرآنی آیات و تفاسیر اور

احادیث مبارکہ اور اقوال اکابرین سے بیشمار حوالے پیش کیے ہیں۔
فیض مجسم علامہ فیض احمد اویسی قبلہ کی تالیفات کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ فخر کون و مکاں ﷺ کی غلامی اور اتباع رسولِ مقبول ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

زیر نظر کتاب منتطاب و لا جواب آپ کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دورانِ ترجمہ بعض اہم مقام پر تبصرہ اویسی غفرلہ کے عنوان سے مفید حواشی قارئین کرام کی رہنمائی کریں گے جہاں مصنف نے اس کتاب میں قیامت کی نشانیاں اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ جس طرح تسبیح کے دانہ ایک کے بعد دوسری چھوٹی بڑی نشانیاں جو احادیث کی کتب میں متفرق مقام پر پھیلی ہوئی ہیں وہ تقریباً تمام کی تمام یہاں یکجا ہیں انہیں پڑھتے جائیں اپنے ایمان کو تازہ کریں، پیارے مصطفیٰ ﷺ کے علم غیب پر پختہ یقین رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خوابِ غفلت سے بیدار کریں اپنے آپ کو آخرت سنوارنے والے عمل پر کمر بستہ کر لیں یہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز ہے۔

قارئین کرام! دورانِ مطالعہ اصل عربی کا ترجمہ آپ مطالعہ فرمائیں گے اور جہاں اضافی مضمون درمیان میں آئے گا اُس کا آغاز تبصرہ اویسی کے عنوان سے ہوگا۔ اس کے علاوہ تمام قرآنی آیات کا ترجمہ کنز الایمان (از: امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ المتوفی 1340ھ) سے ماخوذ ہے جو کہ اُردو کے تمام تراجم میں سب سے بہتر اور جامع بلکہ تمام تفاسیر کا نچوڑ ہے اور یوں کہا جائے تو بجا نہ ہوگا کہ ایمان کا خزانہ ہے اور بعض آیات کے تحت تفسیری نوٹ خزائن العرفان (از: صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ المتوفی 1367ھ) اور نور العرفان (از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ الرحمہ المتوفی 1391ھ) سے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ۔

”جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔“

لہذا احقر ان تمام احباب سے اظہارِ تشکر کرتا ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت سے متعلق تمام امور میں میری معاونت فرمائی، بالخصوص وہ علماء کرام جنہوں نے اس کتاب کیلئے اپنی تقریظات اور قیمتی آراء سے ہماری سرپرستی فرمائی۔ نظر ثانی کے فرائض حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی صاحب مدظلہ العالی (مدرس و رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، نور مسجد، کاغذی بازار کراچی) نے سرانجام دیئے ہیں اور بعض مشکل الفاظ کے معنی اور بعض احادیث کی تخریج بھی فرمائی اور وہ تمام معاونین اور قارئین کی جانب سے ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں وہ خود بھی جوان ہیں اور ان کے حوصلے بھی جواں ہیں، ہر وقت اشاعتِ دین اور مطالعہ کتب کے جذبے سے سرشار ہیں، یقیناً یہ خود اور ان کے والدین بھی لائق تقلید ہیں کہ جنہوں نے اس بے راہ روی کے دور میں اپنی اولاد کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ علم و عمل کے زیور سے آراستہ کیا۔ اور پھر ان کے استاد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ العالی صد ہاتھسین و تبریک کے لائق ہیں جن کی تعلیم اور خصوصی توجہ نے انہیں اس مقام تک رسائی میں بڑا کردار ادا کیا۔

اس کتاب کی پروف ریڈنگ مولانا محمد طارق اسماعیل نے فرمائی ہے اور خصوصی تعاون کتاب کے آغاز کے سلسلے میں مولانا محمد بشیر قادری سیلابی ویلفیئر کراچی نے فرمایا، قدم قدم پر مفید مشورے اور رہنمائی صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی صاحب نے فرمائی، اور کیپٹن محمد عثمان یونس قادری عطاری، حاجی محمد ہارون صاحب، حاجی عبدالستار قادری صاحب، حاجی محمد الیاس جت صاحب، حاجی عبدالقادر صاحب (امریکہ) الحاج محمد اشرف قادری (سکھروالے)، الحاج محمد حنیف میمن اختر قادری وغیرہ نے میری اس کام میں معاونت فرمائی۔ جزاک اللہ خیراً۔

میری اللہ تعالیٰ کے دربار گوہر بار میں یہ دعا ہے یا ارحم الراحمین! اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرما، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد سامانِ آخرت جمع کرنے کا جذبہ نصیب فرما، اس کتاب کے مصنف کی قبر انور کو زحمت و رضوان کے پھولوں سے بھر پور فرما، اس

کتاب کے ترجمے کے علم و عمل میں فیض و برکت میں قلم کی جولانیوں میں خوب ترقی اور طویل عمر صحت و عافیت کے ساتھ عطا فرما، ان کو ہر شر، حسد، نظرِ بد، جادو ٹوٹنے اور ظلم سے محفوظ فرما، ان کی جسمانی اور روحانی اولاد کو ان کا صحیح جانشین فرما، اور انہیں ان کے مشن کو آگے بڑھانے اور اس طرح کے علم کے موتی اُمت کو فراہم کرنے کا اخلاص کے ساتھ جذبہ عطا فرما، ان کی ہر نیک خواہش بالخصوص تمام کتب و رسائل کی اشاعت کیلئے اپنے خزانہ غیب سے اہتمام و انصرام فرما۔ ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما، اپنے سوا کسی کا محتاج نہ فرما، درد کی ٹھوکروں سے بچا، عزت کی زندگی اور عزت کی موت عطا فرما، دنیا میں صحت و سلامتی ہمارا مقدر فرما، ہر رنج و الم کو ہم سے دور فرما، قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرما، محشر کی گرمی اور پیاس اور حساب کی سختی سے محفوظ فرما، سیدھے ہاتھ میں نامہ اعمال عطا فرما، الغرض دنیا اور آخرت کی ہر خیر و بھلائی کو ہمارا مقدر فرما، تو ہمارا ہو جا اور ہمیں اپنا بنا لے، اپنے صالحین بندوں میں ہمیں داخل فرما، قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے لواء الحمد کے تلے جگہ عطا فرما، حضور شفیع محشر ﷺ کی شفاعت کبریٰ ہمارے لیے ہمارے والدین اور اہل خانہ اور ہمارے اساتذہ کرام اور پوری اُمت کو نصیب فرما، اس کتاب کو اپنی اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی بارگاہ میں اور تمام لوگوں میں قبولیت عطا فرما، اس کی فیض آفرینیوں کو موثر بنا اور اس کی نشر و اشاعت کو تا قیامت جاری رکھ اور اس کتاب کو میری مغفرت کا وسیلہ اور میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔ (آمین بجاہ سید الامین ﷺ)

اسلام کا ادنیٰ خادم
محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی

12 جمادی الاول 1424ھ

13 جولائی 2003ء

بروز اتوار بعد نماز عصر



قیامت کی نشانیاں

سرماہیہ اہلسنت فاضل جلیل محقق دوراں

حضرت علامہ بدر القادری رضوی اعظمی مصباحی صاحب مدظلہ العالی

(خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ المتوفی 1402ھ، فاضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور، انڈیا،

مدیر اسلاہک اکیڈمی دی ہیگ ہالینڈ)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دور حاضر قیامت کی نشانیوں سے لبریز ہے۔ ہر نیا دن کسی نئی علامت قیامت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس ملت کے حقیقی بھی خواہ رؤف و رحیم نبی و رسول سیدنا محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی حیات ظاہری میں ”دورِ فتن“ کی ہولناکیوں سے فکر مند اور پروردگار ہا کرتے تھے کہ آزمائشوں اور پریشانیوں کے اس ہولناک زمانہ میں میری امت کہیں جادہ حق سے برگشتہ نہ ہو جائے..... آج واقعتاً اسی امت کے افراد اپنے ہی ہاتھوں دین و دیانت کا قتل عام کر رہے ہیں۔ لہذا ضرورت ہے کہ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھائیوں تک رسول اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات پہنچائے جائیں۔ اور ان کی مسئولیت سے آگاہ کیا جائے۔ گویا اے ملت مسلم! ہوشیار۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے

دینی و ملی لحاظ سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے آقا و مولا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور ان کے حقیقی اخلاف کے اضطرابات کو محسوس کریں۔ ایک حدیث پاک میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَائِمًا فِیْ فِکْرٍ مُّتَوَاصِلٍ اِلَیَّ الْاٰخِرَةِ۔

”رسول اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیشہ فکر اور سوچ میں غرق رہتے تھے۔“

یقیناً سرکار صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وہ فکر اور سوچ امت کیلئے تھی۔ امت کا غم ہی حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا

بڑا غم تھا..... آپ ﷺ کی دلجوئی فرمانے والا پروردگار خود اپنے حبیب پاک کو اس قدر فکر و غم امت سے تسلی عنایت فرماتا تھا۔

قرآن مجید میں ہے:

لَعَلَّكَ بِاِخْتِئَابِ نَفْسِكَ الْاَلَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ (پ 19 اشعراء آیت 3)

”کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔“

امت دعوت کے وہ افراد جو آپ کی اسلامی و ایمانی دعوت سے روگردانی کرتے، حضور انور ﷺ اس بات سے اس درجہ کبیدہ خاطر ہوتے کہ زب قدیر ان کی تسلی و تشفی فرماتا۔ دوسری جانب اسلام و ایمان کے دامن میں پناہ گزین ہو جانے والوں کے حق میں سرکار ﷺ کو یہ فکر لاحق ہوتی کہ نئے نئے فتنوں کی کثرت کہیں میری امت کو دین سے غافل نہ کر دے۔ قرب قیامت کے فتنوں سے حضور انور ﷺ اللہ کریم کی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے اس سلسلہ میں آپ نے یہ دعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

”اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں آنے والے ظاہری و باطنی فتنوں سے۔“

ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے کہ عنقریب فتنے رات کی تاریکیوں کی طرح پھیل جائیں گے۔

ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور حرج (قتل) کی فراوانی ہوگی۔

(ترمذی)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ میں کیوں قتل کر رہا

ہوں اور نہ مقتول کو پتہ ہوگا کہ میں کیوں قتل کیا جا رہا ہوں..... قاتل و مقتول دونوں

نار میں ہوں گے۔ (صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 394)

حضرت حذیفہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ ایک روز خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اسی خطبہ میں آپ قیامت

تک ہونے والے واقعات ~~بیان فرماتے~~ ہیں..... سرکار کے بیان فرمودہ واقعات میں

سے جب کوئی واقعہ پیش ہوتا ہے تو میں اسے اس طرح پہچان لیتا ہوں جیسے کوئی انسان کچھ

عرصہ نگاہوں سے اوجھل رہنے کے بعد سامنے آجائے تو اسے شناخت کر لیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 461)

وقوع قیامت سے قبل جن عظیم علامتوں کی پیشین گوئی حضور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

✽ جب تمہارے اہل حکومت بدترین ہو جائیں اور اہل ثروت بخیل ہو جائیں اور سلطنت کے معاملات عورتوں کی مرضی پر غلطے پائیں۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 51)

✽ اقوام کفر تمہیں اپنا لقمہ تر بنانے کیلئے ایک دوسرے کو اس انداز میں بلائیں جیسے دسترخوان پر دعوت دیتے ہیں۔ (ابوداؤد جلد 2 صفحہ 234)

✽ جب اسلام صرف بطور اسم (نام) اور قرآن صرف رسم (تحریر میں) رہ جائے گا، مسجدیں آباد مگر ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء زیر افلاک تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے، فتنے انہی میں بیدار ہوں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 38)

✽ بیت المال کو لوگ اپنی ملکیت، امانت کو غنیمت، زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگیں گے، علم دین حصول دنیا کیلئے حاصل کیا جائے گا مرد بیویوں کے تابع دار ماں کے نافرمان ہوں گے، دوست کو اپنا اور باپ کو غیر سمجھا جائے گا۔ مساجد میں شور و غل ہوگا، فاسق و فاجر قوم کے سردار بنیں گے، انسان کے شر سے ڈر کر اس کی عزت کی جائے گی، ناچنے گانے والی عورت اور باجوں کا رواج ہوگا، لوگ امت کے بزرگوں پر لعنت کریں گے۔

(ترمذی جلد 2 صفحہ 44 وغیرہ)

✽ اہل ایمان اپنے خاندان میں بھیڑ بکری سے کمزور تر اور بے وقار ہو جائے گا، مسجد کی محرابیں آراستہ کی جائیں گی اور دل دین ان ہوں گے، پولیس والوں کی کثرت ہوگی۔ عیب چیں چغل خور اور طعنہ زن زیادہ ہو جائیں گے۔ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 177)

اس باب میں صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ بہتر (72) نشانیاں نہایت اہم ہیں جو قرب قیامت زمانے میں ظاہر ہوں گی۔ مسلمان ان نشانیوں کو نگاہ عبرت سے مطالعہ کریں۔ سطور بالا میں اگرچہ ان علامات میں

سے کئی آچکی ہیں تاہم حدیث پاک کی برکت لینے کی نیت سے ان تمام علامات کا مفہوم لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں:

- 1- لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے۔
- 2- امانت ضائع کریں گے (یعنی امانتوں میں خیانت کرنا عام ہو جائے گا)
- 3- سود کھانے لگیں گے۔
- 4- جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں گے۔
- 5- قتل و خونریزی معمولی بات بن جائے گی۔
- 6- اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔
- 7- دین بیچ کر دنیا خریدیں گے۔
- 8- رشتہ داروں سے بدسلوکی کریں گے۔
- 9- انصاف نایاب ہو جائے گا۔
- 10- جھوٹ سچ بن جائے گا۔
- 11- ریشم کا لباس پہنا جانے لگے گا۔
- 12- ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔
- 13- طلاقوں کی زیادتی ہوگی۔
- 14- اچانک موت عام ہو جائے گی۔
- 15- خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جائے گا۔
- 16- امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا۔
- 17- جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا۔
- 18- سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔
- 19- تہمت لگانا عام ہو جائے گا۔
- 20- بارش ہونے کے باوجود گرمی ہوگی
- 21- خواہش اولاد کے بجائے لوگ اولاد سے نفرت کریں گے۔

- 22- کمینوں کے ٹھاٹھ باٹھ ہوں گے۔
- 23- شریفوں کیلئے زندگی اجیرن ہوگی۔
- 24- اربابِ حکومت و اقتدار جھوٹ کے عادی ہوں گے۔
- 25- امانت دار خیانت کرنے لگیں گے۔
- 26- سردار ظالم بن جائیں گے۔
- 27- عالم اور قاری بدکار ہوں گے۔
- 28- لوگ جانوروں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔
- 29- مگران کے دل مردار سے زیادہ متعفن ہوں گے۔
- 30- ایلوے (ایک کڑوا پھل) سے زیادہ تلخ ہوں گے۔
- 31- سونا عام ہوگا۔
- 32- چاندی کی مانگ ہوگی۔
- 33- گناہ کی کثرت ہوگی۔
- 34- امن کم ہو جائے گا۔
- 35- قرآن مجید کو مزین کیا جائے گا۔
- 36- مساجد میں نفرت و ننگار بنائے جائیں گے۔
- 37- بلند و بالا مینار بنائے جائیں گے۔
- 38- مگر دل ویران ہوں گے۔
- 39- شراب پینا عام ہوگا۔
- 40- شرعی سزاؤں کا نفاذ رک جائے گا۔
- 41- باندی اپنے آقا کو جنے گی۔
- 42- جو لوگ ننگے پاؤں عریاں بدن غیر مہذب تھے وہ حکمران بن جائیں گے۔
- 43- عورت تجارت میں مرد کے ساتھ شریک ہوگی۔
- 44- مرد عورتوں کی نقالی کریں گے۔

- 45- عورتیں مردوں کی نقالی کریں گی۔
- 46- غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔
- 47- مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوگا۔
- 48- صرف جان پہچان والوں کو سلام کیا جائے گا۔
- 49- دین کا علم، غیر دین کیلئے پڑھا جائے گا۔
- 50- آخرت کے کام سے دنیا کمائی جائے گی۔
- 51- ملی سرمایہ کو ذاتی اثاثہ سمجھا جائے گا۔
- 52- امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے گا۔
- 53- زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا۔
- 54- سب سے رذیل آدمی قوم کا رہنما بنے گا۔
- 55- آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔
- 56- آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا۔
- 57- دوست کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔
- 58- بیوی کی اطاعت کرے گا۔
- 59- بدکاروں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گی۔
- 60- گانے والی عورتوں کی عزت افزائی کی جائے گی۔
- 61- گانے بجانے کے آلات سنبھال کر رکھے جائیں گے۔
- 62- کھلے بندوں شراب پی جائے گی۔
- 63- ظلم پر فخر کیا جائے گا۔
- 64- انصاف فروخت ہونے لگے گا۔
- 65- پولیس والوں کی کثرت ہو جائے گی۔
- 66- قرآن مجید گا گا کر پڑھا جائے گا۔
- 67- درندوں کی کھالیں استعمال کی جائیں گی۔

68- امت کے آخری لوگ اپنے اسلاف کرام پر زبان درازیاں کریں گے۔
آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں تو پھر انتظار کرو کہ

69- یا تو تم پر اللہ تعالیٰ کی سُرخ آندھی آجائے۔

70- یا زلزلے برآمد ہوں۔

71- یا لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی جائیں۔

72- یا آسمان سے پتھروں کی بارش ہو، یا کوئی اور عذاب آجائے۔ (العیاذ باللہ)

(درمنثور جلد 2 صفحہ 52)

سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جب میری امت میں یہ پندرہ باتیں داخل ہو جائیں گی تو ان پر مصیبتوں کا کوہ گراں ٹوٹ پڑے گا“۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر دریغنت کیا وہ پندرہ اشیاء کیا ہیں؟..... تو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی:

1- جب ملی سرمایہ کو لوٹ کا مال سمجھا جانے لگے۔

2- جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھنے لگیں۔

3- جب زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جانے لگے۔

4- جب آدمی بیوی کا اطاعت گزار..... اور ماں کا نافرمان بن جائے۔

5- جب آدمی دوست سے حسن سلوک اور باپ سے بدسلوکی کرنے لگے۔

6- مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔

7- قوم کا رہنما ان کا ذلیل ترین آدمی ہونے لگے۔

8- آدمی کی عزت اس کے شر (برائی) کے خوف سے کی جائے۔

9- شراب پی جانے لگے۔

10- ریشم پہنا جانے لگے۔

11- گانے بجانے والی عورتیں اور آلاتِ موسیقی رکھے جائیں۔

12- اس امت کے آخری لوگ پہلوں پر لعنت کرنے لگیں۔

13- جب سود کو تجارت کہہ کر حلال کرنے لگیں۔

14- جب رشوت کو ہدیہ کہہ کر حلال کرنے لگیں۔

15- جب زکوٰۃ کے مال کو مالِ تجارت بنا لیں۔ (کنز العمال حدیث 3849)

مولائے غافر و نعیم علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی قبر انور پر قیامِ قیامت تک اپنی رحمتوں کے بے شمار پھول برساتا رہے۔ انہوں نے قبر و برزخ، علاماتِ قیامت اور احوالِ آخرت پر اپنے قلم سے جو موتی بکھیرے ہیں وہ ہر دور میں اہل علم و فضل کیلئے قابلِ قدر رہے ہیں۔

”شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور“ اُردو داں قارئین کے قلب و نظر کو بھی صدیوں سے منور کر رہی ہے۔

”البدور السافرة فی احوال الآخرة“ اب احوالِ آخرت کے نام سے اس موضوع پر اپنی جگہ ایک کامل دستاویز بن کر موجود ہے۔ ان دونوں کتابوں سے اپنی آنکھیں روشن کرنے والوں کو اشتیاق تھا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ یا ان کے معاصرین میں سے کوئی فاضل گرامی کی کتابِ علاماتِ قیامت کے بارے میں بھی دستیاب ہو جاتی تو اسے بھی اردو کا جامہ پہنا کر ہندو پاک کے مسلمان قارئین کے ذوقِ مطالعہ کو سیراب کیا جاتا۔ لہذا اس سلسلہ میں کتابوں کی جستجو کی گئی تو اشراف الساعۃ کے عنوان پر مصنف رحمہ اللہ کی کسی کتاب کا سراغ تو نہیں ملا البتہ ہماری ہی طرح خود ان کے دور میں تھوڑے آگے چل کر علومِ اسلامیہ کے ایک فاضل علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی رحمہ اللہ (المتوفی 1103ھ) کے قلم سے ”الاشاعۃ لاشراف الساعۃ“ نامی کتاب دستیاب ہو گئی۔ جو پہلے تو مصر کے مطابع سے قدیم انداز میں چھپا کرتی تھی۔ مگر طباعت و اشاعت کے نئے دور میں اب جدہ سے بھی طبع ہو کر نشر ہو رہی ہے۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

حضور رسولِ غیب داں ﷺ کا یہ بھی اعجاز ہی کہا جائے گا کہ ہندو پاک میں اہل علم کا وہ

گروہ جس نے اس صدی کے اوائل میں علمِ غیب رسول ﷺ کے انکار میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے انہیں کے اتباع سے آج اس کتاب کی شرح و توضیح نیز طباعت و اشاعت کا کام لیا جا رہا ہے..... بہر حال رسولِ اعظم و اکرم سیدنا محمد عربی ﷺ کے ایک دو نہیں صد ہا وہ ارشاداتِ عالیات جو چودہ سو سال بعد کیلئے تھے..... اور حضور کے فرمانِ عالی کے عین مطابق آج رونما ہو رہے ہیں..... پڑھنے والا ان احادیثِ مبارکہ کو پڑھے اور آج کے فتنوں کو دیکھے تو محسوس کرے گا کہ حضور نبی امی ﷺ گویا ہر فتنہ کو قرینا پیشتر اپنی چشمانِ مبارک سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یقیناً یہ ہمارے اردو داں طبقہ کی خوش بختی ہے کہ اس مجموعہٴ معجزات کو حضرت شیخ الحدیث و التفسیر علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے اردو کا جامہ پہنا کر ”قیامت کی نشانیاں“ نام رکھا۔ زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور کو اس عظیم الشان کتاب کی طباعت و اشاعت کا شرف مل رہا ہے۔ جو اس کے ارکان و اعوان کیلئے خوش بختی کی علامت ہے۔ بالخصوص فاضلِ جلیل حضرت مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی صاحب جو کہ سیز و ازی پبلشرز کے ناظمِ اعلیٰ اور حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی قبلہ کے منظورِ نظر شاگرد اور خلیفہ بھی ہیں جو شب و روز خوب سے خوب تر کی تلاش میں مشغول ہیں، میں ان کو اور ان کے تمام معاونین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مولا تعالیٰ ان حضرات کی اس مساعیِ جمیلہ کو مشکور فرمائے۔ آمین۔

احوالِ آخرت کی تزئینِ مبارک

یہ قرطاس و قلم کی فراوانی کا دور ہے۔ بے تحاشہ لکھا جا رہا ہے۔ اور طباعت و اشاعت کے جدید و ماڈرن ذرائع نے انسانی فکر و فن کو جس انداز میں آج زینت دی ہے۔ ایسا دور چشمِ فلک نے اس سے قبل کہاں دیکھا تھا؟

مگر صد حیف کہ ان ذرائعِ ابلاغ و اشاعت پر بھی قبضہ زیادہ تر نفسانی و شہوانی لوگوں ہی کا ہے۔ رحمانی ورکروں کے حصے میں ان سب کا اگر ایک فیصد آجائے تو بھی دنیا میں اسلامی انقلاب کی راہیں کشادہ ہو سکتی ہیں، مادی اور خالص دنیاوی علوم و فنون پر دنیا بھر میں جو کتابیں رسائل اور اخبارات چھاپے جاتے ہیں ان کی تعداد ایک ایک ملک میں لاکھوں

لاکھ۔ اور بلین بلین ہوتی ہے۔ جب کہ دینی اور اسلامی کتابوں کی اشاعت ہزار کی تعداد سے آگے نہیں بڑھ پاتی خاص طور سے ہماری اردو زبان میں اگر کوئی کتاب ایک ہزار چھپ گئی تو گویا ناشر نے بڑا تیر مار لیا۔

پھر بھی ہم امتنان و تشکر کی پیشانی بارگاہِ رب کریم میں خم کرتے ہیں کہ الحمد للہ رب القدر العزیز ہم نے اپنی اسلامی کتابوں کی اشاعت کا گزشتہ پچاس برسوں میں جو کام سرانجام دیا ہے وہ مایوس کن نہیں بلکہ حوصلہ بخش، اور اطمینان نواز ہے۔

اس پچاس سالہ اشاعتی زمانے میں ہم نے اپنے اسلاف کے قیمتی اثاثے کو طباعت کے مرحلے سے گزار کر محفوظ بھی کیا ہے..... اسلامی علوم و فنون پر نئی کتابیں بھی لکھی ہیں اور دوسری زبانوں سے ترجمہ کے ذریعہ بھی اردو زبان کے دامن میں بہت سارے ایسے قیمتی نہیں بلکہ لعل و جواہر سے تولے جانے والے مضامین منتقل کیے ہیں۔ ان عظیم کاموں میں

ایک ”البدور السافرة فی احوال الآخرة للعلامة السيوطي عليه الرحمة والرضوان“ کا شاندار اور باوقار ترجمہ ”احوالِ آخرت“ ہے۔ جسے فیض ملت استاذ العلماء علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی نوری دامت برکاتہم العالیہ کے فیض بخش قلم نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ ”البدور السافرة“ شیخ الاسلام، خاتم الحفاظ، امام الحدیث علامہ الشیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی 911ھ) کی تصنیف ہے۔ جس میں دو سو چھ (206) ابواب کے تحت احوالِ آخرت کے تمام گوشوں کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ پوری کتاب کے اندر احادیث و روایات کی تعداد 2263 ہے، کتاب کیا ہے علوم و معارف کا ایک گلزار ہے۔ جس کے مطالعہ سے قاری اس دنیا میں رہتے ہوئے تصوراتی لحاظ سے عالمِ آخرت کی سیر کرنے لگتا ہے۔ لگتا ہے اس پر حضور رسول غیب دان و غیب نما سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور قاری کتاب کی عبارتوں کا مطالعہ کرتے ہوئے عالم برزخ اور مخفی جہانوں کی سیر کرنے لگتا ہے، حضرت مصنف علامہ رحمہ اللہ نے جس خلوص و اہتمام سے احادیث مبارکہ کے گل بوٹے چن کر یہ عظیم الشان کتاب تیار فرمائی تھی..... اسی جذبہٴ اخلاص و محبت سے حضرت مترجم قبلہ دام اللہ فیضانہ۔ نے اس کا ترجمہ بھی فرمایا..... اور مصنف

و مترجم بزرگوں کی ان کاوشوں کو بھرپور محبت و عقیدت کے ساتھ محترم جناب نجابت علی تارڑ صاحب نے اپنی زیر نگرانی مکتبہ سے شائع کر کے لوگوں تک پہنچایا۔ دورِ حاضر میں اسلامی کتابوں کی طباعت کیلئے جس قدر جتن ممکن ہے ”زاویہ پبلشرز“ لاہور کے اراکین خصوصاً جناب نجابت علی تارڑ ناظم اعلیٰ زاویہ پبلشرز نے اس میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

206 ابواب پر وسیع یہ کتاب جتنی جاں کاہی و دلسوزی سے منظرِ عام پر لائی گئی ہے وہ صرف اہلِ خلوص ہی کا حصہ ہو سکتا ہے..... نگینے کی طرح صاف ستھرے حروف و عبارات..... آیات و احادیثِ مبارکہ پر اعراب اور ترجمہ کا التزام پر وف ریڈنگ اور ترجمین کاری کی بھرپور کوشش۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل علم و دانش سے تقاریظ کی حصول یابی..... ان سب پر مستشارِ مدینہ النبیؐ زاد اللہ شرفاً کی نورانی مسجد نبوی اور کعبہ خضرا کے سایہ تلے بیٹھ کر اس کاوش کی قبولیت و بوبیت کیلئے گریہ وزاری نے ہم گداؤں کی نگاہ میں اس کام کی وقعت کو بلند سے بلند تر کر دیا۔

دیوانگی عشقِ بڑی چیز ہے سیماب

یہ اُن کا کرم ہے جسے دیوانہ بنا دیں

قاری صاحب نے مجروح دلوں کیلئے حضورِ طبیبِ روحانی و جسمانی ﷺ کے نسخوں پر

مشتعل بڑا پیارا تحفہ تیار کیا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ان کی مانگی ہوئی دعاء کے الفاظ اپنی آمین کے ساتھ دہراتے ہوئے فقیر کو دلی مسرت نصیب آرہی ہے۔

رحمتوں کا نزول ہو جائے

میرا ہر خار پھول ہو جائے

بارگاہِ رسول میں یا رب

میرا تحفہ قبول ہو جائے

(اللہم آمین)

قاضی عبدالکریم قادری صاحب کے کلمات جو انہوں نے مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر

قلم بند فرمائے ان کے ایمانی پر عقیدت جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں، لکھتے ہیں:

اس وقت کنبدِ حضرتِ شریف میری آنکھوں میں اور دل میں سرور پیدا کر رہا ہے..... بعد نماز عصر کا وقت ہے..... حرمِ نبوی شریف میں افطار کیلئے دسترخوان کا بھرپورا ہتمام ہے..... کوئی تلاوت میں مصروف..... تو کوئی درود و سلام میں مشغول..... تو کوئی نعت خوانی اور روتی ہوئی اشکبار آنکھوں سے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں منہمک ہے..... اس مقدس شہر اور برکت والی جگہ اور قبولیت والی گھڑی میں یہ چند کلمات لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں..... اور میں اس کتاب کی اشاعت کے تمام مراحل میں میرے تمام معاونین کیلئے، تمام قارئین کیلئے، اپنے اساتذہ اور مشائخ کیلئے، اپنے والدین کیلئے، اپنے اہل خانہ، عزیز واقارب کیلئے، اپنے تمام دوست و احباب کیلئے اور عامۃ المسلمین کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور قلب کی گہرائیوں سے دُعا کرتا ہوں۔

یا ارحم الراحمین! میری اس پیشکش کو اپنے دربار میں قبول فرما کر، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد خوب زادِ آخرت جمع کرنے کا جذبہ نصیب فرما، اس کے مترجم کے علم و عمل میں فیض و برکت میں خوب ترقی اور عمرِ طویل عطا فرما۔ ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما، عزت کی زندگی اور عزت کی موت عطا فرما، دنیا میں صحت و سلامتی کے ساتھ قائم رکھ، جو بیماریاں ہیں ان کو دور فرما، دنیا اور آخرت کی ہر بلا اور عذاب سے ہم کو محفوظ رکھ اور دنیا اور آخرت کی ہر خیر ہمارا مقدر کر دے۔ اس کتاب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں اور تمام لوگوں میں قبولیت عطا فرما، اس کی فیض آفرینیوں کو موثر بنا اور اس کی نشر و اشاعت کو تاقیامت جاری رکھ۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔ (ماخوذ: احوالِ آخرت صفحہ 18)

فقیرانِ ٹوٹے پھوٹے الفاظ پر اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

اس دعا از من از جملہ جہاں آمین باد

العاجز

3 ذوالحجہ 1424ھ

بدر القادری غفرلہ

25-01-2004

جب آنے والی آئے گی

(از)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری (دانشجوی، خانہ فرہنگ ایران)

انسان آتے رہے، انسان جاتے رہے..... انسان آرہے ہیں اور برابر جارہے ہیں، کب سے آرہے ہیں اور کب تک آتے رہیں گے کسی کو کچھ پتہ نہیں..... جانے والے برابر جارہے ہیں..... آقا بھی قبر میں، غلام بھی قبر میں..... حاکم بھی قبر میں محکوم بھی قبر میں..... قاتل بھی قبر میں، مقتول بھی قبر میں..... ظالم بھی قبر میں، مظلوم بھی قبر میں..... جابر بھی قبر میں، مجبور بھی قبر میں..... غالب بھی قبر میں، مغلوب بھی قبر میں..... امیر بھی قبر میں، غریب بھی قبر میں..... شہنشاہ و بادشاہ بھی قبر میں، وزیر بھی قبر میں..... جسے دیکھو رفتہ رفتہ سب ہی قبر میں جارہے ہیں..... سب ہی کو قبر میں چلے جانا ہے تو پھر قاتل سے بدلہ کون لے گا!..... مظلوموں اور مجبوروں کی کون دادی کرے گا! ان کا حق انہیں کون دلائے گا!..... محکوموں پر ڈھائے گئے ظلم و ستم کی داستان کون سنے گا.....؟ سب جاتے رہے، سب جارہے ہیں اور سب ہی کو چلے جانا ہے تو پھر.....! ہاں ہاں..... سب ہی کو چلے جانا ہے اور سب ہی چلے جائیں گے مگر اس سفر زندگی کا یہیں پر اختتام نہیں ہوگا، اس چلے جانے پر سفر زندگی ختم نہیں ہوگا.....! سب جارہے ہیں اور سب کو جانا ہے مگر ایک دن ایسا آنا ہے کہ اس دن وہ ”آنے والی آئے گی“ پھر ذرہ برابر نیکی کا بدلہ بھی ملے گا اور برائی کا حساب بھی ہوگا..... زندگی اتنی ہی نہیں کہ انسان دنیا میں آیا، کچھ عرصہ رہا، اور قبر میں چلا گیا..... زندگی اتنی مختصر نہیں جتنی کہ ہم سمجھ رہے ہیں..... زندگی، زندگی ہے..... زندگی کا دائرہ بڑا وسیع ہے، اس کی منازل ہیں..... عدم سے وجود تک..... وجود سے برزخ تک..... برزخ سے جنت و دوزخ تک، زندگی ہی زندگی ہے، زندگی کو فقط دنیا تک محدود نہ جانا چاہیے..... عقل والے کہتے ہیں کہ

بات سمجھ میں نہیں آئی..... جب بات ادھوری ہو تو کیسے سمجھ میں آئے گی، ادھوری کسی کو سمجھ میں آجاتی ہے..... جب زندگی ادھوری ہے تو کیا سمجھ آئے، زندگی پوری ہوگی تو انجام سامنے ہوگا..... جو کچھ دنیا میں سمجھ نہیں آرہا سب کچھ سمجھ آجائے گا..... جب ”وہ آنے والی آئے گی“، ہر معمہ حل ہو جائے گا..... وہ آنے والی کیا آئے گی دنیا کا رنگ بدل جائے گا..... وہ کچھ ہوگا جو آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہوگا..... دنیا کا نقشہ بدل کر رہ جائے گا..... سارے ممالک خواب و خیال بن جائیں گے..... کوئی شے اپنے اصل ٹھکانے پر نہ ہوگی..... بس! مخلوق اور اس کا خالق..... دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا جائے گا..... جب وہ آنے والی آئے گی..... وہ بڑی ہی بھیا تک ہوگی..... وہ آنے والی کیا ہے.....! وہ آنے والی کب آئے گی.....؟ اس آنے والی کی کیا علامات ہیں.....؟ اس کی کیا نشانیاں ہیں.....؟ یہ نشانیاں کون بتائے، کس کو پتہ.....؟ بیشک دوست ہی دوست کو بتاتا ہے کہ اس پر کیا مصیبت آنے والی ہے اور خالق سے بڑھ کر مخلوق کا دوست کون ہوگا.....؟ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے..... اس سے بڑھ کر اور کیا مہربانی ہوگی کہ اُس نے اُس آنے والی کی صدیوں پہلے اپنے بندوں کو خبر دے دی..... (سورہ لقمان آیت 24)

اس رحیم نے ہمیں پیدا کیا، زندگی دی اور پھر اس آنے والی کی خبر دے کر اس کا خوف دلوں میں پیدا کر دیا تاکہ دل و دماغ ادھر ادھر نہ بہکیں بلکہ درست سمت میں کام کرتے رہیں..... اس آنے والی کی نہ صرف اطلاع دی بلکہ بار بار وعدہ کیا اور اعلان کیا کہ وہ آنے والی آئے گی، ضرور آئے گی اور آکر رہے گی..... قرآن کریم میں بار بار اس کا ذکر ملتا ہے تاکہ ہمارے دلوں میں اس آنے والی کا خوف رہے..... جا بجا اس کا ذکر، اس کی آمد کی اطلاع اور اس کے آنے کی علامات مذکور ہیں، خالق کائنات نے اس آنے والی کی اطلاع اور وعدہ سے قبل اپنے وعدہ کی اہمیت جتاتے ہوئے فرمایا:

1- بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

پھر فرمایا:

2- بیشک جس بات کا وعدہ دیئے جاتے ہو، ضرور ہونی ہے۔

پھر اس آنے والی کی نشانیاں اور اس کے آنے سے ہونے والی تباہ کاریوں اور مصیبتوں کا صاف صاف اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

- 3- پاس آئی پاس آنے والی اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں۔
- 4- بیشک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے۔
- 5- بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے اور انصاف ضرور ہونا ہے۔
- 6- بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی۔
- 7- آپ فرمادیتے تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو۔
- 8- اور بیشک قیامت آنے والی ہے۔
- 9- اور بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔
- 10- تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں۔
- 11- تو تم انہیں چھوڑو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلین یہاں تک کہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے وعدہ ہے۔
- 12- بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔
- 13- پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے۔
- 14- پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے۔
- 15- وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔
- 16- اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔
- 17- پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے۔
- 18- وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے۔
- 19- اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔
- 20- اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں۔
- 21- اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا۔

- 22- بیشک ہم مردوں کو جلانیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا۔
- 23- جس دن قبروں سے نکلیں گے جھپٹتے۔
- 24- اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے۔
- 25- بیشک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا۔
- 26- اور پھونکا جائے گا صور۔
- 27- اور جس دن بلانے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا۔
- 28- اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور لائے جائیں گے۔
- 29- ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا۔
- 30- اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور۔
- 31- اور صور پھونکا جائے گا یہ وعدہ عذاب کا دن۔
- 32- اور جس دن نہیں اٹھائے گا گویا کہ دنیا میں نہ رہے تھے مگر اس دن کی ایک گھڑی۔
- 33- اور جس دن قیامت ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی۔
- 34- گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔
- 35- کیا ہم جب مر کہ مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟ تم فرماؤ، ہاں۔
- 36- بے شک سب اگلے اور پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی معیاد پر۔
- 37- ایسا کوئی ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں! تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔
- 38- کیا جب مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر جنیں گے۔
- 39- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش۔
- 40- جب ہو لے گی ہونے والی اس وقت کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

41- جس دن اس کا بتایا انجام واقع ہوگا۔

اللہ، اللہ، اس آنے کا کس قدر اعلان فرمایا گیا جس سے ہم غافل ہیں! وہ آئے گی اور ایسے آئے گی کہ اچانک آجائے گی..... کسی کو خبر نہ ہوگی کہ آنے والی اچانک آجائے گی۔

42- وہ اچانک آپڑے گی۔

43- انہیں بے حواس کر دے گی۔

44- پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

45- تو وہ اچانک ان پر آجائے گی اور انہیں خبر تک نہ ہوگی۔

46- تو کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے۔

47- وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ جیسی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے۔

48- پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور

ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹیوں سے۔

49- تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں وشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

50- جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا۔

51- جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے۔

وہ آنے والی کیا آئے گی ایک مصیبت میں ہزاروں مصیبتیں ہوں گی..... انسان کا کیا

حال ہوگا.....! کائنات کا کیا حال ہوگا.....! حیرت ناک و ہیبت ناک مناظر ہوں گے کہ

جن کا ذکر ہی انسان کا کلیجہ منہ کو لاتا ہے..... آسمان لپیٹ دیا جائے گا.....! زمین سمیٹ دی

جائے گی.....! تارے جھڑ پڑیں گے.....! پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہواؤں میں اڑتے پھریں

گے.....! سمندر سلگ رہے ہوں گے.....! فضائیں بلند شعلوں اور دھوئیں کی لپیٹ

میں.....! کیا یہ سب ہوگا.....! ہاں، ہاں بتانے والا بتا رہا ہے کھول کھول کر بتا رہا ہے۔

52- اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور فرشتے اتارے جائیں گے۔

53- جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے۔

- 54- اور جس دن پہاڑوں کو چلائیں گے۔
- 55- اور قیامت کے دن زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ لیے جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جیسا وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔
- 56- جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔
- 57- جس دن آسمان ہلنا سا ہلے گا اور پہاڑ چلنا سا چلیں گے۔
- 58- جب زمین کانپے گی تھر تھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر۔
- 59- تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ اور بے لپٹ کا کالا دھواں۔
- 60- جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ تری۔
- 61- اور جب صور پھونک دیا جائے ایک دم۔
- 62- اور زمین و آسمان اور پہاڑ اٹھا کر دفعہ چورا کر دیئے جائیں وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی۔
- 63- جس دن آنکھ چونڈھیائے گی اور چاند گہے گا اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے۔
- 64- پھر جب تارے محو کر دیئے جائیں اور جب آسمان میں رخنے پڑیں اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے جائیں۔
- 65- اور آسمان کھولا جائے گا کہ دروازے ہو جائے گا۔
- 66- اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ جیسا چمکتا ریت دور سے پانی کا دھوکہ دیتا ہے۔
- 67- جب دھوپ لپیٹی جائے گی اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔
- 68- اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے۔
- 69- جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا دیئے جائیں اور جب قبریں کریدی جائیں۔
- 70- جس دن تھر تھرائے گی تھر تھرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی کتنے دل

اس دن دھڑکتے ہوں گے۔

- 71- جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی اور تمہارے رب کا حکم آئے گا اور فرشتے قطار قطار اور اس دن جہنم لائی جائے۔
- 72- بیشک فیصلے کا دن ٹھہرا ہوا وقت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔

73- اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن۔

74- اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوں کے بل گرے ہوئے۔

75- جس دن کچھ منہ اوجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔

76- اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے۔

اس کریم نے اپنے بندوں کو سب کچھ بتا دیا کہ وہ آنے والی جب آئے گی تو کیا ہوگا اور اس سے پہلے کیا کیا ہوگا؟ مستقبل کے اندھیروں میں اُجالا کر کے رکھ دیا اور وہ سب کچھ دکھا دیا جو انسان نہ جانتا تھا..... اس کے بعد بھی انسان نہ سمجھ سکے تو اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از قیامت کے اہم واقعات کو تفصیلاً بیان کر کے سارے شکوک و شبہات دور کر دیئے وہ آنے والی قریب آرہی ہے اور ایک ایک کر کے نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں..... صدیوں برس قبل جو فرمایا ہم آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، جو کچھ نہیں دیکھا وہ آنے والے دیکھ لیں گے..... آپ نے فرمایا:

77- قیامت قائم ہونے سے قبل تم ان امورِ عظیمہ کو دیکھ لو گے جنہیں تم نے نہ کبھی دیکھا اور نہ تم نے ان کے بارے میں سوچا۔

اور فرمایا کہ

78- جب قاتل کو یہ علم نہ ہوگا کہ میں نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو یہ علم نہ ہوگا کہ مجھے کیوں قتل کیا گیا۔

79- جب کام نااہلوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔

80- جب لوگ بیت المال کو اپنی ملکیت سمجھنے لگیں..... امانت کو مالِ غنیمت جانیں..... زکوٰۃ کوتاوان اور ٹیکس سمجھیں..... دین کا علم دنیا کمانے کیلئے حاصل کیا جائے..... مرد بیوی کا فرمانبردار ماں کا نافرمان..... دوست کو اپنا سمجھیں گے اور باپ کو غیر..... مساجد میں شور ہونے لگے..... فاسق و فاجر لوگ قوم کے سردار بنیں..... لیڈر سب سے کمینہ ہو..... آدمی کے شر کے خوف سے اس کی عزت کی جائے..... ناچنے گانے والی عورتوں اور باجوں کا رواج ہو جائے..... زمانے کے لوگ امت کے پہلے بزرگوں پر لعنت بھیجنے لگیں۔

81- جب تمہارے حاکم بدترین ہو جائیں اور مال دار کنجوس ہو جائیں، امورِ سلطنت عورتوں کی مرضی سے طے پائیں۔

82- کافر قومیں تمہیں ہڑپ کرنے کیلئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی، جیسے دسترخوان پر بلاتے ہیں۔

83- اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کی رسم رہ جائے گی..... مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے، انہیں میں فتنے بیدار ہوں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے۔

84- ایمان والا اپنے خاندان میں بھیڑ بکری سے زیادہ کمزور اور ذلیل ہو کر رہ جائے گا محرابیں سجائیں گے اور دل ویران ہوں گے..... پولیس والے زیادہ ہو جائیں گے..... عیب چیں، عیب گو اور طعنہ دینے والے بکثرت ہوں گے۔

85- ایسا دور بھی آکر رہے گا جب آدمی کو صرف پیٹ کی فکر ہوگی اور وہ خواہش ہی کو دین سمجھے گا۔

86- جب لوگ نماز چھوڑ دیں..... امانت ضائع کریں..... سود کھائیں..... جھوٹ کو حلال کر لیں..... قتل کو معمولی چیز سمجھیں..... اونچی اونچی عمارتیں بنائیں..... دین بچ کر دنیا کمائیں..... رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کریں..... انصاف کمزور ہو جائے..... جھوٹ سچ بن جائے..... ظلم، طلاق اور اچانک موت عام ہو جائے..... تہمت تراشی

- عام ہو جائے..... کمینے بکثرت ہو جائیں..... شریفوں کا جینا دشوار ہو جائے..... حاکم جھوٹ بولیں..... چودھری اور بڑے لوگ ظالم ہو جائیں..... امن کم ہو جائے..... زندگی کی دوڑ اور کاروبار و تجارت میں مرد کے ساتھ عورتیں شریک ہوں..... ظلم پر فخر کیا جائے..... انصاف فروخت ہونے لگے..... قرآن کو گاگا کر پڑھا جائے۔
- 87- ایسا زمانہ آئے گا جب پیٹ بھرا انسان کہے گا کہ بس! تمہیں قرآن کافی ہے۔ (یعنی حدیث وفقہ کی ضرورت نہیں)
- 88- عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ قرآن کو تیر کی طرح درست کریں گے اور ان کا مقصد قرآن پڑھنے سے دنیا حاصل کرنا ہوگا۔
- 89- صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو دوسرا جوڑا پہن کر اور ایک پیالہ ہمانے رکھا جائے گا اور دوسرا پیالہ اٹھایا جائے گا..... تم اپنے گھروں پر زیب و زینت کیلئے اس طرح کپڑے کے پردے ڈالو گے جیسے کعبے کو کپڑوں سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے۔
- 90- تم دیکھو گے ننگے پیر اور ننگے بدن والے تنگ دست اور بکریاں چرانے والے مکانات کی بلندی پر فخر کریں گے۔
- 91- مسجد والے (نمازی) ایک دوسرے کو دھکیلیں گے، کوئی امام نہ پائیں گے کہ انہیں نماز پڑھائے۔
- 92- آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو ظاہر میں بھائی ہوں گے اور باطن میں دشمن ہوں گے۔
- 93- ظالم کو ظالم کہنے سے ڈرنے لگیں گے۔
- 94- قیامت سے پہلے وہ وقت آئے گا کہ نہر فرات کے اندر سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس پر قبضہ جمانے کیلئے لوگ جنگ کریں گے۔
- 95- زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی۔
- 96- جھوٹ کی کثرت ہوگی اور بازار اور زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔
- 97- کوئی کاروبار کرے گا تو کہے گا ٹھہرو! پہلے فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کر لوں۔

- 98- مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا، سلام، جان پہچان والوں سے رہ جائے گا۔
- 99- پہلی رات کے چاند کو صاف دیکھا جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ دو راتوں کا ہے۔
- 100- لوگ عمارتوں میں پھیل جائیں گے۔
- 101- دین بگڑ جائے گا، خون بہے گا اور سجاوٹ ظاہر ہوگی اور عمارتوں کو معزز بنایا جائے گا۔
- 102- فالج اور ہارٹ فیل عام ہو جائے گا۔
- 103- بیوقوفوں کی حکومت اور پولیس کی کثرت ہوگی۔
- 104- عورتیں پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔
- 105- چھوٹے کی خوب دیکھ بھال کرو گے اور بڑے کو بڈھا کھوس بنا دو گے۔ اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو کہا جائے گا تو نے رواج کے خلاف کیا۔
- 106- بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رائیں ظاہر ہوں گی۔
- 107- میری امت طرح طرح کے خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنے گی اور انہیں خوب چمکائے گی خواہ مرد ہوں یا عورت۔
- 108- باتیں رہ جائیں گی اور عمل ختم ہو جائے گا۔ زبانیں بدل جائیں گی اور دلوں میں بغض ہو جائے گا اور لوگ صلہ رحمی ترک کر دیں گے۔
- کچھ لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ
- 109- قرآن پڑھیں گے حالانکہ وہ ان کے حلقوم سے آگے نہ بڑھے گا..... مسلمانوں کو قتل کریں گے، مشرکین سے درگزر کریں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔
- 110- مرد ایسی زینت کریں گے جیسے ایک عورت اپنے شوہر کیلئے کرتی ہے..... وہ عورتوں کی طرح سنگھار کریں گے۔
- 111- ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علماء کم ہوں گے اور واعظین زیادہ ہوں گے۔
- 112- اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرے گا جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔
- 113- مرد عورت سے مشابہت کریں گے اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہو جائیں گی۔

114- میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پیئیں گے، مختلف رنگوں کے کپڑے پہنا کریں گے اور باتیں بڑھ چڑھ کر کیا کریں گے، یہ میری امت کے شریر لوگ ہوں گے۔

115- اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ کتاب اللہ کو عار سمجھا جائے گا..... زمانہ باہم قریب ہو جائے گا..... محبت و خلوص کم ہو جائے گا..... خائوں کو امین بنایا جائے گا..... امینوں پر تہمت لگائی جائے گی..... جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا..... بوٹ مار، قتل کی کثرت ہوگی..... بغاوت، حسد اور کینہ بڑھے گا..... لوگ مختلف امور میں اختلاف کریں گے..... خواہش کی اتباع کی جوئے گی..... ظن پر فیصلہ کیا جائے گا..... قلم اٹھالیا جائے گا، جہالت بڑھے گی۔

116- ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہلاک کرنے والوں کی عزت کریں گے اور عبادت کرنے والوں کو ذلیل سمجھیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشانی نہیں بتائی اور نہ ہی ایک طرح کی نشانی بتائی..... طرح طرح کی نشانیاں بتائیں ذرا علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پہلو پر غور تو کریں!.....!

اخلاقی نشانیاں:

117- صرف جان پہچان والوں سے علیک سلیک ہوگی..... بے حیائی اور بدزبانی عام ہوگی..... برے ہمسایہ ہوں گے..... رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی..... عورتیں باغی ہو جائیں گی..... مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے..... چھوٹوں کی تو دیکھ بھال ہوگی اور بزرگوں کو گھر سے باہر نکال دیا جائے گا..... (جیسا کہ آج کل یورپی ممالک میں بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے اور اولڈ مین ہاؤس میں حکومت اللہ کی خبر گیری کرتی ہے)..... زنا کاری سے شرم نہ رہے گی (ترقی یافتہ ممالک میں یہ وبا عام ہے)..... اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے (بڑے شہروں کا حال ہمارے سامنے ہے)..... عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی (گھروں کا حال سب کو معلوم ہے)..... سچا دوست اور مال حلال عنقا ہو جائے گا۔

مذہبی نشانیاں:

118- مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا..... قاریوں کی کثرت ہوگی، حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے..... علماء و فقہاء کی قلت ہوگی..... فقہاء شریر ہوں گے..... متقی مفتی ایسا عنقا ہو جائے گا کہ موٹا تازہ انسان ڈھونڈتے ڈھونڈتے ڈبلا ہو جائے گا مگر پھر بھی نہ ملے گا..... ہزاروں نمازیں پڑھیں گے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوگا..... قرآن کو عار سمجھا جائے گا..... اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے (مغربی قومیں ہمارے سامنے قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام پر کام کر رہی ہیں، ایک ہندو فاضل ڈاکٹر اوشا سانیاں نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہے)۔

معاشرتی اور تہذیبی نشانیاں:

119- عورتیں اترا کر چلیں گی..... سروں پر کوہان نما شے ہوگی (جیسا کہ آج کل سروں پر ہیٹ اور ہیلمیٹ کا رواج ہو گیا)..... عورتیں ملبوس ہو کر بھی عریاں ہوں گی..... سروں پر گانے بچ رہے ہوں گے (سوار یوں کا حال سب کو معلوم ہے)..... لوگ اس طرح بازاروں میں چلیں گے کہ ان کی رانیں نظر آئیں گی (عورتوں کا اسکرٹ اور مردوں کا پتلوں پہننا)..... داڑھیاں صاف کی جائیں گی..... طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، طرح طرح کے شربت پیئیں گے اور وضع وضع کے کپڑے پہنیں گے..... خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنیں گے۔

سائنسی اور ٹیکنیکل نشانیاں:

120- ایک شہر کا تاجر دوسرے شہر کے تاجر سے مشورہ کرے گا (ٹیلی فون، موبائل)..... قلم ظاہر ہوگا (یعنی فونٹین پین، پنسل، ٹائپ رائٹر، پرنٹنگ پریس اور کمپیوٹر وغیرہ)..... جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور وہ کچھ سنادے گا جو اس کے پس پشت گھر میں ہوا (ٹیپ ریکارڈ اور مووی کیمرہ وغیرہ)..... زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا

(جدید ذرائع نقل و حمل، موٹر گاڑیاں، ریل، جہاز اور ذرائع ابلاغ، فون، موبائل، فیکس، انٹرنیٹ، وائرلیس)..... کجاووں کی طرح سواریاں ہوں گی (موٹر کاریں، بسیں وغیرہ)

تجارتی اور اقتصادی نشانیاں:

121- تجارت عام ہوگی..... دولت کی ریل پیل ہوگی..... مرد و عورت مل کر تجارت کریں گے..... سود سے کوئی نہ بچے گا..... بہت سی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں کا قبضہ ہوگا (آج زیادہ تر کانیں دشمنانِ اسلام کے قبضے میں ہیں)..... فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا (آج پیٹرول کو کالا سونا کہا جاتا ہے اس کے بے شمار ذخائر اس علاقہ میں نکلے ہیں)

ملکی اور عالمی سیاسی حالات:

122- حاکم بد عمل و بد کردار ہوں گے..... خائن کو اٹھین بنایا جائے گا..... کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے (موجودہ حالات ہمارے سامنے ہیں)..... جہاد کا بس شور و غل ہوگا (جہاد کا شور آج جگہ جگہ ہے عالمِ اسلام کے اہم معاملات احتجاجوں، ہڑتالوں اور قراردادوں کی نذر ہو رہے ہیں، مفاد پرست لوگ اپنی ذاتی خواہشات کے حصول کی غرض سے جہاد کا نام غلط انداز میں استعمال کر رہے ہیں جس کے سبب مخالف اسلام جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کرنے لگے! فقیر نے اس ضمن میں ایک مقالہ ”جہاد، دہشت گردی اور اسلام“ لکھ کر عالمی سطح پر شائع کرایا ہے تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ روزنامہ جنگ کراچی 22 اگست 2003ء، روزنامہ جنگ لندن 24 اگست 2003ء) مسلمان، مسلمان کو قتل کریں گے اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے۔

معالجاتی اور طبی نشانیاں:

123- فالج کی بیماری عام ہوگی..... حرکت قلب بند ہونا عام ہو جائے گا (یعنی ہارٹ ایٹک)..... لوگ اچانک مریں گے..... فحش کاری سے نئی نئی بیماریاں ہوں گی (ایڈز کی طرف اشارہ)

آپ نے یہ نشانیاں پڑھیں اب ذرا اپنے گرد و نواح پر نظر ڈالیں یہ سچی نشانیاں دیکھ دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم بڑی سرعت سے اُس آنے والی کے قریب جا رہے ہیں وہ ہماری طرف لپکی چلی آرہی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہم خود بھی اس آنے والی قیامت کی نشانی بن گئے ہیں..... رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں قبل جو کچھ بتایا اور سنایا آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، کانوں سے سن رہے ہیں..... حرف صحیح ہے..... دل دھڑک رہا ہے، روح سہمی ہوئی ہے، نہ معلوم وہ آنے والی کب آجائے.....! وہ آنے والی جسے ”قیامت“ کہتے ہیں، کب آئے گی.....! قیامت کب آئے گی، اس راز کو تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

124- اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

وہ کریم ہر غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اس کے بتائے سے اس کے رسول مطلع ہیں۔

125- غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ”امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے..... امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں حساب لگایا تھا کہ یہ اُمت ایک ہزار سن ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے انکار کیا اور ایک رسالہ ”الکشف عن تجاوز ہذہ الامۃ الالف“ تحریر فرمایا کہ اس سے ثابت کیا کہ یہ اُمت ہزار سن ہجری سے ضروری آگے بڑھے گی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا 911ھ میں وصال ہوا۔ انہوں نے اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا تھا کہ 1300ھ میں اس اُمت کا خاتمہ ہوگا..... امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بکثرت احادیث موجود ہیں کہ قبل از قیامت ظہور فرمائیں گے، مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں..... فقیر کو بعض علوم کے ذریعے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید 1837ھ

میں کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے اور 1900ھ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ظہور فرمائیں۔ ہم نے یہ دونوں وقت سید المرکاشیفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں..... اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا..... حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ نے اتنے زمانے پہلے ”عثمان پاشا“ سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے اسلامی بادشاہ اور ان کے وزراء ہوں گے، ”رموز“ میں ان سب کا ذکر فرمایا۔ اپنے زمانے میں ہونے والے بعض اہم اور بڑے واقعات کی طرف بھی اشارے فرمادیئے..... اپنی اس تحریر میں کسی بادشاہ کا نرمی سے ذکر فرمایا اور کسی پر حالت غضب کا اظہار کیا ہے..... آپ نے اسلامی سلطنت کے ختم ہونے کی نسبت لفظ ”ایقظ“ فرمایا ہے اور صاف تصریح فرمائی کہ ”لا أقول ايقظ الهجرية بل ايقظ الجفرية“۔

ہم نے اس ايقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳۱ھ آتے ہیں اور انہی کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ اخذ کیئے ہیں، وہ اپنی رباعی میں فرماتے ہیں:

اذا دار الزمان على حروف
بسم الله فالمهدى قاصا
ويخرج في الحطيم عقب صوم
الافا قراءة عندى سلاما

حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ نے خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا تھا کہ کچھ مدت میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی۔

اذا دخل السین فی الشین ظہر قبر محی الدین۔

”جب سین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطان سلیم جب ملک شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے، سلطان نے وہاں جا کر حاضری دی اور قبہ بنوایا جو زیارت گاہ عام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی عمر سات دن ہے اور میں اس کے پچھلے دن مبعوث

ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ میری اُمت کو اللہ تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے گا۔

ان احادیث شریف سے اُمت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی۔

ارشاد ہوتا ہے:

126- اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سِنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ۔

”بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس“۔

اب اس تناسب سے ان متذکرہ احادیث مبارکہ سے جو استفاد ہوا ہمارا بیان کردہ حساب اس سے قریب تر ہے۔

یعنی جب ہمارے ایک ہزار سال رب تعالیٰ کے ایک دن کے برابر ہیں تو ڈیڑھ دن پندرہ سو برس برابر ہوگا۔

127- یہاں حضور اکرم ﷺ کی طرف سے اپنے رب عزوجل سے استدعا ہے کہ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اُمت کو نصف دن اور عنایت فرمائے گا، چنانچہ اب عمر میں جس قدر اضافہ ہوگا وہ انعام الہی ہوگا۔

128- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جلیل القدر عارف حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۲۴ھ نے بھی اپنے مکتوبات شریف میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اور اس اُمت کے آخری حصے کا شروع آں سرور ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد ”الف ثانی“ (یعنی دوسرے ہزار سال کی ابتداء سے) ہے کیونکہ ”الف“ یعنی ہزار سال کے گزرنے کو امور کے تغیر میں عظیم خاصیت ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے سن ہجری کے دوسرے ہزارے کو اُمت کے آخری حصے کا آغاز قرار دیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وقوع قیامت دوسرے ہزارے میں ہوگا۔

قیامت کب آئے گی اور اس آنے والی کی نشانیاں کیا کیا ظاہر ہوں گی؟ اس حوالے

سے عرب و عجم میں متعدد کتب معروف ہیں جن میں پیش نظر کتاب ”قیامت کی نشانیاں“ بھی شامل ہے جو دراصل علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی حسینی علیہ الرحمہ (۱۰۲۰ھ، ۱۱۰۳ھ) کی قدیم شہرہ آفاق تصنیف ”الاشاعۃ لاشراط الساعۃ“ کا اردو ترجمہ ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مختلف ادوار میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، فقیر نے اس کے جدہ اور بیروت سے شائع شدہ عربی ایڈیشن دیکھے ہیں۔ شیخ الاسلام امام احمد رضا حنفی رحمہ اللہ نے حاشیہ طحاوی علی درالمختار کی تعلیقات میں بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا مطالعہ کر چکے تھے اور ان کے پاس کوئی قدیم مطبع ہی ہوگا نیز یہ بھی پتا چلتا ہے کہ یہ کتاب عرصہ سے علماء و مشائخ کے مطالعہ میں چلی آ رہی ہے ایسی کتاب کا ترجمہ کر کے اردو داں طبقے کو پیش کیا جانا یقیناً لائق تحسین ہے۔ اس احسن قدم پر مترجم حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی اور ناشر عزیزم نجابت علی تارڑ (ناظم زاویہ پبلشرز، لاہور) قابل مبارک باد ہیں۔ جس طرح حضرت مصنف اپنے عہد کے جلیل القدر عالم و عارف تھے حضرت مترجم بھی اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم اور بلند پایہ مصنف ہیں۔ عہد حاضر میں ان کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کا برق رفتار قلم اور کثیر تعداد تصانیف برصغیر پاک و ہند میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ فقیر پر بڑا کرم فرماتے ہیں، مولیٰ کریم حضرت مترجم کا سایہ تادیر دنیائے اسلام پر قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

سیدی و سندی استاذی علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ ایام طالب علمی سے لکھ رہے ہیں اور خوب لکھ رہے ہیں..... وہ تصنیف و تالیف کا فطری ذوق رکھتے ہیں..... کوئی شائع کرے یا نہ کرے ان کی نظر اپنے مولیٰ کی طرف ہے، دنیا سے صلہ کی پرواہ ہے اور نہ ستائش کی تمنا..... وہ سفر و حضر میں بھی قلم و قرطاس تھامے دکھائی دیتے ہیں..... ان کی تصانیف و تالیفات کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ ہے جو کہ عالم اسلام میں ایک ریکارڈ تعداد ہے..... ایسا کثیر التصانیف قلم کار نہ تو کبھی سنا اور نہ دیکھا..... عہد حاضر میں مذہب کے حوالے سے لکھنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہوگی مگر ان کی نگارشات عشروں میں شمار کی

جاسکتی ہیں جس کی وجہ سے آج کے دور میں پچاس کتب کے مصنف کو ایک بڑا مصنف اور صاحبِ قلم تصور کیا جاتا ہے۔ حضرت مترجم کی شخصیت اس حوالے سے ماضی اور حال دونوں میں منفرد دیکھتا ہے۔

۱۹۹۸ء میں فقیر نے آپ کی نگارشات کی فہرست ”علم کے موتی“ کے نام سے مرتب کر کے کراچی سے شائع کی تھی جس میں دو ہزار ایک سو پچاس کتب و رسائل کی تفصیلات پیش کی گئیں۔

میں ”صدائے علم“ کے نام سے ان جواہر پاروں کی تفصیلات شائع کی گئیں جو اس وقت تک شائع ہو چکی تھیں..... اس وقت فقیر کی معلومات کے مطابق آپ کی سات سو (۷۰۰) سے زائد نگارشات زیورِ طباعت سے مزین ہو کر اہل سنت کے علمی سنگھار میں اضافہ کر رہی ہیں..... فکر و قلم میں برکت ہے..... اندازِ بیاں انتہائی سادہ عام فہم مگر عالمانہ جاہ و جلال لیے ہوئے تصنیف ہو یا تالیف، ترجمہ ہو یا تفسیر مذاہب باطلہ کے خلاف ہر محاذ پر قرطاس و قلم کے تیر و کمان سنبھالے دکھائی دیتے ہیں..... ماشاء اللہ اکہتر اے برس کی عمر ہو چکی ہے مگر پر بھی ہر وقت قرطاس و قلم کو ساتھ رکھتے ہیں..... علمی و روحانی فیضان جاری ہے اور پورے جاہ و جلال کے ساتھ جاری ہے..... مولائے کریم ان کے اس علمی و روحانی فیضان کو یونہی جاری و ساری رکھے۔ (آمین)

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی

اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

اقبال احمد اختر القادری غفرلہ

۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ

مصطفیٰ کالونی 2-B-317/5-L گلشن احمد رضا، ناتھ کراچی، کراچی

۲۳ اگست ۲۰۰۳ء

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان

تقریظ

فاضلِ جلیل حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد رضوان مدنی قادری ضیائی صاحب مدظلہ العالی

﴿فرزند و جانشین شیخ الفضیلت علامہ محمد فضل الرحمن مدنی رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۲۳ھ بن قطب مدینہ﴾

علامہ ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۱ھ پروفیسر عبدالعزیز یونیورسٹی مدینہ المنورہ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله رب العالمين الذي أوجد أبو البشر سيدنا آدم عليه السلام من سلاله من طين، و علمه الأسماء كلها و عرضهم على ملائكته المقربين، فقالوا في الوقت والحين، سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا فانت رب العالمين، و صلى اللهم وسلم على صاحب الحوض المورود، والمقام المحمود، صاحب اللواء المعقود، والمكان المشهود، الموصوف بالكرم والجود، البشير النذير والسراج المنير الذي أضاء الكون بنور علمه فقد أخبر بما كان و بما سوف يكون الى قيام الساعة، فقد خصه رب العالمين بعلم أخبر به صحابته فما من قائد فتنة الأسماء و سمي اسم أبيه و أمه، فأكثر الصحابة علماً بما أخبر به هو أكثرهم حفظاً لما أخبر به الصادق المعصوم الذي لا ينطق الا صدقاً و لا يقول الا حقاً يحبه الله تعالى و يرضاه۔

هذا الحبيب أخبر بعلوم كثيرة فما من طائر في السماء الا ذكر لصحابته عنه علما مما علمه الله كما أخبر بما هو كائن الى قيام الساعة و من ما أخبر به أشراف الساعة و هي اشراف ذكرها المصطفى ﷺ و نقله عنه صحابته عليهم الصلاة والسلام كما أنه لم يفرد لها العلماء السابقين

بمؤلف مخصوص مما جعل الامام الحافظ جلال الدين السيوطى يذكر فى خطبة كتابه المسمى (بشرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور) أنه لو وجد فسحة أن يضم اليه كتاب فى أشراط الساعة و آخر فى أحوال البعث والقيامة وقد أكرمه الله فألف كتابه (البدور السافرة فى أمور الآخرة) وقد أطلع مؤلف (الاشاعة) السيد الحسيب النسيب سليل الدوحة النبوية العالم العلامة المدقق الفهامة، مجدد الملة المحمدية، و مشيد دعائم الشريعة الاسلامية، بحر العلم والفضل سيدنا شمس التقى والزهادة مولانا السيد محمد بن عبدالرسول بن عبدالسيد بن عيسى ووضع أنه لم يجد كتاباً فى أشراط الساعة اما لعدم تأليفه أو لانعدامه، أو لغير ذلك فأحب أن يؤلف فى أشراط الساعة ليكون برزخا بين كتابيه: (شرح الصدور) و (البدور السافرة) أو مقدمة لهما، فجاء كتابه هذا درة من الدرر يوضح الأمارات البعيدة التى ظهرت وأنقرضت، تلا ذلك الأمارات المتوسطة التى ظهرت ولم تنقض وسرد أحداثها، ثم تكلم عن الأشراط العظام والأمارات القريبة التى تعقبها الساعة، التى منها خروج المهدي عليه السلام و نزول سيدنا عيسى عليه السلام وهو كتاب من أنفس الكتب التى ألفت فى هذا المجال-

وقد طلب منى أخى الكريم الفاضل الحاج محمد بن عبدالكريم القادري الذى شرفنى بزيارة وعرضه للترجمة الأردوية لهذا الكتاب النفيس و فرحت كثيراً لهذا الجهد الكبير لأن ما قام به العالم الفاضل الجليل صاحب التصانيف الكثيرة صاحب الفضيلة والارشاد الشيخ أبو صالح محمد فيض أحمد الأويسى عمل يحتاج الى معرفة باللغة العربية و مضامينها و علم شرعى وفهم دقيق وهو جهد أسال الله عزوجل أن يثيب مؤلفه خير الجزاء ولترجمة أحسن الأجر ولكل من بذل جهد فى سبيل

اخراج هذا العمل الجليل ان يجده في ميزان حسناته يوم لا ينفع مال ولا بنون الا من اتى الله بقلب سليم و صلى الله على سيد العجم والعرب سيدنا محمد و على آله وصحبه وسلم۔

کتبه

دار ضوان فضل الرحمن ضياء الدين الشيخ

غفر الله له ولوالديه ولجميع المسلمين

۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ / ۱۱ مارچ ۲۰۰۳ء



ترجمہ عربی تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو کہ جملہ عالمین کا پروردگار ہے جس نے ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو خاص مٹی سے پیدا فرمایا اور انہیں کل اسماء کا علم دیا پھر انہوں نے وہ اسماء (نام) ملائکہ مقربین کو پیش کیے تو انہوں نے فوراً اسی وقت کہا کہ یا اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو کوئی علم نہیں وہی ہے جو تو نے ہمیں علم عطا فرمایا اور تو ہی پروردگار عالمین ہے اور اے اللہ! صلوة و سلام بھیج صاحبِ حوضِ مورد اور صاحبِ مقام محمود اور صاحبِ لواء معقود اور صاحبِ مکان مشہود پر جو کہ آپ جو دو سخا سے موصوف ہیں، آپ بشیر و نذیر اور وہ سراج منیر ہیں کہ جس نے اپنے نورِ علم سے کائنات کو منور فرمایا اور ماکان و ما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا ذرہ ذرہ کی خبر دی اور آپ کو آپ کے رب کریم نے خاص علم سے نوازا جس کی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خبر دی یہاں تک کہ ہر فتنہ اور فتنہ انگیز کے پیشوا کا نام بتایا اور اس کے باپ اور ماں کا نام بھی بتا دیا، پھر صحابہ کرام میں وہ زیادہ علم والا سمجھا جاتا جس کی صادق و مصدوق ﷺ نے خبر دی جو سب سے زیادہ ان باتوں کو یاد رکھنے والا ہوتا۔

کیونکہ آپ ﷺ صدق و حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتے تھے اور آپ ﷺ ہی کہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کو مرغوب و محبوب ہوتی اور جس سے وہ راضی ہوتا، یاد رہے کہ حبیب کریم ﷺ نے بے شمار علوم کی خبر دی ہے یہاں تک کہ کوئی پرند پر نہیں مارتا اس کی بھی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خبر دی یہ وہ علم ہے جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے قیامت تک کے ہونے والے امر کی خبر دی ان علوم سے قیامت کی نشانیاں بھی ہیں۔ یہ وہی نشانیاں ہیں جن کی حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی اور انہیں آپ کے صحابہ کرام نے آپ سے نقل کیا لیکن مانائے سابقین میں سے کسی نے ایک جگہ پر جمع

کرنے کا اہتمام نہ فرمایا جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”شرح الصدور“ کے خطبہ میں ذکر فرمایا کہ اگر انہیں وقت نے مہلت دی کہ وہ اپنی کتاب ”شرح الصدور“ کے ساتھ ایک اور تصنیف کا اضافہ کرے گا جس میں صرف علامات قیامت کا ہی ذکر ہوگا اور ساتھ ہی ایک اور کتاب بھی تصنیف کرے گا جو ”احوال الاخرۃ“ پر مشتمل ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اسے اس کتاب احوال الاخرۃ بنام ”البدور السافرة“ کی تصنیف کا اعزاز بخشا اور مصنف ”الاشاعۃ“ جسبی نسبی سید خاندان نبوت کا چشم و چراغ، عالم، علامہ مدقق فہامہ، ملہ محمدیہ کے مجدد، شریعت اسلامیہ کو مضبوط و مستحکم کرنے والے علم و فضل کے سمندر ہمارے سردار تقویٰ اور پرہیزگاری اور زہد و عبادت کے آفتاب مولانا سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید بن عبدالرسول بن قلندر بن عبدالسید بن عیسیٰ (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے خود وضاحت فرمائی ہے کہ میں نے امام سیوطی رحمہ اللہ کی اشراط الساعۃ پر کوئی تصنیف نہیں دیکھی یا تو انہیں اس کے لکھنے کا موقعہ نہ ملایا ممکن ہے تصنیف فرمائی ہو لیکن مفقود ہوگی۔ واللہ اعلم یا کوئی اور وجہ ہو۔ بنا بریں میں نے چاہا کہ میں ہی اس خدمت کو سرانجام دوں تاکہ تیری یہ تصنیف امام سیوطی رحمہ اللہ کی دو کتابوں ”شرح الصدور“ اور ”البدور السافرة“ کے درمیان برزخ متصور ہو یا یہ ان کیلئے بمنزلہ مقدمہ کے ہو۔

اسی لیے مصنف ”الاشاعۃ“ (رحمہ اللہ) کی یہ کتاب، آبدار موتیوں کی طرح، ایک چمک دار موتی ہے جو قیامت کی ان علامات کی وضاحت کرتی ہے جو دنیا میں ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں ان کے بعد قیامت کی وہ درمیانی نشانیاں بیان ہوں گی جو ظاہر ہونے کے بعد ختم نہ ہوں بلکہ آگے مسلسل بڑھتی رہیں اور تا قیامت بڑھتی رہیں گی پھر ان بڑی نشانیوں کا ذکر فرمایا جو قرب قیامت میں ہوں گی کہ ان کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ ان میں ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ اور نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ہے یہ کتاب ”الاشاعۃ لاشراط الساعۃ“ اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے نفیس ترین تصنیف ہے کہ اس جیسی ترتیب اور حسن اسلوب اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھی ہے۔

میرے برادر دینی فاضل جلیل حافظ عبدالکریم صاحب قادری جنہوں نے مجھے اپنی

زیارت سے مشرف فرما کر مجھ سے مطالبہ کیا کہ اس کتاب کے اردو ترجمہ (موسوم بہ قیامت کی نشانیاں) کے متعلق کچھ اظہار خیال کروں۔

یہ ترجمہ ایک عالم فاضل جلیل صاحب تصانیف کثیرہ اور صاحب الفضیلة والا ارشاد الشیخ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی نے کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ (ترجمہ اردو از عربی) معمولی کام نہیں بلکہ یہ بہت بڑی جدوجہد کا متقاضی ہے یہ کام وہ کر سکتا ہے جو اس دقیق امر کا شناسا اور علمی وسعت کا حامل ہو اور اسے علوم پر کامل عبور حاصل ہو اور توفیق سے بھی بہرہ ور ہو۔ ہاں ہاں یہ کام وہ کر سکتا ہے جو لغات عربیہ اور ان کی ہر پیچ گھاٹیوں کا پورا علم رکھتا ہو اور اسے منجانب اللہ علم و فضل کا حظ وافر نصیب ہو۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ کریم مؤلف جلیل (رحمہ اللہ) اور مترجم (علامہ اویسی قبلہ) کو بہترین اجر عظیم عطا فرمائے اور عظیم ثواب سے نوازے اور ہر اس بندہ کیلئے دُعا گو ہوں جو اس کتاب کی اشاعت کیلئے جدوجہد کرے ان سب کے میزان میں ڈھیروں اجر و ثواب جس دن کہ کسی کو نہ ماں فائدہ دے نہ اولاد۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم لایا، اے اللہ! سید العرب والعجم سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ و سلام بھیج اور آپ کی آل و اصحاب پر۔

(ز)

ڈاکٹر رضوان فضل الرحمن ضیاء الدین الشیخ

مدینہ منورہ، سعودی عرب



تقریظ

استاذ العلماء محسن اہلسنت محقق دوران حضرت ملامہ

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ، شادمان ٹاؤن، لاہور، پاکستان)

اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكُ تُوْتِي الْمَلِكَ مَنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ
تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ- اللَّهُمَّ أَعِزِّ الْإِسْلَامَ
وَالْمُسْلِمِينَ- اللَّهُمَّ أَيْدِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ- اللَّهُمَّ اخْذِلِ الْكُفْرَةَ
وَالْفَجْرَةَ الظَّلْمَةَ الْيَهُودَ وَالنُّصَارَى الْغَاشِمَةَ الْهَاجِمَةَ عَلَى بِلَادِ
الْمُسْلِمِينَ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ-

دنیا اور اس کی زندگی، یہ جہان اور اس کی چمک دمک سب عارضی ہیں، اس حقیقت کا
بڑے سے بڑا کافر بھی انکار نہیں کر سکتا، علماء حق نے فرمایا یہ پنج روزہ زندگی ہے ایک دن
آنے کا اور ایک دن جانے کا دو دن ہفتے سے نکالیں تو باقی پانچ ہی رہتے ہیں، کسی صاحب
دل نے فرمایا کہ انسانی زندگی کا وقفہ اتنا ہی ہے جتنا اذان اور نماز میں ہوتا ہے، جب آدمی
اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور جب رخصت ہوتا ہے تو نماز
جنازہ ادا کی جاتی ہے، کتنی مختصر زندگی ہے؟ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ جیسا کہ
ارشادِ باری ہے:

وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ- (پ ۲۱، العنکبوت: ۶۴)

”اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی

زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے“۔ (کنز الایمان)

لیکن ہم کتنے غافل ہیں؟ ہماری ساری توجہ اس زندگی کی آسائشوں اور آرائشوں کے حاصل کرنے پر مرکوز ہے، ہمیں عیش و عشرت کے وسائل حاصل ہونے چاہئیں، ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ وہ جائز طریقے سے حاصل ہوئے ہیں یا ناجائز طریقے سے؟ آخرت کی تو ہمیں فکر ہی نہیں ہے۔

ذرا توجہ سے سنیے! شیخ الاسلام امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کیا فرماتے ہیں:

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

(حدائق بخشش حصہ اول)

چار آدمی چار پائی کو اٹھا کر سوئے شہر خموشاں روانہ ہوتے ہیں پانچواں وہ ہے جو چار پائی پر لیٹا ہوا ہے، اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، اور اگر نیک نہیں ہے تو وہ کہتا ہے ہائے! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ لیکن واپسی پر صرف چار ہی پلٹتے ہیں۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا، دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

(حدائق بخشش حصہ اول)

ہم بہت سے مغالطوں کا شکار ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ قیامت کے آنے میں بہت دیر ہے، لیکن ہم اس حقیقت کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ نہ جانے کتنے لمحوں کے بعد ہمارا بلاوا آ جائے گا؟ اور جسے بلاوا مل گیا اس کی تو قیامت قائم ہو گئی اس کیلئے قیامت دور نہ رہی، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود بھی موت، قیامت، حساب و کتاب اور جزا و سزا کو یاد کریں اور اپنے بھائیوں کو بھی اس طرف متوجہ کریں، اگر ہم یہ کوشش کریں اور اس میں کامیاب ہو جائیں تو بہت سی برائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس وقت مسلمانانِ عالم پر سقوط بغداد کی صورت میں قیامت صغریٰ گذر چکی ہے،

امریکہ اور برطانیہ نے نہ عالم اسلام کی پروا کی ہے، نہ اقوام متحدہ کو اہمیت دی، ہزاروں عراقی عوام اور فوجی لقمہ اجل بنا دیئے گئے، سرکاری دفاتر لوٹ لیے گئے، عجائب گھر کا تاریخی ورثہ لوٹ لیا گیا توڑ پھوڑ دیا گیا، ایک اخباری رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ ستر ہزار نوادرات غائب ہو گئے، سینکڑوں سال پرانے اور نادر و نایاب قرآنی نسخوں پر مشتمل لائبریری کو جلا کر رکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا، ایک اخباری رپورٹ کے مطابق بھرہ کی لائبریری میں موجود شیر خدا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک سے لکھا ہوا واحد قرآنی نسخہ بھی نذر آتش ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہلا کو خان نے بغداد کو تباہ و برباد کیا تھا تو سعدی جیسا سخور اس کا مرثیہ لکھنے والا موجود تھا جنہوں نے خلیفہ بغداد کی شہادت پر کہا تھا:

آسماں راجع بود گر خون ببارد بر زمیں
بر وفات حضرت مستعصم امیر المؤمنین

لیکن آج بغداد کی بربادی پر کوئی مرثیہ کہنے والا بھی نہیں ہے، اسلامی ممالک کے حکمران یا تو اس نصیحت پر عمل پیرا ہیں ”بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست“ یا پھر امریکہ کے خوف سے خاموش ہیں، یا اربوں ڈالروں کے قرضے معاف کرا کے مہربلب ہیں۔ بغداد کا سب کچھ تباہ کر دیا سوائے وزارت تیل کے دفاتر کے وہ محفوظ رکھے گئے۔ اور اس محکمہ اور دیگر اہم محکموں کے دو لاکھ سے زائد عراقیوں کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا، کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ امریکہ نے عراق کے تیل پر قبضہ اور اس کے اسلامی تشخص کو تباہ کرنے کیلئے ہی یہ تمام قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا، اور اب ایران اور شام پر یہ طرح طرح کے الزامات عائد کر کے انہیں اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہے۔

آج تک یہ بات ثابت نہیں ہو سکی کہ افغانستان کے طالبان ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے سانحے کے ذمہ دار تھے، حقائق واضح طور پر اس سانحہ کا ذمہ دار اسرائیل جو امریکہ کی ناپاک اولاد ہے کو ٹھہرا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی، عراق میں کیمیاوی اور جراثیمی ہتھیار بنانے کا ثبوت آج تک نہیں ملا اس کے باوجود

عراق کو جہنم بنا دیا گیا، کیوں صرف اس لیے کہ وہاں کے رہنے والے مسلمان ہیں، کیا امریکہ کو اسرائیل، شمالی کوریا اور انڈیا نظر نہیں آتے جن کے پاس کثیر التعداد ایٹم بم اور خطرناک ہتھیار ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خالق کائنات اس کا نام و نشان مٹا دیتا ہے اور درحقیقت وہی سپر پاور ہے۔

حذراے چیرہ دستاں تخت ہیں فطرت کی تعزیریں

وقت کی ضرورت ہے کہ عالم اسلام اپنی ”اسلامی اقوام متحدہ“ قائم کرے، تمام اسلامی ممالک کی کرنسی اور دفاع ایک ہو، اسی صورت میں مسلمان اپنا تحفظ کر سکتے ہیں، ورنہ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

پیش نظر کتاب ”الاشاعة لاشراط الساعة“ کا اردو ترجمہ ہے جو پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔ اس کے مصنف اپنے دور کے عظیم عالم اور نامور محدث حضرت علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی حسینی مدنی قدس سرہ العزیز (ولادت ۱۰۴۰ھ، وفات ۱۱۰۳ھ) ہیں ان کی عظمت شان کا اندازہ اس سے لگائیے کہ انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے زیر سایہ مسند تدریس بچھائی اور خواص و عوام کی ایک بڑی جماعت نے ان سے فیض حاصل کیا۔

ان کی فضیلت و جلالت کا اندازہ اس سے بھی لگائیے کہ ان کا تذکرہ ذہبی نے ”نہجات“ میں، عیاشی نے ”رحلت“ میں جمودی نے ”نتائج الرحلة“ اور ”فوائد السفر“ میں، مرادی نے ”سلک الدرر“ میں اور سید ہتی نے ”شذور الاکسیر فی معرفۃ اعقاب البشیر والنذیر“ میں کیا ہے، آخر الذکر بزرگ نے تو انہیں اپنی صدی (بارہویں صدی) کا مجدد قرار دیا ہے۔ (ترجمہ المصنف الاشاعة) انہوں نے تصریح کی ہے کہ امام علامہ جلال الدین سیوطی نے ”شرح الصدور“ کے خطبے میں فرمایا کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو قبروں میں مردوں کے حال کی تفصیل پر کتاب لکھوں گا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو علامات قیامت اور احوال آخرت پر بھی تفصیلی کتاب لکھوں گا۔ احوال آخرت پر تو ان کی کتاب دستیاب ہے جس کا نام ہے ”البدور السافرة فی امور الآخرة“ اس کا بھی پہلی مرتبہ اردو ترجمہ سبزواری

پبلشرز کراچی کے تعاون و تحریک سے عطاری پبلشرز کراچی نے شائع کر دیا ہے، لیکن علاماتِ قیامت پر ان کی کتاب نہیں مل سکی یا تو انہوں نے لکھی ہی نہیں یا لکھی لیکن مفقود ہو گئی، اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ علاماتِ قیامت پر جامع کتاب لکھوں گا جس طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ لکھنا چاہتے تھے تاکہ وہ ”شرح الصدور“ اور ”البدور السافرة“ کے درمیان برزخ بن جائے اور درمیانی فاصلہ کو دور کر دے۔ (الاشاعت صفحہ ۲)

حضرت علامہ سید محمد بن عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ (اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صدیوں پہلے بھی مسلمان اپنے بچوں کا نام عبدالرسول رکھا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے) نے کتاب کو تین ابواب پر تقسیم کیا ہے۔

1- دُور کی علاماتِ قیامت جو واقع ہو چکی ہیں۔

2- متوسط علامات۔

3- بڑی بڑی علامات۔

اس کتاب کی فہرست کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موضوع کا واقعی حق ادا کر دیا ہے، یہ کتاب علمی اعتبار سے بھی انتہائی دقیق ہے اور مقصد کے اعتبار سے بھی بہت اہم ہے۔

اس کا ترجمہ موجودہ دور کے اُس کثیر التصانیف اور تبحر فاضل نے کیا ہے جس کا کثرتِ تصانیف و تالیفات میں کوئی مدِّ مقابل دکھائی نہیں دیتا میری مراد حضرت شیخ التفسیر والحدیث، خطیب باکمال، مناظر بے مثال حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جن سے راقم نے بھی اجازت حدیث لی ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور ان کے برق رفتار قلم کی جولانیاں سلامت رہیں۔ آمین

اس کتاب لا جواب کی اشاعت کا اہتمام سبزواری کراچی نے کیا ہے، اس ادارے کے روح رواں حضرت مولانا محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی باہمت نوجوان ہیں جو علامہ اویسی قبلہ اور دیگر علماء اہلسنت سے نئے نئے عنوانات پر کتابیں لکھوا کر مختلف اداروں کو ترغیب دلا کر شائع کر رہے ہیں اور اس طرح وقت کی اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ اُن کی ہمت و کاوش اور شب و روز کی محنت میں برکتیں عطا فرمائے اور یہ ان کیلئے اور ہم سب کیلئے ذریعہ نجات ثابت ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

ناظم تعلیم و تربیت جماعت اہلسنت پاکستان

۲۱ اپریل ۲۰۰۳ء



تقریظ

استاذ العلماء فخر اہلسنت حضرت علامہ مولانا

مفتی عبدالرزاق بھترالوی حطاروی صاحب مدظلہ العالی

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا
الْمَسِيءُ قَلِيلًا مَا تَدَّكُرُونَ ۝ إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَا تَيَّبُ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (پ ۲۳، المؤمن آیت ۵۸/۵۹)

”اور اندھا اور آنکھیارا برابر نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور
بدکار کتنا کم دھیان کرتے ہوں۔ بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ
شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (کنز الایمان)

مطلب یہ ہے کہ جاہل اور عالم برابر نہیں، اور ایمان والے اور اچھے عمل کرنے والے
اور بُرے لوگ یکساں نہیں لیکن تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔ قیامت ضرور بہ ضرور
آنی ہے لیکن اکثر لوگ موت کے بعد زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔

ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے اور
اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی رکھے۔ قیامت کا دن نظام عدل کا دن ہے جس میں نیک لوگ
کامیابی کا تمغہ اپنے دائیں ہاتھ میں لیے خوش ہوں گے، جن کے چہروں پر فرحت و سرور
کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہوں گے، اور کفار و فساق ناکامی کا مکتوب اپنے بائیں ہاتھ میں
لیے مرجھائے ہوئے چہروں سے حالتِ غم و اضطراب میں ہوں گے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاضِرَةٌ ۚ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ بِأَسْرَةٍ تَظُنُّ أَنْ
يُفْعَلُ بِهَا فَاقْرَةٌ۔ (پ ۲۹ القیامت آیت ۲۲/۲۵)

”کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے، اور کچھ منہ اسی دن

بگڑے ہوں گے سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر توڑ دے گی۔ (کنز الایمان)۔

حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرما کر لوگوں کو اعمال کے سنوارنے کی فکر دلا دی کہ لوگ ایمان لا کر اور اچھے عمل کر کے اپنی کامیابی کی راہ متعین کر لیں اور کفر اور بد اعمالیوں سے باز رہ کر اپنے آپ کو ناکامی سے بچالیں۔ لیکن راقم کو قیامت کی نشانیوں کے بیان سے جو عظیم بات سمجھ آئی وہ یہ ہے کہ اس وقت تک قیامت پر ایمان ممکن نہیں جب تک مصطفیٰ کریم ﷺ کے علم غیب کو تسلیم نہ کیا جائے۔ ہاں اس سے بڑھ کر ایک اور بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضور ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتا کر رب تعالیٰ سے ملاقات کا تصور دیا، لیکن یہ بات ہر کسی کو سمجھ میں آنے والی نہیں۔ سید الاولیاء، حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۶ھ نے کیا خوب بیان فرمایا:

دسے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں بے سوجھت دا
کوئی درمیاں موتی لے تریاں

یعنی نبی پاک ﷺ جو بشری صورت میں تشریف لائے، آپ نے بے صورت ذاتِ باری تعالیٰ کی راہ بتائی۔ پھر آپ فرماتے ہیں توبہ یہ کہہ دیا صرف راہ تو آپ نہیں دکھاتے آپ تو عین حقیقت باری تعالیٰ کا پتہ دے رہے ہیں کیونکہ آپ ذاتِ باری تعالیٰ کا مظہر ہیں (جس کی کیفیت کو بیان کرنا ممکن نہیں) یہ بات بے سمجھ کی سمجھ میں آنے والی نہیں علم کے بحر عمیق سے کچھ خوش بخت اس سمجھ کے موتی نکالنے میں کامیاب ہوتے۔ اس لغت میں اس رباعی سے پہلی رباعی میں اس مسئلہ کو بہت واضح طور پر بیان فرمایا:

ایہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس صورت تھیں
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

گویا کہ یوں کہا جائے کہ پیارے مصطفیٰ ﷺ کی آمد ہی قیامت کا منظر پیش کر رہی تھی، آپ مظہر ذات و صفات باری تعالیٰ بن کر آئے، نظامِ عدل آپ نے قائم فرمایا جو زمانہ فترت میں اٹھ چکا تھا، پھر آپ نے قیامت کی نشانیاں بتا کر اپنے علمِ غیب پر روزِ روشن سے بڑھ کر دلیل قائم کر دی جس سے منکرینِ علمِ غیب کے منہ درحقیقت بند ہو گئے۔ میں نے مانوں کی رٹ لگانے والوں کا تو سوائے ان کی موت کے کوئی علاج ہی نہیں یہ تمام حقائق آپ کو زیرِ نظر کتاب میں نظر آئیں گے، آپ مجھے اپنے دعویٰ میں سچا پائیں گے۔

ایک مختصر حدیثِ پاک ذکر کرنے کی میں بھی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

عن ابی ہریرۃ قال بینما النبی ﷺ یحدث اذا جاء اعرابی فقال متی الساعة قال اذا ضعت الأمانة فانظر الساعة قال کیف اضاعتها قال اذا وسد امر الی غیر اہلہ فانظر الساعة۔

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ باب اشرط الساعة)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دورانِ نبی کریم ﷺ بیان فرما رہے تھے، تو ایک اعرابی آئے، انہوں نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا۔ پھر اعرابی نے پوچھا: امانت کب ضائع کر دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا: جب معاملات نا اہل کے سپرد کر دیئے گئے تو قیامت کا انتظار کرنا۔“

حضور ﷺ کا یہ فرمانِ ذیشان بہت مختصر لیکن کثیر معانی پر مشتمل ہے چونکہ جوامع الکلم آپ کا خصوصی اعجاز ہے۔

اذا وسد الأمر: الی فوض أمر السلطنة أو الامارة أو القضاء أو الحكومة (الی غیر اہلہ) الی ممن لو جد فیہ شرائط الاستحقاق کا النساء والصبيان والجهلة والفسقة والبخیل والجبان ومن لم یکن قرشیا ولو کان من نسل سلاطین الزمان هذا فی الخلیفة وقس علی هذا سائر اولی الأمر والشان و ارباب المناصب من التدريس والفتوى والأمانة والخطابة وأمثال ذلك مما یفتخر

به الأقران۔ (مرقاۃ جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۲)

”جب سلطنت اور امیر بنانے اور قاضی بنانے اور حکومت بنانے کا معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا، وہ نااہل لوگ کون ہوں گے؟ وہ یہی لوگ ہوں گے جن میں شرعی طور پر استحقاق نہیں پایا جائے گا، جیسے عورتوں، بچوں، جہلاء، فساق، بخیل اور بزدل لوگوں کے سپرد نظام حکومت کر دیا جائے، اور صرف بادشاہ کی اولاد سمجھ کر اسے بادشاہ بنا دیا جائے خواہ وہ قریشی نہ ہو۔ یہی حال ہر قسم کے مذہب میں ہوگا، تدریس، فتویٰ نویسی، امامت و خطابت نااہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں خواہ لوگ ان پر فخر ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔“

ان حالات میں قیامت کا انتظار کیا جائے، ذرا غور کریں تو خود بخود واضح ہوگا کہ حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالیشان ہمارے زمانہ میں نصف النہار کے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔

انہ غلبہ اللہ لم یخرج من الدنیا حتی أعلمہ اللہ بجمیع مغیبات

الدنیا والأخرة ولكن امر یکتّم أشياء منها۔ (صاوی حاشیہ جلالین صفحہ ۳۹۵)

”بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا اور آخرت کے غیبی امور پر مطلع فرما دیا۔ وہاں البتہ بعض چیزوں کو چھپانے کا حکم تھا۔ جیسا کہ قیامت کو ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ ورنہ آپ کو قیامت کا بھی علم تھا۔“

فلم یطلع علیہ أحدا لا من اوتقاه من الرسل۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم کسی کو نہیں دیا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے جن رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا انہیں قیامت کا علم عطا فرمایا۔

”مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل پیچ کسی اینخار اند اند و آنخاز امور غیب اند کہ جز خدا کسی اور اند مگر آنکہ و سہ تعالیٰ از نزد خود کسی را بداند انانہ بوحی والہام“۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان)

” (امورِ غیبیہ خمسہ جن میں قیامت کا علم بھی ہے) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم عطاء کرنے کے بغیر کوئی شخص بھی اپنی عقل سے حساب نہیں لگا سکتا کیونکہ یہ امورِ غیبیہ ہیں جن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کسی کو وحی یا الہام کے ذریعے علم عطا کر دے تو وہ یقیناً جانتا ہے۔“

جیسا کہ شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کرڑوں درود

(حدائقِ بخشش ۱۰۰۰ دوم)

مجاہد اہلسنت، محافظ مسلک اہلسنت، فاضل نوجوان محترم المقام جناب مولانا الحاج محمد عبدالکریم صاحب قادری رضوی اویسی مدظلہ العالی قابل صد تحسین شخصیت ہیں جو اس دور میں (جس میں لوگ نابل پڑھنے اور فحش پروگرام دیکھنے کو اپنا طرہ امتیاز سمجھ رہے ہیں) دینی کتب کے تراجم شائع کر رہے ہیں، کتاب کا انتخاب بھی خوب فرماتے ہیں، لیکن اس سے بڑھ کر مترجم کا انتخاب ہے۔ اس سے میری مراد تصنیف و تالیف کے بادشاہ، صاحب علم و عمل، صاحب زہد و تقویٰ جناب حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ العالی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آپ سلف صالحین کی یادگار ہیں، یقیناً آپ جیسی ہستی سے ترجمہ کرانا کتاب کے حسن و جمال، ذوق کمال میں چار چاند لگا دیتا ہے، سبزواری پبلشرز کے تمام کارکنان وہ راوین بھی مبارکباد کے تحت ہیں قارئین کرام کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ وہ پڑھنے کے ساتھ عمل اور صحت عقیدہ کے زیور سے بھی آراستہ ہو سکیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبدالرزاق بھترالوی

۹ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

(2/38، اسٹریٹ 1، 38-F، اسلام آباد)

۱۲ اپریل ۲۰۰۳ھ بروز ہفتہ

تقریظ

فاضلِ جلیلِ محققِ دوراں، حضرت علامہ

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب مدظلہ العالی

(مدرس و رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور، یو۔ پی، انڈیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًّا وَّ مُسَلِّمًا

پیش نظر کتاب ”قیامت کی نشانیاں“ حضرت علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ”الاشاعة لاشراط الساعة“ کا سلیس و عام فہم اردو زبان میں مطلب خیز ترجمہ ہے جو اپنے مضامین کی اثر انگیزی کے لحاظ سے بہت اہم اور نہایت مفید ہے۔

اس کتاب کے مترجم اہلسنت و جماعت کے مشہور و معروف عالم دین شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی ہیں، موصوف سرعت تحریر و کثرت تصانیف میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں، سنا ہے کہ اب تک چھوٹی بڑی تین ہزار سے زائد کتابیں ان کی نوک قلم سے معرض وجود میں آچکی ہیں، جن میں کئی ضخیم کتابوں کے ترجمے بھی شامل ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ ان کتابوں کا مقام تحقیق و پایہ تدقیق کیا ہے؟ لیکن اتنا تو مسلم ہے کہ ان کو تصنیف و تالیف اور ترجمہ کیلئے بے پناہ جدوجہد اور انتھک جانفشانی کرنی پڑی ہوگی۔ آج پاک و ہند میں ایسا کثیر التصانیف بلکہ پورے عالم اسلام میں ایسا عالم دین موجود نہیں اور اس کیلئے حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی پوری جماعت اہلسنت کی طرف سے قابل ستائش و لائق مبارک باد ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی ان خدمات دینیہ کو مقبول عوام و خواص بنائے، ان کی افادیت کو عام و تمام فرمائے اور حضرت کا سایہ کرم صحت و سلامتی کے ساتھ ہم سنیوں کے سروں پر دراز فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ النبی الامین الکریم علیہ و علی آلہ و افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔
 احقر حج و زیارت کیلئے اس وقت مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہے، مگر حجاج کرام کے کثرت
 سوالات اور ان کے جوابات کی مصروفیات وغیرہ کے باعث پیش نظر کتاب سے استفادہ نہ
 کر سکا صرف چند صفحات دیکھے جس سے یہ محسوس ہوا کہ کتاب اہم اور ترجمہ مناسب و مفید
 ہے، ایک زبان کے مضمون کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بہت مشکل کام ہے مگر حضرت علامہ
 موصوف نے اس مشکل کام کو اس خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے یہ ترجمہ اردو
 زبان کی ایک مستقل باضابطہ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کے کاموں میں مزید
 برکت عطا فرمائے اور جماعت اہلسنت کو ان کے امثال سے محروم نہ فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا محمد عبدالکریم صاحب اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی میرے پاس
 پیش نظر کتاب کا مسودہ لے کر تشریف لائے اور اس پر کچھ لکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا
 چنانچہ اپنے لیے سعادت سمجھ کر چند کلمات لکھے۔

میں نے اسے قبول افتدو ہے عز و شرف

ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

محمد نظام الدین رضوی

(خادم درس و افتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور)

بمطابق ۸ فروری ۲۰۰۳ھ

(نزیل، مسفلد، شارع طریقہ الحجرة، عمارة ۱۷۳، مکہ معظمہ، سعودی عرب)



تقریظ

محافظِ مسلکِ اہلسنت حضرت علامہ

سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری صاحب مدظلہ العالی
(جانشین علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۰۳ھ
سابق رکن قومی اسمبلی، امیر جماعت اہلسنت پاکستان، کراچی)

اس فقیر نے کتاب ”الاشاعۃ لأشراط الساعۃ“ کا ترجمہ جو شیخ القرآن و شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب قبلہ نے فرمایا، کو کہیں کہیں سے دیکھا، میں اپنی بے حد مصروفیات کی بناء پر بالاستعاب اسے نہیں پڑھ پایا۔ یہ کتاب اپنے عنوان کے اعتبار سے بڑی اہم ہے، حضرت علامہ سید شریف محمد بن عبدالرسول الحسینی البرزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۰۳ھ نے اس کتاب میں جو قیامت کی نشانیاں بیان کی ہیں وہ کتاب احادیث سے بڑی محنت اور مشقت سے جمع کی ہیں جو علم حدیث میں فاضل مصنف کی مہارت کا منہ بونتا ثبوت ہے۔

متاخرین میں ہندوستان کے ایک بہت بڑے محدث، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قیامت کب آئے گی؟“ تصنیف فرمائی اور جو جو حدیث وہ لائے اس کی مختصر شرح بھی بیان فرمائی جو ایک اچھی کوشش ہے اور یہ ایک اچھی کتاب ہے لیکن مصنف موصوف کا انداز دیگر مولفین سے بالکل جدا ہے، اس عنوان پر انہوں نے جو حدیثیں جمع کی ہیں لگتا ہے کہ نہایت ہی مشقت اور محنت کے بعد انہوں نے یہ نام انجام دیا ہے۔ تصنیف و تالیف کی دنیا میں اس عنوان پر یہ ایک انوکھی کتاب ہے، اگرچہ یہ کتاب عربی میں تھی اور ایک عرصہ سے نایاب بھی ہے، اردو زبان میں کتب بینی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے یہ کتاب بہت بڑا تحفہ ثابت ہوگی۔ خصوصاً اس عنوان سے دلچسپی

رکھنے والے حضرات کیلئے اس کتاب میں بہت بڑا سرمایہ ہے۔

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی نے نہایت ہی آسان زبان میں اس کا اردو ترجمہ فرما کر اہلسنت وجماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اب اس کتاب کو پڑھ کر عوام و خواص یکساں استفادہ کریں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مترجم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب قبلہ کو اپنی خاص برکتوں سے نوازے اور ان کے علم اور عمر میں ہر کتیب عطا فرمائے، ساتھ ہی مولانا الحاج حافظ محمد عبدالکریم اویسی قادری رضوی صاحب اور ان کے تمام معاونین بھی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کا اہتمام و انصرام فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی سعی کو بھی قبول فرمائے اور اس کتاب کو مقبول عام فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی

۲۹ مارچ ۲۰۰۳ء



نقشِ اوّل

محققِ دوراں پیرِ طریقت، سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ
سید محمد زین العابدین شاہ راشدی صاحب مدظلہ العالی

کتاب ”الاشاعة لأشراط الساعة ترجمہ قیامت کی نشانیاں“ جو کہ فاضلِ جلیل علامہ سید محمد بن عبدالرسول البرزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف لطیف ہے، آپ کا زمانہ ۱۰۴۰ھ تا ۱۱۰۳ھ ہے اور آپ کا وصال ۶۳ سال کی عمر میں یکم محرم الحرام ۱۱۰۳ھ میں مدینہ المنورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں مدفون نصیب ہوا۔

برزنجی خاندان کے ایک دوسرے نامور بزرگ عالم دین بھی ہو گزرے ہیرے حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی قدس سرہ المتوفی ۱۱۷۹ھ جنہوں نے بلاد شریب کے موضوع پر ”مولود برزنجی“ تصنیف فرمائی اس کی مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عرب ممالک میں ہر خوش عقیدہ مسلمان کے گھر میں اس طرح پڑھی جاتی ہیں جس طرح پاک و ہند میں ”میلا داکبر“ شہرت و مقبولیت رکھتی ہے۔ مولود برزنجی کو آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل مدینہ طیبہ میں لکھا گیا اور علامہ یوسف بن اسمعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مولود شریف کو اپنی کتاب مستطاب ”جواہر البحار“ کی جلد سوم میں مکمل نقل فرمایا ہے۔

وضاحت کا سبب یہ ہے کہ یہ دونوں ایک خاندان ذی شان سے متعلق ہیں لیکن دونوں کے درمیان میں طویل عرصہ کا فرق ہے، علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی عالیہ رجمہ کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ صحاح ستہ کے محشی علامہ مخدوم محمد بن عبدالہادی ٹھٹوی حنفی مدنی المعروف ابوالحسن کبیر علامہ سندھی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۱۳۹ھ ان کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی نے زیر نظر کتاب ”الاشاعة لأشراط الساعة“

کیوں تحریر فرمائی؟ اس کی وجہ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ خاتم الحفاظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ المتوفی ۹۱۱ھ نے حالات برزخ پر ایک مختصر مگر جامع کتاب ”شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور“ تحریر فرمائی اور احوالِ آخرت (مرنے کے بعد زندہ اٹھنے اور اس کے بعد کے تمام امور کے احوال) پر ”البدور السافرة فی احوال الآخرة“ مدلل و مفصل کتاب لکھی۔ لیکن ”علامات قیامت“ کا موضوع تشنہ تھا اس پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی لہذا علامہ برزنجی نے ”الاشاعة لاشراط الساعة“ کے نام سے کتاب مستطاب تحریر فرمائی یعنی جس کمی کو انہوں نے محسوس کیا اس کو بڑے اہتمام سے پورا فرما کر اپنی ذمہ داری باحسن طریقہ سے تکمیل کو پہنچائی اور امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خوبصورت تحفہ پیش کیا۔

شیخ القرآن والحديث سرمایہ ملت اسلامیہ فخر احناف حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ (محدث بہاولپورنی) نے اس نایاب نسخہ کے فیض کو عام کرنے کیلئے اسے عربی سے اردو میں منتقل فرمایا یہ آپ کی عادت کریمہ ہے کہ تعمیر ملت اور اصلاح حال کیلئے ایسی انمول و مثل گوہر نایاب کتب کا ترجمہ فرماتے رہتے ہیں یعنی مسلسل آپ اشاعت دین میں مصروف ہیں اہل ثروت آگے بڑھیں کہ یہ موقعہ غنیمت ہے ایسے موقعے بار بار آیا نہیں کرتے، اپنے ان مخلص بزرگوں کے ہاتھوں کو مضبوط کریں وہ خون و پسینہ سے لکھ رہے ہیں آپ بھی چند کتابیں چھپوا کر اپنے لہو (مال و دولت) بہا کر امتِ مسلمہ کو سیراب فرمائیں۔ حضرت علامہ اویسی قبلہ کی ذات گرامی قدر علمائے وقت کیلئے واجب تقلید نمونہ ہے اس نمونے سے کچھ درس عمل لینا چاہیے۔ اسلاف کی تازہ نشانی کی طرح وہ بھی امتِ مسلمہ کی بے راہ روی سے تڑپ اٹھیں اور کچھ کر گزریں۔

زیر نظر کتاب میں علامہ برزنجی نے حسن اسلوب سے ترتیب وار علامات قیامت کو یکجا کیا ہے اس کی نظیر دوسری کتاب میں نہیں ملتی اور اس عنوان پر یہ ایک انسائیکلو پیڈیا سے کم نہیں اور اس پر علامہ اویسی قبلہ کا ترجمہ نور علی نور ہے۔ اہم اہم مقامات پر مشکل الفاظ کے معنی اور مفید حواشی اور سب سے بڑھ کر ابتداء میں ایک مفصل مقصد جس میں مصنف کے

حالات اور علمی جواہر پاروں کی فہرست نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

عزیز القدر مولانا حافظ محمد عبدالکریم مبین قادری رضوی اویسی صاحب کراچی میں علامہ اویسی قبلہ کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ اگر دنیا کے حریص ہوتے تو آج لاکھوں میں کھیلتے لیکن رب کریم نے اپنے فضل خاص سے ان کو دین کی اشاعت کا درد عطا فرمایا اسی درد میں یہ تڑپتے رہتے ہیں اور اُمتِ مصطفویہ ﷺ کی اصلاح و تبلیغ کیلئے ہر بار خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہوتے ہیں ان کی زیر نگرانی اب تک متفرق عنوان پر تیس (30) سے زائد کتب و رسائل منظرِ عام پر زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آچکے ہیں جنہیں عوام و خواص نے بے حد پسند فرمایا اور ان کی کوشش پر انہیں داد و تحسین دی۔ کتاب ہذا کے اردو ترجمہ کا نام مولانا محمد عبدالکریم صاحب نے ”قیامت کی نشانیاں“ تجویز فرمایا جو کہ حضرت مترجم قبلہ و ناشر و جملہ معاونین کو بہت پسند آیا۔ مولانا محمد عبدالکریم قادری صاحب حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قبلہ کے منظور نظر ہیں کیوں؟ اس لیے کہ وہ لکھ پتی ہیں نہیں فقط اس وجہ سے کہ وہ سنی اہل قلم علماء کرام کے قدردان ہیں، دن رات اشاعت و تبلیغ کی سرگرمی، کتابوں کی پروف ریڈنگ، انمول ورنگ برنگ کتابوں کی تلاش، علماء کرام سے رابطہ اور ان سے کام لینا، نئی تخلیق کو متعارف کرانا اور اہل قلم کے اس طرح معاون ثابت ہوتے ہیں کہ اس طرح کا ساتھ اپنے سگے بھائی بھی نہیں دے سکتے۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جنہوں نے مولانا محمد عبدالکریم قادری صاحب کو علامہ اویسی قبلہ کے قریب کیا اور علامہ صاحب ان پر ایسے مہربان ہوئے کہ انہیں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں خلافت کے علاوہ اپنے تمام اذکار و وظائف بالخصوص دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر شریف کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔ یہی مولانا حافظ محمد عبدالکریم قادری صاحب ”سبزواری پبلشرز“ چلاتے ہیں۔ اسی ادارے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے مذکورہ تین کتابوں کو بڑی آب و تاب، جذبہ و ولولہ، صوری و معنوی خوبیوں سے مزین و ماہتاب بنا کر شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

فقیر سبزواری پبلشرز کے تمام اراکین کو اس عظیم خدمت و اعلیٰ کارکردگی پر تحسین پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ رب العالمین! اس ادارے کو دن گنی رات چوگنی ترقی اور برکت

عطا فرمائے اور ہر شر اور نظرِ بد سے جملہ اراکین کو محفوظ فرما کر اتحاد و اتفاق سے اس کارواں کو رواں دواں رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

احقر العباد

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی
آستانہ قادریہ، شادمان ٹاؤن، ملیر، کراچی ۱۵-۵-۲۰۰۳



ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم مالک يوم الدين
والعاقبة للمتقين الهادين المهدیین والصلوة والسلام على امام
الانبياء والمرسلین وعلى آله الطيبين وأصحابه الطاهرين۔

اما بعد! فقیر مدینہ طیبہ سے واپس ہوا کہ عزیزم فاضل مکرم الحاج حافظ مولانا محمد عبدالکریم صاحب قادری اویسی کا مکتوب گرامی کراچی (باب المدینہ) میں ملا کہ کتاب ”الاشاعة لا شرطا الساعة“ کا اردو ترجمہ فرمادیں۔ چونکہ موصوف فقیر کی تصانیف کی اشاعت میں نہ صرف دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ اغلاط کی تصحیح و ترتیب میں خصوصیت سے اہتمام فرماتے ہیں اس سے قبل فقیر کی تصانیف ذیل ”تحفة الاحباب لمطالعة الكتاب“ عرف مطالعہ کی اہمیت، خوابوں کی تعبیر، اسلامی پہیلیاں، اصلی اور نقلی پیر میں فرق، آب زمزم افضل ہے یا آب کوثر؟ پان کی شان، تمباکو کے نقصانات، و دیگر ان کی امتیازی خدمات اسلامیہ کی شاہد و عادل ہیں۔ حال ہی میں فقیر کے ترجمہ ”البدور السافرة فی احوال الآخرة الامام السیوطی رحمہ اللہ عرف احوال آخرت“ کی تصحیح و ترتیب میں کمال کر دیا نہ صرف تصحیح و ترتیب بلکہ مشاہیر علماء کرام کی تصدیقات و تاثرات و تقاریر میں خاصی محنت فرمائی ہے اور اس کی تقریب رونمائی شاندار طریقے سے 3 نومبر بروز اتوار ۲۰۰۲ء جبیس ہوٹل صدر کراچی میں منعقد کر ڈالی ان کی اس کارگزاری کو علماء کرام اور عوام اہل سنت نے خوب سراہا۔ بلکہ ”البدور السافرة“ کا ترجمہ، احوال آخرت کا جس نے بھی دیکھا تو موصوف کو صد ہا آفرین اور ہزاروں تحسین اور بے شمار دعاؤں سے نوازا۔

ہاں یہ بھی ناشکری ہوگی کہ فقیر ان عزیزوں کا ذکر خیر ترک کر دے جنہوں نے ترجمہ ”احوال آخرت“ پر زور کثیر صرف کیا اور اسے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر دیدہ زیب بنایا اور طباعت ایسی پرکشش فرمائی کہ جو ناظرین کیلئے نزہت نظر اور قارئین کیلئے سرور قلب کا باعث ہے۔

ان سے میری مراد الحافظ محمد احمد صاحب قادری عطاری اور الحاج محمد اسلم صاحب قادری اویسی عطاری ہیں اور حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب اور صوفی محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی اور دیگر معاونین کی محنت بھی اس کتاب کی اشاعت اور پذیرائی کا سبب ہے۔ (فجزاهم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد جاوید مینگرا نی میمن قادری صاحب مدظلہ العالی (کراچی) کتب بنی کے سچد شوقین اور ہر وقت جستجو میں رہتے ہیں کہ کہیں سے کوئی انمول کتاب مل جائے چنانچہ انہوں نے محمد عبدالکریم قادری صاحب کی توجہ کرائی کہ ”الاشاعة لأشراط الساعة“ کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے اور اپنی لائبریری سے یہ کتاب نکال کر پیش فرمائی اور اس میں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی اور آئندہ بھی عربی کتب کے تراجم کیلئے مفید مشوروں اور کتب کی دستیابی کا وعدہ فرمایا۔ شاید اسی خوشی سے حضرت الحاج مولانا حافظ محمد عبدالکریم صاحب اویسی قادری مومج میں آگئے کہ کتاب احوال آخرت کی اشاعت میں ایک ماہ بھی نہیں گزرا کہ کتاب ”الاشاعة لأشراط الساعة“ مصنفہ حضرت علامہ السید الشریف محمد بن عبدالرسول الحسینی البرزنجی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۰۳ھ کی فوٹو کاپی کرا کر فقیر کی مدینہ منورہ سے واپسی سے پہلے میرے میزبان الحاج محمد بشیر احمد صاحب اویسی قادری کے گھر پہنچا کر تاکید فرمائی کہ اویسی کے آتے ہی ان کے سپرد کی جائے اور فقیر کو تاکید لکھا کہ اس کا ترجمہ اردو فوراً چاہیے۔ فقیر نے چونکہ سفر میں تراجم کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے مدینہ منورہ اور عمرہ کی حاضری کے دوران علامہ محمد عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ کی تصنیف ”تنبیہ المفترین“ کے ترجمہ اردو کا کام ہوتا رہا حسن اتفاق سے فقیر نے مدینہ منورہ روانگی تا واپسی ترجمہ مذکور ختم ہوا تو آتے ہی ”الاشاعة لأشراط الساعة“ کے ترجمہ کی نوید سعید ملی۔ (الحمد لله على ذلك)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۵ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بروز منگل



تعارف

”الْإِشَاعَةُ لِأَشْرَاطِ السَّاعَةِ“: فقیر اویسی غفرلہ نے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہذا کا مدینہ طیبہ سے قدیم نسخہ خریدا اس کے بعد شام و عراق کے سفر میں یہی کتاب مطبوعہ جدید مع تحقیق و ترتیب دیکھی تو خرید لی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جن صاحب نے ترتیب و تحقیق کی ہے انہوں نے مصنف کا نام لکھا: ”محمد بن رسول“ اس کا راز وہی جانتے ہیں جنہیں وہابی دیوبندی مسلک کی حقیقت معلوم ہے۔ یاد رہے کہ اس کی ترتیب و تحقیق مولوی محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی نے کی ہے۔

تصدیق رضوی: اس کتاب کا ذکر خیر امام اہلسنت مجتہد دین و ملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے حاشیہ الطحطاوی علی درالمختار کی تعلیقات میں فرمایا ہے۔

فقیر نے کتاب ”الاشاعۃ“ کو دیکھتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ اس کا ترجمہ بھی ہونا چاہیے لیکن۔

کریم نرا بدست اندر درم نیست

خداوندان نعمت را کرم نیست

اسی لیے اس کا ترجمہ معرض التواء میں رہا۔ کُلُّ أَمْرٍ مَرُّهُ وَنُورُهُ بِأَوْقَاتِهِ، (ہر کام اپنے

وقت کا مرہون ہے) کے مطابق آج وہ وقت نصیب ہوا کہ ترجمہ کا آغاز کر رہا ہوں۔ (الحمد لله على ذلك)

نوٹ: فقیر اویسی غفرلہ اس کتاب کا ترجمہ تین مختلف مطبوعہ عربی نسخوں کو سامنے رکھ کر کر رہا ہے:

1- مدینہ طیبہ سے حاصل شدہ مطبوعہ۔

2- مطبوعہ بیروت جس پر مولوی محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی المتوفی ۱۴۰۲ھ نے حاشیہ لکھا ہے۔

3- فوٹو کاپی فرستادہ حضرت حافظ مولانا الحاج محمد عبدالکریم صاحب قادری اویسی مدظلہ جو غالباً فقیر کے حاصل کردہ نسخہ اندازہ مدینہ طیبہ کا عکس ہے۔

بوقت ضرورت ان کے اختلاف کا اظہار حاشیہ پر کردوں گا اور ساتھ ہی ضروری فوائد دوران عبارت اور ان میں مختصراً اضافہ بھی کروں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء رسول اللہ ﷺ)

وما توفیق الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حبیبہ الکریم
الأمین و علی آلہ و أصحابہ أجمعین۔

حالاتِ مصنف

آپ کا اسم گرامی ”علامہ سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید بن قلندر الحسینی البرزنجی المدنی“ ہے۔ برزنجی منسوب بہ برزنجہ سوادِ عراق میں ایک دیہات ہے یہاں کے سادات بہت بڑے علماء و فضلاء گزرے ہیں، مولود برزنجی مشہور رسالہ یہاں کے سید بزرگ کی تصنیف ہے۔ آپ شب جمعہ ۱۲ ربیع الاول شریف بلاد کرد عراق کی ایک بستہ شہروز میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی بستی میں جوان ہوئے اور اسی بستی میں اپنے والد گرامی سے تعلیم کا آغاز کیا قرآن مجید مع تجوید اپنے والد گرامی سے گھر پر باقی علوم مندرجہ ذیل علماء و مشائخ سے حاصل کیے۔

آپ نے شہروز میں ملّا زریک، علامہ ملّا شریف صدیقی کورانی رحمہما اللہ سے پھر مختلف علماء کرام سے مختلف شہروں میں حاصل کیا۔

ماردین میں شیخ احمد سلاحتی رحمۃ اللہ علیہ سے، حلب میں ابوالوفاء العرفی و محمد الکواکبی رحمہما اللہ سے، دمشق میں علامہ ابوالباقی الحنبلی و علامہ عبدالقادر الصقوری سے، بغداد میں شیخ مدج سے، مصر میں شیخ محمد الباہلی و علی الشراء میلی و سلطان المزاحی و محمد العنانی و احمد العجمی سے (رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃً)

حرمین طیبین میں شیخ اسحاق بن جمعان الزبیدی و علی الربیعی و علی العقیسی و عیسیٰ الجعفر و عبدالمالک السجلماسی و غیر ہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے۔ اپنے علاقہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کی اور یہاں منصب افتاء شافعیہ پر فائز رہے۔

یکم محرم ۱۱۰۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی سادات برزنجیہ کے جوار میں جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ نے نیک اولاد چھوڑی جن میں اکثر صاحبانِ علم و فضل والے تھے اور مدینہ منورہ

میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ نجدی حکومت کے تسلط سے آپ کی اولاد میں سے آخری مفتی شافعیہ فی المدینہ شیخ سید محمد زکی برزنجی متوفی ۱۳۹۵ھ تھے۔

تصانیف کا کافی ذخیرہ آپ کی یادگار ہیں اور مختلف علوم و فنون پر مشتمل ہیں اکثر مطبوعہ ہیں۔ چنانچہ تصانیف مبارکہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

1- النهار السلسبیل فی شرح أسماء التنزیل للبیضاوی

2- المصطلح فی ایضاح ألفیة المصطلح۔ (یہ امام سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ کی کتاب ”الفیة“ کی شرح ہے۔)

3- ہدایة الراشد الی کفایة العابد

4- ہدیة المرید فی التصوف (ناکمل)

5- رسالة فی الجہر النسملہ ہدیة العارفين لعلامة بغدادی

6- القول السدید فی جواب رسم الامام والتجوید

7- القول المختار فی تجاجت الجنة والنار

8- القول المختصر فی ترجمة الحافظ ابن حجر

9- القول المرضی فی الفرق بین الصلاة والسلام والترضی

10- القول فیہن ہو بمسجد المدينة ہو الراتب الأول

11- الكواكب المضیة فی شرح بعض ابیات الجزریة

12- مختصر النواقض علی النواقض لمیرزا مخدوم

13- مرقاة الصعود فی التقسیم اوائل العقود

14- المقامة السنیة فی توضیح اعتراض الحامی الخمریة

15- المنبک فی دخان التنبک

16- النبراس للازاحة الواسواس الخناس

17- نشر اللواء فی نصر الأولیاء

18- نصاب الصفار

- 19- نقی الریب فیماورد من لذب الاکتمال و کراهة نتف الشیب
- 20- الصافی عن الکدر فی أحادیث القضاء والقدر
- 21- الصاوی علی صبح فاتحة البیضاوی
- 22- ضوء الوهاج فی قصة الأسراء والمعراج
- 23- لم السیل علی حاطب لیل
- 24- العافیة فی شرح الشافیة
- 25- العقاب الہادی فی البحث مع السادی
- 26- عین التسنیم فی حکم التصلیة والتسلیم
- 27- غایة الاعتذار فی الجمع فی لحضر لذوی
- 28- فتح البر بشرح المحرر الرافی
- 29- الفصول فی ترجمة عبدالرسول اعنی والده
- 30- خلق الصبح فی الحسن والقبح
- 31- الفوز والظفر بضمهم آیتی الوصیة فی السفر
- 32- قدح الزند فی رد جهالات اصل شرهند
- 33- المیزانی فی بیان افسان الزانی
- 34- قضایة العابد فی مختصر ہدایة الراشد
- 35- الترجیح التصحیح لصلوة التسبیح
- 36- الترغیم والترخیم لمنکر التعظیم والتفخیم
- 37- تصقیل لوح الایمان بتنزیة عرش الرحمن
- 38- خالص التلخیص مختصر تلخیص المفتاح
- 39- دفع التعویل علی لقع التاویل
- 40- رجل الطاوؤس علی شرح القاموس للفیروز آبادی
- 41- رفع الاشتباه عن کلام الأشتباه

- 42- رفع الأصر عن معنى كونه ^{صلی اللہ علیہ وسلم} أميالم ينطق بالشعر
- 43- رفع اللبس عن ترك مسح الرأس من أحد وضوآت الخمس
- 44- السنن والسنوات في احكام القنوت
- 45- السبيل في اعراب حسبنا الله و نعم الوكيل
- 46- السيف الصقيل في أذكار القول الثقيل
- 47- السيف المسلول على القاضي سرول شرحان على الفية المصطلح
- 48- شرح الخارق و جرح المارق
- 49- الصارم الهاشم لدماع محمد هاشم
- 50- ارشاد الأواه الى معنى حديث (من قرأ حرفاً من كتاب الله) ●
- 51- الاشاعة لاشراط الساعة (اسی کا ترجمہ فقیر اویسی غفرلہ نے کیا ہے)
- 52- الأعجوبة في أعمال المكتوبة
- 53- الاغادة المصبحة على مانعي الاشارة بالمسبحة
- 54- الهام الصواب لاولی الالباب
- 55- الاهتداء في الجمع بين أحاديث الابتداء
- 56- أيقاظ ذوی الانتباه لفهم الاشتباه الواقع لابن نجيم في الأشباه
- 57- بغية الطالب لايمان ابی طالب (ایمان ابی طالب کے متعلق منصف رحمہ اللہ کی اپنی تحقیق ہے جو جمہور علماء کے خلاف ہے۔ اویسی غفرلہ)
- 58- التابيد والعول
- 59- تحصيل الآمال بتعريف العمال معرف بيوت الاموال
- 60- النوافض للروافض
- 61- سداد الدين و سداد الدين في اثبات النجاة والدرجات للوالدين تحت الطيع (وغیره وغیره)
- آپ کی علمی تصانیف کی کثرت دلیل ہے کہ آپ بہت بڑے محقق اور پایہ کے عالم

تھے، مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی نے آپ کی اسی کتاب الاشاعة لاشراط الساعة پر حواشی لکھے اور آپ کے بلند پایہ محقق اور علامہ ہونے کا اعتراف کیا اور تصنیف کے حاشیہ پر لکھا کہ آپ کی تقریباً 90 تصانیف ہیں، لیکن جب دیکھا کہ ان کے عقائد تو علمائے اہلسنت بریلوی کی تائید کرتے ہیں اور آپ کے نام میں بھی محمد بن عبد الرسول لکھا ہوا ہے تو دن دہاڑے ڈاکہ مار دیا کہ آپ کا نام یوں بدل ڈالا محمد بن رسول تاکہ یہ ثابت نہ ہو کہ یہ بریلوی مسلک کے مؤید و موثق ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن

دروغ گو را حافظ نباشد

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کو ختم کرتے وقت خود لکھا ”محمد بن عبد الرسول الخ“ ہم اس نسخہ کا عکس پیش کر رہے ہیں کہ جس سے وہابیوں نجدیوں نے کتاب الاشاعة نقل کر کے شائع کی اور اس کا عکس بھی جس میں انہوں نے خیانت کی تاکہ ناظرین یقین کریں کہ کتابوں میں اشاعت کے وقت خیانت کرنا ان کا مردود مشغلہ ہے اور انہوں نے یہ طریقہ یہودیوں سے سیکھا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف: ”التحقیق الجلی فی مسلك شاه ولی“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی۔

کتاب الاشاعة لاشراط الساعة کے سرورق پر محشی اور ناشر نے مصنف کے نام میں یوں تحریف کی ہے:

عکس الاشاعة

لَا شَرَّ لَإِشْرَاطِ النَّبِيِّ إِذَا شَرَّ

عکس طباعت

تأليف العلامة المحقق السيد

محمد بن رسول البرزنجي الحسيني

رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱۱۰ھ - ۱۱۷۰ھ)

محمد زکریا کاندھلوی

فائدہ و اعتناء

حسین محمد علی شکر

دار المنهاج للنشر والتوزيع

جدة - المملكة العربية السعودية

هاتف: ۷۱ ۶۳۲۱ - هاتف فاكس: ۳۹۲ ۶۳۲۰

ص. ب. ۲۱۹۴۳ - جدة ۲۱۴۱۶

الطبعة الاولى ۱۴۱۷ھ = ۱۹۹۷م

الاشاعة لاشراط الساعة کے مصنف نے کتاب کے اختتام پر اپنا نام یوں رقم فرمایا ہے:

عکس

ونعوذ بالله من الزيغ والضللال والغلو في المقال والحمد لله على كل حال والصلاة على خاتمة قصبة الكمال في الغدو والأصال وعلى آله وصحبه خير صحب وآل، وغفر الله لنا ولوالدينا وآبائنا وإخواننا طيناً ودينياً ومسلماً وقلباً ولجميع أمة محمد ﷺ آمين.

قال مؤلفه الفقير إلى الله تعالى محمد بن عبد الرسول بن عبد السيد العلوي الحسيني الموسوي الشهرزوري البرزنجي ثم المدني رضي الله عنه اتفق ختمها يوم الأربعاء بين الصلاتين حادي عشر شهر الله الحرام ذي القعدة من شهر سنة ١٠٧٦ هـ بالمدينة النبوية بمنزله بالزقاق المعروف بالسويقة حامداً ومُصلياً مُستغفراً مُحسباً مُحوقلاً داعياً بالمغفرة للمسلمين والمسلمات.

جعلها الله ذريعة ليوم المعاد بجاه سيد العباد آمين. وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين آمين.



اسماء القیامة

قاعدہ ہے کہ کسی شے کی عظمت اس کے ناموں کی کثرت سے ہوتی ہے۔ اور قیامت کے اسماء ابن کثیر نے البناہیہ والنہایہ صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ جلد اول میں 80 سے زائد گنوائے ہیں۔ فقیر یہاں صرف قرآن مجید سے ثابت شدہ اسماء لکھتا ہے وہ یہ ہیں:

1- الساعة۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا۔ (پ ۲۳ المؤمن ۵۹)

”بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔“

2- يوم البعث۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبُعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبُعْثِ۔ (پ ۲۱ الروم ۵۶)

”بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا۔“

(تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوح محفوظ

میں لکھا اسی کے مطابق تم قبروں میں رہے۔ (یوم البعث) جس کے تم دنیا میں منکر تھے۔

اویسی غفرلہ)

3- يوم الدين۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ۔ (پ الفاتحہ ۳)

”روز جزا کا مالک۔“

4- يوم الحسرة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ۔ (پ ۱۶ مریم ۳۹)

”اور انہیں ڈرناؤ پچھتاوے کے دن کا۔“

5- الدار الآخرة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ (پ ۲۰ العنکبوت ۶۳)
 ”اور بیشک آخرت کا گھر، ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔“

-6 یوم التناد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ۔ (پ ۲۳ المؤمن ۳۲)

”میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن پکارے گی۔“

-7 دار القرار۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ۔ (پ ۲۳ المؤمن ۳۹)

”اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔“

-8 یوم الفضل۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَذَا يَوْمُ الْفَضْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ۔ (پ ۲۳ الصافات ۲۱)

”یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے۔“

-9 یوم الجمع۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَتُنذِرُ يَوْمَ الْجُمُعِ لِأَرْبَابٍ فِيهِ۔ (پ ۲۵ الشوریٰ ۷)

”اور تم ڈراؤ اوستھیں ہونے کے دن سے جس میں کچھ نہیں۔“

-10 یوم الحساب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَذَا مَا تُوَعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ۔ (پ ۲۳ ص ۵۳)

”یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن۔“

-11 یوم الوعد۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوْمُ الْوَعْدِ۔ (پ ۲۶ ق ۲۰)

”اور صور پھونکا گیا، یہ ہے وہ وعدہ عذاب کا دن۔“

-12 یوم الخلود۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ۔ (پ ۲۶ ق ۳۲)

”ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ یہ ہمیشگی کا دن ہے۔“

13- یوم الخروج۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ۔ (پ ۲۶ ق ۲۲)

”جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا۔“

14- الآزفة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَزَفَتِ الْأَزْفَةُ۔ (پ ۱۱۲ نجم ۵۷)

”پاس آئی پاس آنے والی۔“

15- الواقعة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ (پ ۲۷ الواقعة ۱)

”جب ہو لے گی وہ ہونے والی۔“

16- الحاقۃ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝ (پ ۲۹ الحاقۃ ۱-۳)

”وہ حق ہونے والی کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی۔“

17- الطامة الكبرى۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَىٰ۔ (پ ۳۰ النازعات ۳۳)

”پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی۔“

18- الصاخہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ۔ (پ ۳۰ بھس ۳۳)

”پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ۔“

19- القارعة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ (پ ۳۰ القارعة ۲/۱)

”دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی۔“

یہ وہ اسماء ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، باقی 80 تک ہم
عمد اذکر نہیں کرتے کہ اس سے عام قارئین کا کوئی فائدہ نہیں ہاں اہل علم کیلئے بہت بڑا علمی

زخیرہ ہے وہ خود ہی البنا یہ کا مطالعہ فرمائیں۔

الساعة کی لغوی و شرعی تحقیق:

ساعة لغت میں رات کا کوئی حصہ، اس کی جمع ساعات و ساع ہے آج کے عربی عرف میں گھنٹہ اور گھڑی کو کہتے ہیں۔

عرف شرع میں وہ گھڑی جس میں قیامت قائم ہوگی یہ مبہم تعریف ہے اس کی وجہ میں لکھا گیا ہے کہ ساعت کو اس لیے ساعت کہتے ہیں کہ اس میں حساب جلد تر ہوگا یا اس لیے کہ وہ اچانک واقع ہوگی چنانچہ اس وقت نفلح صور سے اچانک تمام مخلوق فنا ہو جائے گی۔

(الاشاعة صفحہ ۷۴، ۷۵)

حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۷۰ھ صاحب روح المعانی نے بہترین تحقیق فرمائی ہے وہ یہ کہ الساعة فی الأصل اسم لمقدار قليل من الزمان غیر معین و علی عند المنجمین جزء من أربعة و عشرين جزء من الليل والنهار۔ و تطلق فی عرف الشرع علی یوم موت الخلق و علی یوم قیام الناس لرب العالمین و فروها بیوم القيمة۔ (روح المعانی صفحہ ۱۶ پارہ ۹)

ساعة اصل زمانہ کی ایک معمولی مقدار غیر معین کا نام ہے اور اہل نجوم کے نزدیک چوبیس گھنٹوں کا ایک گھنٹہ عرف شرع میں خلق کی موت اور لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا نام ہے۔

خلاصہ یہ کہ مخلوق کی فناء کی گھڑی ہے جو نفلح صور اولیٰ سے ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی حاضری نفلح صور ثانی سے ہوگی اور ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال ہے اور ان دونوں وقتوں کی تفصیل بالخصوص نفلح صور تک کی تفصیلی حالات اسی کتاب میں قارئین پڑھیں گے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقوع کا کوئی علم نہیں یہ اس کی سفاہت و حماقت ہے۔ اس کے متعلق فقیر نے تفصیل سے کئی رسائل لکھے ہیں۔ مثلاً برعہ الساعة فی علم الساعة اور طلوع الشمس فی علوم الخمس اور تصانیف میں بھی بہت طویل مضمون پیر قلم کیا ہے۔ اور اسی تصنیف ”قیامت کی نشانیاں“ میں بھی بحث آرہی ہے۔

تصنیفات الساعة

یہ بھی باقاعدہ ہے جو مسئلہ اہم ہوتا ہے اس پر علماء کرام کی متعدد تصانیف ہوتی ہیں۔ اس موضوع پر بھی کتب مختلفہ تصنیف ہوئیں چند نام مع مصنف ملاحظہ ہوں۔

1- الفتن۔ از: الحافظ نعیم بن حماد الخزاعی رحمہ اللہ المتوفی ۲۲۸ھ

2- النہایہ با الفتن و الملام۔ از: ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ

نوٹ: اگرچہ یہ علیحدہ تصنیف نہیں لیکن چونکہ ضخیم باب ہے اسی لیے اسے ایک علیحدہ تصنیف لکھا گیا ہے۔

3- الاشارة لاشراط الساعة۔ از: علامہ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۰۳ھ (جس کا خوبصورت ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے)

4- الاذاعہ لما کان وما یکون بین یدی الساعة۔ از: نواب صدیق حسن خان بھوپالی قنوجی (وہابی غیر مقلد) المتوفی ۱۳۰۷ھ۔

سب کو معلوم ہے کہ مسئلہ کلی جزی مشہور ہے ہم اہلسنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی کے قائل ہیں اسی کو ہم ماکان وما یکون سے تعبیر کرتے ہیں۔ بھوپالی نے مستقل تصنیف سے ہماری ہمنوائی کی لیکن صرف لفظاً۔

5- قیامت نامہ (فارسی)۔ از: حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۲۳ھ / ۱۸۱۷ء بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۷۲ھ۔ (اس کا اردو ترجمہ بنام ”علامات قیامت“ کے نام سے چھپا ہے)

6- اتحاف الساعة بما جاء فی الفتن و الملاحم و الاشارات الساعة۔ از: حمود تویجری نجدی

7- اشرط الساعة۔ از: یوسف بن عبداللہ الوابل نجدی

نوٹ: آخر الذکر یہ دونوں نجدی وہابی ہیں انہوں نے بعض مقامات پر تشریح حدیث میں

خیانت کی ہے مثلاً حضور ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اس سے تمام محدثین نے نجد مراد لی ہے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ اس سے عراق وغیرہ مراد ہے یہ عظیم خیانت ہے۔ اس کی تردید و تحقیق کیلئے فقیر کی الحقائق فی الحدائق شرح حدائق بخشش جلد ۱۳ (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) میں پڑھئے۔

8- اس موضوع پر فقیر کی بھی ایک تصنیف مطبوعہ ہے بنام ”علامات قیامت“ (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی)

اور بھی بکثرت رسائل اس موضوع پر مطبوعہ ہیں اور کتب احادیث میں باب الفتن میں بھی قیامت کی نشانیاں مفصل بیان ہوئی ہیں۔

اشراط شرط (بالتحریک) کی جمع بمعنی علامات اور شرط بمعنی علامت یعنی ہنسنے کے اوائل۔ یہ دو قسم ہے: (1) صغریٰ۔ (2) کبریٰ۔ صغریٰ وہ علامات جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی اور طویل زمانہ تک رہیں گی ان کی کوئی خاص قسم نہیں بلکہ کئی قسمیں مثلاً علم کا اٹھ جانا۔ جہالت کا چھا جانا وغیرہ وغیرہ۔ اور کبریٰ وہ علامات ہیں جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گی اور وہ خاص خاص ہیں مثلاً ظہور مہدی و خروج دجال و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ لیکن مصنف رحمہ اللہ نے بہترین ترتیب لکھی ہے۔ اور غالباً یہ ترتیب اس کتاب کے علاوہ کسی اور کتاب میں مفقود ہے۔

(1) ظاہر ہو کر ختم شد۔ (2) ظاہر ہو کر بڑھتی جائے گی اور مسلسل جاری رہے گی یہاں تک علامات کبریٰ سے جا کر ٹکرائیں گی۔

مصنف رحمہ اللہ کی یہ ترتیب ان کی اپنی ایجاد ہے اور خوب ہے جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ تسبیح کے دانہ کی طرح ایک ایک علامت ترتیب وار واقع ہو رہی ہے۔ اس طرح سے یہ یقین کامل ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم دانائے غیوب ﷺ کو دیکھ کر نشانیاں بیان فرما رہے ہیں۔

علم الساعة صاحب الشفاعة ﷺ

اس بحث کو تفصیل سے لکھنے کا پروگرام نہ تھا کیونکہ خود الاشاعة لاشرائط الساعة اس

موضوع کی دلیل ہے اور کچھ حوالہ جات فقیر نے قیامت کی نشانیاں ترجمہ الاشاعہ میں لکھ دیئے ہیں لیکن ایک مجبوری سے یہ بحث لکھنی پڑی وہ یہ کہ فقیر نے الاشاعہ لاشراط الساعة کو جب مدینہ پاک سے خریدا تو ساتھ ہی ایک اور ضخیم کتاب الاشاعہ کے نام سے اسی کتاب گھر میں نظر آئی تو وہ بھی خرید لی، شومئی قسمت کہ وہ نجدی مذہب کے مطابق نکلی اس نے مقدمہ میں اس پر بڑے زیادہ زور دار دلائل سے ثابت کیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو قیامت قیامت کا علم نہ تھا فقیر کی غیرت نے اجازت نہ دی کہ اس کا رد نہ لکھوں چونکہ میرے ترجمہ ”الاشاعہ لاشراط الساعة“ کا مقدمہ ضروری تھا اسی لیے دیگر ضروری بحثوں کے ساتھ اس بحث کو بھی قدرے تفصیل سے لکھ رہا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم
الامین و علی آلہ الطیبین و اصحابہ الطاہرین۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کیلئے علم غیب کے عطا کا اظہار فرمایا ہے ان میں اکثر آیات فقیر نے اپنی تصنیف غایۃ المامول فی علم الرسول (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور) میں لکھ دی ہیں یہاں صرف ایک آیت مع تفاسیر پر اکتفاء کرتا ہے۔

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(پ ۱۲۹، ج ۲۶)

”غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے“۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد اپنے خاص رسول کو غیب کا علم عطا فرمانے پر علی غیب فرمایا ہے تو غیب ضمیر کا مرجع الغیب رکھا ہے۔ اور الغیب، الف لام جنس کا ہے یہ تو ثابت ہو گیا کہ الغیب سے جب تمام غیب کا عالم ہونا خدا تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ غیب کا مرجع الغیب ہوا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اپنے خاص رسول کو

کل غیبوں کا علم عطا فرمادیتا ہے۔ جب کل غیبوں کا علم اپنے خاص رسول کو عطا فرما رہا ہے تو کیا اس میں قیامت کا علم نہ ہوا؟ قیامت کا علم بھی انہی غیب میں داخل ہے۔

چنانچہ سراج الہند حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

آنچه بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائب است غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت و احکام تکونیه و شرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت و مثل حقائق ذات و صفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل اس قسم را غیب خاص او تعالیٰ نیز نامند فلا ینظر علی غیبہ احد ایں مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را مگر کسی را کہ پسندی کند و آن کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت مصطفیٰ علیہ السلام اور اظہار بعضے از غیب خاصہ خودی فرماید۔ (تفسیر عزیزی سورۃ الجن) ترجمہ: ”جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور روزانہ اور ہر شریعت کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے خدا کی ذات و صفات بر طریق تفصیل اس قسم کو رب کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اُس کے سوا جس کو پسند فرمائے اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر اپنے بعض خاص غیب ظاہر فرماتا ہے۔“

انتباہ: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علمائے بریلوی و دیوبندی بلکہ خطہ ہند کے استاذ الکل اور تیرہویں صدی کے مجدد اور بالاتفاق سراج الہند ہیں بلکہ ایک انگریز جب خطہ ہند کی سیر کو آیا تو واپس جا کر ہندوستان کی رپورٹ میں لکھا کہ ہندوستان میں نے دو عجوبے دیکھے:

- 1- ایک قبر (خواجہ خواجگاں حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمہ اللہ المتوفی ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ) جو تمام مملکت ہند پر بادشاہی کر رہی ہے۔
- 2- ایک عالم دین جو تمام ہندوستان میں ہر مکتبہ فکر کے علماء کا استاذ ہے یعنی حضرت شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ۔

فائدہ: حضرت شاہ صاحب کی تفسیر عزیزی سے صاف واضح ہو گیا کہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهِ سے خدا تعالیٰ کے خاص غیب مراد ہیں جو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ لیکن اَلَا مَنْ ارْتَضٰی مِنْ رَسُوْلٍ رَسُوْلًا میں جن کو پسند فرماتا ہے انہیں اس خاص غیب سے مطلع فرمادیتا ہے۔ تو خاص غیب سے مراد قیامت کے آنے کا وقت بھی ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو قیامت آنے کے وقت سے بھی مطلع فرمادیا ہے۔

دوسرا حوالہ متقدمین مفسرین کا ملاحظہ ہو:

حضرت علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن شافعی رحمہ اللہ المتوفی ۷۲۵ھ صاحب تفسیر

خازن اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

الا من یصطفیہ لرسالتہ و نبوتہ فیظہر علی ما یشاء من الغیب حتی یتدل علی نبوتہ بما یخبر بہ من المغیبات فیکون معجزۃ لہ۔
”خدا جس کو اپنی رسالت اور نبوت کیلئے منتخب کرے اور جس پر وہ چاہے اُس پر وہ غیب کا اظہار فرمادیتا ہے تاکہ ان مغیبات سے جن کی وہ خبر دیتے ہیں ان کی نبوت پر کچھ دلیل پکڑی جائے اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔“

فائدہ: اس تفسیر سے بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ رسولوں میں جس کو پسند فرماتا ہے انہیں

غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے اور یہ غیب خاص ہے جس میں قیامت کا علم ہونا بھی شامل ہے۔ قیامت کی آمد کے متعلق قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث کثیرہ میں اس قدر اشارات موجود ہیں کہ ان کا احصاء (شمار) مشکل ہے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ کو قیامت کے متعلق پورا علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ جس کی تفصیل اسی کتاب میں لے آئے گی۔

انتباہ: حضور ﷺ باوجود جاننے کے بعض امور کے کتمان (چھپانے) پر مامور تھے اور بعض کے اظہار (ظاہر کرنے) پر مامور تھے۔ بعض اسرار الہیہ خواص کو بتائے گئے اور عوام سے چھپائے گئے اور بعض اسرار سر بھہر رکھ دیے گئے کہ جو ان کے اہل ہوں وہ معلوم کر لیں

اور نا اہل کی چشم سے پوشیدہ ہی رہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں حروف مقطعات کو ہی لے لیجئے۔ ان کے مطالب سے اس خونِ فی العلم ہی آگاہ ہیں اور دوسرے ان رموز سے واقف نہیں۔ جیسا کہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے بھی مدارج النبوت میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک علم ایسا عطا کیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا گیا کیونکہ اس کے کتمان کا حکم دیا گیا ہے اس لیے کہ کسی اور سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔

تفصیل فقیر کے رسالہ ”علم حضرت یعقوب علیہ السلام“ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور میں پڑھئے۔

خلاصہ یہ کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم و باعلامِ خداوندی وقوعِ قیامت کا علم حاصل ہے۔ اگر حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے علم سے بے علم خیال کیا تو قرآن کی کئی آیات و احادیث صحیحہ کا انکار لازم آتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بعض امور ایسے ہیں جو کہ عام نہیں بیان کیے جاتے جس میں ایک خاص وقوعِ قیامت ہے اگر اس کا وقت عوام کو معلوم ہو جائے تو مقصدِ قیامت قائم نہیں رہتا۔ اس کے باوجود منکرین بضد ہیں، ہمیشہ سے ہر بد مذہب کی عادت رہی ہے کہ آیاتِ قرآنیہ و احادیث پر اپنا پچو لگا کر لکھیں گے تاکہ ناظرین سمجھیں کہ یہ مسئلہ قرآن سے ثابت ہوا ہے۔ اس مسئلہ میں عموماً دوسرے منکرین یہ آیات پیش کرتے ہیں:

1- یَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْئَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ (پ ۱۹ الاعراف آیت ۱۸۷)

”تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے تو فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔“

فائدہ: اس آیت میں سائلین سے مراد یہود ہیں جیسا تفاسیر میں اس کا شان نزول مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب قائم ہوگی کیونکہ ہمیں اس کا وقت معلوم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے یہود کو قیامت کا وقت نہ بتایا اس لیے کہ قیامت کے وقت کا بتانا رسالت کے لوازم سے نہیں ہے جیسا کہ تم نے قرار دیا اور اے یہود! تم نے جو اس کا وقت جاننے کا دعویٰ کیا یہ بھی غلط ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی کیا ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے۔ اس کے اخفاء کی حکمت تفسیر روح البیان میں ہے کہ بعض مشائخ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو باعلام الہی وقت قیامت کا علم ہے اور یہ حصر آیت کے منافی نہیں۔

لطیفہ: یاد رہے کہ حضور ﷺ کے علم غیب پر طعن و تشنیع منافقین کی عادت میں ہے چنانچہ مروی ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ کہاں ہے؟ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی خبر دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے؟ سید عالم ﷺ پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا حضور ﷺ نے فرمایا منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے چنانچہ جیسا فرمایا تھا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر خزائن العرفان)

انتباہ: آیت ہذا سے حضور ﷺ کو قیامت کے قیام سے بے خبر کہنا اسی منافقت کی ایک علامت ہے ورنہ اسے ظاہر نہ کرنا اور یہودیوں کے سوال پر نہ بتانا لاعلمی کی دلیل نہیں یہ مبنی بر حکمت ہے جیسے یہودیوں نے روح کی حقیقت کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے نہ بتایا تو اس سے آپ کی لاعلمی کی دلیل خود یہودیوں نے بھی نہیں بنائی بلکہ الٹا اسے آپ کی نبوت کی دلیل سمجھا۔ اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”غایۃ المامول فی علم الرسول“ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔

2- يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا۔ (پ ۱۲۲ الاحزاب ۶۳)

”لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو۔“

فائدہ: اس آیت میں بھی وہی بات ہے کہ چونکہ قیامت کے وقت کا مخفی رکھنا ضروری ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے بجائے وقت بتانے کے انہیں نصیحت فرمادی کہ اس بات کے پوچھنے کی بجائے اس کے لیے تیاری کر لو۔

قاعدہ: اسلامی قاعدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کسی شے کے جاننے کے باوجود مہنی بر حکمت اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے سوال کیا کہ

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ۔

(پ ۱۶۱ طہ ۵۱/۵۲)

”بولا اگلی سنگتوں (قوموں) کا کیا حال ہے کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے۔“

ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گذشتہ لوگوں کے حالات سے باخبر تھے لیکن نہیں بتایا بلکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کیا تو اسی قاعدہ پر حضور ﷺ نے بھی یہودیوں اور کافروں کے سوالات پر وہی فرمایا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

3- يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا فِيمَا أَنْتَ مِنْ ذِكْرهَا إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا۔ (پ ۳۰ النازعات ۴۲/۴۳)

”تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کیلئے ٹھہری ہوئی ہے تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے۔“

فائدہ: یہاں وہی بات ہے کہ ساکلمین کفار تھے اور سب کو معلوم ہے کہ کفار مکہ دل لگی اور مذاق کے طور پر قیامت کا دن اور تاریخ وغیرہ پوچھتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری

جس میں حضور ﷺ کو بتانے سے منع فرمایا گیا۔ ورنہ مسلمانوں کو حضور ﷺ نے قیامت کا دن تاریخ، مہینہ بتا دیا کہ عاشورہ کے دن بروز جمعہ ہوگی، اور قیامت کی بے شمار علامات بتائیں جس کی تفصیل اسی کتاب ”قیامت کی نشانیاں“ میں قارئین پر دھیں گے۔

قاعدہ: اس قسم کے سوالات کرنے والے یہود و کفار و مشرکین ہوتے ہیں اور کفار و مشرکین سوال مقصد کے حل کیلئے نہیں پوچھتے تھے ان کا مقصد صرف اور صرف حضور ﷺ کو اذیت پہنچانا ہوتا اسی لیے آپ ﷺ نے ایسے سائلین کو جواب دینے کے بجائے دوسری طرف اپنا چہرہ انور پھیر لیا اور یہ قاعدہ الاتقان للسیوطی رحمہ اللہ میں ہے اور فقیر نے احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن جلد دوم، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی میں مفصل لکھا ہے۔

قاعدہ: اس قسم کی آیات مکیہ ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ نے مکہ والوں کو ایسی تفصیلات بتائی ہی نہیں بلکہ اہل مدینہ ان میں اہل کتاب تھے اور ان کی کتابوں میں حضور ﷺ کی صفات مندرج تھیں اور یہاں ماننے والوں کی اکثریت تھی اسی لیے جو باتیں آپ نے مکہ والوں پر ظاہر نہیں فرمائیں وہ اہل مدینہ پر منکشف فرمائیں اس کی تفصیل بھی ہم نے اپنی کتاب ”احسن البیان“ میں عرض کر دی ہے۔

قاعدہ: اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اکرم ﷺ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے وقوع قیامت کے علم سے نوازے گئے چند حوالہ جات حاضر ہیں:

1- علامہ ابراہیم باجوری قدس سرہ شرح قصیدہ بردہ شریف میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں:

لم يخرج النبي ﷺ من الدنيا الا بعد أن اعلمه الله تعالى بهذه الأمور الخمسة۔

”حضور ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچوں کا علم عطا فرما دیا۔“

2- حضرت علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۲۳ھ تفسیر صاوی میں آیت

يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ كَيْفَ تَأْتِي سَأَلُكَ عَنْهَا وَلَٰكِنَّ آيَاتِنَا تُنذِرُكُم بِهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

المعنى غيره تعالى فلا ينافي ان رسول الله ﷺ لم يخرج من الدنيا

حتى اطلعه ما كان وما يكون وما هو كائن ومن جملة علم الساعة۔
 ”معنی یہ ہے کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت اس
 کے خلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ ان کو
 تمام گزشتہ و آئندہ واقعات پر مطلع فرما دیا جن میں قیامت کا علم بھی ہے۔“

فائدہ: صاحب تفسیر صاوی کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ کو قیامت کا
 علم ہے کہ کب آئے گی۔

3- شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ اشعة اللمعات شرح
 مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

”مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل ہیچکس نہ بہار انداند و آنہار از امور
 غیب اند کہ جز خدا کے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کے رابوحی
 والہام مطلع کند۔“

ترجمہ: ”مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے عقل کے
 اندازے سے کوئی نہیں جان سکتا کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر وہ
 جس کو اللہ اپنی طرف سے وحی یا الہام سے بتادے۔“

4- جلال الملتہ والدین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ روض النضر شرح
 جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

اما قوله صلی اللہ علیہ وسلم الا هو ضمعی بانہ لا یعلمها أحد بذاتہ ومن ذاته
 الا هو لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمة من یعلمها۔
 ”نبی کریم ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ان پانچ غیبوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اس کے
 یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنی ذات سے انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر خدا کے
 بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے۔“

5- حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۳ھ المرقاة شرح مشکوٰۃ میں اسی
 حدیث و خمس لا یعلمہن کے تحت فرماتے ہیں:

فمن ادعى علم شيء منها غير مسند الى رسول الله ﷺ كان كاذباً

فی دعواہ۔

ترجمہ: ”پس جو شخص ان پانچوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے حضور ﷺ کی طرف بغیر نسبت کیے ہوئے، تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔“

6- علامہ شنوائی جمع النہایہ میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

قد ورد ان الله تعالى لم يخرج النبي ﷺ حتى اطلع الله على كل شيء۔

ترجمہ: ”بیشک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو دنیا سے خارج نہ کیا، یہاں تک کہ ہر چیز پر مطلع کر دیا۔“

7- سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود کتاب الابرز میں فرماتے ہیں:

هو ﷺ لا يخفى عليه شيء من الخمس المذكورة في الآية

الشريفة و كيف يخفى عليه ذلك و الأقطاب السبعة من أمته

الشريفة يعلمونها وهم دون الغوث فكيف بالغوث فكيف بسيد

الأولين والآخرين الذي هو السبب كل شيء ومنه كل شيء۔

ترجمہ: ”حضور اکرم ﷺ پر ان پانچ علوم مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور

حضور ﷺ پر یہ امور کیونکر مخفی ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ کی امت شریفہ کے

سات قطب ان کو جانتے ہیں۔ پس غوث کا کیا پوچھنا۔ پھر حضور سید الاولین

والآخرین ﷺ کا کیا کہنا جو ہر چیز کے سبب ہیں جن سے ہر چیز ہے۔“

8- حضرت علامہ احمد جیون جو پوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۰ھ اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں:

ولك ان تقول ان علم هذه الخمسة وأن لا يعلمها أحد الا الله

لكن يجوز أن يعلمها من يشاء من مجيه و أولياء بقرينة قوله

تعالى ان الله عليهم خبير بمعنى المنخبر۔ تحت آيت ان الله

عنده علم الساعة۔ (تفسيرات احمدية)

ترجمہ: ”اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں کو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

لیکن یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور محبوبوں میں سے جس کو چاہے مطلع فرمادے اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ جاننے والا ہے اور بتانے والا ہے۔ (خبیر بمعنی مخبر)

9- علم عقائد کی معتبر کتاب "سیرۃ المقاصد" میں آیت "عَالِمُ الْغَيْبِ تَالِئًا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رُسُلٍ" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا:

الخامس من الاعتراضات المعتزلة المنكرين لكرامة الاولياء- الامن قوله تعالى علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول الله الرسل من بين المرتضين باطلاع على الغيب فلا يطلع غيرهم وان كانوا اولياء مرتضين- والجواب من اهل السنة ان الغيب ههنا ليس العموم بل مطلق او معين هو وقت وقوع قيامة بقرينة السباق ولا يبعد ان يطلع عليه بعد الرسل من الملكة او الرسل فيصح الاستثناء متصلا-

(شرح المقاصد جلد ۲ صفحہ ۱۴۵ از: علامہ تفتازانی رحمہ اللہ المتوفی ۷۷۹ھ)

ترجمہ: "معتزلہ جو اولیاء کرام کی کرامات کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ الامن ارتضى من رسول سے صرف رسل کیلئے علم غیب ثابت ہو سکتا ہے اولیاء اللہ کیلئے نہیں۔ تو اہلسنت کی طرف سے جواب یہ ہے کہ یہاں غیب سے مراد عام غیب نہیں بلکہ مطلق یا معین علم وقوع قیامت ہے کیونکہ یہاں سے آیت شریفہ قیامت کے ذکر میں چلی آرہی ہے لہذا بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض رسل و ملائکہ یا رسولوں میں سے مطلع فرمادے غیب پر۔ پس استثناء متصل صحیح ہوا۔"

فہمنا: شرح المقاصد کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ اور پسندیدہ رسول کو وقوع قیامت کا علم فرمادیا ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زمانہ قدیم کے اہلسنت اور معتزلہ دونوں فریق اس بات پر متفق تھے کہ آیت میں استثناء الامن ارتضى کا متصل ہے اور انبیاء کرام کیلئے علم غیب عطائی کا قبول صحیح ہے اور علم وقوع قیامت بھی ان میں سے جس کو چاہتا

ہے اس کو اس کا معنی مطلع فرما دیتا ہے۔ گویا اس زمانہ کے خوارج سے معتزلہ درجہا بہتر تھے۔
انتباہ: معتزلہ ایسا گمراہ فرقہ گزرا جو مرتدوں سے بھی بدتر، اسی فرقہ کی دیوبندی وہابی بھی
 مذمت کرتے ہیں، لیکن وہ تھے ان کی طرح پکے موحد بلکہ ان سے بھی بڑھ کر مگر یہ فرقے
 معتزلہ کا نام سن کر کانپ باتے ہیں باوجود یہ کہ وہ اتنے بڑے گمراہ تھے۔

10- حضرت علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

ولا يعلم متى تقوم لساعة احد الامن ارتضى من رسول فانه
 يطلع على من يشاء من غيبه والولى تابع نم يا خدا۔

(ارشاد السلف، شرح البکاری جلد ۱ صفحہ ۶۸)

ترجمہ: ”اور نہیں جانتا کوئی کہ قیامت کب ہوگی مگر رسولوں میں جس چن لیتا ہے
 پس بیشک اس کو مطلع فرما دیتا ہے جس کو چاہے اس غیب پر اور ولی بھی تابع اس
 سے یہ علم ماخوذ کر لیتے ہیں۔“

ان تمام دلائل سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حضور ﷺ اور وقوع قیامت کا علم
 ہے ان عبارات کے علاوہ اور بھی بہت لکھا جاسکتا ہے لیکن جنہیں میں نہیں مانتا کا مرض ہوا
 اس کا کیا علاج؟

حدیث جبرائیل علیہ السلام:

نجدی وہابی۔ ان شرائط الساعۃ میں حضور ﷺ سے قیامت کی لاعلمی کیلئے حدیث
 جبریل علیہ السلام سے بھی استدلال کیا ہے اس سے نتیجہ نکالا کہ مالمسئول الخ سے ثابت ہوا
 کہ نہ جبریل جانتا ہے نہ محمد ﷺ کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ساتھ ہی یہ الزام بھی لگایا کہ
 حضور ﷺ کو یہ علم نہ تھا کہ یہ آنے والا جبریل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب سوال ملاحظہ ہو۔

سوال: سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجئے؟ تو فرمایا: ما
 المسئول عنها باعلم من السائل یعنی اس بارے میں ہم سائل سے زیادہ جاننے
 والے نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں۔

اجمالی جواب: یہ دلیل بھی محض لغو ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ اس میں حضور ﷺ نے

اپنے جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ زیادتی علم کی نفی کی۔ ورنہ فرماتے: **لَا أَعْلَمُ**۔ میں نہیں جانتا۔ اتنی دراز عبارت کیوں ارشاد فرمائی؟ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اے جبریل! اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی اس مجمع میں نہ پوچھ کر راز ظاہر کرانا مناسب نہیں۔ دوسرا یہ کہ جواب سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: **فَأَخْبِرْ عَنِ أَمَّا رَاتَهَا** تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے اس پر حضور ﷺ نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولادنا فرمان ہوگی اور کمینے لوگ عزت پائیں گے وغیرہ وغیرہ جس کو قیامت کا بالکل علم ہی نہ ہو۔ اس سے ان کے نشان پوچھنا کیا معنی؟ نشان اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے۔

تفصیلی جواب:

حضرت علیہ السلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔ مشکوٰۃ باب الجمعة میں ہے:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

”قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن“۔

کلمہ اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا:

بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔

”ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں“۔ (مشکوٰۃ باب خطبہ یوم الجمعة)

یعنی ہمارے زمانہ کے بعد بس قیامت ہی ہے اور اس قدر علامات قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی۔ آج میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ نہ ابھی دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی نہ آفتاب مغرب سے نکلا۔ ان علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرما دیا پھر قیامت کا علم نہ ہونے کے کیا معنی؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سن نہ بتایا کہ فلاں سن میں قیامت ہوگی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں سن مقرر ہی نہ ہوئی تھی۔ سن ہجری عہد فاروقی میں مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سن ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی اہم واقعہ ہو اس سے سال منسوب کر دیا۔ سال فیل، سال فتح، سال

حدیبیہ وغیرہ۔ تو سن ہجری کس طرح بتایا جاسکتا تھا۔ اس دن کے علامات وغیرہ سب سے
 دیئے اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کس طرح ہو سکتی ہے؟ نیز
 نے اسی کتاب قیامت کی نشانیاں میں تفصیل سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے قیامت تک سے
 من وعن واقعات بیان کر دیئے۔ اب کیسے ممکن ہے کہ قیامت کا علم نہ ہو۔ کیونکہ دنیا ختم
 ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور ﷺ کو یہ بھی علم ہے کہ کون سا واقعہ کس کے بعد ہوگا جیسا کہ
 ”قیامت کی نشانیاں“ ترجمہ ”الاشاعة لاشراط الساعة“ میں ترتیب وار پڑھیں گے اور
 مصنف الاشاعة لاشراط الساعة نے جس طرح مرتب کی ہے دنیا کے لمحات بعینہ اسی
 طرح گزر رہے ہیں اور گزریں گے۔ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ بلکہ یقین ہوگا کہ حضور
 ﷺ دنیا کے حالات ایسے ترتیب وار بیان فرما رہے ہیں گویا آپ کے سامنے کتاب رکھی
 ہے اور آپ اس کے اوراق پڑھ کر ہمیں سنا رہے ہیں اور مصنف کا کمال ہے کہ ان بکھرے
 موتیوں کو کیسے احسن اسلوب سے ہار کی طرح تیار فرمایا ہے۔ (جزاہ اللہ خیر الجزاء)
 حضور سرور عالم ﷺ نے دنیا کے خاتمہ کا آخری واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ اس واقعہ
 کے بعد نفتح صور اولیٰ ہوگا پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا تو حساب و کتاب کیلئے قبروں سے اٹھنا
 ہوگا۔ دونوں کو قرآن نے بیان کر دیا ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ
 شَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ أَتَوَةٍ دُخْرِينَ ۝ (پ ۲۰ نمل ۸۷)

ترجمہ: ”اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں
 ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے اور سب اس کے حضور حاضر ہو کر
 عاجزی کرتے۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ۔ (پ ۲۳ یسین ۵۱)

”اور پھونکا جائے گا صور جہی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔“

بلکہ آپ نے تو ان دونوں کا درمیانی فاصلہ ہی بیان فرما دیا۔

كما قال عليه السلام ما بين النفختين اربعون عاماً۔ (بخاری)

”دونوں نفخوں کا درمیانی فاصلہ چالیس سال ہے۔“

اس کے باوجود پھر بھی کسی کو انکار ہے تو اس کی بد قسمتی ہے۔

وما علینا عالا البلاغ۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان یکم صفر ۱۴۲۲ھ



عرضِ مصنف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اما بعد! میں نے حضرت حافظ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کا کتاب، شرح الصدور بشرح احوال الموتی فی القبور (جو کہ آپ نے حالات برزخ پر مشتمل لکھی) لکھا ہوا خطبہ دیکھا جس میں آپ نے واضح طور کہا کہ اگر موت نے مہلت دی تو اس کتاب کے بعد علاماتِ قیامت کے بیان میں ایک کتاب لکھیں گے دوسری ایسی کتاب لکھیں گے جس میں مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت اور صفة الجنة والنار کا مکمل بیان ہوگا (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی توفیق بخشے۔ (آمین)

میں نے دیکھا کہ آپ (علامہ سیوطی رحمہ اللہ) نے مرنے کے بعد اٹھنے اور اس کے مابعد کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ”البدور السافرة فی احوال الآخرة“ لکھی۔ لیکن اشراط الساعہ (علاماتِ قیامت) پر مشتمل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تصنیف نہیں دیکھی گئی تالیف نہ فرمانے یا تالیف کے بعد اس کے منعدم ہو جانے یا کسی اور وجہ سے میرا ارادہ ہوا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادے کے مطابق، میں ایسی کتاب لکھوں جو قیامت کی نشانیوں پر مکمل و کامل ہو اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں ”شرح الصدور“ اور ”البدور السافرة“ کے مابین برزخ ثابت ہو یا ان دونوں کا مقدمہ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس سے استعانت کے بعد کتاب ”الاشاعة لأشراط الساعہ“ کا آغاز کر ہی دیا۔

علاماتِ قیامت:

ان کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں موضح ہے:

1- اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ۔ (پ ۱۱ انبیاء، ۱)

”لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔“

فائدہ: اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ

علیہ المتوفی ۱۳۶ھ نے لکھا کہ یعنی حساب اعمال کا وقت روزِ قیامت قریب آ گیا اور لوگ ابھی تک غفلت میں ہیں (شانِ نزول) یہ آیت منکرینِ بعث کے حق میں نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کو نہیں مانتے تھے اور روزِ قیامت کو گزرے ہوئے زمانہ کے اعتبار سے قریب فرمایا گیا کیونکہ جتنے دن گزرتے جاتے ہیں آنے والا دن قریب ہوتا جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

2- وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا۔ (پ ۲۲ الاحزاب ۶۳)
”اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو۔“

یعنی کسی کو کیا معلوم کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (شانِ نزول) مشرکین تو تمسخر و استہزاء کے طور پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کرتے تھے گویا کہ اے نبی کو بہت جلدی ہے اور یہود اس کو امتحان بنا پوچھتے تھے کیونکہ توریت میں اس کا علم بھی رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا۔ (خزائن العرفان)

فائدہ: اس میں جلدی کرنے والوں کو تہدید اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکاٹ اور ان کی دہن دوزی کی ہے۔

ازالہ وہم:

اہلسنت کا مذہب ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الہی قیامت کا علم ہے چونکہ اسے مخفی رکھنے میں حکمت تھی اسی لیے اظہار نہیں فرمایا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”براء الساعۃ فی علم الساعۃ“ (مطبوعہ عطاری پبلشرز، کراچی)

3- فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا۔ (پ ۲۶ محمد ۱۸)

”تو کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آ جائے کہ اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں۔“

انتباہ: ان آیات میں ایک آیت سے اشارہ ہوتا ہے کہ قیامت کا علم حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں چہ جائیکہ اولیاء کرام کو ہو اس کا اجمالی جواب اوپر مذکور ہوا کچھ تفصیل عرض کر دی جائے تاکہ منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عوام کو بہکانے کی گنجائش نہ رہے۔

علم الساعة لصاحب الشفاعة صلی اللہ علیہ وسلم

يَسْئَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا - (پ ۱۱۹ الاعراف ۱۸۷)

”تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے۔“

اس آیت کے تحت علماء مفسرین کے ارشادات درج ذیل ہیں:

1- تفسیر صاوی میں عارف صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۳ھ نے لکھا:

وانه يعجب الايمان به ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم لم ينقتل من الدنيا حتى اعلمه الله و جميع المغيبات التي تحصل في الدنيا والاخرة فهو يعلمها كما هي عين يقين لما ورد رفعت لي الدنيا فاتا انظر فيها كما انظر الي كفي هذه وورد انه اطلع لي الجنة وما فيها والنار وما فيها و غير ذلك مما تواترت الاخبار ولا كن امر بكتمان بعضها۔

ترجمہ: ”ایمان ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے منتقل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے دنیا سے منتقل ہونے سے پہلے وہ تمام غائب چیزیں بتا دیں جو دنیا اور آخرت میں آیا کہ ہمارے سامنے دنیا پیش کی گئی۔ پس ہم اس میں اس طرح نظر کر رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ میں، یہ بھی آیا ہے کہ ہم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔“

2- علامہ علی بن محمد خازن شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۵ھ نے لکھا:

(عبارت کا ترجمہ) ”یعنی یہ لوگ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ ان پر بڑے مہربان ہیں اور آپ ان کو بتا ہی دیں گے حالانکہ یہ اسرار الہی میں سے ہے اغیار سے چھپانا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہے مگر اظہار کی اجازت نہیں۔“

3- صاحب تفسیر صاوی نے دوسرے مقام پر لکھا:

انما وقت السؤال والا فلم يخرج نبينا عليه السلام حتى اطلعه
الله على جميع المغيبات ومن جملتها الساعة۔

معنی یہ ہیں کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں
کہ حضور اکرم ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ رب تعالیٰ نے ان کو سارے
اگلے پچھلے واقعات پر مطلع فرمادیا۔ ان میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔

5- حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح البیان میں لکھا:

ولیس من شرط النبی أن یعلم الغیب بغير تعلیم من اللہ تعالیٰ۔

”اور نبی کی شرائط میں سے یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر بتائے غیب جانے“ ●

تعیین قیام الساعة:

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے اس کا اجمالی نقشہ بتایا یہاں تک کہ دن اور مہینہ بھی
چنانچہ آپ ﷺ نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا۔ مشکوٰۃ باب الجمعة میں ہے:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

”قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن“۔

کلمہ اور بیچ کی انگلی ملا کر اجمالی طور پر فرمایا:

بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔

”ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں“۔ (مشکوٰۃ باب خطبہ یوم الجمعة)

فائدہ: یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ کے بعد بس قیامت ہی ہے آپ نے اس
قدر علامات قیامت ارشاد فرمائیں کہ ایک بات بھی نہ چھوڑی۔ آج ہم قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں
کہ ابھی قیامت نہیں آسکتی کیونکہ نہ ابھی دجال آیا نہ حضرت مسیح و مہدی علی نبینا علیہما السلام نہ
آفتاب مغرب سے نکلا۔ ان علامات نے قیامت کو بالکل ظاہر فرمادیا کہ آپ ﷺ قیامت
قیامت کو جانتے تھے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سنہ نہ بتایا کہ فلاں سنہ میں قیامت
ہوگی۔ ہاں حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں سنہ مقرر ہی نہ ہوئی تھی۔ سنہ ہجری عبد فاروقی میں

مقرر ہوئی کہ ہجرت تو ربیع الاول میں ہوئی مگر سنہ ہجری کا آغاز محرم سے ہوتا ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ سال میں جو کوئی بھی اہم واقعہ ہو اس سے سال منسوب کر دیا جاتا مثلاً سال فیل، سال فتح، سال حدیبیہ وغیرہ۔ تو سنہ ہجری کس طرح بتایا جاسکتا تھا۔ لیکن آپ نے قیامت کی علامات وغیرہ سب بتادیئے اور جو ذات اس قدر تفصیلی علامتیں بیان کرے وہ بے علم کس طرح ہو سکتی ہے؟

جیسا کہ اس کتاب ”الاشاعة لأشراط الساعة“ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔



وجہ تصنیف

قیامت کے بارے میں احادیث مبارکہ بے شمار ہیں بعض کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا چونکہ دنیا بقاء کیلئے نہیں بنائی گئی یہ فانی جہان ہے دار البقاء والا قادمہ نہیں بلکہ منازل آخرت کی یہ ایک منزل ہے تاکہ اس میں آخرت کا توشہ تیار کیا جائے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اویسی غفرلہ) اس میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری اور اس کے لقاء کی تیاری کی جائے یہ خود اپنے منے اور چلے جانے کی خبر دیتی ہے اسی لیے علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ اس کی نشانیوں کو بیان کریں اور وہ احادیث و اخبار عوام کو بتائیں گے گاہے نہیں، بار بار، ممکن ہے انہیں سن کر عوام گناہوں سے بچ جائیں اور ان کے قلوب نرم پڑ جائیں اور غفلت کی نیند سے بیدار ہوں اور غلطی سے پہلے مہلت کو غنیمت سمجھیں۔

مجھے یہی شوق ہوا کہ اس کے بارے میں بسط سے لکھوں اگرچہ بعض باتیں مکرر آجائیں نہ اس کی طرف جو اختصار سے کام لیتے ہوئے چند اوراق پر اکتفاء کرنے یہی میرا مقصد کہ غافلوں کی غفلت دور کرنا اور عقلمندوں کیلئے تذکیر ہے اور اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور دارالقرار کیلئے توشہ بناؤں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری نیت میں اخلاص پیدا فرمائے اور میری محنت کو بار آور فرمائے اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی میری کاوش سے عوام اہل ایمان کو نفع دے اور مجھے اور میرے آباؤ اجداد و اولاد حقیقی و اسلامی سب کو بخشے۔

آمین بِجَاهِ النَّبِيِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ﷺ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔
اس کتاب کا نام میں نے "الاشاعة لِأَشْرَاطِ السَّاعَةِ" علامات قیامت کی اشاعت رکھا۔
(اور فقیر اویسی غفرلہ نے اس کے ترجمے کو "قیامت کی نشانیاں" کے نام سے موسوم کیا۔)

نوٹ: یہ نام مولانا حافظ عبدالکریم صاحب قادری اویسی نے تجویز کیا ہے (باوجود علمی پونجی کی کمی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے شفاعت کی امید ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى نَبِيِّهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان ۹ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ



مقدمۃ الكتاب

میں (مصنف) کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے میدان میں گھومتا ہوں موضوع سے پہلے ایک مقدمہ ضروری ہے وہ یہ کہ قیامت کا معاملہ سخت اور اس کی ہولناکیاں زیادہ اور سفر اس کا بعد ہے بس! اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کے بارے میں فیصلہ فرمانا ہے اہل ایمان کو جزاء اور کافروں کو زائعات کا مخلصین و منافقین کے درمیان امتیاز فرمائے گا چنانچہ قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

1- ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لِّلنَّاسِ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ۔ (پ ۱۲ ہود ۱۰۳)

”وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے۔“

فائدہ: یعنی اس روز آسمان اور زمین والے سب حاضر ہوں گے۔

2- وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمْرٌ۔ (پ ۲۷ القمر ۲۶)

”اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت کڑوی۔“

3- سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ۔ (پ ۲۷ الرحمن ۳۱)

”جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ (یعنی جن و انسان)۔“

یاد رہے کہ وہ (قیامت) اچانک ہی آئے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَدْ اسْتَاثَرَ بِعِلْمِهَا وَاَلَمْ يَعْلَمِهَا اَحَدًا مِّنْ خَلْقِهٖ اَوْ عَلَّمَهَا اَنبِيًّا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَاہُ عَنِ الْاٰخِرِ بِهَا تَهْوِيْلًا لِّشَانِهَا وَتَعْظِيْمًا لِاَمْرِهَا۔

(الاشاعة لاشراط الساعة صفحہ ۵۲ مطبوعہ دار المنہاج جدہ، سعودی عرب)

قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص فرمایا کسی کو اس کا علم نہیں دیا اور وہاں نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم عطا فرمایا لیکن اس کے اظہار سے منع کیا اس کی ہولناکیوں کی وجہ سے اور اس کے امر کی عظمت کے باعث۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

فقیر نے عربی عبارت مع ترجمہ لکھ دیا ہے تاکہ یقین ہو کہ مذہب حق وہی ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے بیان فرمایا ہے یہی اسلاف صالحین کا مذہب ہے جو اس مسلک کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

قیامت کے بارے میں بہ نسبت دوسرے امور کے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے اور اس کا ضرر، نفع سے زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نشانیاں اور علامات بکثرت بیان فرمائی ہیں اس سے پہلے قرہی بعیدی فتنوں کی خبریں دی ہیں تاکہ ہر دور کے لوگ اس کے خطرات سے پُر حذر رہیں اور اعمالِ صالحہ عمل میں لا کر اس کیلئے تیار رہیں شہوات و لذات میں منہمک نہ ہو جائیں۔

قاعدہ: علاماتِ قیامت تین اقسام پر مشتمل ہیں:

- 1- ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں یہ علامات بعیدہ کہلاتی ہیں۔
- 2- ظاہر ہو کر ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہر دور میں زائد اور تکمیل کے مراحل میں ہیں یہاں تک کہ منزل مقصود تک پہنچیں۔
- 3- یہ علامات قریبہ اور کبیرہ کہلاتی ہیں کہ ان کے مکمل ہونے پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور ان کا ایک دوسری کے بعد سلسلہ ایسے ہے جیسے تسبیح کے دانے کہ جس کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو باری باری ہر دانہ ایک دوسرے کے پیچھے آئے گا۔

ہم ان سے اقسام کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں بیان کریں گے الحمد للہ جو ترتیب میں (مصنف) نے بیان کی ہے اپنے پہلے اور معاصرین میں کسی کی تصنیف میں نہیں ہے امید ہے ترتیب کے مطابق ہر بات آسانی سے ذہن نشین ہوگی اور نہ صرف عوام بلکہ خواص کیلئے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع بخش ثابت ہوگی۔

مآخذ الكتاب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	فتح الباری شرح البخاری	حافظ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
2	الدر المنثور، الخصائص الکبریٰ	حافظ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
3	تاریخ المدینہ (وفاء الوفاء و خلاصہ)	والله اعلم والوفاء جواهر العقدين) ۱۱ الامام الشریف (سید) نور الدین علی سمہوی متوفی ۹۷۵ھ
4	تصانیف علی الممتقی	امام علی الممتقی متوفی ۹۷۵ھ
5	تخریج المصاحح	حافظ مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ
6	القناء	حافظ سخاوی متوفی ۹۰۳ھ

نوٹ: اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت علامہ متقی عبد الوہاب کی جملہ تصانیف
پہ آئے گا۔ (انشاء اللہ)

انتباہ: اس تصنیف کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اہل اسلام اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ یاد کر لیں اس امید پر ان کی برکت سے شفاعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو، اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ ہم احادیث مبارکہ آسان طریقے سے بیان کریں گے اور بعض اوقات ان کا تکرار بھی ہوگا ان کی تخریج میں بھی اس سے بے خبر آدمی کو گمان ہوگا کہ تکرار لازم آرہا ہے اور وہ معیوب ہے۔ حالانکہ ہم نے یہ تکرار صرف دو مقام پر ذکر کیا وہ بھی بوجہ مناسبت کے ہم نے انتباہ کر دیا تا کہ کوئی بدگمانی میں مبتلا ہو کر گناہ کا مرتکب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ - (پ ۱۲۶ الحجرات ۱۲)

”بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔“

اضافہ از اویسی:

تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

مسئلہ: مومن صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے اس طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو یہ بھی گمان بد میں داخل ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا گمان دو طرح کا ہے ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ گناہ ہے دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے یہ اگر چہ گناہ نہیں مگر اس سے دل خالی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں ایک واجب ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا، ایک مستحب وہ یہ کہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان ایک ممنوع حرام وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا ایک جائز وہ یہ کہ فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔ (اویسی غفرلہ)



البَابُ الْأَوَّلُ

فِي الْأَمَارَاتِ الْبَعِيدَةِ الَّتِي ظَهَرَتْ وَانْقَرَضَتْ وَهِيَ كَثِيرَةٌ

باب اول

وہ بڑی نشانیاں جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں اور یہ بھی بکثرت ہیں

وہ بڑی نشانیاں جو ظاہر ہو کر ختم ہو گئیں اور یہ بھی کثرت ہیں۔

(1) وصال رسول صلی اللہ علیہ وسلم

1- حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے گی تو تم اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت کو یاد کیا کرو کیونکہ یہ تمام مصائب سے عظیم تر ہے۔ (رواہ ابن سعد)

2- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے میرے بعد کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنے دل کو میری مصیبت سے تسلی دے کیونکہ میرے کسی امتی کو کوئی بھی مصیبت پہنچے گی تو وہ میری مصیبت سے بڑھ کر نہ ہوگی۔

(روہ الطبرانی فی الاوسط)

3- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کا ذکر کر کے فرمایا کہ ہائے وہ عظیم مصیبت کہ اس کے بعد ہمیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ آسان محسوس ہوئی جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کی مصیبت) کو ہم یاد کرتے ہیں۔ (رواہ البیہقی)

فائدہ: حدیث صحیح میں ہے کہ ہم نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی مٹی سے ہاتھ بھی صاف نہیں کئے تھے کہ ہمارے قلوب میں اجنبیت محسوس ہونے لگی۔

تبصرہ اولیٰ:

یعنی وصال شریف کے بعد نئے فتنے اور نئے انداز شروع ہو گئے جن سے قلوب میں انقباض محسوس ہوتا تھا۔ (اولیٰ غفرلہ)

اضافہ اولیٰ غفرلہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رخصت ہونا واقعی ایک عظیم آزمائش ہے (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) آپ مر کر مٹی ہو گئے) (جیسا کہ تقویۃ الایمان، میں لکھا ہے) بلکہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
پاؤں جس خاک پر رکھ دیں وہ بھی
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
یہ ہیں حتیٰ ابدی ان کو رضا
مثل سابق وہی جسمانی ہے
جسم پر نور بھی روحانی ہے
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کا ترکہ تقسیم بٹے جو فانی ہے
صدق و عدہ کی قضا مانی ہے

(حدائق بخشش، حصہ دوم)

اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عقیدہ حیات الانبیاء کے ساتھ
دلائل بھی قائم فرمائے ہیں۔

صرف اس غزل کیلئے فقیر کی شرح حدائق بخشش کا مطالعہ فرمائیے۔ (اویسی غزل)

احادیث مبارکہ:

فقیر تبرکاً چند احادیث ”حیوة الانبیاء“ عرض کرتا ہے:

1- عن النبی ﷺ مررت بموسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیر الاحمر وهو قائم
یصلی فی قبرہ (رواہ مسلم)

حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی
میں کثیر احمر کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر انور میں کھڑے
ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۵۲ھ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

”وازیں جا معلوم می شود کہ حیات انبیاء حیات حسی دنیاوی است

نہ بجز بقاء ارواح“۔ (مدارج النبوت، جلد ۲، صفحہ ۴۴۸)

”اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات دنیوی اور حسی حیات

ہے صرف روح کے باقی رہنے کا نام نہیں۔“

یہی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

”حیات انبیاء متفق علیہ است بیچ کس رادروی خلاف نیست
حیات جسمانی و دنیاوی حقیقی“۔ (اشعۃ للمعات جلد ۱، صفحہ ۵۷۴)

”انبیاء کرام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلہ میں
اختلاف نہیں ہے اور یہ حیات جسمانی دنیاوی حقیقی ہے“۔

2- انہما علیہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لأبی الدرداء إن اللہ حرّم علی الأرض ان تأکل أجساد الأنبياء
فنبی اللہ حی یرزق۔ (ابن ماجہ نیل الاوطار، جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)

”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر
نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں انہیں
رزق بھی دیا جاتا ہے“۔

امام زرقانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۲ھ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

رواہ ابن ماجہ برجال ثقاة عن ابی درداء مرفوعاً
”ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع ایسے روایوں سے
بیان کی ہے جو سارے کے سارے ثقہ ہیں“۔

3- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبياء احياء في قبورهم يصلون۔

(مسند ابو یعلیٰ موصلی، جلد ۶، صفحہ ۱۴۷)

”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سارے نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے
ہیں“۔

فائدہ: اس حدیث کے متعلق محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیے۔

1- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں:

ابو یعلیٰ بنقل ثقات از روایت انس ابن مالک آوردہ۔

(مدارج النبوت، جلد ۲، صفحہ ۴۳۷)

”یعنی ابو یعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ثقہ روایوں کی حدیث بیان
فرمائی“۔

- 2- علامہ بیہمی رحمہ اللہ المتوفی ۸۰۷ھ فرماتے ہیں:
- رواہ ابو یعلیٰ و البزار رجال ابی یعلیٰ ثقات۔ (مجمع الزوائد، جلد ۸، صفحہ ۲۱۷)
- ”اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور یعلیٰ کے سارے راوی ثقہ ہیں۔“
- 3- علامہ سمودی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:
- ”اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے روایت فرمایا ہے۔“
- 4- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:
- ”یہ صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں۔“
- قاضی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے اسی حدیث کے متعلق لکھا ہے:
- وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون۔
- (نیل الاوطار، جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)
- ”یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء ﷺ اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں بھی ادا فرماتے ہیں۔“
- 5- غیر مقلد نواب صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی ۱۳۰۸ھ لکھتا ہے:
- انہما علیہما صلی اللہ علیہما وسلم حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی قبورہم یصلون۔
- ”بے شک نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔“
- بقدر کفایت اتنا کافی ہے، تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”حیاة الانبیاء اور شرح حدائق بخشش“۔ (اویسی غفرلہ)

(2) امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت

- 1- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ سے اس فتنہ کے بارے میں پوچھا جو سمندر کی طرح موجیں مارے گا عرض کی یا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ آپ پریشان نہ ہوں آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ دروازہ

کھلے گا یا توڑا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی بہتر تھا کہ ذاک امری ان

لا یفلق تالانہ لگایا جاتا۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: اسی میں ہے کہ دروازہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔

2- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان

کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کہیں لے جانے کا اشارہ فرمایا، تو عرض کی اے فتنہ کے قفل! میرا

ہاتھ چھوڑیے۔ (رواہ الطبرانی بسند رجالہ ثقات)

3- اسی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کوئی فتنہ نہ پہنچے گا جب تک

یہ تمہارے درمیان ہیں اور اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمایا۔ (رواہ الطبرانی)

4- حضرت قدامہ بن مطعون رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطبت فرمایا۔ عرض کی کہ ایک ان ہم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کا وہاں سے گزر رہا تو حضرت سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”هذا غلق الفتنة“ یہ فتنے کے (دروازہ کا) قفل ہیں یعنی جب تک

یہ تمہارے درمیان زندہ رہیں گے تمہارے اور فتنہ کے درمیان شدید بند دروازے کی

ماندر ہیں گے۔ (رواہ البرزازی)

5- حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ مکرمہ بی بی ام کلثوم بنت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو بی بی صاحبہ رو رہی تھیں آپ نے ان سے

رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ: اس یہودی یعنی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا

ہے کہ آپ ابواب جہنم کا ایک باب ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو یہودی غصہ سے کہا ورنہ وہ یہود

کے بڑے علماء میں سے تھے لیکن اب تو اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن بی بی صاحبہ نے یہ

الفاظ غصہ سے فرمائے یہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے اپنے شوہر گرامی سے محبت کی علامت ہے

جیسا کہ ماہرین نفسیات جانتے ہیں۔ یاد رہے کہ شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیدہ ام کلثوم

رضی اللہ عنہما کے نکاح کے منکر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ پٹی ذاکرین اور جاہل واعظین نے پڑھائی ہے ورنہ ان کے اہل علم اور مجتہدین کو اس میں اختلاف نہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ ”قطف الثمر فی نکاح ام کلثوم بعدہ“ لکھا ہے اس میں فقیر نے کتب شیعہ سے متعدد حوالہ جات سے نکاح ثابت کیا ہے۔ (الحمد لله على ذلك او لیسى غفر له) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا ماشاء اللہ (وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا) اس کے بعد آپ باہر نکلے اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو بلوا کر ان کے قول کے متعلق دریافت فرمایا، حضرت کعب نے عرض کی اے امیر المؤمنین! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آپ ماہ ذوالحجہ کے اختتام پر پہلے ہی (وفات پا جائیں گے اور) جنت میں داخل ہوں گے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے کبھی جنت میں اور کبھی آگ میں؟ حضرت کعب نے عرض کی کہ ہم نے اپنی کتابوں میں آپ کے متعلق یہ لکھا دیکھا ہے کہ عمر جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکتے رہیں گے جب آپ کا وصال ہو جائے گا پھر وہ لوگ جہنم میں جا گریں گے۔ (رواہ الخطیب فی الرواۃ عن مالک)

6- حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ کون ہے؟ فرمایا ہاں انہیں ایسا (یقینی) علم تھا کہ جیسے ہم سب کو علم ہے کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور میں بھی جو حدیث آپ حضرات کو بیان کر رہا ہوں (یہ مغالطے نہیں) بلکہ یقینی روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ہم ڈرتے تھے کہ عمر سے اس بارے میں دریافت کریں ہم نے حضرت مسروق سے گزارش کی تو انہوں نے پوچھا؟ تو فرمایا (کس نے مسروق یا حذیفہ نے؟) دروازہ کون ہے؟ فرمایا: (کس نے حضرت مسروق نے یا حضرت عمر نے) دروازہ عمر ہیں۔

وجہ تشبیہ:

ان احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رضی اللہ عنہ کی مدت زندگی کو مضبوط قلعہ سے تشبیہ دی ہے کہ اس میں اہل اسلام سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو اسی قلعہ کے دروازے سے تشبیہ دی ہے۔ حدیث شریف میں

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ان کی وفات طبعی موت سے ہوگی یا شہید کئے جائیں گے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لائق ہے کہ وہ دروازہ مغلق (بند) نہ ہو کیونکہ دروازہ جب موجود ہو تو کھلنے کے بعد پھر بند ہونے کا احتمال ہے بخلاف اس کے کہ اسے توڑا جائے کیونکہ دروازہ جب ٹوٹ گیا تو پھر اسے قفل (یعنی تالے) سے بند کرنے کا سوال کیسا۔

ازالہ وہم:

یہ دروازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات کے سوا کسی اور کا ہونا ضروری ہے کیونکہ دروازہ دشمن کو قلعہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی فتنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر نہیں ہوا کیونکہ آپ کا وجود فتنہ کے ظہور سے مانع تھا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات میں ہی فتنہ نے سر اٹھایا تھا اور اسی فتنہ میں ہی آپ شہید ہوئے اگر دروازے سے حضرت عثمان مراد ہوتے تو وہ فتنہ ان کی زندگی میں ظاہر نہ ہوتا۔ ہماری تقریر سے علامہ زرکشی رحمہ اللہ کے اس اشتباہ کا ازالہ ہوا کہ آپ نے فرمایا: واقعاً فتنے کا وجود گواہی دیتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ فتنے کا دروازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ فتنہ کا وجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا موجب بنا کیونکہ آپ کی شہادت کلمہ (اسلام) میں افتراق کا سبب بنی۔

جواب: اس وہم کے دور ہونے کی وجہ ظاہر ہے۔ اور افتراق کا سبب جیسا کہ

شہادت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

ابن شہاب سے ابن سعد نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم تھا کہ کوئی غیر مسلم نوجوان مدینہ میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (کوفہ کے حاکم) نے آپ کو خط لکھا کہ کوفہ میں ایک نوجوان (غیر مسلم) بہت بڑا کاریگر ہے آپ اجازت دیں تاکہ وہ مدینہ پاک میں رہ کر اپنی کاریگری کے جوہر دکھلائے اس کی کاریگری کی کئی قسمیں ہیں اس سے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ وہ لوہے کا کام خوب جانتا ہے، نقاش ہے، تعمیرات کا بڑا ماہر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے اعلیٰ کاریگر (غیر مسلم) کو مدینہ پاک میں اقامت کی اجازت دے

دی اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کا ریگر کوچ دو۔

تعارف غیر مسلم نوجوان کا:

وہ نوجوان کافر مجوسی تھا اسے ابو لؤلؤ کہتے تھے بہت بڑا خبیث آدمی تھا، جب کسی چھوٹے بچے کو دیکھتا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر روتا اور کہتا کہ اہل عرب نے میرا جگر چبا لیا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس سے ہر ماہ ایک سو درہم، ایک روایت میں ایک سو بیس درہم اور بعض روایت میں چار درہم روزانہ لیا کرتے۔

شہادت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سبب:

ایک دن یہ نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے مالک کی شکایت کی کہ وہ مجھ سے زیادہ خراج وصول کرتا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون کون سے کام کا ماہر ہے؟ اس نے اپنے بہت سے کاریگریوں کے نام بتائے آپ نے فرمایا تیری کمائی کے مقابلہ میں یہ محصول اتنا زیادہ نہیں ہے یہ سن کر وہ نوجوان ناراض ہو کر بڑا بڑا ہوا لوٹا۔

ایک روایت میں ہے آپ نے اس سے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ نوجوان نے عرض کی چکیاں بناتا ہوں باقی کاریگریاں نہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا اس پر کتنی لاگت آتی ہے اس نے لاگت بتائی آپ نے فرمایا کتنے دام میں اسے بیچتے ہو؟ اس نے وہ بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا تیرا آقا تجھ سے اتنا زیادہ محصول وصول نہیں فرما رہا ہے جس سے تجھ پر بوجھ ہو (بلکہ یہ تیری کاریگری کے مقابلہ میں معمولی محصول ہے) غلہ ہذا اجاؤ جو کچھ تجھ سے تیرا مالک مانگتا ہے اسے ادا کرو۔ جب لوٹنے لگا تو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک چکی مجھے بھی بنا دو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا، ”کیا یہ سچ نہیں کہ تو کہتا ہے کہ میں ایسی چکی بنا سکتا ہوں جو ہو اسے چل سکے“۔ یہ سن کر نوجوان نے غصہ کے انداز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس وقت آپ کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی پھر غصہ کے لہجہ میں کہا میں آپ کیلئے ایسی چکی بناؤں گا جس کا ہر شخص چرچا کرے گا، پھر جب وہ نوجوان چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس بیٹھی تھی اور فرمایا کہ اس غلام نے مجھے بھی دھمکی دی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نوجوان نے کہا ہاں جناب کیلئے ایسی چکی بناؤں گا جس کی شہرت شہر میں چار دانگ ہوگی (وہ چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت سے فرمایا جو آپ کے پاس بیٹھی تھی کہ ابھی اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے) روایت میں ہے اس نے کہا جناب کیلئے ایسی چکی تیار کروں گا جس کی شہر شہر میں شہرت ہوگی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکا ہوئے اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا آپ نے اس کی بات سے کیا سوچا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! اس نے آپ کو دھمکی دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے میں نے بھی بھانپ لیا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا، اس کا ارادہ بد ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے۔ وادی محصب میں پہنچ کر آرام کرنے کیلئے چادر سرہانہ بنا کر لیٹ گئے۔ اس وقت چاند کی چاندنی جو بن پر تھی آپ کو بھلی لگی کہ چاند کیسے خوب چمک رہا ہے آپ نے دعا کی اے اللہ تعالیٰ! میری رعایا بڑھ گئی ہر علاقے میں مسلمان پھیل گئے اب مجھے اپنے پاس بے چارگی اور بے کاری کی حالت سے پہلے بلا لے پھر حج کی فراغت کے بعد آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تعبیر:

واپسی پر آپ نے خواب دیکھا کہ سرخ مرغ نے آپ کی ناف اور سینہ کے درمیان دو یا تین ٹھونگے ماری ہیں۔

بی بی اسماء بنت عمیس ام عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ (جو تعبیر کی ماہرہ تھیں) نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ آپ کو ایک عجمی آدمی شہید کرے گا۔

شہادت کیلئے قاتل کی کاروائی:

حضرت ابورافع سے مروی ہے کہ ابولؤلؤۃ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا وہ چکیاں بناتا تھا آپ اس سے اس کا محصول صرف چار درہم روزانہ لیتے تھے۔ ایک دن یہی ابولؤلؤۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین! مغیرہ رضی اللہ عنہ

میرے سے زیادہ محصول وصول کرتے ہیں آپ اسے فرمائیے کہ وہ اس میں مجھے رعایت دے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا خوف کر اپنے مالک کو وہی ادا کر جو وہ مانگتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیت یہ تھی کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ان سے ملیں گے تو وہ ان سے بات کریں گے تو وہ اس سے تخفیف کر دیں گے۔ (رواہ ابو یعلیٰ و ابن حبان و الحاکم و البیہقی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلام کے بارے میں حضرت مغیرہ سے بات کی اور اس کیلئے خیر و بہائی کی وصیت بھی فرمائی لیکن نوجوان کو معلوم نہ ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غصہ کر کے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف سوائے میرے دنیا بھر کیلئے ہے۔ اس پر اس نے آپ کی شہادت کا منصوبہ دل میں بنایا واپس جاتے ہی اس نے ایک خنجر تیار کیا جس کی دو دھاریں تھیں اسے تیز کر۔ زہر سے بچھایا یہ خنجر تیار کر کے ”ہرمزان“ (یہ ایک شخص کا نام ہے) کے پاس آیا اور کہا کیسا ہے یہ خنجر اس نے کہا خوب ہے تو نے اس سے جس پر بھی وار کیا کامیاب رہا اسے قتل کر کے چھوڑا۔

شہادت کا واقعہ:

ابو لؤلؤۃ تیار ہو کر صبح کی نماز کے وقت مسجد نبوی شریف میں آ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ صبح کی نماز کیلئے لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے درہ لے کر نکلتے تھے کہ جب اقامت ہوتی تو فرماتے:

”اقیموا صفوفکم اپنی صفیں سیدھی کر لو“۔ آپ حسب عادت صفیں سیدھی کر رہے تھے ابو لؤلؤۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پہلی صف میں کھڑا ہو گیا آپ نے تکبیر اولیٰ کہی تو ابو لؤلؤۃ نے آپ کو خنجر کے تین وار کئے۔

1- کاندھے پر۔

2- کمر پر۔

3- ناف کے نیچے پہلو کے درمیان۔

اس پر باریک جھلی پھٹ گئی اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ اس سے لوگوں میں چیخ و پکار کا شور مچا ہوا۔ اس نے تیرہ (۱۳) افراد کو زخمی کیا جن میں سے سات (۷) شہید ہو گئے۔

ایک نمازی نے ابو لؤلؤة کے سر پر بُرُئس (بڑی ٹوپی) پھینکی پھر اُسے اپنی گرفت میں کر لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو لؤلؤة نے دودھاری خنجر کو تیار کیا اسے گھر کے کونہ میں سحر سے پہلے چھپا رکھا تھا، وہ اسی طرح چھپا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کیلئے بیدار کرنے کیلئے گھر سے باہر نکلے جب آپ ابو لؤلؤة کے قریب پہنچے تو اس نے آپ پر حملہ کر دیا اور تین وار کئے ان میں سے ایک ناف کے نیچے تھا پھر اہل مسجد پر حملہ کیا سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گیارہ آدمیوں پر وار کئے پھر اپنے خنجر سے خودکشی کر لی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابو لؤلؤة نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو پھر اس نے دیکھا کہ اسے لوگوں نے گھیر لیا تو خودکشی کر لی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کہو وہ نماز پڑھائیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ خون بہہ گیا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی صبح تک آپ کی یہی کیفیت رہی افاقہ ہوا تو لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کیا نماز ہو گئی؟ عرض کی گئی ہاں۔ آپ نے فرمایا اس کا اسلام (کامل) نہیں جس نے نماز ترک کی۔ پھر آپ نے وضو کا پانی منگوایا وضو کر کے نماز ادا فرمائی اور فرمایا مجھے کس نے قتل کیا عرض کی گئی ابو لؤلؤة حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا قاتل وہ نہیں جو مجھ پر قیامت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سجدہ کی وجہ سے حجت کرے، جو اس نے کیا، عربی کوئی ایسا نہیں جو مجھے قتل کرتا کیونکہ میں ان سے اسلام کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے پینے کیلئے نبیذ منگوایا اور پیا تو وہ آپ کے زخم سے نکل گیا بعض نے کہا نبیذ نکلا بعض نے کہا بلکہ خون نکلا، پھر آپ نے دودھ منگوا کر پیا تو وہ بھی آپ کے زخم سے باہر نکل گیا۔

مجلس شوریٰ برائے خلافت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ میرا وصال ہو جائے گا تو آپ نے خلافت کے بارے میں چھ بزرگوں کی مجلس مشاورت قائم فرمائی وہ چھ حضرات یہ ہیں:

1- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

2- حضرت علی رضی اللہ عنہ

3- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

4- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

5- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

6- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کا مشیر بنایا لیکن وہ مستقل طور پر شوریٰ کے ممبر نہ تھے پھر تین دن کی مہلت دی اور آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں پھر فرمایا:

1- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

2- حضرت علی رضی اللہ عنہ

3- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

4- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

5- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

6- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کو بلاؤ اور آپ نے انہیں وصیت فرمائی پھر جب آپ کے پاس موجود لوگ چلے گئے تو فرمایا کہ اگر حضرت انج (گنجا آپ بال خوب منڈوا دیتے، یہ پیار سے فرمایا) یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیں تو وہ انہیں سیدھے راستے پر چلائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی اے امیر المؤمنین! تو آپ کو کس چیز نے روکا ہے؟ یعنی آپ انہیں منتخب کر کے خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ فرمایا میں اس بار خلافت کو زندگی میں اور بعد از وصال اٹھانا پسند سمجھتا ہوں۔ (رواہ ابن سعد و ابی الحارث و ابو نعیم فی "الحلیہ" و اللاکائی فی "السنة")

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال سے قبل کا حال:

ابو مطر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ پر ابولؤلؤة نے حملہ کیا آپ گھر پر پہنچائے گئے، میں نے انہیں روتا دیکھ کر پوچھا اے امیر المؤمنین! آپ کو کس شے نے رلایا ہے؟ فرمایا کہ مجھے

آسمان کی خبروں نے رلایا ہے کہ نامعلوم میں جنت میں لے جایا جاؤں گا یا دوزخ میں۔ (معاذ اللہ) میں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو مرثدہ ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بار بار یہ فرماتے سنا تھا کہ اہل جنت کے سردار دو بوڑھے ہیں۔ (1) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور یہی دونوں سب سے زیادہ انعام یافتہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ آپ اس کے گواہ ہیں کہ میں جنتی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں آپ کیلئے جنت کا گواہ ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے حسن! تم بھی گواہ ہو اپنے نانا جان ﷺ کے ارشاد گرامی پر گواہی دو کہ بے شک عمر اہل جنت سے ہے۔ (رواہ ابن عساکر)

حضرت علی کی حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے عقیدت کا اظہار:

حضرت ابو اوفی بن حکیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس روز میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضری کا پختہ ارادہ کر کے ان کے دروازے پر پہنچا میری طرح دوسرے لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے باہر آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے پس تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آتے ہی سر مبارک جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا: "لِلّٰهِ دَرِيَاكِيَّةٌ عُمَرُ" عمر رضی اللہ عنہ کے رونے والیوں کیلئے انعام ہو۔ اور کہا: "وَأَعْمُرَاهُ مَاتَ نَقِيًّا الثَّوْبَ بَرِيًّا مِنَ الْعَيْبِ وَأَعْمُرَاهُ صَدَقْتُ أَصَابَ وَاللّٰهُ ابْنُ الْخِطَابِ خَيْرَهَا وَنَجِيٌّ مِنْ شَرِّهَا زَهَبَ بِالسُّنَّةِ وَأَبْقَى الْفِتْنَةَ دَانِقْتَهُ"۔ ہائے عمر ٹیڑھوں کو سیدھا کرنے، مضبوط کرنے والے اچھوں، ہائے عمر پاک صاف کپڑوں والے ہر عیب سے پاک، ہائے عمر سنت لے گئے اور فتنہ چھوڑ گئے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھلائی کو پایا اور شر سے نجات حاصل کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: میں اس قوم (صحابہ) میں تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے تھے آپ کو تختہ پر رکھا گیا میں نے ایک شخص کو اپنے پیچھے دیکھا جس نے اپنی کہنیاں میرے کاندھوں پر رکھ کر دعا مانگی: "اے عمر! اللہ آپ پر رحمت فرمائے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں دوستوں (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی

رفاقت نصیب فرمائے گا کیونکہ میں بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں آپ فرمایا کرتے تھے ”كنت و ابوبکر و عمر“ میں ہوں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) وانطلقت و ابوبکر و عمر میں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) چلے۔ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: اور روایت بخاری میں ہے کہ حضرت ابن ابی ملکیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تختہ پر لٹا کر کفنا تے تھے ان کے جنازہ اٹھانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھتے اور دعائیں مانگتے رہے اور میں بھی انہی میں سے تھا ان سے مجھے کوئی خوف نہ ہوا انہی میں ایک مرد کہ جس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا مانگ رہے تھے اور کہتے تھے آپ نے میرے لئے اپنے بعد محبوب تر کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جو اعمال صالحہ میں آپ جیسا ہو بخدا مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ کر دے گا اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا سنتا تھا کہ آپ نے فرمایا: فہبت انا و ابوبکر و عمر میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گئے اور ”دخلت انا و ابوبکر و عمر“ میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے خرجت انا و ابوبکر و عمر میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما باہر نکلے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ان روایات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی کتنی یگانگت اور یکجہتی تھی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس یگانگت و یکجہتی کے نہ صرف قائل تھے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھرپور محبت بھی کرتے تھے۔

وصالِ عمر ایک حادثہ عظیم تھا:

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی شرح بخاری میں ہے کہ ”ان الشمس کسفت یوم مات عمر رضی اللہ عنہ، و ان الارض اظلمت، فجعل الصبی یقول لامہ یا امہ اقامت القیامة“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس دن وفات پائی تو سورج گرہن ہوا اور زمین پر تاریکی چھا گئی اور ہر بچہ اپنی ماں سے کہتا کہ کیا قیامت آگئی؟ ماں جواب دیتی ”لا یا“

بنی ولكن قتل عمر رضی اللہ عنہ، "نہیں بیٹے قیامت تو قائم نہیں ہوئی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔"

جنات کا نوحہ:

آپ کے وصال سے تین دن قبل یہ اشعار پڑھے:

أبعد قتيل بالمدينة أظلمت

له الأرض تهتز العضاة بأسوق

کیا مدینہ پاک میں شہید کی شہادت کے بعد زمین پر تاریکی چھا گئی اور درخت پنڈلیوں سمیت لرزتے ہیں۔

جزى الله خير أمن، امام و بارکت

يد الله في ذاك الأديم الممزق

اللہ تعالیٰ ہمارے امام (عمر رضی اللہ عنہ) کو جزا دے اور اس بکھری ہوئی ادھوری زمین پر قدرت ایزدی کی برکتیں ہوں۔

فمن يسع أوير كب جناحى نعامة

ليدرك ما قدمت بالأمس يسبق

تو کے وسعت و طاقت ہے یا شتر مرغ پر سواری کر کے اسے حاصل کر کے اسے حاصل کر سکیں جو کل گزارا ہوا اور سبقت کر گیا۔

قضيت أمور ثم غادرت بعدها

بوائق فى اكمها لم تفتق

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے امور پورے ہو چکے اس کے بعد مصائب اپنے ہاتھ پھیلا کر آئے جن سے چھٹکارا اور نجات نہیں ہو سکتی۔

وما كنت أخشى أن يكون مماته

بكف سبنتى أرق العين مطرق

مجھے تو اس کا وہم و گمان تک نہ تھا کہ ان کی (عمر رضی اللہ عنہ) ایک دلیر نیلگوں آنکھوں

والے رات کو اچانک آنے والے ہاتھوں موت واقع ہو گئی۔

یوم وصال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ان کے جنازہ کو لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ پر آئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے السلام علیکم کہہ کر حجرہ پاک میں دفنانے کیلئے اجازت طلب کی۔ امیر المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بے شک انہیں میرے حجرہ میں دفن کر دو۔ پھر انہیں اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ دفنایا گیا۔

مجلس شوریٰ کی تفصیل:

حضرت عمر کے دفنانے کے بعد مجلس کے اراکین ایک جگہ جمع ہوئے اور مندرجہ ذیل گفتگو فرمائی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاملہ خلافت کسی تینوں کے سپرد کر دو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں خلافت کا معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں یہ خلافت کا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سونپتا ہوں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم دونوں میں کون ہے جو اس سے بیزار ہے تم میں سے جو بھی چاہے ہم اسی کو خلیفہ مقرر کر دیں اللہ تعالیٰ بھی اسی پر راضی ہے اور اسلام کا تقاضا بھی یہی ہے ان میں سے فی نفسہ جو بھی افضل ہو وہی اس کا مستحق ہے شیخین (یعنی حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما) اس بارے میں خاموش رہے پھر حضرت عثمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ حضرات اس معاملہ کو میری رائے پر چھوڑنے کو تیار ہیں بخدا میں تمہارے سب سے افضل کو سپرد کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت زبیر و سعد رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں منظور ہے ان دونوں شیخین میں سے ایک یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کا اعلان کر کے فرمایا آپ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری بھی ہے اور اسلام لانے میں بھی آپ سب سے مقدم ہیں اگر آپ کو امیر مقرر

کروں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کہ تم عدل و انصاف سے کام لو گے اور اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کروں تو تم کو ماننا پڑے گا اور ان کی اطاعت کرنی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بھی وہی کہا جو مذکور ہوا۔ جب یہ عہد و پیمانہ مستحکم ہو گیا تو کہا اے عثمان! ہاتھ لائیے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اس کے بعد حضرت علی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے بعد اہل دار نے بیعت کی۔

فائدہ: طبرانی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس مسئلے میں تمام صحابہ اور تمام اہل مدینہ بزرگ شخصیات کے پاس فرداً فرداً تشریف لے گئے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول نہ کیا ہو پھر حضرت عبدالرحمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے اہل مدینہ سے پوچھا ہے سب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول کیا ہے۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ:

اس جملہ بیان سے واضح ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت حق اور بااجماع صحابہ ہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس اجماع میں شریک ہیں اور شیعہ فرقے کے لوگ محض تعصب سے اس اجماع کا انکار کر رہے ہیں۔

رد شیعہ:

ان تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں سے محبوب ترین شخصیت تھی یونہی حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محبوب تر تھے، اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر خلافت اجماع (گنجے) کے سپرد کریں گے۔ الخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت کیلئے اولیٰ ظاہر کرنے کے باوجود پھر بھی آپ کو خلیفہ نہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ خلیفہ سے کئی ایسے امور سرزد ہوتے ہیں کہ جس پر خلیفہ جواب دہ ہوتا ہے علاوہ ازیں آپ کو آنے والے فتنوں کا بھی علم تھا کہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو من حیث الخلیفہ دو چار ہونا پڑے گا اسی لئے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ان کیلئے ان فتنوں کو میں زندگی میں برداشت کر سکتا ہوں نہ بعد وفات۔ یہ اس وقت فرمایا جب آپ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کیا کہ آپ امور خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کیوں نہیں سپرد کر دیتے۔؟

بہتانات شیعہ:

ہماری اس تقریر سے ثابت ہوا کہ فرقہ شیعہ کا یہ محض کذب و افتراء ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابولؤلؤ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کے بارے میں ساز باز کر رکھی تھی بلکہ ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے شہید کیا تھا۔ (معاذ اللہ) اور شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خلافت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دور رکھا جائے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اندرونی طور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین دہانی کر رکھی تھی وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ بھی دیگر بہت سے جھوٹ اور بہتانات شیعوں نے گھڑ رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کرے کہاں سے اور کینسے حق سے روگردانی کرتے ہیں اور کیسے کیسے بہتانات تراشتے ہیں۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

(3) شہادت امیر المؤمنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

1- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم رضی اللہ عنہ نے یوم فتح مکہ میں ایک شخص کو قتل کر کے فرمایا کہ آج کے بعد کوئی قریشی قتل نہ کیا جائے گا سوائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے، ان کے قاتل کو قتل کروا اگر تم اسے قتل نہ کر سکتے تو پھر تم بھیڑ بکریوں کی طرح قتل کئے جاؤ گے۔ (رواہ ابوالظہرانی)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج کل حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب فتنہ و اختلاف ہو گا یا فرمایا کہ اختلاف و فتنہ ہو گا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنا لازم ہے یہ فرما کر حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (رواہ الحاکم والبیہقی، حاکم نے اس کی تصحیح کی)

3- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر سرگوشی (رازداری کی بات) فرمائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہوتا جا رہا تھا۔ جب یوم الدار (یعنی جن دنوں باغیوں نے آپ کو گھر میں محصور کر رکھا تھا) پیش آیا تو ہم نے کہا کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا اس وجہ سے آج میں اس پر صبر کر رہا ہوں۔ (رواہ ابن ماجہ والحاکم وابو نعیم اور اس کی امام بیہقی نے تصحیح کی)

4- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن ہوگا چادر لپیٹنے والے مرد پر لوگ ہجوم کریں گے وہ ان سے بیعت لے رہا ہوگا اور ان کی بیعت میں شامل ہونے والے بہشتی ہوں گے پھر میں نے وہ دن دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دھاری دار چادر میں لپیٹے ہوئے ہیں اور لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں۔ (رواہ الحاکم وصحیح) (اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ یہ علم غیب کے ثبوت میں کیسی روشن دلیل ہے اور عقیدہ صحابی بھی نہ بھولئے۔)

5- حضرت مروة بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ مستقبل کے فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ فتنہ عنقریب ہونے والا ہے اتنے میں ایک مرد کپڑا سر پر ڈالے ہوئے گزرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہدایت پر ہوگا حضرت مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے میں یہ بات سن کر اٹھا اس شخص کو دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

6- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں قیص پہنائے گا یعنی خلافت عطا فرمائے گا پس اگر منافقین تجھ سے قیص اتارنے کا ارادہ کریں تو اس قیص کو نہ اتارنا۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: عنقریب میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں خلافت سے نوازے گا اور منافقین تم کو خلافت سے ہٹانے کی کوشش کریں گے تو تم اس سے دستبردار نہ ہونا ان دنوں تم روزے سے رہنا

میرے پاس آ کر افطار کرنا۔ (رواہ ابن عدی و ابن عساکر)

8- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنوں میں سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور آخری فتنہ دجال کا خروج ہے۔

فائدہ: ابن عساکر نے اضافہ کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جو دل میں ذرہ برابر بھی شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتے ہوں گے وہ ضرور دجال کے تابع ہوں گے اگر انہوں نے اس کا زمانہ پایا اگر زمانہ نہ پایا تو وہ دجال پر قبر میں ایمان لائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفیر:

ان روایات میں علم غیب کے ثبوت کے علاوہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کیلئے وعید شدید ہے، فقیر نے گستاخوں کے انجام بد میں بکثرت واقعات لکھے ہیں، یہاں ایک واقعہ ہدیہ نظرین ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں میں شام میں تھا اور میں نے ایک آدمی کی آواز سنی وہ آگ سے واویلا کر رہا تھا میں اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل گر پڑا ہے میں نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھس گئے تھے۔ میں جب ان کے قریب گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ چلائین تو میں نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کیا ہوا ہے خدا تیرے ہاتھ اور پیر کاٹے اور تیری..... دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھ کو آگ میں ڈال دے۔ مجھے ڈر لگا اور نکل بھاگا اور یہ حال ہے جو تم دیکھ رہے ہو صرف آگ کا انتظار باقی ہے۔ (یعنی جہنم)

شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سبب اور اس پر تنقیدیں

1- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کی گورنری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی لیکن مصر سے آنے والوں نے راستہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ اونٹنی پر سوار مصر کو جا رہا ہے۔ اس سے انہوں نے حال پوچھا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا تو انہوں نے اس کے سامان کو

کھولا اس میں خط نکلا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا کہ مصر کے گورنر کو قتل کر دو۔ اس کے بعد محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ چار ہزار بد معاش کو لے کر مدینہ شریف پہنچے ان سب کا سردار ابن عدیس و ابن تمیم وغیرہ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خط اور غلام کے متعلق پوچھا تو آپ نے لاعلمی ظاہر فرمائی۔ انہوں نے خیال کیا کہ مروان کی کارروائی ہے چنانچہ انہوں نے خط کو پہچان لیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروان کیلئے کہا کہ وہ ہمارے سپرد فرما دو۔ آپ نے اس سے انکار کر دیا پھر مصریوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹا دیا جائے آپ سے عرض کی گئی آپ نے فرمایا کہ میں خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تمہیں قمیص پہنائے گا اور منافقین اتارنا چاہیں تو نہ اتارنا یعنی خلافت سے دستبردار نہ ہونا، حدیث اوپر گزری ہے جب بلوایوں نے مدینہ منورہ میں آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا آغاز کیا آپ مسجد نبوی شریف میں آ کر نماز پڑھاتے تو ایک ماہ تک باغی آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے جس دوران آپ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ نے جمعہ پڑھایا تو باغیوں نے آپ پر پتھر اؤ کیا آپ منبر سے نیچے گر پڑے اور نماز نہ پڑھا سکے اسی روز نماز حضرت ابو اسامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی باغیوں نے انہیں روک دیا اس کے بعد نمازیں کبھی عدیس پڑھاتا اور کبھی کنانہ بن بشر۔ اس پر دس دن گزرے اور اہل اسلام کو کبھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ علیحدہ نماز پڑھاتے اور اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھاتے اور اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید بھی پڑھائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے دس دن محاصرہ میں رکھا بعض روایت میں چالیس دن ہے۔

تطبیق الروایات:

اصل محاصرہ تو چالیس روز تھا میں دن تو نرم تھا کہ آپ مسجد نبوی شریف میں نماز کیلئے تشریف لاتے تھے باقی دس دن محاصرہ سخت کر دیا کہ نہ صرف نماز سے منع کر دیا بلکہ آپ پر پانی بھی بند کر دیا۔ دوران محاصرہ انصار رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے عرض کی کہ آپ چاہیں تو ہم دوبارہ اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جائیں (یعنی جس طرح جب

حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے ہم نے ان کی اور مسلمانوں کی مدد کی اور انصار اللہ کہلائے اسی طرح دوسری مرتبہ آپ کی مدد کر کے انصار اللہ بن جائیں) آپ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں اور مجھے اپنے حال پہ رہنے دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا میں اسی پر قائم ہوں اور صبر کر رہا ہوں۔ اسی دوران حضرت علی، بنی ہاشم رضی اللہ عنہم کو لے کر آئے اور فرمایا: اے امیر المؤمنین! ہم آپ کی مدد کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برأت:

حضرت علی و بنو ہاشم رضی اللہ عنہم نے حاضر ہو کر مذکورہ بالا گفتگو کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا: کہ جس کیلئے میری ذمہ داری ہے وہ میری شہادت سے رکا رہے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ اتار کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں پھینک کر فرمایا:

”ذَلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّي لَمْ اَخْنَهُ بِالْغَيْبِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخٰٓئِنِيْنَ“

(پ ۱۲، الیوسف آیت ۵۲)

”یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دعا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا“۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم کی داستان:

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پینے کا پانی بند کر دیا تو حضرت علی نے حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند نو جوان بنو ہاشم سے دے کر پانی کی تین مشکیں بھجوائیں اور وہ بلوائیوں کے آگے کھڑے ہو گئے باغیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس سے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما خمی ہو گئے اور ان کے چہرے اقدس لہو لہان ہو گئے بہر حال ان حضرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پانی پہنچا دیا۔ باغیوں نے بنو ہاشم رضی اللہ عنہم اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ہمت دیکھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ہٹ کر آپ کے گھر کی چھت پر چڑھ کر آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے بہت سارے غلام موجود تھے وہ بلوائیوں کو مانع ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جو اپنی تلوار کو نیا م میں کر لے تو وہ آزاد ہے یعنی آپ نے انہیں دفاع سے منع کیا۔

فائدہ: بلوایوں میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی اسلامی خدمات و دیگر مناقب بیان کئے اور فرمایا کہ تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تمہیں فلاں فلاں میری خدمات یاد ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا یاد ہیں حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو مذکورہ بالا گفتگو کے بعد فرمایا اگر تمہارے والد گرامی امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری یہ حالت دیکھتے تو انہیں کتنا برا لگتا، یہ سن کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تو باہر نکل گئے لیکن دوسرے لوگ آئے ایام تشریق کے وسط میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور آپ قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے یہ حادثہ ۳۵ھ میں واقع ہوا اور اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاسی (۸۸) سال تھی۔ بعض نے اس سے زیادہ بعض نے اس سے کم بتائی۔

دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

1- جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی شب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا: ”اے عثمان! آج ہمارے ساتھ افطار کرنا“۔ اسی لئے شہادت کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور بحالتِ روزہ ہی آپ کی شہادت ہوئی۔

ناکلہ زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ناکلہ بنت فرافصہ زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو روزہ رکھ لیا شام کے وقت افطار کیلئے بلوایوں سے پانی مانگا تو انہوں نے پانی نہ دیا تو آپ نے پیاس میں ہی رات گزار دی۔ سحر کے وقت فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھت پر کھڑے ہوئے نظر آئے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں پانی کا بھرا ہوا پیالہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اسے پی لو میں نے سیر ہو کر پیا پھر فرمایا اور پی لو میں نے اتنا پیا کہ میرا پیٹ پانی سے بھر گیا۔ (رواہ ابن منیع فی مسندہ)

بے خبر ہو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟:

مہاجر بن حبیب فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ہاں اس وقت پیام بھیجا جب آپ محصور تھے وہ آئے تو انہیں فرمایا کہ: اپنا سر اٹھا کر اسی

دریچہ کو دیکھئے کیونکہ اسی دریچہ سے رسول اللہ ﷺ نے آج رات مجھے جھانک کر فرمایا کہ اے عثمان! چاہو تو میں تمہارے لئے دعا مانگوں اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے چاہو تو میرے پاس آ کر افطار کرو میں نے آپ ﷺ کے ہاں افطار کو اختیار کیا پھر اسی دن آپ شہید ہوئے۔

(روی الحارث بن ابی اسامہ فی مسندہ)

2- حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں محصوری کے دوران حاضر ہوا، فرمایا: اے میرے حبیب! مرحبا (خوش آمدید) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی دریچہ میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! تمہیں باغیوں نے محصور کر رکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا تمہیں پیاسہ چھوڑ رکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس پر آپ ﷺ نے پیالہ میری طرف بڑھایا اس میں پانی تھا میں نے اسے سیر ہو کر پی لیا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے پستانوں اور کاندھوں کے درمیان میں پاتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا کہ اگر چاہو تو تم ان پر مدد کئے جاؤ اور اگر چاہو تو تم آج میرے ہاں افطار کرو، میں نے آپ ﷺ کے ہاں افطار کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ اسی دن آپ شہید کر دیئے گئے۔ (تویر الحک للسیوطی عن مزمل الشہبات)

ہاتفِ غیبی:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے غیبی آواز سنی کہا جا رہا تھا، ابشر یا ابن عفان بروح وریحانہ ابشر یا ابن عفان بر رب غیر غفیان ابشر یا ابن عفان بغفران ورضوان۔ روح وریحان سے اے عثمان آپ کو بشارت ہو، اور یہ بھی کہ تم پر تمہارا رب ناراض نہیں راضی ہے، اے ابن عفان! آپ کو غفران ورضوان کی بشارت ہو۔ میں نے توجہ کی تو کوئی بھی نظر نہ آیا۔ (رواہ ابو نعیم)

دفن کے وقت ملائکہ کرام کی حاضری:

حضرت سہم بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا تو ہمیں ایک بہت بڑی جماعت نے گھیر لیا ہم پریشان ہو گئے قریب تھا کہ ہم منتشر ہو جاتے منادی نے ندا دی کہ پریشان نہ ہوں کام میں لگے رہو ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفنانے

کیلئے تمہارے ساتھ شرکت کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بخدا! وہ آنے والے لوگ ملائکہ کرام تھے۔ (رواہ الطبرانی و ابو نعیم)

مدفن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد حش کو کب (جگہ کا نام ہے) میں تین دن تک بلا نماز جنازہ پڑے رہے یعنی آپ پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاسکی یہاں تک کہ ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ انہیں دفن و نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔ (رواہ ابو نعیم)

باغیوں کا انجام:

باغیوں کے سردار عبدالرحمن بن عدیس البلوی اور کنانہ بن بشر تھے یہی خوارج کے کرتا دھرتا تھے اور دوسرے مصری لوگ تھے ان کے ساتھ چند بد معاش بھی مصر سے آئے۔ عبدالرحمن مذکور اور اس کے ساتھی جبل لبنان میں سال دو سال کے بعد قتل کر دیئے گئے۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”يَخْرُجُ أَنْاسٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ يُقْتَلُونَ فِي جَبَلِ لُبْنَانَ“ (رواہ السیوطی فی ”الخصائص“)

”ایک قوم خروج کرے گی وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے۔ وہ جبل لبنان میں قتل کر دی جائے گی۔“

نوحہ جنات:

حضرت عثمان بن مرہ نے اپنی والدہ سے روایت کی فرماتی ہیں کہ میں نے جنات کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ سنا جو مسجد نبوی شریف پر تین راتیں نوحہ کرتے رہے۔ ان کے نوحہ میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

یرمون بالصخر الصلاب	اذ	الحصبة	لیلة
یبغون صقرا كالشهاب	ابكرة	جاءو	ثم

زینہم فی الحی واک مجلس فکاک الرقاب

(رواہ ابو نعیم)

- 1- شبِ صہبہ میں جب کہ ان پر سخت پتھر (باغی) پھینکتے تھے۔
- 2- پھر صبح کے وقت شکر (مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو آگ کی چنگاریوں کا نشانہ بناتے تھے۔
- 3- انہیں محلے میں اس کام پر ابھارا حالانکہ وہ مجلس تو گردنیں اڑانے والی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غمگینی:

جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی زمین مملوکہ کی دیکھ بھال کیلئے تشریف لے گئے تھے آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ملی تو آپ مدہوش ہو گئے گھر واپس آئے تو حضرت امام حسن کو طمانچہ مارا اور حضرت عبداللہ بن جعفر و حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو سخت ڈانٹا اور فرمایا کہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا کیا تم زندہ نہ تھے؟ (مر گئے تھے) انہوں نے معذرت کی ہمیں اس کا علم نہ ہوا۔ باغیوں نے چوری چھپے کاروائی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان نے درپچہ سے جھانک کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے ابوالحسن! کیا نہیں دیکھ رہے ہو مجھ پر کیا حادثہ سوار ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو عبداللہ! صبر کیجئے بخدا میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور نہ تھا جب ہم سب (آپ بھی) جبل احد پر تھے جبل احد متحرک ہوا اور ہم سب جبل کے اوپر تھے، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "أَبْتُ أَحَدٌ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ" اے احد! ٹھہر جا تجھ پر نبی علیہ السلام ہیں یا صدیق ہے یا شہید ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا تم شہید ہو گے اور میں بھی آپ کے بعد شہید ہوں گا اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شہید ہوں گے۔

صحابہ کرام شہید ہوئے:

صحیح حدیث میں ہے ان میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے یعنی حضرت علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی نوید سن چکے آپ کے متعلق ایسی شہادت (گواہی) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیتے ہیں خوارج نے کہا کہ ان کی بات درست ہے لیکن اے علی! رضی اللہ عنہ تم نے حالات بگاڑے آپ نے فرمایا: تم پر حیف ہے جس کا یہ حال ہو وہ کیسے حالات بگاڑ سکتا ہے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں پر بھی ایسی باتیں ہوئیں یہ باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس طرح کہہ رہے تھے یونہی خوارج نے بھی کہی جب خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اس وقت بہت سے صحابہ کرام شہید ہوئے خوارج نے ان کی شہادت کی گواہی دی لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ اے علی! رضی اللہ عنہ یہ حالات تم نے ہی بگاڑے۔

(4) جنگ جمل

1- حضرت علی و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو یا نہیں؟ یاد رکھو کہ عنقریب تم ان پر خروج کرو گے اور اس وقت تم ان کیلئے ظلم کرنے والے ہو گے۔ (رواہ الحاکم)

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تمہاری ایک کا کیا حال ہوگا جب اسے حوآب (جگہ کا نام) کے کتے بھونکیں گے۔ (رواہ احمد)

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو بہت زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر سیر کرے گی یا فرمایا کہ: گھر سے اتنا دور باہر جائے گی یہاں تک کہ اسے حوآب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ شہید ہو رہے ہوں گے بڑی مشکل سے وہ نجات پاسکیں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ والہزار بسند رجالہ ثقات ورواہ الحاکم)

انتباہ: علامہ دمیزی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۸ھ نے ”حیوة الحیوان“ میں لکھا ہے کہ ابن دجیہ

نے فرمایا کہ ابن العربی (ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ) پر تعجب ہے کہ اس نے ”العواصم و القواصم“ (کتاب) میں اس حدیث کا انکار کیا اور فرمایا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں حالانکہ یہ حدیث تو پوپھٹنے سے زیادہ روشن ہے۔

فائدہ لغت الحدیث:

حدیث مذکور میں لفظ الادب واقع ہوا ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کا پہلا لفظ ہمزہ مفتوحہ دوسرا لفظ دال مہملہ، ساکنہ تیسرا لفظ باء اولی مفتوحہ، چوتھا آخری لفظ بھی باء ہے بمعنی وہ اونٹ جس کے جسم پر بال زیادہ ہوں اس سے اظہار تضعیف مد نظر ہے ایک روایت میں ہے۔ ”صاحبة الجمال الادب“ بکثرت بالوں والے اونٹ والی بی بی یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

فائدہ: طائی نے ”شرح التسهيل“ میں لکھا کہ الادیب کافک الادغام علی غیر القیاس ہے حوآب کی مناسبت سے اسے غیر مدغم پڑھا گیا ہے۔

4- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان حادثہ ہونے والا ہے عرض کی پھر تو میرے جیسا اور زیادہ شقی کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں ہے ہاں جب یہ حادثہ پیش آئے تو تم انہیں امن کے مقام پر پہنچانا۔ (رواہ احمد و الطبرانی)

5- طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تم میں سے کون ہے جس پر بھوکیں گے ایسے اور ایسے، تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تعجب سے ہنس دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمیرا! کہیں وہ تو ہی نہ ہو۔ (رواہ نعیم بن حماد فی ”الفتن“)

6- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امہات المؤمنین کے خروج کا ذکر فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمیرا! ذرا خیال کریں وہ تم نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ: جب تم ان کے کسی امر میں متولی ہو جاؤ تو ان سے نرمی کرنا۔ (رواہ الحاکم صحیحہ البیہقی)

7- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر تمہیں بیان کروں کہ بعض امہات المؤمنین ایک چھوٹے سے لشکر کو ساتھ لے کر تمہارے ساتھ جنگ کریں گی تو تم میری تصدیق نہیں کرو

گے سب نے کہا سبحان اللہ! ایسی عجیب بات کی تصدیق کون کر سکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حمیرا رضی اللہ عنہما ایک چھوٹے سے لشکر کو لے کر تمہارے پاس تشریف لائیں گی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی لیکن آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سفر غزوہ جمل سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (رواہ الحاکم وصحیحہ والبیہقی)

فائدہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ خود بھی علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہیں لیکن بوجہ ایک عجیب واقعہ ہونے سے لوگ تعجب کرتے ہیں لیکن یہ تعجب حقیقت بن گئی جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تب وہ حقیقت سامنے آئی تو تعجب کرنے والے بھی مان گئے۔ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر بے شک انکار کرتے رہیں لیکن جب مرے گئے آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا یقین کریں گے لیکن اس وقت کا ماننا کام نہ آئے گا۔ (اویسی غفرلہ)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(حدائق بخشش حصہ اول)

تذکرہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے..... آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت جلیل القدر صحابی اور خصوصی رازدان تھے..... یہی وجہ ہے کہ آپ ”صاحب سر رسول اللہ“ کے لقب سے مشہور ہیں..... آپ کے والد ماجد کا نام حسل یا حسیل اور لقب یمان تھا..... بنو عبس قبیلہ سے تعلق تھا۔

(الاسحاب، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴)

دونوں باپ بیٹا اسلام قبول کرنے مدینہ منورہ آ رہے تھے، اتفاق سے اس وقت جنگ بدر کا موقع تھا اور قریش مکہ، بدر کی جانب بڑھ رہے تھے، راستے میں انہیں پکڑ لیا گیا اور کہا، تم محمد کے ہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا، ہمارا ارادہ فقط مدینہ منورہ جانے کا ہے..... بالآخر کفار نے آپ کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ تم ہمارے خلاف لڑائی میں حصہ نہیں لو گے..... حضرت حذیفہ اور ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت مسلمانوں کی تعداد

انتہائی قلیل تھی ایک ایک فرد کی بے حد ضرورت و اہمیت تھی، مگر آپ ﷺ نے انہیں جنگ میں شریک ہونے سے روک دیا اور فرمایا:

انصر فانفی لهم بعہدہم و نستعین اللہ علیہم۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد)
 ”تم (مدینہ منورہ) واپس چلے جاؤ ہم کفار سے کیے گئے عہد کا پاس کرتے
 ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے۔“

مردم شماری:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مردم شماری کیلئے آپ کی ڈیوٹی لگائی، اس وقت مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد سات سو اور اطراف و اکناف عالم کے مسلمانوں کو شامل کر کے مجموعی تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، کتاب الامام الناس، مسلم کتاب الجہاد)

منافقین کی خصوصی پہچان:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے خصوصی اسرار کی تعلیم دے رکھی تھی۔ (بخاری)
 نیز آپ کو قیامت مستقبل کے واقعات پر اطلاع حاصل تھی..... آپ فرماتے ہیں:

لقد حدثنی رسول اللہ ﷺ بما کان وما یکون حتی تقوم الساعة

(تہذیب التہذیب، جلد ۲، صفحہ ۲۲۰)

منافقین کے بارے میں آپ کو خاص پہچان حاصل تھی، جب کوئی جنازہ آتا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ معلوم کرواتے، اگر حذیفہ جنازہ میں شامل ہوتے تو نماز جنازہ پڑھا دیتے، ورنہ شریک نہ ہوتے۔ (اسد الغابہ / الاستعاب / عمدۃ القاری، جلد ۱۶، صفحہ ۲۳۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عمال کے بارے میں آپ سے دریافت فرماتے کہ ان میں کوئی منافق تو نہیں ہے؟ (اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۹۱)

جنگی خدمات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے احد، خندق اور بعد کی جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شرکت کی۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۷، صفحہ ۳۱۷)

غزوة احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کفار کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا تھا..... رات کے وقت سخت آندھی اور شدید سردی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا:

من یاتینى بخبر القوم جعله الله معى يوم القيامة۔ (اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۹۱)

”کون ہے جو جا کر کفار کی سرگرمیوں اور عزائم کی خبر لائے؟ ایسے شخص کو قیامت کے روز میری معیت نصیب ہوگی۔“

صحابہ میں سے کوئی بھی یہ بھاری ذمہ داری قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوا..... حضور ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا، چوتھی مرتبہ آپ نے حضرت حذیفہ کا نام لے کر انہیں جانے کا حکم دیا تعمیل حکم میں چل دیئے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”بلا کی سردی تھی، مگر حضور ﷺ کے حکم کی برکت سے یوں محسوس ہوا، جیسے گرم پانی میں چل رہا ہوں، حالات کا جائزہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تب سردی کا احساس ہوا۔“

آپ ﷺ نے اپنی چادر کا ایک حصہ ان پر اوڑھا دیا اور صبح تک قرب و حضوری کے مزے لیتے رہے..... نماز کے وقت حضور ﷺ نے یہ کہہ کر بیدار فرمایا:

قم یا نومان۔ ”سونے والے اب جاگ جائیے۔“ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۰۷/حلیۃ الاولیاء، صفحہ ۳۵۴)

دور فاروقی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نہاوند کی جنگ میں شرکت کی اور امیر لشکر نعمان بن مقرنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا اپنے ہاتھ میں اٹھالیا..... ۲۲ھ میں ہمدان، رے اور دینور آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے..... (الاستیعاب جلد ۱، صفحہ ۱۰۴)

گورنر مدائن:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر مقرر فرمایا، آپ کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پر کتنا اعتماد تھا، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کسی شخص کو جب بھی کوئی عہدہ تفویض فرماتے تو اس کے بارے میں مکمل ہدایات وہاں کے لوگوں کے نام تحریر فرماتے مگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

”لوگو! ان کی اطاعت کرنا اور جو کچھ یہ طلب کریں، انہیں دیا جائے“.....

آپ مدائن میں اس سادگی سے داخل ہوئے کہ گدھے پر سوار تھے اور بڑی بے نیازی سے دونوں ٹانگیں ایک جانب لٹکائے چلے جا رہے تھے۔ عمائدین شہر آپ کے استقبال کیلئے منتظر تھے، وہ ہرگز اندازہ نہ کر پائے کہ یہی ہمارے گورنر ہیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد انہیں شہر کے لوگوں نے بتایا کہ گورنر محترم تو شہر میں پہنچ بھی چکے ہیں۔ لوگ دوڑ کر ان سے جا ملے اور آپ سے ان کی ضروریات کے بارے میں دریافت کیا: اسلنا ماشنت۔ ”حکم فرمائیں، کیا چاہیے؟“ فرمایا: اپنے لئے کھانا اور گدھے کیلئے چارہ۔ اس کے علاوہ جب تک یہاں ہوں اور کچھ نہیں چاہیے۔ (صفۃ الصفوة جلد ۱، صفحہ ۲۵۰)

کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ بلوا بھیجا، آپ خود راستے میں کسی مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ معلوم کر سکیں کہ حذیفہ اپنے ساتھ مدائن سے کیا کچھ کما کے لا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ تو جس حال میں گئے تھے، اسی طرح خالی ہاتھ واپس لوٹ رہے ہیں، تو بڑھ کر انہیں گلے لگایا اور فرمایا:

أَنْتَ أَخِي وَأَنَا أَخُوكَ۔

”آپ میرے بھائی اور میں آپ کا بھائی ہوں۔“

(صفۃ الصفوة جلد ۱، صفحہ ۲۵۰/اسد الغابہ جلد ۱، صفحہ ۳۹۲)

خدا خونی:

خدا خونی اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا، فرماتے:

”دل چاہتا ہے کہ دنیا کے جھمیلوں سے بچ کر دروازہ بند کر کے بیٹھ جاؤں اور کسی کو نہ ملوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاؤں۔“

(صفۃ الصفوة جلد ۱، صفحہ ۳۵۱)

نماز خشوع و خضوع سے ادا فرماتے۔ ایک مرتبہ نماز میں ہچکیاں بندھ گئیں، فارغ ہوئے تو وہاں قریب ہی ایک شخص کو موجود پایا، فرمایا، جو کچھ دیکھا ہے کسی کو ہرگز نہ بتانا۔

(صفۃ الصفوة جلد ۱، صفحہ ۳۵۱)

وصال:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ۳۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال سے چالیس راتوں کے بعد وصال فرمایا۔ وصال کے وقت روتے روتے ہچکیاں لے رہے تھے، لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا، مجھے دنیا سے جانے کا کوئی افسوس نہیں، میں موت کو بے حد پسند کرتا ہوں روتا اس لئے ہوں کہ مجھے پتہ نہیں، اللہ مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ (اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ ۲۹۳)

یہ آپ کی انتہائی عاجزی اور خدا خونی تھی، ورنہ انہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اپنے قرب کا مژدہ جاں فزا عنایت فرما چکے تھے۔ دم نزع زبان پر یہ الفاظ تھے:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي أَحْبَبْتُكَ فَبَارِكْ لِي فِي لِقَائِكَ۔ (اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۹۲)

”اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، سو، وصال اور اپنی ملاقات کو میرے لئے باعث برکت بنا دے۔“

پھر جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی

تیرہ سو سال بعد جسم صحیح سالم تھا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما کے مزارات جس جگہ اب ہیں، پہلے اس سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھے، پھر ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ عراق کے بادشاہ فیصل کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں حکم دیا کہ مجھے اور میرے ساتھی عبداللہ بن جابر کو یہاں سے منتقل کر کے قریب ہی کسی دوسرے مقام پر دفن کیا جائے، کیونکہ ہماری قبروں میں پانی کی نمی پہنچ چکی ہے۔ بادشاہ اسے شاید وہم اور خواب کی بات سمجھا مگر اگلی رات دوبارہ زیارت ہوئی اور وہی حکم ملا، بادشاہ نے مصروفیت یا بے پرواہی کے باعث اسے اہمیت نہ دی۔ پھر مفتی اعظم عراق کو یہی خواب آیا اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو راتوں سے شاہ کو کہہ رہے ہیں مگر اس نے تعمیل نہیں کی، لہذا آپ ہماری منتقلی کا اہتمام کریں۔ مفتی اعظم، بادشاہ کو طے اور طے پایا کہ عید الاضحیٰ کے دن مزارات کھولے جائیں گے۔

اخبارات میں اعلان شائع ہوا تو عالم اسلام میں یہ خبر بجلی کی سی تیز رفتاری سے پھیل گئی،

چونکہ یہ حج کا موقع تھا، اس لئے شاہ عراق کو مختلف ممالک کی طرف سے درخواست کی گئی کہ یہ عمل چند روز کیلئے موخر کر دیا جائے، تاکہ حجاج کرام بھی اس تقریب میں شریک ہو سکیں۔ اسی طرح حجاز، ترکی، مصر، شام، لبنان، افریقہ اور ہندوستان وغیرہ ممالک سے متعدد افراد نے بڑی عرصہ تا تقریب میں شمولیت کی خواہش کا اظہار کیا، پنانچہ مزید دس دن بڑھا دیئے گئے۔

طے شدہ تاریخ کو عالم اسلام کے اطراف و اکناف سے آئے ہوئے لاکھوں مشتاقانِ دید کا ایک جم غفیر ”سلمان پارک“ میں جمع ہو گیا۔ اس موقع پر ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے بڑے بڑے بوٹر نصب کر کے ان پر 30X20 کی گئی اسکرینیں لگا دیں تاکہ دور کھڑے لوگ آسانی سے تمام کارروائی دیکھ سکیں۔

لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں پائی پہنچ چکا ہے۔ صحابہ کرام کے مبارک جسم، بال اور کفن صحیح و سالم تھے، جنہیں دیکھ کر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ بالکل تروتازہ ہیں اور انہیں وصال فرمائے ابھی چند گھنٹے گزرے ہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ ان کی آنکھوں میں زندوں سے بڑھ کر ایک خاص پراسرار قسم کی چمک تھی۔ ان حضرات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی کسی کو ہمت نہ تھی۔

اس موقع پر ایک ماہر چشم جرمین ڈاکٹر بھی موجود تھا، جو اس ساری کارروائی کو بڑی دل چسپی سے دیکھ رہا تھا، آنکھوں کی چمک دیکھ کر دنگ رہ گیا اور بے ساختہ آگے بڑھ کر، مفتی اعظم عراق کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اس سے بڑھ کر اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام کی عظمت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے، آئیے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدا ورسولہ۔ علاوہ ازیں متعدد افراد اور خاندانوں نے اسلام قبول کیا۔ (ملکی اخبارات و جرائد)

ان صحابہ کرام کو سیدنا سلمان فارسی کے قریب مزارات میں منتقل کرنے کیلئے ان کے مبارک جسموں کو اسٹریچر پر رکھا گیا اور ان کے ساتھ لمبے بانس باندھے گئے، ہزاروں افراد کو کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی.....

یہ اگلے زمانہ کا واقعہ یا افسانہ نہیں، بلکہ اسی صدی کی زندہ حقیقت ہے۔ یہ ایمان افروز

واقعہ ۱۹۳۲ء کا ہے۔ جو اس وقت کے اخبارات میں شائع ہوا اور لاکھوں افراد نے مشاہدہ کیا تھا۔ (اویسی غفرلہ)

جنگ جمل کا سبب:

حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری شرح البخاری میں فرمایا کہ حضرت عمر بن شبہ نے کتاب ”اخبار البصرۃ“ میں جنگ کا مفصل واقعہ لکھا ہے میں (مصنف) اس کا خلاصہ لکھتا ہوں اور اس پر اکتفاء کرتا ہوں جسے انہوں نے سند صحیح یا حسن تحریر فرمایا ہے۔

جنگ جمل کا مختصر حال:

ہم یہاں پر جنگ جمل کا مختصر حال لکھتے ہیں ہوا یوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہادت کے دوسرے دن لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سفیان الثقفی کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک جماعت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہے۔ ابو جہم بن حذیفہ نے کہا اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ! آپ نے دیکھا یہ لوگ کیوں جمع ہوئے آپ نے کوئی بات نہ کی گھر جا کر خریدتے اور اس کے بعد فرمایا ہمارے چچا زاد کو شہید بھی کر دیا گیا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں یہ کہہ کر آپ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو بازار مدینہ میں آپ کے ہاں لوگ جمع ہو گئے اور عرض کی ہاتھ بڑھائیں ہم آپ کی بیعت کریں آپ نے فرمایا اتنی جلدی کیا ہے؟ بیعت خلافت بعد مشورہ طے ہوگا۔ بعض نے کہا کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر شہروں میں پھیلائی تو پھر کوئی بھی خلافت کیلئے مقرر نہ ہو سکے گا اور اختلاف امت اور فتنہ و فساد کا سیلاب بند نہ ہو سکے گا۔ فلہذا یہاں پر اور جلد تر یہ مسئلہ خلافت طے ہو جائے، اشتر نے فوراً آپ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی، آپ نے بیت المال کی طرف جا کر اسے کھولا۔ لوگوں نے جب آپ کی بیعت کا حال سنا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور اس بارے میں کسی کیلئے بیعت مناسب نہ سمجھی نہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور نہ کسی دوسرے کو۔ آپ نے حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو

بیعت کی اطلاع دی تو انہوں نے آپ کی بیعت کر لی لیکن انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پریشانی ہوئی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کر دیا جائے۔

معذرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دیا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قاتلین غیر معلوم تھے آپ اس انتظار میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ورثاء اس بارے میں کوئی درخواست کریں یہ دونوں (حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما) نے آپ سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے ان سے کچھ عہد و معاہدہ کر کے اجازت دے دی۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ کا اعادہ کیا:

یہ دونوں (حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص پر یہ بیٹوں متفق ہو گئے ان دنوں یعلیٰ بن امیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء کا حاکم مقرر تھا اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظروں میں عظیم الشان شخصیت تھی ذاتی طور پر مالدار بھی تھے وہ بھی حج کیلئے آئے ہوئے تھے انہوں نے ان دونوں حضرات کی چار ہزار روپے وغیرہ سے اعانت کی اور ستر قریشیوں کو ان کے ساتھ ملا یا اسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے اونٹ خریدا اس کا نام عسکر تھا اس کی قیمت اسی (۸۰) دینار تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہارِ خدشہ:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کہا کہ میرے امتحان کا وقت آ گیا کہ جس کی لوگ زیادہ اطاعت کرتے ہیں یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور جس کی سب سے زیادہ لوگوں پر ہیبت ہے یعنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور جن کی لوگوں پر سب سے زیادہ گرفت ہے یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور جس کا لوگوں پر سب سے زیادہ اثر ہے یعنی یعلیٰ بن امیہ کے مقابلہ کیلئے میری آزمائش ہے۔ (اللہ تعالیٰ خیر کرے)

بصرہ میں مع لشکر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا پہنچنا:

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنو عامر کے مقام تک پہنچیں اور کتے بھونکنے لگے تو اس وقت بھی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے وہی فرمایا جو مذکور ہوا پھر آپ کو وہی کہا گیا جو اوپر مذکور ہوا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا رد عمل:

جب یہ حضرات بصرہ میں پہنچے تو اہل بصرہ متعجب ہوئے اور ان سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ فرمایا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کیلئے آئے ہیں اور ان لوگوں سے توبہ کا مطالبہ ہے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ظلم کیا۔ ان حضرات نے آتے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ ابن احنف کو معزول کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ یہ حضرات بصرہ میں پہنچ گئے ہیں اور بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ نے ۹۰۰ سوار لے کر مقام ذی قار میں نزول اجلال فرمایا آپ کو یہ خبر بھی پہنچی کہ اہل بصرہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یہ بات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو ناگوار ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم اہل بصرہ پر ضرور غالب آؤ گے اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما قتل ہوں گے۔ آپ نے فوراً اپنے صاحبزادہ حضرت حسن اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو اہل کوفہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ انہیں جنگ کیلئے کوچ کرنے کا کہیں یہ دونوں حضرات (حضرت حسن و حضرت عمار رضی اللہ عنہما) کوفہ پہنچ کر جامع مسجد میں تشریف لے جا کر منبر پر رونق افروز ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر کے اوپر کے حصہ پر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نیچے والے حصہ پر بیٹھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بھیجا ہے تا کہ ہم تمہیں کوچ کیلئے کہیں تمہیں معلوم ہے ہماری اماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ میں تشریف لائی ہیں بخدا! میں یہ تمہیں سچ کہہ رہا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور سرور عالم رضی اللہ عنہ کی دنیا و آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری آزمائش فرمائی ہے کہ ظاہر ہو جائے کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یا سیدہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد دلاتا ہوں اس شخص کے بارے میں کہ جو حق کی نگرانی کرتا ہے وہ کوچ کرے تمہیں اختیار ہے اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مدد

فرمائے گا اگر میں ظالم ہوں تو میری گرفت فرمائے گا۔ بخدا یہ طلحہ وزیر رضی اللہ عنہا وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے میری بیعت کی پھر انہوں نے عہد شکنی کی ہے نہ میں مال جمع کرنے والا ہوں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کو بدلنے والا ہوں۔

لشکر علی رضی اللہ عنہ کی جنگ جمل کیلئے روانگی:

حضرت حسن و حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی تقریریں کربارہ ہزار کا لشکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے کوفہ سے روانہ ہوا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کا تہیہ کر چکے تو آپ کے پاس قیس بن سعد بن عبادہ اور ابن الکواء حاضر ہوئے اور عرض کی اے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ جنگ کیلئے تشریف لائے تو کیا آپ کے پاس کوئی وصیت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جنگ جمل کرنا یا آپ کی اپنی رائے ہے۔

تقریر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

ان کا سوال سن کر آپ نے فرمایا بخدا جب میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والا ہوں تو اب میں سب سے پہلا آپ پر کذب بیانی کا گناہ کرنے والا نہیں۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی عہد نہیں لیا لیکن یاد رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باکمال اچانک نہیں ہوا اور نہ ہی آپ شہید کئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں چند دن اور راتیں گزاریں۔ (اور آپ نے اس بارے میں کوئی بات ارشاد فرمائی اور نہ ہی اس جنگ کے بارے میں کوئی وصیت فرمائی بس اتنا تھا کہ) جب بھی مؤذن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز کیلئے عرض کرتا تو آپ فرماتے: ”ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں“ مجھے نماز پڑھانے کیلئے بھی نہیں فرمایا حالانکہ آپ مجھے میرے گھر میں دیکھتے رہتے اور میں آپ سے اسی دوران کہیں باہر نہیں گیا اگر مجھے کوئی وصیت فرماتے تو میں بدل و جان وصیت کو بجالاتا یہاں تک کہ آپ کی ازواج مطہرات سے ایک زوجہ مکرمہ نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کیلئے امامت کے حکم پر عرض کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں جب وہ خود کو آپ کے مقام (مصلی) پر دیکھیں گے تو لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے فلہذا نماز کی امامت کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ نے اپنی زوجہ

مکرمہ کو فرمایا تمہارا حال سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی عورتوں جیسا ہے۔

بیعت علی با اصحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم:

جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ نے ہمارے دینی امور کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متولی بنایا ہم نے اپنی دنیا کا بھی انہیں متولی تسلیم کیا میں نے مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی اور میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا ان کے بعد میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا ان کے بعد میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان کی بیعت کا پورا حق ادا کیا لوگوں نے تجاوز کر کے انہیں شہید کر دیا اور میں ان قاتلین سے علیحدہ رہا پھر اہل اسلام نے مجھے اپنے امور کا متولی مقرر کیا اگر دین میں خرابی کا خطر نہ ہوتا تو میں کبھی بیعت نہ لیتا۔ لیکن اس بارے میں ایسے لوگوں نے چھلانگ لگا دی جنہیں میری طرح سبقت اسلامی نصیب نہیں اور نہ ہی میری جیسی قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حصے میں آئی ہے اور نہ ہی میرے جیسا علم انہیں حاصل ہے اس سے ان کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تقریریں کر سب نے کہا، آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ پر سوال کا جواب:

لوگوں نے کہا (حضور آپ کی تقریر سے ہماری تسلی و تشفی ہو گئی) لیکن آپ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما) سے جنگ کے بارے میں ارشاد فرمائیے حالانکہ وہ تو آپ کے بدر، حدیبیہ اور احد کے غزوات کے ساتھی ہیں اور دین اسلام و ہجرت میں آپ کی طرح سبقت کرنے والے ہیں آپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا انہوں نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں آ کر خلعت بیعت اتار ڈالی، اگر کوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلعت بیعت اتارتا تو یقیناً ہم اس سے بھی جنگ کرتے اس طرح کوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلعت اتارتا تو بھی ہم اس سے ضرور جنگ کرتے۔

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی رپورٹ:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل سمجھاتے رہے تیسرے دن آپ کی خدمت

میں حضرت حسن و حسین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم سخت زخم خوردہ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں اور ہر جگہ لشکر تیار کر رکھے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ وہ ہمیں شہید نہ کر ڈالیں اور باقاعدہ جنگ کی صورت نہ اختیار کر لیں ہمیں ان کے لشکریوں کے بچوں نے گالیاں دیں اور پتھراؤ کیا ان کے ساتھ ان کے غلام (نوکر) وغیرہ مل گئے پھر بیوقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے (آپ اس کی کوئی چارہ جوئی فرمائیں)

تقریر علی رضی اللہ عنہ و اظہار عقیدہ غیب:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صورت حال سن کر دوگانہ (نفل) پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کے بعد اپنے لشکر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اگر تم لوگوں پر غلبہ پا جاؤ تو پھر ان میں سے بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرنا اور نہ ان کے زخمیوں پر ہاتھ اٹھانا ہے۔ دیکھو جنگ برتن میں ڈال کر تمہارے سامنے کر دی گئی ہے۔ اسے سمیٹنے کی کرو۔ جو بچ جائے گا وہ ان کے وارثین کا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے زبیر! رضی اللہ عنہ تم میرے پاس آ جاؤ تمہارے لئے امان ہے اور ساتھ ہی فرمایا: تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے نہیں سنا تھا (اس وقت تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے گا اور تو ظالم ہوگا۔ پھر وہ (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) تم پر غلبہ پا جائے گا۔

تبصرہ اویسی غفرا:

یہی غیبی خبر ہے جو پورے وثوق سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بطور اتمام حجت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یاد دلا رہے ہیں۔

جواب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ وہ بات بتا رہے ہیں جسے زمانہ نے میرے ذہن سے اتار دیا تھا یقیناً میں تمہارے ساتھ ہرگز قتال نہیں کروں گا۔ اس پر آپ

کے صاحبزادہ نے کہا کہ آپ جنگ کیلئے تو نہیں آئے آپ تو صلح کیلئے آئے ہیں فلہذا قسم کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کریں اور جنگ سے ہاتھ اٹھالیں اور وہ غلام آزاد کر کے جنگ کے خیال سے پیچھے ہٹ گئے۔

جنگ جمل اور اس کا انجام:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جنگ ناگزیر ہے اور صلح سے مایوس ہوئے تو دونوں لشکروں کا آمناسا منا ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں لشکروں سے نکل گئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے غلبہ پایا اس جنگ میں جانبین سے تیرہ ہزار شہید ہوئے اور اسی جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موت کے نرنہ میں:

ثور بن مجزاة کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر اس وقت گزرا جب آپ کی زندگی کے چند لمحات باقی تھے مجھے دیکھ کر فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر نی ہوں آپ نے فرمایا ہاتھ بڑھائیے میں آپ کے ساتھ بیعت کرتا ہوں میں نے ہاتھ بڑھایا تو میری بیعت کر کے فرمایا کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت ہے اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آ کر خوشخبری سنائی تو نعرہ تکبیر بلند فرمایا یعنی کہا: ”اللہ اکبر“ پھر فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ان کے گلے میں ہو گی، اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے تجدید بیعت فرمائی۔ (رواہ الحاكم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کے بعد:

جنگ جمل کی فتح کے بعد عبد اللہ بن یزید بن ورقاء الخزاعی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ اونٹ پر کجاوے میں تشریف فرما تھیں عرض کی اے ام المؤمنین! آپ کو یاد ہوگا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے اس بارے میں کیا حکم فرماتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی

المرتضیٰ بن الرضیٰ کا دامن مت چھوڑنا یہ سن کر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت:

عبداللہ بن یزید نے اشکریوں کو کہا کہ اونٹ کی کوچیں کاٹ دو پس انہوں نے آپ کے اونٹ کی کوچیں کاٹ دیں تو آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر اور ایک شخص اترے اور ہودج کو اٹھایا پھر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور ہودج تیروں کی بارش سے قنقد (ایک چھوٹا سا جانور جو باہر سے کانٹے دار ہوتا ہے) ہو گیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی فرمایا نہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا آپ رضی اللہ عنہا کیلئے قبہ تیار کرو چنانچہ قبہ تیار ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے السلام علیکم عرض کر کے پوچھا اے میری ماں آپ کیسی ہیں؟ آپ نے فرمایا خیریت سے ہوں، عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے اس کے بعد بڑے بڑے لوگ اور اعلیٰ شخصیات ام المؤمنین صاحبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام اور خیریت کا عرض کرتے رہے۔

اعدائے عائشہ رضی اللہ عنہا کو درے مارے گئے:

جب رات ہوئی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بصرہ کو تشریف لے گئیں آپ کے ساتھ آپ کے بھائی تھے اور عبداللہ خلید کے گھر میں قیام فرمایا یہی گھر بصرہ میں سب سے بڑا تھا، اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ بنت الحارث ابن طلحہ العبدری کے گھر میں رات بسر فرمائی یہ صفیہ ام طلحہ الطلحات کے نام سے مشہور تھیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فتح کے بعد تین دن بصرہ کے کھلے میدان میں قیام رکھا اسی دوران آپ سے لوگوں نے تجدید بیعت کی یہاں تک کہ زخمیوں نے بھی، آپ نے بصرہ کی حکومت ابو بکر کے سپرد فرمائی انہوں نے انکار کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے اشارہ فرمایا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مقرر فرما دیا۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضور حاضر ہو کر ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی آپ نے السلام علیکم عرض کیا ام المؤمنین

نے وعلیکم السلام کہہ کر فرمایا مرحبا (خوش آمدید) اسی دوران کسی نے کہا، اے امیر المؤمنین! دروازے پر دو ایسے مرد کھڑے ہیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذمت کر رہے ہیں آپ نے قعقاع بن عمرو کو فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور انہیں کپڑوں سے ننگا کر دو۔ (یعنی اضافی کپڑے اتار دو تا کہ سختی زیادہ محسوس ہو)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدینہ شریف کی ظرف شان و شوکت کے ساتھ روانگی:

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ سے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہلوا بھیجا کہ آپ کو جس طرح کی سواری اور زادراہ و دیگر جتنی ضروریات ہوں پیش کروں اور فرمایا کہ آپ کے لشکر سے جو لوگ بچ گئے ہیں وہ بھی جہاں جس مقام پر جانا چاہیں ان کیلئے بندوبست کر دوں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کی مشہور چالیس خواتین کو روانہ فرمایا اور آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ جانے کا حکم فرمایا۔

روانگی کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دروازے پر حاضر ہوئے اور دوسرے لوگ بھی، بی بی صاحبہ کجاوا میں سوار ہو کر دار سکونت سے باہر نکلیں اور تمام لوگوں کو الوداع کے ساتھ دعاؤں سے نوازا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا بیٹا آئندہ ہم میں کوئی بھی ایک دوسرے سے نہ الجھے اور فرمایا، بخدا میرے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان پہلے سے ہی ایسی وابستگی تھی جیسے کسی عورت کے اپنے زوج کے گھر والوں سے ہوتی ہے۔ بیشک علی اختیار میں سے ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اماں آپ نے سچ فرمایا بخدا ہمارے درمیان ایسی ہی وابستگی تھی جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ لوگو! سن لو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے نبی کریم علیہ السلام کی دنیا و آخرت میں زوجہ مکرمہ ہیں، اس کے بعد میلوں تک الوداع کرنے کیلئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ رہے اور پھر بقیہ دن کے سفر کیلئے اپنے بیٹوں کو ساتھ بھیجا۔

نوٹ: یہ تمام بیان حافظ عماد الدین ابن کثیر کا اپنی تاریخ میں درج کردہ ہے ہم نے اس کی تلخیص پیش کی ہے۔

ادب واحترام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

یہ تمام ادبی کاروائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے تحت کی اور غیبی خبر پر اظہار عقیدہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ”اذا كان ذلك فارددها الي ما منها“ جب یہ حادثہ پیش آئے تو اسے (عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام پر پہنچانا اور ساتھ ہی ان کے حقوق کی ادائیگی بھی فرمائی کیونکہ آپ بنص قرآن جملہ اہل ایمان کی ماں ہیں۔ رضی اللہ عنہا

اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی نرمی اور لطف و کرم سے کام لیا نہ تو بی بی صاحبہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور نہ انہیں کسی قسم کی زبردستی کی بلکہ نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ واپس بھیجا۔ ام المؤمنین بجائے مدینہ منورہ جانے کے مکہ معظمہ میں رہیں یہاں تک کہ اسی سال حج کر کے واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لائیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم غیب پر عقیدہ:

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ سے واپس ہونے لگے تو ان کے پیچھے عمرو بن جرموز ہو لیا اور راستہ میں انہیں شہید کر دیا اور وہی تلوار لے کر بارگاہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں پہنچا آپ نے اس سے تلوار لے کر غور سے دیکھا اور فرمایا کہ بہت بڑے دکھ کی بات ہے جسے صاحب تلوار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے نقاب کشائی کی ہے یعنی بہت بڑا کام کیا ہے۔ اس کے بعد ابن جرموز نے کہا کہ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت بخشیں، تھوڑی دیر کے بعد ابن جرموز کو اجازت بخشی اس نے آکر کہا کہ میں ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے پاگل) تو ابن صفیہ کے قتل پر فخر کر رہا ہے تیرا ٹھکانہ تو جہنم ہے کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ، قَاتِلُ ابْنِ صَفِيَّةٍ فِي النَّارِ، ابن صفیہ رضی اللہ عنہ کا قاتل دوزخی ہے۔

تبصرہ اویسی غفراء:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کتنا راسخ ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ مخالفین

میں سے تھے اور ان کے قاتل کو شہید کرنے پر شاباش دینے کی بجائے جہنم کی نوید سنار ہے ہیں یہ کتنا پیارا عقیدہ ہے جو اہلسنت (بریلوی) کے حصہ میں آیا۔ (الحمد للہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

عمر بن طلحہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا مرحبا اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے جو تمہارا مال جنگ میں سمیٹا تھا وہ اپنے قبضہ کیلئے نہ تھا اس سے جو تمہارا مال ہے وہ لے جائیں، سمیٹا اس لئے تھا کہ بے وقوف لوگ لوٹ کر نہ لے جائیں۔ یاد رکھیں کہ مجھے امید ہے کہ میں اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں سے ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُورٍ مُّتَقَابِلِينَ۔ (پ ۱۱۴، الحجر، آیت ۴۷)
”اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب گھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر رو برو بیٹھے۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو واپسی:

بصرہ کے علاقہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حاکم مقرر کرنے کے آپ کوفہ کو واپس ہو گئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

(ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) حضرت عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں کون زیادہ محبوب تھا؟ آپ نے فرمایا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہوں نے عرض کی تو پھر آپ نے ان پر خروج کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: تیرے باپ نے تیری ماں سے نکاح کیوں کیا؟ حضرت عروہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرا خروج بھی قضا و قدر کے مطابق تھا۔

جنگ جمل کا افسوس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہا گیا، یوم الجمل آپ نے فرمایا کہ لوگ تو یوم الجمل کہتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جیسے دوسرے لوگ اس جنگ میں شامل نہیں ہوئے کاش! میں بھی شامل نہ ہوتی اب میری آرزو تو یہی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بیٹے عبدالرحمن بن الحارث بن ہاشم جیسے پیدا ہوتے اس سے بہتر ہے کہ میں جنگ جمل میں شریک نہ ہوتی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ اہلسنت کی ترجمانی ہے کہ مشاجرات صحابہ کرام حق ہیں لیکن ان میں سے بعض مصیب تھے اور بعض مخطی لیکن ہر ایک کے ساتھ نیک عقیدت ضروری ہے مثلاً جنگ جمل میں حق پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے حضرات جن میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بھی ہیں وہ خطا پر لیکن یہ خطا اجتہادی ہے اسی لئے ان میں کسی پر سوء ظنی جہنم کا ٹکٹ خریدنا ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ”ایک قوم ہلاک ہونے والی خروج کرے گی ان کی قائد عورت ہوگی ہاں ان کی قائد جنت میں جائے گی“۔ (رواہ البزاز والبیہقی)

فائدہ: اس میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے اور ہلاک ہونے والوں سے مراد صرف غی ہیں نہ کہ جو خطا اجتہاد میں مبتلا ہوئے جیسے حضرت طلحہ وزبیر وغیرہما رضی اللہ عنہما۔ (اویسی غفرلہ)

صاف سینے:

ابو البختری سے پوچھا گیا کہ اہل جمل پر کیا فتویٰ ہے کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا نہیں وہ شرک سے دور ہیں۔ کہا گیا اور منافق ہیں؟ فرمایا منافق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں اور اہل جمل اکثر اہل ذکر تھے۔ کہا گیا تو پھر وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں ہمارے ساتھ بغاوت کی۔ (اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے)

(یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ غزوہ جمل کی قائد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہشت میں ہیں اور غی شرارتی دوزخ میں اور جن مجتہدین کا اجتہاد مبنی برخطا ہے اور وہ صحابی ہیں تو بہشتی ہیں۔
تی خدا جانے اور وہ۔)

(5) غزوہ صفین

1- صحیح حدیث میں ہے کہ دو بڑے گروہ جنگ کریں گے اور ان کے درمیان بہت بڑا قتال ہوگا حالانکہ دونوں کا ایک ہی دعویٰ ہوگا۔

2- حضرت عطاء بن السائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بے شمار راویوں نے بتایا کہ (ملک) شام کے قاضیوں میں سے ایک قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین! بتائیے سورج اور چاند آپس میں نہیں ٹکراتے اور چاند ان کے ساتھ نصف و نصف ہیں آپ نے فرمایا تیری رائے کس کے ساتھ ہے کہا چاند کے ساتھ کہ اسے سورج پر غلبہ حاصل ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

(پ ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۱۲)

”اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹھی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی۔“

یہ دلیل دے کر قاضی صاحب کو فرمایا چلا جا یہاں سے اور بخدا آئندہ ہمیشہ کیلئے میرے کسی محکمہ میں کام نہ کرنا حضرت عطاء نے فرمایا کہ میں نے بعد کو سنا کہ وہ قاضی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور صفین میں مارا گیا۔

فائدہ: یہ فراست حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ نے قبل از صواب و خطا کو ظاہر فرما دیا۔

(اویسی غفرلہ)

جنگ صفین کا سبب مختصراً:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ بھی میری بیعت قبول کر لیں جیسے دوسرے مسلمانوں نے کی ہے اور اپنے عہدہ سے فارغ ہو جائیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حاکم عرصہ سے چلے آ رہے تھے یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں مسلسل شام کے حاکم مقرر

رہے انہیں امید تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی انہیں شام کا حاکم برقرار رکھیں گے۔ لیکن غلط بود آنچه من پنداشتم۔

”وہ غلط نکلا جو میرا گمان تھا“۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا احسن مشورہ:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کی حکومت سے ہٹانے سے پہلے بیعت کا فرمایا جائے جب وہ بیعت قبول کر لیں پھر جو چاہیں فرمائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت افسوس ہے اگر مجھے اجازت ہوتی کہ منافقت اسلام میں جائز ہے تو میں بھی کر گزرتا لیکن اہل قرآن (قرآن پر ایمان رکھنے والوں) کیلئے اللہ تعالیٰ راضی نہیں کہ وہ منافقت کریں۔

خروج حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سبب:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی معزولی اور بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا تو قسم کھا کر فرمایا کہ میں یہ حکومت شام (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کر سکتا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم تھے انہیں بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا اس کے بعد ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کا تہیہ کر لیا۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم امیر معاویہ و عمرو بن العاص کو اکٹھا بیٹھا دیکھو تو ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دو حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو کہیں اکٹھا بیٹھا دیکھ کر ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ (رواہ الطبرانی)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس روایت میں غیبی خبر تو ہے ہی لیکن صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بر علم غیب بھی نہ بھولنے کے انہوں نے کس طرح غیبی خبر پر عقیدہ کا عملی اظہار کیا۔

فتناس عثمان بن عفان کا مطالبہ:

حضرت علی المرتضیٰ بن عفان جنگ بمل سے فراغت پا کر کوفہ واپس آ کر جریر بن عبداللہ الجلیلی کو حضرت امیر معاویہ بن عفان کی طرف بھیج کر فرمایا کہ جیسے دوسرے مسلمان میری خلافت میں داخل ہو چکے ہیں آپ بھی ہو جائیے حضرت امیر معاویہ بن عفان نے انکار کر دیا۔ انہیں ابو مسلم الخولانی نے فرمایا کہ آپ حضرت علی بن عفان سے خلافت کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں کیا آپ ان سے افضل ہیں یا ان کی مثل ہیں؟ انہوں نے کہاں نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ افضل ہیں لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت عثمان بن عفان مظلوم ہو کر شہید ہوئے اور میں ان کا چچا زاد ہوں اور متولی بھی ہوں میں ان کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تم انہیں کہو کہ وہ قاتلین عثمان بن عفان کو ہمارے حوالے کر دیں یہی بات اہل شام نے کہی۔ ابو مسلم الخولانی کو حضرت امیر معاویہ نے یہی پیغام دے کر حضرت علی کے پاس بھیجا کہ امیر معاویہ عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ مانگتا ہے اور وہ ان کا ولی اور چچا زاد ہے حضرت علی المرتضیٰ بن عفان نے وہی فرمایا کہ پہلے وہ میری بیعت قبول کر لیں جیسے دوسروں نے قبول کر لی ہے پھر وہ دم عثمان بن عفان کا مطالبہ کریں۔

غزوہ صفین کا آغاز:

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ بن عفان جنگ کیلئے تیاری کرنے لگے شام سے اور حضرت علی بن عفان کوفہ سے چل کر صفین میں جمع ہوئے۔ سخت جنگ ہوئی تیس ہزار مسلمان شہید ہوئے، حضرت امیر معاویہ بن عفان کے لشکر نے اپنی کمزوری دیکھی تو حضرت عمرو بن العاص بن عفان نے حضرت امیر معاویہ بن عفان کو مشورہ دیا کہ حضرت علی المرتضیٰ بن عفان کی طرف قرآن پک بھیجو اور انہیں کہو کہ فیصلہ بحکم کتاب اللہ ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ بن عفان مان جائیں گے۔ چنانچہ یونہی کیا گیا حضرت علی المرتضیٰ بن عفان نے مان لیا اور فرمایا کتاب اللہ کا فیصلہ ماننے کے ہم زیادہ حقدار ہیں یہ سن کر چند قراء (علماء) جو بعد میں خوارج ہو گئے یعنی حضرت علی المرتضیٰ بن عفان کے لشکر سے نکل گئے انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! ہم انہیں اتنی مہلت دینا نہیں چاہتے ہم تو ان کے ساتھ تلواروں سے حملہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمائے گا کہل بن حنیف نے انہیں کہا لوگو! خود ڈرائی ترک کر دو بالآخر پنچائتی فیصلہ پر اتفاق ہو گیا۔

پنجاتی فیصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اپنا نائب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بنا لیں یہ ارادہ بدل کر حضرت ابو موسیٰ کو حکم بنایا کیونکہ اہل کوفہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم بنانے پر راضی نہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر فرمایا، دونوں نے اتفاق کر لیا کہ دونوں (علی و معاویہ رضی اللہ عنہما) کو معزول کر دیا چونکہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہوشیار آدمی تھے اسی لئے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پہلے تم اعلان کرو۔ انہوں نے اعلان کیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں اس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے میں حکومت پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا ہوں۔ اس پر لوگوں میں شور برپا ہوا اور موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو برا بھلا کہا کہ تم نے دھوکہ کیا (بات کچھ ملے ہوئی اور اعلان کچھ اور ہوا) اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے۔

دوبارہ جنگ کی تیاری لیکن نہ ہو سکی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام والوں سے دوبارہ جنگ کی تیاری کی لیکن خوارن کا معاملہ آڑے آ گیا پھر ۳۹ھ میں اہل شام سے جنگ کا ارادہ فرمایا لیکن عراقیوں کی آراء میں اختلاف کی وجہ سے تیاری نہ ہو سکی ۴۰ھ میں جدوجہد کی گئی اس کا امیر لشکر قیس بن سعد بن عبادہ مقرر ہوا چالیس ہزار آدمیوں نے مرنے مارنے پر بیعت کی اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں یونہی تھا، یہ جنگ نہ ہو سکی۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ کے ساتھ کشتی لڑنا چاہتا ہوں اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے کہا میں تیرے ساتھ کشتی لڑتا ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَنْ يُغْلَبَ مُعَاوِيَةُ أَبَدًا** "معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ کشتی لڑی گئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعرابی کو بچھا ڈیا۔

عقیدہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

غزوہ جمل، صفین کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اگر مجھے یاد آجاتی تو میں کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔ (رواہ ابن عساکر)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود کو حق پر مانتے تھے تو جنگ لڑی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے سامنے اپنی حق فہمی کو قربان کر رہے ہیں لیکن چونکہ آپ حق پر تھے اسی لئے آپ کو یہ حدیث ذہن سے اتر گئی یا آپ کو پہنچی ہی نہ تھی۔

شہدائے صفین جنتی:

1- یزید بن اصم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صفین کے مقتولین کا کیا فیصلہ ہے؟ فرمایا: ہمارے اور ان کے مقتول جنت میں ہیں یہ فیصلہ میرے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگا۔

2- مسیب بن تھیہ نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے صفین کے مقتولین کی طرف لے گئے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین پر کھڑے ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس کے بعد اپنے لشکر کے مقتولین پر کھڑے ہوئے اور ان کیلئے بھی اسی طرح دعا فرمائی۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! پہلے آپ نے قتل کر دینے کو حلال قرار دیا اب ان پر رحم کی دعا مانگ رہے ہیں۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے قتل کرنے کو ان کیلئے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے۔

3- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہم میں اور ان میں جو صرف رضائے الہی کیلئے جنگ (صفین) میں شریک ہو اہم قیامت میں اکٹھے آئیں گے۔ اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

عجیب روایت:

ایک آدمی نے ابو زرہ رازی کے پاس آکر کہا کہ مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے

بغض ہے، انہوں نے کہا کیوں؟ عرض کی اس لئے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حق جنگ کی۔ فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب رحیم رب ہے اور اس کا بالمقابل (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بھی کریم رحیم ہے تو پھر تو ان کے درمیان کیسے جگہ پاسکتا ہے؟ (ابن عساکر)

(6) خوارج یعنی نہروان کی جنگ

1- حضرت مخنف بن سلیم نے کہا کہ ہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں مشرکین سے جنگیں لڑیں اب آپ مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں؟ (یعنی خوارج سے) آپ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین گروہوں سے جنگ لڑنے کا حکم فرمایا ہے۔

(i) ناکثین (2) قاسطین (3) مارقین۔

ناکثین و قاسطین سے تو جنگیں لڑی جا چکی ہیں اب ہم انشاء اللہ تعالیٰ مارقین سے

جنگ لڑ رہے ہیں۔ (رواہ احمد)

فائدہ: ناکثین عہد توڑنے والے، ان سے حضرت طلحہ و زبیر اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم مراد ہی۔ قاسطین حد سے تجاوز کرنے والے، ان سے حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء مراد ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ مارقین حق سے روگردانی کرنے والے، ان سے خوارج مراد ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

2- ایک روایت ابی الصادق میں مخنف بن سلیم سے مروی ہے کہ ہمارے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ناکثین کے ساتھ جنگ لڑیں، ہم نے ان سے جنگ لڑی یعنی اہل جمل سے اور ہم سے عہد لیا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر قاسطین سے جنگ لڑیں تو ہم ان کی طرف متوجہ ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف اور ہمارے سے عہد لیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مارقین سے جنگ کریں۔ (اور میں انہیں بھی زیادہ دور نہیں دیکھتا)

3- الموفقیات میں حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت وصیت فرمائی جب آپ کو ابن محکم نے تلوار کا وار کیا فرمایا مجھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف امت کی خبر دی جو آپ کے بعد برپا ہوگا۔ اور مجھے حکم فرمایا کہ ناکثین، مارقین اور قاسطین کے ساتھ جنگ کرنا اور اس کی بھی خبر دی جو مجھے حال ہی میں مصیبت پہنچی ہے یعنی ابن ملجم کا حملہ اور مجھے یہ بھی خبر دی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا بادشاہ ہوں گے اس کے بعد عنان حکومت مروان سنجال لیں گے اور وہ پشت در پشت بادشاہی کریں گے یہ حکومت چلتی چلتی بنو عباس تک پہنچے گی اور مجھے وہ مٹی بھی دکھائی جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی۔

4- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس کی (یعنی ایک منافق) کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں گے نہایت ہی احسن لہجہ میں قرأت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے وہ اہل اسلام کو شہید کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر تم انہیں پاؤ تو ان کو ایسے قتل کرنا جیسے عاد و ثمود کی قوم قتل کی گئی۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری، ابوداؤد، احمد، عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

5- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ روایت بیان کر کے فرمایا کہ وہ قوم تمام مخلوق انسانی اور جانوروں سے بدتر ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام مسلم، احمد، دارمی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اویسی غفرلہ۔

6- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح روایت کر کے فرمایا کہ انہیں قتل کر دو اور ان کے قتل میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس خوش قسمت کیلئے قیامت کے دن اجر و ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں، نسائی نے سنن الکبریٰ میں، احمد نے "المسند" میں عبدالرزاق نے "المصنف" میں طبرانی نے "الصغیر" میں روایت کیا ہے۔ اویسی غفرلہ۔

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے انہوں نے اضافہ فرمایا کہ مبارک ہو

اسے جو انہیں قتل کرے یا جسے وہ شہید کریں ان کی علامت یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کی دعوت دیں گے لیکن ان کا وہ مقصد نہ ہوگا جو کتاب اللہ کا ہے بلکہ ان کا مقصد کچھ اور ہوگا (جیسے ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بڑے زور و شور سے پکار رہے ہیں الجہاد، الجہاد لیکن جو مقصد ہے وہ دنیا جانتی ہے اس موضوع کی تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”وہابی دیوبندی کی نشانی“ مطبوعہ، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں اویسی غفرلہ) جو ان سے جنگ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر ہوگا ان کی ایک نشانی سرمنڈانا ہے۔

8- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ہے آپ نے اضافہ فرمایا کہ اگر وہ لشکر جو ان پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کرے گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے تو وہ ہرگز اپنی کارروائی سے پیچھے نہ ہئیں ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کے لشکر میں ایک ایسا مرد ہوگا اس کا ایک عضو تو ہوگا لیکن اس کا ہاتھ نہ ہوگا یعنی پستان جیسی شے اس کے ہاتھ پر ہوگی اور اس کے اسی عضو پر پستان جیسا گوشت کا ٹکڑا ہوگا اور اس پر سفید بال ہوں گے) اسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اسے قتل کر کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جس کام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالوں پہلے نوید سنائی۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ”وہابی دیوبندی کی نشانی“ جو کہ مطبوعہ ہے۔ (اویسی غفرلہ)

9- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرقہ حق سے نکل کر مسلمانوں سے لڑے گا اس فرقہ کو وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

تحقیق مصنف دربارہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

میں (مصنف کتاب) کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اسلام سے خارج نہ ہوئے بلکہ فسق کا ارتکاب بھی نہ کیا کیونکہ وہ مجتہد تھے ہاں وہ اپنے اجتہاد میں خطا پر تھے اور حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی حق کے قریب تر تھے کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح ہے کہ خوارج کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قتل کریں گے (مزید تفصیل فقیر کی

تصنیف ”خوارج اور ان کے ہمنوا“ میں مطالعہ فرمائیں۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: خوارج کے بارے میں ان گنت احادیث وارد ہیں۔

خوارج سے جنگ کے مختصر حالات:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم نے فیصلہ دو حکیمین پر چھوڑا تو چند قراء، خوارج، نے کہا کہ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کافر ہو گئے (العیاذ باللہ) (آج بھی ان کے ہمنوا وہابی نجدی دیوبندی وغیرہ وہی بولی بول رہے ہیں کہ ان کے سوا باقی جملہ اہل اسلام کافر و مشرک اور بدعتی ہیں) امیر المؤمنین سے جدا ہو کر حرورا (بستی) میں دس ہزار کے قریب یہ لوگ جمع ہوئے اور ان کی تعداد تیرہ ہزار سے انیس ہزار کے درمیان تھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مصالحت کیلئے بھیج کر فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم تم اپنے خلیفہ کے پاس واپس آ جاؤ لیکن یہ بتاؤ ان پر ناراض کیوں ہوئے ہو کیا انہوں نے اموال غنیمت صحیح تقسیم نہیں کیا یا کوئی فیصلہ غلط فرمایا انہوں نے کہا ہم ظاہر کریں تو فتنہ و فساد کا خطرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عام گمراہی کے فتنہ میں نہ پڑو اس فتنہ کے خطرہ سے جو آنے والے سال میں واقع ہو۔ (شاید وہ واقعہ ہو یا نہ ہو)

خوارج کا عزم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تقریر سن کر بعض تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں واپس آ گئے لیکن اکثر اپنی ضد پر ڈٹ گئے اور کہا کہ ہم اپنے موقف پر قائم ہیں اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پناہتی (تحکیم) پر قائم ہیں تو ہم ان کے خلاف ایسے جنگ کریں گے جیسے اہل شام کے خلاف صفین میں جنگ کی تھی اگر انہوں نے تحکیم کو توڑ دیا تو پھر ہم ان کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے، یہ کہہ کر نہر کی جانب چل پڑے اور نہر پار کر کے ایک گروہ ان سے جدا ہو گیا اور اس نے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو ان کے ساتھیوں نے کہا ہم اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے کہ اہل اسلام کو قتل کریں۔

خوارج سے جنگ کا منظر:

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خوارج کی کارروائی کا علم ہوا تو آپ اس وقت شام کی طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کیلئے تیار ہو رہے تھے لیکن خوارج کی وجہ سے رک گئے اور اپنے رفقاء کو فرمایا کہ کیا تم دشمن (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) سے جنگ کیلئے چلو گے یا پہلے ان کا کام تمام کر لیا جائے جو ہمارے لشکر سے نکل کر ہمارے ساتھ جنگ پر آمادہ ہیں سب نے کہا ہم ان کی طرف یعنی خوارج کی طرف لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا: ان سے لڑنے کیلئے بیعت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ سب نے بیعت کی۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غیبی خبر دی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ سے پہلے فرمایا کہ بخدا ہمارے صرف دس شہید ہوں گے اور ان کے صرف دس بیچ نکلیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کو بھی بذریعہ الہام وکشف غیب پر آگاہی ہوتی ہے۔ (اویسی غفرلہ)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علم غیب کیلئے اظہار عقیدہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب خوارج کا کام تمام کر چکے تو فرمایا خوارج کے مقتولین میں ایسی صفات کے شخص کی تلاش کرو۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ نہ ملا آپ نے فرمایا تلاش کرو وہ ضرور ہوگا چنانچہ دوسری بار تلاش کے بعد وہ شخص مل گیا جس کی نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھیں۔ ایک شخص نے کہا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَبَاَهُمْ وَأَرَاَحَنَا مِنْهُمْ۔

”سب تعریف اللہ کیلئے جس نے خوارج کو تباہ کیا اور ہمیں راحت و سرور سے مسرور فرمایا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ایسا نہیں یعنی تباہ نہیں بلکہ ابھی وہ باپوں کی پشتوں میں وہ ماؤں کے پیٹوں

میں نہیں آئے ان کے آخری چور ڈاکو ہوں گے۔

خوارج ہر زمانہ میں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چند لوگ جانب مشرق (نجد وغیرہ) سے نکلیں گے قرآن خوب پڑھیں گے لیکن ان کے حلقوم سے قرآن تجاوز نہ کرے گا (یعنی صرف لفظی تلاوت ہوگی اور اندر سے قرآن کے خلاف) عقائد و طریقے (ظاہر کریں گے) جب ان کا ایک گروہ ایک دور میں ختم ہوگا تو دوسرے دور میں دوسرا نام لے کر نکلے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ ”دجال“ کے ساتھ نکلے گا۔

مسئلہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جسے حروریہ (خوارج) نے قتل کیا وہ شہید ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوارج سے جنگ کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کافر ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو کفر سے بھاگتے تھے، پھر سوال ہوا کہ کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافقین تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں یہ تو ذکر الہی بہت زیادہ کرتے ہیں پوچھا گیا تو پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہوئے اس پر وہ اندھے بہرے ہو گئے۔

خوارج کے ہمنواؤں کی نشاندہی:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوارج کے بقایا فرقتے یہ ہیں:

(1) قرامطہ (2) انہی میں سے باطنیہ (3) اسماعیلیہ (آغا خانی وغیرہ) ان کے فتنے بہت مشہور ہیں جنہوں نے بے شمار خلق خدا کو ہلاک و تباہ کیا اور بہت بڑے شہروں کو برباد کیا اس کے متعلق اشارہ آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

فائدہ: آغا خانی اور بوہری فرقتے کے عقائد اور ان کے خلاف اہل اسلام کی رائے کیلئے ملاحظہ فرمائیں آغا خانی اور بوہری دھرم ”فتاویٰ برکاتیہ کی روشنی میں، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی۔

(7) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے

خلافت سے دستبردار ہونا

1- حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مدینہ پاک میں واپسی کے بعد میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے مومنوں کے ہلاک کرنے والے (نعیم کہتے ہیں) یہ سفیان ان میں سے تھے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل پکڑتے تھے جو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ اس امت کا ایک ایسے مرد پر اتفاق ہوگا جو بڑی پیٹھ والا اور موٹے حلقوم والا ہوگا کھائے گا تو سیر نہ ہوگا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اب مجھے معلوم ہوا کہ جو امر الہی واقع ہونا تھا واقع ہو گیا۔ (رواہ نعیم)

2- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ بنیں گے۔ (رواہ الدیلی)

انتباہ: حدیث شریف میں لفظی معنی مراد نہیں بلکہ مجاز ہے کہ وہ شخص شدید قوت والا ہوگا ملک پر قابض ہو جائے گا حقیقی معنی میں رکھنا بھی جائز ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی کہ ”أَنْ لَا يُشْبِعَ اللَّهُ بَطْنَهُ“ اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیری نہ کرے۔

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں نے عرض کی وہ کھانا کھا رہے ہیں اس طرح بلاؤے پر میں نے جواب دیا۔ تیسرے بلاؤے پر میرے جواب کے بعد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ طعام سے نہ بھرے“ چنانچہ ہمیشہ تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ طعام سے نہ بھرا جا سکا یعنی بسیار خوری کے باوجود بھوکے رہتے تھے۔ (رواہ مسلم والبیہقی، فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس حدیث کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ فضیلت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے بددعا نہیں بلکہ ان کیلئے خیر کی دعا ہے، کیونکہ طعام کھانے میں لذت ہے اور لذت ایک نعمت ہے لیکن جب پیٹ بھر جائے اور اس کی مقدار سے انسان آگے بڑھے تو بدہضمی کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کیلئے مصیبت ہے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے اس مصیبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت و رحمت بنا دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جتنا چاہیں کھائیں نہ انہیں بدہضمی ہوگی اور نہ قیامت کا حساب، بخلاف دوسروں کے کہ ان کیلئے زائد از ضرورت پر بدہضمی اور قیامت کا حساب۔

فائدہ: اس کی تحقیق ابی سفیان بن معاویہ عن صرف العنان مزید فقیر کے رسالہ ”صرف العنان عن معاویہ بن ابی سفیان“ (زیر طبع) میں پڑھئے۔ اویسی غفرلہ

فائدہ: سلیمان بن عبد الملک بنو امیہ کا بادشاہ بھی ایسے ہی تھا کہ کھاتے کھاتے سیر نہیں ہوتا تھا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس سے ہمیں کیا اس کیلئے جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ صحابی تو نہیں ہم صحابیوں کی اس لئے طرفداری کرتے ہیں کہ وہ حبیب کبریا کے یار ہیں اور قاعدہ ہے کہ یار کا یار بھی پیارا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیارے تھے کیونکہ وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف یار تھے بلکہ قریبی رشتہ دار (کہ ان کی بہن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھی) بھی تھے اور بھی بیٹا اسلامی فضائل و مناقب سے معمور تھے، تفصیل دیکھئے۔ ”فضائل امیر معاویہ“ زیر طبع میں۔ (اویسی غفرلہ)

مصنف کتاب کا پیارا جواب:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ اوپر کا مقولہ مذکورہ لکھ کر فرماتے ہیں ممکن ہے، حدیث شریف سے یہی

عبد الملک مراد ہو۔

4- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم دیکھو کہ حکومت ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے سپرد ہو گئی تو تم مکہ معظمہ کو چلے جاؤ۔

5- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں میری امت کے امور سپرد فرمائے گا خیال کرنا تم کس طرح کام چلاؤ گے حضرت ام حبیبہ (امیر معاویہ کی ہمیشہ) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واقعی میرے بھائی کو بادشاہی عطا ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کی بادشاہی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی ملک سرسبز و شاداب ہوگا۔ (رواہ ابن عساکر)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کرتے ہیں بعض بد قسمت اہلسنت بھی ان مذمت کرنے والوں میں شامل ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر بھی نگاہ اور علم غیب کا عقیدہ بھی نہ بھولیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں ضرور اس امر میں مبتلا کیا جاؤں گا۔ کیونکہ اس ذات کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہتی ہے۔ (رواہ احمد)

عقیدہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

یہ صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ غیب کا علم بھی ہے اور اختیار بھی ہے اویسی غفرلہ

انتقال حکومت کا سبب:

جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوارخ کے ساتھ جنگ سے فراغت پائی تو آپ کا (ملک) شام کو جانے کی تیاری کا پروگرام تھا جیسے پہلے گذرا۔ اسی دوران ۱۷ رمضان المبارک کو آپ کی شہادت واقع ہو گئی آپ نماز صبح کیلئے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کو سب سے بڑے بد بخت یعنی عبدالرحمن ابن ملجم نے شہید کر دیا اس نے تلوار کو زہر آلود کر رکھا تھا آپ کی پیشانی پر وار کر کے دماغ تک تباہی دھار پہنچادی یہ واقعہ شب جمعہ

رمضان ۲۰ھ میں ہوا۔ اس کے بعد خلافت کیلئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کیلئے ہزاروں کاشکر (جو پہاڑوں جیسے معلوم ہوتے تھے) لے کر ملک شام کی طرف چلے اسی غرض سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر و حضرت عبدالرحمن بن سمرہ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کیلئے بھیجا۔ (یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی کی دلیل ہے)

شرائط صلح:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرتے ہوئے خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں لیکن ہم بنو عبدالمطلب مال سے مالا مال ہیں یعنی جو دو سخا کے عادی ہیں اور اپنے تابعدار کی بھی وسعت دیکھنا چاہتے ہیں یہ ہماری فطرت ہے ہم قلبت مال کو نہیں دیکھتے اس امت کا کئی بار خون بہہ چکا یعنی شامی و عراقی خوب لڑے بھڑے انہوں نے ایک دوسرے کے خون خوب بہائے اب سوائے درگزر اور عدم انتقام کے کوئی چارہ نہیں۔

فائدہ: ان فرستادگان (حضرت ابن عمر و حضرت ابن سمرہ رضی اللہ عنہما) نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، آپ کے بہانے ایسی ویسی شرائط پیش کرے اور آپ سے مطالبات منوائے اور کوئی ایسا سوال کرے جو آپ کے حل کرنے کا نہ ہو تو، آپ نے فرمایا پھر تمہارا کیا خیال ہے عرض کی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جواباً کہا کہ آپ جیسے فرمائیں گے ویسے ہی ہوگا آپ کی ہر شرط پوری کروں گا بلکہ سفید کاغذ بھیج دیا اور نیچے اپنی مہر لگا دی اور عرض کی آپ جو چاہیں لکھیں مجھے کسی قسم کا انکار نہ ہوگا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چند شرائط لکھیں اور وہ یہ ہیں:

1- کوفہ کا بیت المال ہمارا ہے۔

- 2- دار اُبی جرد کا خراج ہمارے لئے ہوگا۔
- 3- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت میرے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جائے گی۔
- ایک روایت میں ہے:
- 4- مسلمانوں کو عام اجازت ہو کہ وہ جنہیں چاہیں جس علاقہ کا حاکم مقرر کریں۔
- 5- اہل عراق کے درپے نہ ہونا اور نہ ان سے کسی قسم کا انتقام لیا جائے گا۔
- شرائط تسلیم کر لی گئیں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبرداری کے اظہار کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

تقریر امام حسن رضی اللہ عنہ:

جب بیعت قبول ہو گئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہو کر تقریر فرمائیے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے پیارے بزرگوں کے صدقے ہدایت بخشی اور ہمارے آخری آدمی کی برکت سے تمہارے خون کی حفاظت فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ خلافت کا جھگڑا کھڑا کیا حالانکہ خلافت کا حق دار میں ہوں اور میں خلافت سے اس لئے دستبردار ہو رہا ہوں کہ مسلمانوں کا خون محفوظ ہو جائے اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں اور بس۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گواہی دی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے یہ عنقریب مسلمانوں کی دو بہت بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا جن کے درمیان بہت بڑا کشت و خون ہونا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، احمد، ابن خبان، بزار، حمیری، طیبی، ابن ابی شیبہ، اسحاق، معمر، خطیب، ابونعیم، ابوعمردانی، دولابی، حاکم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

- اس حدیث شریف سے علم غیب کے علاوہ ذیل کے اختلافی مسائل حل ہوئے۔
- 1- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی مذمت کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ یہ تو میرے بیٹے کا بہترین کارنامہ ہے اسی لئے وہ تو سیادت کا مستحق ہے نہ کہ مذمت کے لائق۔
 - 2- حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں جماعتوں، جماعت امام حسن و جماعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو مسلمانوں فرمایا جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض میں انہیں اور ان کے حامیوں کو کافر کہتے ہیں وہ ہوش کے ناخن اتاریں۔ اویسی غفرلہ

خوشی کا اظہار:

اس صلح کے بعد اس سال کا نام سنۃ الجماعۃ (جماعت حق کا سال) اس لئے کہ اس سال لڑنے بھڑنے والے مسلمان آپس میں شیر و شکر ہوئے اور ان کے درمیان قتل و غارت سے تمام مسلمان مامون و محفوظ ہوئے۔

تقریر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

حادث نے فرمایا کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صفین سے واپس ہوئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ ہمیشہ کیلئے تو حاکم نہیں رہیں گے تو ایسی عجیب باتیں بیان فرماتے کہ جو پہلے کبھی نہ فرمائی تھیں اور ایسی احادیث سناتے جو کہہ "اے گنہگاروں میں سے ایک یہ فرمایا: اے لوگو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت سے کراہت نہ کرو بخدا اگر تم انہیں نہ پاؤ گے تو لوگوں کے سروں کو کندھوں سے حنظل کی طرح نیچے گرتے دیکھو گے (یہ فراست سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد کیا ہوگا؟ جس پر واقعات کربلا وغیرہ شاہد ہیں۔ بعض باتوں کی تفصیل آنے والے اوراق میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (اویسی غفرلہ)

(8) بنو امیہ کی حکومت

ان میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد والے جن کے دور خلافت میں بہت بڑے فتنے کھڑے ہو گئے ان فتنوں کو کالی رات سے تشبیہ دی جاسکتی ہے کہ جیسے سیاہ راتیں بڑی مشکل سے کاٹی جاتی ہیں یزید اور اس کے بعد والوں کے اکثر کا یہی حال رہا۔

1- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مبغوض ترین بنو امیہ وثقیف اور بنو حنیفہ تھے یہ بھی اکثریت پر محمول کیا جائے۔

2- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب بنو امیہ چالیس مرد ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا تابعدار (غلام) بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو نخل (عطیہ اور غنیمت) اور کتاب اللہ کو مال جمع کرنے کا ذریعہ بنائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی اور نعیم نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مال بلا خوف کھائیں گے اور کتاب اللہ کو بھیکنا شروع کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ بنو ابی العاص کی تعداد جب تیس (30) مردوں کو پہنچے گی تو وہ دین اسلام میں مداخلت شروع کر دیں گے۔

”نہایہ“ میں فرمایا الخول کا معنی ہے کسی شخص کے غلام اور پیرو کار اس کا واحد حائل اور یہ لفظ واحد کے معنی میں بھی مستعمل ہے جس سے مراد غلام یا لونڈی ہے۔ اور یہاں یہ دوسرا معنی مراد ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

3- ابن المواہب فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو آپ کے ہاں مروان حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین! میری ضرورت پوری کر دیجئے میں بہت بڑا عیالدار ہوں میں دس بچوں کا باپ اور دس بھتیجیوں کا چچا ہوں اور دس بھائیوں کا بڑا بھائی ہوں۔ جب مروان چلا گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تخت پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے ساتھ بیٹھے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! تمہیں معلوم ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنو الحکم (مروانی) کے گھر کے افراد س ہو جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے مال کو آپس میں اپنی دولت اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا تابعدار اور کتاب اللہ کو دھوکہ بنالیں گے جب وہ چار سوناوے ہو جائیں تو ان کی تباہی پہلی کھجور کے کھانے سے بھی جلد ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں بخدا مجھے یاد ہے۔

4- مذکور ہے کہ مروان نے اپنی ضرورت کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں اپنے بیٹے عبد الملک کو بھیجا اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ضرورت پیش کی جب عبد الملک واپس لوٹا تو حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اے ابن عباس! آپ کو یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کا نام لے کر فرمایا کہ یہ چار جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ (رواہ البیہقی)۔

5- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہر امت پر آفت نازل ہوتی رہی اور اس امت کی آفت بنو امیہ ہے۔

فائدہ: اسے ابو نعیم نے ”الفتن“ میں نقل کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی جو بیر ہے جس کیلئے امام دارقطنی اور نسائی نے فرمایا کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ (اویسی غفرلہ)

6- عمران بن جابر الجعفی (یہ وفد کے افراد میں سے ایک فرد ہے) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”بنو امیہ کیلئے ویل (خرابی) ہے یہ تین بار فرمایا“

فائدہ: اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا۔ (اویسی غفرلہ)

7- محمد بن کعب القرظی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی سوائے ان کے جو ان میں صالحین ہیں اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

8- عمرو بن مرہ الجعفی کہتے ہیں حکم ابن ابی العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی آپ نے اس کی آواز پہچان کر فرمایا سانپ یا سانپ کے بچے کو آنے دو اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجے اور اس پر جو اس کی پشت سے پیدا ہو سوائے ان کے کہ ان میں سے اہل

ایمان ہیں وہ تھوڑے ہیں۔ (یہ حدیث مستدرک للحاکم میں ہے۔ اویسی غفرلہ)
فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ان جیسوں کے استثناء کیلئے ہے ورنہ مروانی اکثر دنیا میں تو برگزیدہ سمجھے جائیں گے لیکن آخرت میں ذلیل تر ہیں، مکار، دغا باز، ان کی دنیا میں بہت بڑی عزت و عظمت ہوگی لیکن ان کیلئے آخرت میں کچھ نہیں۔

9- زہیر بن الاقر فرماتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ کی باتیں قریش کو جا کر سنا تا یعنی چغل خور تھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اس پر جو بھی اس کی پشت سے تا قیامت پیدا ہوں گے (مگر جن کا پہلے سے استثناء ہوا)

10- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ مجھے اس گھر محترم (کعبہ) اور شہر محترم (مکہ معظمہ) کے رب کی قسم ہے حکم بن ابی العاص اور اس کی تمام اولاد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون ہیں۔

11- نیز آپ نے طواف کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اسی مکان کے رب کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد پر لعنت بھیجی یعنی مروان کا باپ اور اس کی جملہ اولاد (سوائے صالحین کے)۔

12- حضرت ابو یحییٰ انخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان بیٹھا تھا مروان انہیں گالی دے رہا تھا حضرت امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہما کو اس کے جواب دینے سے روکتے تھے، مروان نے کہا تمام اہل بیت (حضرت علی رضی اللہ عنہ) اور اس کے تمام گھر والے (ملعون ہیں اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تم پر لعنت کی جب کہ تو باپ کی پشت میں تھا۔

فائدہ: یہ حدیث طبرانی فی الکبیر میں ہے۔ (اویسی غفرلہ)
 ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تیرے باپ پر

لعنت کی جب کہ تو اپنے باپ کی پشت میں تھا۔

13- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے بنو الحکم میرے منبر کو بندروں کی طرح روند رہے ہیں۔

(المحدثین رواہ ابو یعلیٰ و الحاکم و البیہقی)

14- حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بنو امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو برا لگا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی جائے گی۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ (رواہ البیہقی)

15- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ کے ایک ایک (مرد) کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے دیکھا تو آپ کو برا لگا اس پر آیت نازل ہوئی۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ، (پ ۳۰، الکُوْثَرُ آیت ۱)

”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔“

اور یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ (پ ۳۰، القدر)

”بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

فائدہ: حضرت قاسم بن الفضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے بنو امیہ کی حکومت کا اندازہ لگایا تو وہ ہزار ماہ سے نہ زائد ہے نہ کم۔ (رواہ الترمذی و الحاکم و البیہقی)

16- زہری و عطاء خراسانی سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم (والد مروان) کو فرمایا کہ گویا میں تیری اولاد کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں۔ (رواہ البیہقی)

17- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حکم بن ابی العاص گذرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی صلب میں جو کچھ ہے اس سے میری امت کی ہلاکت و تباہی ہے۔

18- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو امیہ کے جبارہ (ظالموں) میں سے ایک جابر (ظالم) کی میرے اس منبر پر نکسیر پھوٹ پڑے گی، چنانچہ عمرو بن السعد بن العاص کی نکسیر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پھوٹی اور اس کا خون منبر پر بہا یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں تک پہنچا۔

19- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میرے قریب ہو جائیے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مابین کوئی نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ مبارک ان کے کان سے ملا کر راز کی باتیں فرماتے رہے، جب حضرت ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) نے گھبرا کر سر اٹھایا پھر کسی دروازہ کھٹکھٹانے والے نے اپنی تلوار سے دروازے پر دستک دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اسے ایسے پکڑ کر لاؤ جیسے بکری کو دودھ دوہنے والے کے پاس لایا جاتا ہے ہم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم بن ابی العاص کے کان پکڑے ہوئے لاتے ہیں اور اس کا کان لڑکا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین بار لعنت کی پھر فرمایا ایک کونے میں بیٹھ جا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت سے انصار و مہاجرین حاضر ہوئے پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا: لعنت ہو تجھ پر پھر فرمایا: عنقریب یہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا ہے اور اس کی پشت سے بڑے فتنے اٹھیں گے یہاں تک کہ ان کا دھواں آسمان تک پہنچے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یہ تو لاشے ہے اور ذلیل ترین انسان ہے کیا اس سے ایسے ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں اس وقت تمہارے بعض اس کے ساتھی ہوں گے۔“

حکم بن ابی العاص یعنی مروان کے باپ کی شہر بدری:

اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص کو طائف کی طرف شہر بدر کر دیا اس نے بقیہ زندگی طائف میں گذاری اسے حضرت ابو بکر صدیق نے لوٹایا نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما

نے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اسے واپس مدینہ پاک میں بلا لیا۔
فائدہ: یہ ان امور میں سے ایک امر ہے جس کی بنا پر آپ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) پر تنقید ہوئی وہی آپ کی شہادت کے سبب بنے۔

فائدہ: اس پر اعتراضات کے جوابات کیلئے فقیر کا رسالہ ”عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات“ زیر طبع میں مطالعہ فرمائیں۔ (اویسی غفرلہ)
 ویسے بنو امیہ کی دولت بمعہ سلطنت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ فسادات و مظالم کا دور دورہ ہو اب چند فتنوں کا مختصراً حال لکھا جاتا ہے۔

زمانہ یزید پلید کے واقعات

یزید کے زمانہ میں جو امور واقع ہوئے ان میں سے ایک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہے۔

1- شہادتِ امام حسن رضی اللہ عنہ:

اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی زوجہ جعدہ کندیہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے شوہر محترم کو زہر کھلا دے تو وہ اس سے نکاح کرے گا اور اس کیلئے ایک لاکھ درہم خرچ کرے گا۔ اس نے یونہی کیا جس سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چالیس دن تک بیمار رہے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑی کوشش کی کہ زہر کھلانے والے کا نام بتائیں لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہی اس سے انتقام لے گا (فرمایا) زہر کا یہ حال ہے کہ میرے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں اور مجھے معلوم بھی ہے کہ میں کہاں سے ڈسا گیا ہوں۔ اس سے آپ کا اشارہ یزید کی طرف تھا اور میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کچھ نہ کرنا، اور آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری وجہ سے ایک قطرہ خون بھی نہ بہانا۔

تقریرِ امام حسن رضی اللہ عنہ:

آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کوفہ کے لوگوں کی باتوں میں نہ آنا وہ آپ کو ذلیل کریں گے اور آپ کو بے وطن کریں گے۔ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم میں اب نبوت

ختم ہے تو خلافت بھی، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لی ہے کہ وہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنانے دیں انہوں نے اجازت دے دی ہے ان سے اس بارے میں عرض کرنا لیکن مجھے خطرہ ہے کہ یہ قوم یعنی بنو امیہ آپ کو اس سے (یعنی میری وہاں تدفین سے) روکیں گے اگر وہ روکیں تو ان سے مزاحمت نہ کرنا مجھے اپنی امی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قریب جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ اس فرمان کے چالیس دن کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اکثر اس پر ہیں کہ وہ سن ۵۰ھ تھا۔

تدفین پر مزاحمت:

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے معاہدہ پر قائم ہیں؟ فرمایا: ہاں مجھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت ہے اسی لئے مجھے کوئی انکار نہیں۔ اس وقت مروان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کا حاکم تھا وہ اور بنو امیہ میں سے اس کے رفقاء مانع ہوئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء نے ہتھیار اٹھائے اور کہا ہم مروان اور اس کے ساتھیوں سے لڑیں گے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنے بھائی کے سب سے پہلے ترک وصیت نہ بنیں انہوں نے آپ کو وصیت کی تھی کہ آپ میری وجہ سے جنگ نہ کریں گے۔ اتنا منت سماجت کی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا کر گھر لے آئے اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

جعده کا مطالبہ:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد جعدہ نے یزید کے پاس آدمی بھیج کر وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن یزید نے انکار کر دیا اور جعدہ سے نکاح نہ کیا۔

ازالہ وہم:

جعده کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا لیکن تعجب ہے کہ یہ

روایات کہاں تک صحیح مانی جاتی ہیں جب کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے بار بار پوچھنے پر تا وصال نہ بتایا پھر باقی لوگوں کو کیسے معلوم ہو گیا۔ (اویسی غفرلہ)

2- شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں فرمایا اے معاذ! یاد رکھ کہ پانچ (5) خلفاء کی گنتی پوری ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ اسے برکت نہ دے حسین کی موت کی خبر مجھے دی گئی ہے اور مجھے اس کی شہادت گاہ کی مٹی بھی دکھائی گئی ہے اور اس کے قاتل کی بھی اطلاع دی گئی ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جس قوم میں حسین کی شہادت ہوئی اور اس کیلئے انہوں نے رکاوٹ نہ کی تو اللہ تعالیٰ ان کے سینے اور دل ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔ اور ان پر شرارتی لوگوں کو مسلط کر دے گا اور وہ آپس میں بھی مختلف گروہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: مصنف کتاب نے فرمایا کہ اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور آپ کو اپنے وطن سے نکال کر دشمن کے حوالے کر دیا اور دشمنوں سے آپ کا دفاع بھی نہ کیا۔

فائدہ: (حدیث شریف میں ہے) آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فراخ دلی پر افسوس ہے کہ خلیفہ کے بعد خود ساختہ خلیفہ مقرر ہوا اور میری اولاد تو شہید ہو جائے اور نا اہل کو خلافت سپرد کی جائے۔

دس خلفاء کی خبر:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ رضی اللہ عنہ جب دس خلفاء ہوں گے پھر فرمایا ولید فرعون کا نام ہے (یعنی وہ اس جیسا ہوگا) وہ شرائع اسلام کو ڈھائے گا اس کے خون سے اس کے اپنے گھر والوں کا کوئی ایک ہاتھ دھوئے گا (الحدیث) (یعنی اسے اپنے گھر والوں میں سے کوئی قتل کرے گا)

نوٹ: یہ حدیث طبرانی فی الکبیر میں ہے اور پھر ان کے حوالے سے ”مجمع الزوائد“ میں ہے۔

(اویسی غفرلہ)

فائدہ: جب دس خلفاء تک نوبت پہنچے گی اس سے مراد یہ ہے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سمیت دس خلفاء ہوں گے تو اس وقت اس حدیث میں ولید بن عبد الملک مراد ہو سکتا ہے کیونکہ خلفاء کی فہرست یوں ہے خلفاء راشدین (1) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (2) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (3) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ (4) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (5) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم (6) یزید (7) یزید کا بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ (8) ابن الزبیر رضی اللہ عنہ یا مروان (9) عبد الملک (10) ولید بن عبد الملک۔

احتمال دیگر:

اگر دس سے بعد کے خلفاء مراد ہیں اور ولید سے مراد ولید بن یزید بن عبد الملک ہے اس لئے ولید کے بعد سلیمان اور اس کے بھائی نے ملک کی باگ ڈور سنبھالی پھر گنتی میں دو یہ اور (3) عمر بن عبد العزیز اور (4) یزید، (5) ہشام یہ دونوں عبد الملک کے بیٹے ہیں ان کے بعد والے ملا کر نو (9) ہوں گے تو (10) ولید بن یزید ہے۔ اور دوسرے احتمال کی تائید حدیث کے الفاظ ”یبوء بدمہ رجل من اهل بیتہ“ (یعنی اس کے خون سے اس کے گھر والوں سے کوئی ایک ہاتھ رنگے گا) سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس ولید کو اس کے چچا زاد یزید بن ولید نے قتل کیا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ”سل اللہ سفیہ فلا اغماد لہ“ اللہ تعالیٰ اپنی تلوار کا منہ کھول دے گا پھر اس کے بعد سے نیام میں مشکل ہو جائے گا سے تائید ہوتی ہے اس لئے اس پر ان کا آپس کا اختلاف بڑھ گیا انہی کے دور میں بنو امیہ پر بنو عباس نے غالب ہو کر ان سے ملک چھین لیا۔ اسی لئے امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ولید بن یزید کی حکومت ثابت ہو جائے تو حدیث میں عاشر سے یہی ولید مراد ہے ورنہ ولید بن عبد الملک مراد ہے۔

علم غیب:

کئی طرق سے مروی ہے جس کے بعض طرق کی امام حاکم نے تصحیح فرمائی ہے وہ یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور ایک روایت میں بارش کا فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس علاقہ (کربلا) کی مٹی بھی دکھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمادی اور انہیں غیبی

خبر دی کہ، حسین کی شہادت کے دن یہ مٹی خون سے تبدیل ہو جائے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے نبی ﷺ نے فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اُسے سونگھا تو فرمایا۔ رِبُّهُ كَرْبٌ وَبَلَاءٌ (دکھ درد اور بلا کی بو) ہے۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ:

اسی نسبت سے اس دھرتی کا تاجال کر بلا نام ہے یہ کرب و بلا کے بعد مخففاً کر بلا ہے فقیر نے اس کربلا کی تاریخ میں رسالہ لکھا ہے۔ تفصیل اسی میں پڑھئے بنام ”سرزمین کربلا“۔

(زیر طبع، اولیٰ غفرلہ)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب:

جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اہل شام سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرائی پھر جب آپ حج کرنے آئے تو اہل حجاز کے مہاجر و انصار رضی اللہ عنہم سے یزید کی بیعت لینا چاہی تو سب نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر آپ کو اس میں دلی رغبت ہے تو پھر آپ جائیں اور آپ کا کام اگر مشورہ ہے تو پھر اہل اسلام کی رائے پر چھوڑیئے۔ (چونکہ یہ کام سیاست کے طور تھا اور نہ ہوسکا)

یزید پلیدی کی حکومت اور امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ملک شام و دیگر ممالک سے یزید کی بیعت لی گئی یزید نے اپنا حاکم مدینہ منورہ بھیج کر حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے خصوصیت سے بیعت لی جائے امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے ظلم کے پیش نظر بیعت سے انکار کرتے ہوئے حاکم کے پہنچنے سے پہلے ہی مکہ معظمہ چلے گئے اور مکہ معظمہ پہنچے تو آپ کو اہل کوفہ نے پیغام بھیجا کہ آپ کوفہ میں تشریف لائیے ہم سب آپ کی بیعت کریں گے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا بلکہ ان کا دھوکہ سمجھایا اور آپ کے والد گرامی کو شہید کرنے کی مثال بھی دی پھر آپ کے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناروا سلوک بھی بتایا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا مشورہ نہ مانا پھر انہوں نے کہا کہ اگر جانا ہے تو اکیلے جائیے اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جائیں آپ

نے ان کی یہ بات بھی نہ مانی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رو پڑے اور فرمایا ”وَأَحْسَيْنَاكَ حَسِينِ كَيْلِيْ اَفْسُوْسٍ“۔ یہی مشورہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی دیا لیکن ان کا مشورہ بھی قبول نہ فرمایا اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا: ”شہید کو اللہ کی امان میں دے رہا ہوں“۔ یونہی آپ کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بھی روکا بلکہ اہل مکہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ کی کوفہ کی روانگی کے وقت عملگین نہ ہوا ہو۔

فائدہ: دوسرے بزرگوں کی طرح امام محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ کی طرف روانگی پر بہت سخت صدمہ پہنچا اور اتنا روئے کہ آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا آسوؤں سے پر ہو گیا۔

امام مسلم رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو روانگی:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے سے پہلے امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تاکہ اہل کوفہ سے بیعت لیں۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو بارہ (۱۲) ہزار یا اس سے بھی زائد کوفیوں نے امام مسلم کی بیعت کی یزید کو معلوم ہوا تو اس نے ابن زیاد کو بھیجا تاکہ وہ آپ کو شہید کر دے چنانچہ اہل کوفہ نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے انہیں شہید کر دیا اور بیعت کرنے والے متفرق ہو گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو روانگی:

امام مسلم رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کے بعد حالات سے بے خبری پر خود بھی کوفہ کیلئے چل پڑے راستہ میں آپ کو فرزدق (شاعر) ملا اس سے اہل کوفہ کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف کہا:

قُلُوْبُ النَّاسِ مَعَكَ

وَسِيُوْفُهُمْ مَّعَ بَنِي اُمِيَّةَ

وَالْقَضَاءُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ

اہل کوفہ کے قلوب تو آپ کے ساتھ ہیں، لیکن ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ، تقدیر

آسمان سے اترتی ہے (وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا، اویسی غفرلہ)

جب امام حسین رضی اللہ عنہ قادسیہ کے قریب پہنچے تو کسی نے آپ کو کوفہ کے ناگفتہ بہ حالات سنائے اور شہادت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور واپس لوٹ جانے کی گزارش کی لیکن امام مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم آپ واپس نہ ہوں یہاں تک کہ ہم امام مسلم کا بدلہ لیں یا شہید ہو جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری شہادت کے بعد ہمیں بھی جینے کا کوئی مزہ نہ آئے گا یہ کہہ کر آپ چل پڑے راستے میں آپ کو ابن زیاد کا لشکر ملا وہ آپ کو کربلا لے گیا اس نے آپ کے مقابلے کیلئے بیس ہزار جنگی جوان تیار کر رکھے تھے جب وہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے قریب آیا آپ کو کہا کہ یہاں کربلا میں اترے ہمیں ابن زیاد کا اسی طرح کا حکم ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ ہم آپ سے یزید کی بیعت لیں آپ نے فرمایا مجھے مہلت دو میں یزید سے خود بات کروں گا لیکن ابن زیاد نہ مانا اور کربلا میں اترے پر مجبور کر دیا۔

جنگ چھڑ گئی:

امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد نے جتنا مجبور کیا کہ آپ یہاں کربلا میں ہی ٹھہریں آپ نے انکار کر دیا اس پر جنگ چھڑ گئی اکثر جنگی آپ کو خط لکھنے والے اور آپ کی بیعت کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ شہید کرنے والوں پر لعنت کرے اور آپ کو رسوا ذلیل و خوار کرنے والوں کو سوبار رسوا کرے۔ کیونکہ انہوں نے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذاتی مفاد پر فدا کر دیا اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و خوار کرنے کیسے دھوکہ باز و دغا باز تھے اور کیسے کمینے ذلیل ترین تھے۔

کوفیوں سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا اظہار:

اسی لئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا اگر میرے بس میں ہو تو اے کوفیو! تمہیں شامیوں کے ہاتھ دینار کے بجائے درہم میں بیچ ڈالوں تمہارے دس ایک درہم میں بکیں۔

مقابلہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ:

آپ اتنی بڑی تعداد (کثیر لشکر) سے مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے اس وقت آپ کے ساتھ اپنے اہل و عیال سمیت اسی (80) سے زائد چند افراد تھے۔ آپ مقابلہ میں مضبوط ہو کر

ڈٹ گئے اور اگر وہ ان پر پانی بند نہ کرتے تو کبھی بھی ان پر غالب نہ آسکتے تھے اور جنگ شروع ہوگئی آپ کے پچاس آدمی شہید ہو گئے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو حریم رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرے اس پر یزید بن الحارث آپ کے نانا کی شفاعت کی امید میں ابن زیاد کے لشکر سے نکل کر میدان میں اتر اور ابن زیاد کے لشکر کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ تمام لشکر شہید ہو گیا (سوائے پردہ دار خواتین اور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے) صرف آپ اکیلے رہ گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں:

جب آپ کا لشکر شہید ہو گیا تو آپ بنفس نفیس میدان جنگ میں اترے آپ نے ان پر اپنے چچا حضرت حمزہ اور اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسا حملہ کیا یہاں تک کہ ان کے بے شمار بہادروں کو تہ تیغ کیا لیکن چونکہ وہ کثیر تعداد تھے اس لئے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور آپ کی حریم کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے پکار کر فرمایا کہ اپنے نوجوانوں، پاگلوں کو ہماری بیبیوں سے دور رکھنا لوگو! انہیں روکو کہیں یہ بیبیوں پر حملہ نہ کر دیں۔ آپ بدستور ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سخت زخمی ہو کر گرے آپ کو اکتیس تیر چھبے اور چوبیس زخم آئے اس کے باوجود آپ کو پیاس نے بھی ستایا آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اس پر ظالموں نے آپ کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا آپ کی شہادت دسویں محرم یوم عاشوراء ۶۱ھ میں ہوئی۔ (انا لله وانا اليه راجعون)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے:

جب قاتل لعین آپ کا سر مبارک کاٹ کر ابن زیاد لعین کے سامنے لایا تو اس نے

بڑے سرور میں یہ اشعار پڑھے۔

أَوْقَرُّرُ كَأَبِي فِضَّةٍ وَذَهَبًا
 إِنِّي قَتَلْتُ مَلَكًا مُّحِبًّا
 قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ أُمَّا وَأَبًا
 وَخَيْرَهُمْ إِذْ يَنْسُبُونَ نَسَبًا

”بھر چاندی اور سونے کے تھال بے شک میں نے بادشاہ کو قتل کیا ہے میں نے ماں باپ کے اعتبار سے لوگوں کے سب سے بہتر کو شہید کیا کیونکہ بہتر وہی ہوتا ہے جو بہتر نسب سے منسوب ہو۔“

یہ اشعار پڑھ کر ابن زیاد نے قاتل حسین کے سر کو قلم کرنے کا حکم دیا اور کہا جب تو نے جان لیا کہ وہ ایسے ہیں تو پھر انہیں شہید کیوں کیا۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر:

ظاہر یہ ہے کہ ابن زیاد نے قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس لئے قتل کرایا کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی، اشعار میں مدح کیوں کی اس لئے قتل نہیں کیا کہ اس نے انہیں شہید کیوں کیا (کیونکہ وہ تو یہی چاہتا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے، اویسی غفرلہ) چنانچہ یہ امور ہمارے قول کی دلیل ہیں۔ (1) امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر آپ کے دندان مبارک پر چھڑی مارتا رہا (2) آپ کے ناک مبارک میں چھڑی کرتا تھا آپ کے دندان مبارک اور مسوڑھوں کے حسن پر تعجب کرتا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رو کر فرمایا کہ امام حسین اہل بیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ابن زیاد کے سامنے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن زیاد! امام حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں سے چھڑی ہٹالے خدا کی قسم! کہ میں نے بارہا دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں لبوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے اور فرمایا: میں تمہیں اس سے بڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک اور فضیلت سناتا ہوں جس سے تو جل بھن جائے گا، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ دائیں ران پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں ران مبارک پر بٹھا کر اپنا ہاتھ مبارک دونوں کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا: ”اے اللہ! میں نے انہیں تیرے اور نیک لوگوں کے سپرد کیا“ اے ابن زیاد! دیکھ کیسی پیاری امانت تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابن زیاد سے اس کا بدلہ لیا اور خوب لیا۔

ابن زیاد کا انجام بد:

امام ترمذی نے سند صحیح سے روایت کیا کہ جب ابن زیاد قتل کیا گیا تو اس کا سر امام حسین رضی اللہ عنہ والی جگہ پر رکھا گیا تو ایک غیبی اثر دہا آیا۔ لوگ اسے دیکھ کر بھاگ گئے تو وہ مجمع کو چیرتا ہوا سیدھا ابن زیاد کے سر تک پہنچ کر اس کے منہ میں داخل ہوتا اور اس کے نتھنوں سے نکلتا تھا کبھی نتھنوں میں داخل ہو کر منہ سے نکلتا تھا اس طرح اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک:

جب قصر امارت (گورنر ہاؤس) کوفہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تھا اس وقت ابن زیاد نے کہا سر کو ڈھال پر رکھ کر میری دائیں جانب رکھو تمام لوگ اس کے دائیں بائیں دو قطاروں میں تھے اس نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مع اس کے رفقاء کے نیچے اتارو اور انہیں شام روانہ کرنے کیلئے تیار کرو، آل حسین رضی اللہ عنہم کے بچے اونٹوں پر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دو اور خواتین کے پردے ہٹا دو اور دوسروں سے دوپٹے اتارو، اور یزید کے پاس بھیج دو۔ (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے)

غیبی آواز:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور دوسرے قیدیوں کو لے کر پہلی منزل طے ہوئی تو سر مبارک لے جانے والوں نے ایک غیبی ہاتھ دیکھا جو خون سے رنگا ہوا ہے اس پر یہ لکھا تھا۔

أَرْجُو أُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا

شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

جس امت نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، کیا وہ اس کے نانا جان رضی اللہ عنہ کی یوم حساب میں شفاعت کی امید رکھتی ہے۔

”این خیالست و صحالست و حیون“

یہ آواز اور شعر سن کر سارے لوگ بھاگ گئے اور سر مبارک چھوڑ گئے لیکن ابن زیاد و یزید کے خوف سے واپس آئے اور سر مبارک پھراٹھا کر ملک شام کی طرف چلے جب سر مبارک

یزید کے پاس پہنچا تو خواتین اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جامع مسجد (اموی۔ دمشق) کے قریب اس جیل خانے میں رکھا گیا جہاں دوسرے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کا منظر:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آسمان نے خون کے آنسو بہائے یزید یوں کے برتن خون سے بھر گئے اور سورج گرہن ہوا تاریکی چھا گئی یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہو کہ قیامت قائم ہو گئی اور اس تاریکی میں آسمان کے ستارے نظر آئے ستارے ایک دوسرے پر گرے پانی خون سے تبدیل ہو گیا۔ تین دن تک دنیا تاریک رہی۔

شہدائے کربلا:

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے بھائی، بیٹے اور امام حسن کے بیٹے اور اولاد جعفر و عقیل سے انیس (19) نفوس شہید ہوئے۔

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی:

آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد روئے زمین سے شہید رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے اٹھ گیا اور لوگوں نے یہ اشعار پڑھے۔

عینی ابکی بعبرة و عویل
واندبی ان ندبت آل الرسول
تسعة منهم لصلب علی
قد أیدوا وتسعة لعقیل

”اے آنکھ آنسو بہا اور خوب رو اور ندبہ کرنا چاہتی ہے تو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب ندبہ کر، نو (9) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے شہید ہوئے اور نو (9) حضرت عقیل کی اولاد سے“ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(9) حرہ کی جنگ

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ پاک میں جنگ ہوگی وہ حالقہ ہے یہ

میں نہیں کہتا کہ وہ سرمونڈ نے والی ہے بلکہ دین کو مٹانے والی۔ اسی لئے تم مدینہ پاک سے نکل جانا اگرچہ ایک برید کے فاصلہ پر (رواہ ابن شیبہ)

2- حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عرب کیلئے افسوس ہے ایک شہر سے جو عنقریب واقع ہوگا تقریباً ۶۰ھ میں اس وقت امانت غنیمت اور صدقہ سمجھا جائے گا، گواہی جان پہچان کی وجہ سے دی جائے گی اور فیصلہ خواہش نفسانی پر کیا جائے گا۔ (رواہ الحاکم)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اے اللہ! مجھے سن ساٹھ ۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت میں زندہ نہ رکھنا ان کا اشارہ رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی طرف تھا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چھو کروں سے ہوگی (ان کا حاکم یزید ہوگا) (رواہ البخاری)

4- حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس حرہ (شرقیہ) میں میری امت میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے برگزیدہ لوگ شہید ہوں گے۔

5- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حرہ زہرہ (حرہ شرقیہ) میں میری امت کے برگزیدہ لوگ شہید ہوں گے۔

6- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دینی عدل و انصاف قائم رہے گا، سب سے پہلا مرد بنو امیہ میں سے اس میں رخنہ ڈالے گا

7- حضرت ابو العالیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ ہم ملک شام میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا پہلا مرد جو میری سنت میں تبدیلی کرے گا وہ بنو فلاں (یعنی بنو امیہ) سے ہوگا حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے پوچھا وہ میں تو نہیں فرمایا نہیں۔

(کیونکہ یہ یزید امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جلیل القدر صحابی تھے اور دوسرا یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہی ننگ اسلاف ہے اور یہاں حدیث میں یہی مراد ہے۔ اویسی غفرلہ)

8- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اس میں سب سے پہلا آدمی

جو رخنہ ڈالے گا وہ بنو امیہ کا ایک فرد ہوگا اسے یزید کہا جائے گا۔ (رواہ ابو یعلیٰ)

9- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا اسے یزید کہا جائے گا۔ یعنی اس کا نام یزید ہوگا۔

فائدہ: اسے روایانی نے اپنی ”مسند“ میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان روایات کو ہمارے دور کے یزید پرست فرقے غور سے پڑھ کر اپنے انجام بد کی فکر کریں (وما علینا الا البلاغ) یزید کی خباثت کی تفصیل فقیر کے رسالہ ”شہادت حسین و شرارت یزید“ مطبوعہ، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، کا مطالعہ کریں۔ (اویسی غفرلہ)

واقعہ حرہ کا مختصر حال:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکابر اہل الحجاز رضی اللہ عنہم سے یزید کی بیعت کا ارادہ فرمایا یعنی ابن عمر و ابن عباس و عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ یزید کی بیعت قبول کریں انہوں نے کوئی جواب نہ دیا پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم حضرت ابن عمر کو بھیجے تو آپ نے اسے وصول فرمایا (لیکن بیعت قبول نہ کی) پھر انہوں نے دوبارہ آدمی بھیجا تا کہ یقینی جواب لے کر آئے اس نے کہا آپ یزید کی بیعت کیوں قبول نہیں فرماتے آپ نے فرمایا وہ لاکھ درہم اسی کا معاوضہ ہے تو سن لو کہ جو کچھ تم نے بھیجا ہے کہ میرے دین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، میں بیک وقت دو امیروں کی بیعت ہرگز نہیں کر سکتا۔

پھر حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی طرف آدمی بھیجا، تو انہوں نے سخت جواب دیا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح سخت جواب دیا۔ اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ اہل حجاز یزید کی بیعت نہ کریں گے اور نہ وہ اس سے راضی ہوں گے تو اس معاملہ سے خاموش ہو گئے۔

۱ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اپنے بیٹے یزید سے کہا کہ میں نے تمام

شہر چھان ڈالے اور لوگوں کو تیری بیعت کیلئے تیار کیا لیکن مجھے اہل حجاز سے تمہارے متعلق خطرہ ہے ان کے ہاں سے اگر تمہیں اشکال ہو تو ان کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجنا کیونکہ وہ میرا آزما یا ہوا آدمی ہے اور میں اسے اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں۔

خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ (خلافت کے حق دار تھے اس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ لکھ دیا گیا) ان کے ساتھ جو ہوا (تو آپ کی شہادت کے بعد) حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کے خلاف جھنڈا بلند کیا اور مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہوئے اہل مدینہ بھی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ہمنوا ہو گئے انہوں نے بھی یزید کی بیعت توڑ دی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی حالانکہ اس سے پہلے یزید کی بیعت قبول کر لی تھی اب نہ صرف بیعت توڑ دی بلکہ جتنے بنو امیہ میں سے لوگ مدینہ منورہ میں مقیم تھے انہیں گھروں میں بند کر دیا۔ مروان نے یزید کی طرف پیغام بھیجا کہ اس وقت ہم (بنو امیہ) مدینہ منورہ میں محصور ہیں اور پینے کا پانی ہم پر بند ہے ہائے فریاد رس۔

یزید کا اہل مدینہ پر حملہ:

تو یزید نے مروان کے پیغام کے بعد مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلئے مسلم بن عقبہ المری کو بارہ ہزار (12) کا لشکر دے کر بھیجا اور کہا کہ پہلے انہیں تین دن بیعت کی دعوت دینا اگر قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے جنگ کرنا جب تم غالب ہو جاؤ تو تین دن تک اسے لشکر کیلئے مباح کر دینا ان کے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور جو شکست خوردہ ہیں ان کا پیچھا کرنا وغیرہ وغیرہ، مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں ذوالحجہ ۶۳ھ میں پہنچ کر جنگ کا اعلان کر دیا۔

اہل مدینہ کی حفاظتی تدبیر:

اس وقت مدینہ منورہ میں انصار کے امیر عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ اور قریش کے عبداللہ بن مطیع اور باقی جملہ قبائل کے معقل بن سنان الاشجعی رضی اللہ عنہم تھے انہوں نے مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھودی۔ اہل شام اہل مدینہ کی اس تدبیر سے گھبرا گئے اور جنگ نہ

کرنے کا ارادہ کر لیا کہ جنگ انہیں ناگوار گزری لیکن بنو حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو خندق کی جانب مدینہ پر حملہ کرنے کا موقع دے دیا اہل مدینہ نے جب مدینہ شہر کے اندرون نعرہ ہائے تکبیریں سنیں تو انہیں اپنے اہل کا خوف ہو گیا اور جنگ کا ارادہ ترک کر کے خندق کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹ آئے یہی ان کی شکست تھی۔

مدینہ منورہ میں لوٹ مار ریاض الجنۃ اور مسجد نبوی میں یزیدی خباثیں:

مسلم بن عقبہ خبیث نے فتح کے بعد اعلان کر دیا کہ مدینہ منورہ میں تین دن تک جو کچھ چاہو کرو۔ یہ سن کر بد باطن لشکری مردوں کو قتل کرتے رہے اور عورتوں سے زنا کرتے رہے ان کو عبد اللہ بن مطیع معارض ہوئے تو سات بیٹوں سمیت شہید ہو گئے ان کا سر یزید خبیث کے پاس بھجوا یا گیا ان کے علاوہ قریش کے بڑے بڑے سات سو سے زائد شہید ہوئے اور دوسرے عوام موالی اور غلام اور بچے عورتیں دس ہزار سے زائد شہید کئے گئے۔ ان ظالموں نے بچوں کو قید کر لیا اور عورتوں سے زنا کیا اس زنا سے ایک ہزار عورتیں حاملہ ہوئیں جو اولاد ان سے پیدا ہوئی ان کا اہل مدینہ نے اولاد الحرام رکھا۔

ان خبیث ظالموں نے مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے اور ریاض الجنۃ میں گھوڑے دوڑتے پھرتے رہے اور روضہ رسول ﷺ اور منبر شریف کے درمیان پیشاب اور لید کرتے رہے اور تین دن تک مسجد نبوی ویران پڑی رہی کوئی بھی اس میں نماز نہ پڑھ سکا۔

زندہ نبی کریم ﷺ کی روضہ اقدس میں نماز باجماعت:

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ ان دنوں مسجد نبوی میں (روضہ اقدس کے قریب) چھپ گئے وہ ان دنوں قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنتے تھے یزیدی لوگ آپ پر ہنستے اور کہتے تھے اس مجنوں کو دیکھو قبر (روضہ رسول ﷺ) میں نماز پڑھ رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یزیدی خبیث حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے کہ وہ بیعت کریں کہ طاعت اللہ اور معصیت اللہ میں یزید کے عبد و غلام ہیں جیسا کہ دوسرے لوگوں نے بیعت کی، آپ نے فرمایا: میں اس کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت ابو بکر و سنت عمر رضی اللہ عنہما پر پورے

اترنے کی شرط پر کروں گا یہ سن کر لشکر کے سردار نے کہا اسے شہید کر دو۔ بعض نے کہا چھوڑو اسے یہ تو مجنوں ہے اسی لئے آپ کو چھوڑ دیا گیا اور آپ موت سے بچ گئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر لوٹ مار اور ان کی تذلیل و توہین:

بہر حال جو بھی یزید کی اس طرح بیعت کرنے سے انکار کرتا تو اس کے قتل کا حکم دے دیا جاتا۔ ایک خبیث گروہ صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس گیا جتنا مال و متاع ان کے ہاتھ میں لگا تمام لوٹ لیا۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آپ کے گھر میں آیا جب گھر میں کچھ نہ پایا تو آپ کو الٹا کر آپ کی داڑھی مبارک کے تمام بال نوچ لئے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ محفوظ رہے:

یزیدی لشکر حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے درپے آزار اس لئے نہ ہوئے کہ یزید خبیث نے انہیں کہہ دیا تھا کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے درپے آزار نہ ہونا کیونکہ وہ اہل مدینہ کی کاروائی میں شامل نہیں ہوئے۔

فائدہ: مسلم بن عقبہ کا نام اس وقت سے مسلم کی بجائے مُسرف رکھا گیا کیونکہ اس نے قتل و فساد کی حدیں توڑ دیں۔

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کا یزیدی علم:

مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر خبیث مسلم بن عقبہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف مکہ معظمہ روانہ ہوا کیونکہ یزید خبیث نے اسے کہہ دیا تھا کہ جب تم مدینہ منورہ کے فساد فتنہ سے فراغت پاؤ تو مکہ معظمہ جا کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا کام تمام کرنا۔ مسلم بن عقبہ خبیث اسی دوران بیمار ہو کر مکہ معظمہ کے راستہ میں مر گیا چونکہ نہایت درجہ کا جاہل و گمراہ تھا اور اسے اپنی جہالت و ضلالت پر یقین تھا اسی لئے مرتے وقت کہا۔ اے اللہ تعالیٰ میں نے شہادت ان لا الہ الا اللہ کے سوا کوئی نیکی نہیں کی لیکن میں اہل مدینہ کے قتل سے پر امید ہوں کہ مجھے بخش دیا جائے گا اگر اس عمل کے باوجود بھی میں دوزخ میں داخل ہوا تو مجھ سے زیادہ بد بخت اور کوئی نہ ہوگا۔ پھر حصین بن نمیر کو پکار کر کہا کہ یزید خبیث (امیر المؤمنین) نے تجھے میرے بعد میرا نائب

مقرر کرنے کا حکم کیا تھا اسی لئے لشکر کو لے کر فوراً ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو جاؤ کہا کہ مجانیق (فلاخین) مکہ کے ارد گرد نصب کرنا اور اس نے کہا کہ اگر وہ کعبہ معظمہ کی پناہ لیں، تو کعبہ معظمہ پر تیروں کی بارش کر دینا۔

کعبہ معظمہ کی بے حرمتی:

تو وہ چل پڑا اور جا کر مکہ کا محاصرہ کیا اور چونسٹھ (64) دن مکہ معظمہ پر نہ صرف محاصرہ رہا بلکہ جنگ جاری رہی یزیدی لشکر بیت اللہ پر فلاخین کے ذریعہ تیر برساتے رہے ایک بد بخت نے تیر کے سر پر چنگاری باندھ کر کعبہ معظمہ کی طرف ہوا میں لہرایا چنگاری کے ذریعہ بیت اللہ جل گیا (پناہ بخدا) اسی دوران خبر پہنچی کہ یزید مر گیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا یزیدی لشکر پر غلبہ:

اہل مکہ و اہل مدینہ سب نے مل کر شامی یزیدی لشکر پر حملہ کیا تو شامی یزیدی ذلیل و خوار ہو کر بھاگنے لگے ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو سواری پر بیٹھ کر سر جھکا کر نہ بھاگ رہا ہو، انہیں بنو امیہ کہتے ہمیں اپنے ساتھ ملک شام کو لے چلو چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ یزید کا تمام لشکر بھاگ کر شام پہنچ گیا۔ اس طرح ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو فتح حاصل ہوئی حجاز میں انکی بیعت کی گئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تخت نشینی:

حجاز کے علاوہ باقی اطراف کے لوگوں نے معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ صالح انسان تھا اس میں دین بھی تھا اور عقل بھی۔ اس میں وہ چالیس دن ٹھہرا اور کہا گیا کہ پانچ ماہ اور کچھ دن پھر اس نے اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر دیا۔

معاویہ بن یزید رضی اللہ عنہ کی تقریر و لپڈیر:

بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ بن یزید نے اپنے لئے بڑے غور و خاص کے بعد خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کیا اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور کافی دیر خاموش بیٹھنے کے بعد گویا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بہتر سلیقہ سے حمد و ثناء کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب مدح سرائی کی پھر فرمایا: اے لوگو! تمہیں معلوم ہوا کہ مجھے تمہارے اوپر حکومت کرنے کا کوئی

شوق نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ حکومت کا بوجھ سخت بھاری ہے اور اس کا بوجھ اٹھانا میرے لئے سخت مشکل ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ ہمارے خاندان سے خوش نہیں بلکہ اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ہم تمہاری وجہ سے آزمائے گئے اور تم لوگ بھی ہمارے سبب سے پہلے تو میرے جد (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اس معاملہ میں اپنے سے اولیٰ (افضل) انسان سے جھگڑے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) کیونکہ آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت (رشتہ داری) تھی اور عظیم فضائل والے اور اسلام میں سابق تھے قدر و منزلت میں تمام (یعنی اکثر) مہاجرین میں سب سے افضل تھے اور دریا دل اور بہت بڑے بہادر اور علم کے بحر ذار تھے اور ایمان لانے میں اول تھے اور مہاجرین میں قدر و منزلت میں اشرف اور صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے مقدم تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور داماد اور بھائی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داماد اور اپنے اختیار سے چنا اور اپنے اختیار سے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجہ بننے کا شرف بخشا وہ سبطین حسنین رضی اللہ عنہما کے والد گرامی تھے اور وہ دونوں (حسین کریمین رضی اللہ عنہما) اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار اور اس امت کی افضل شخصیات تھے۔ اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نصیب تھی وہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے شجرہ طیبہ کی دو کلیاں تھیں۔ میرے دادا (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے جو کچھ کیا تمہیں اس کا علم ہے اور تم بھی ان کے معاون رہے یہ بھی تم خوب جانتے ہو تم اس سے بے خبر نہیں ہو یہاں تک ان کے جملہ امور سمٹ کر رہ گئے (اور وہ فوت ہو گئے) پھر تقدیر ربانی آئی۔ وہ اپنے اعمال کے ساتھ اپنی قبر کے حوالے ہیں اور انہوں نے وہ پایا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا وہ اس نے دیکھ لیا جس پر سوار ہوا اور زیادتیاں کیں۔ پھر خلافت (حکومت) یزید کی طرف منتقل ہوئی پھر وہ خواہشات نفسانی میں اس طرح مبتلا ہوا جیسے ان کے والد گرامی مبتلاء (یہ ناصحانہ گفتار ہے) اس سے غلط نہیں نہ ہونی چاہئے۔

یزید کی مذمت بیٹے کے منہ سے:

یزید میرا باپ اپنے برے اعمال میں اور اس کا حد سے تجاوز کرنا مشہور ہے۔ وہ خلافت (حکومت) کا اہل نہ تھا اس نے اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں کسر نہ چھوڑی اور اس نے یہ شرارت کی

کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی اولاد کی عزت و عظمت خاک میں ملا دی اسے مہلت نہ ملی اور اب اس کی خبر بھی ختم شد، وہ اپنے اعمال سیئہ کے ساتھ اور قبر اس کی خود خبر لے گی اور اپنے خطاؤں میں مرتہن ہے۔ اس کے گناہ اس کے اور اس کے تابعداروں کے سر پر ہیں اسے وہ ملا جو اس نے عمل کیا اور اب وہ نادم ہوگا اب اسے ندامت کام نہ آئے گی، ہمیں غم و خون پہنچ رہا ہے یہ اس کا دیا ہوا ہے۔ نامعلوم اس نے کیا کہا اور اس کیلئے کیا کہا جا رہا ہے کیا وہ اپنی برائی کی سزا نہ پائے گا کیا اسے اس کے اعمال کی سزا نہ ملے گی یہی میرا یقین ہے کہ وہ ضرور سزا پائے گا۔

پھر معاویہ بن یزید کا عبرت نے گلا گھونٹ دیا اور وہ کافی دیر تک روتارہا اور چیخ چیخ کر روتا تھا پھر کہا کہ میں اس قوم (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے حواری اور یزید اور اس کے حواری) کا تیسرا ہوں راضی ہونے والوں سے مجھ پر ناراض ہونے والے، غصہ کرنے والے زیادہ ہیں اور میں تمہارے گناہوں کے بوجھ اٹھانے کا حامل نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کے ہار میرے گلے میں نہ ڈالے اور میں تمہاری غلطیاں لے کر اسے نہ ملوں یہ (حکومت) تمہارا کام ہے اسے مجھ سے لے لو جسے مناسب سمجھو اسی کو اپنا حاکم مقرر کر دو اور میں نے بیعت کو اتار کر تمہارے گلے میں ڈال دیا ہے۔ والسلام (اب تم جانو اور تمہارا کام)

مروان بول پڑا:

مروان اس وقت منبر کے نیچے بیٹھا تھا کہا کہ یہ اے ابو لیلیٰ (معاویہ)! کیا یہ سنت عمر ہے (معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا دفع ہو کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے میں نے تمہاری خلافت (حکومت) سے کچھ نہیں چکھا کہ جس کی کڑواہٹ کا مزہ حلق میں محسوس کروں مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے لوگوں میں آج ایک تو دکھاؤ۔ علاوہ ازیں جن کو شوریٰ (مجلس) میں شامل کیا وہ بھی بہتر لوگ تھے اور جنہیں شامل نہیں وہ بھی نیک لوگ تھے وہ اس معاملہ میں ظلم کرنے والے نہ تھے (شوریٰ قائم کی تو خوب شد) اگر خلافت (حکومت) مال غنیمت تھی تو بھی میرے باپ نے اس میں خیانت اور گناہ کا ارتکاب کیا اگر وہ سراسر شر تھی اسے وہی کافی ہے جو اسے قبر میں ملا۔

معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی ماں بول پڑی:

آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ کے پاس آپ کے رشتہ دار اور آپ کی ماں آئی اور ماں نے کہا کاش! تو حیض ہی میں ہوتا یعنی کچا بچہ پیدا ہو کر ہی مر جاتا تجھ سے آج میں یہ بتیں نہ سنتی۔ آپ نے فرمایا: امی بخدا میں بھی یہی چاہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم نہ فرمائے تو پھر میں حکومت سنبھال سکتا ہوں لیکن اس نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اسے لئے میں حکومت سے دستبردار ہوں۔

معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کے استاذ پر شامت:

بنو امیہ نے آپ کے استاذ عمرو المقصوص کو کہا کہ یہ ساری تیری کاروائی ہے تو نے اسے یہی پٹی پڑھائی ہے اور تو نے ہی مذکورہ بالا باتوں کی تلقین کی ہے تو نے ہی اسے خلافت (حکومت سے روکا ہے اور تو نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کی محبت و عشق کے جام پلائے ہیں اور تو نے ہی اسے برا بیچتہ کیا ہے کہ وہ ہمیں ظلم جیسے قبیح عمل سے داغ دار بتائے۔ استاذ صاحب نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے اسے اس قسم کی کوئی تعلیم نہیں دی اس کی اپنی فطرت ہے جس پر وہ مجبور ہو کر بولتا رہا اس کے دل میں حب علی رضی اللہ عنہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے میرا اس میں کوئی قصور نہیں بنو امیہ نے استاذ صاحب کی ایک نہ سنی انہیں پکڑ کر زندہ درگور کر دیا (یعنی دفن کر دیا) اسی حالت میں وہ فوت ہوئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

وفات معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ:

آپ خلافت (حکومت) کا پٹہ اتار پھینکنے کے چالیس دن بعد فوت ہوئے، بعض نے نوے راتیں بتائیں اس وقت ان کی عمر تیس سال (23) تھی بعض نے کہا اکیس سال (21) بعض نے کہا بیس سال (20) بعض نے کہا اٹھارہ سال (18)۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

فائدہ: جب معاویہ ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو عرض کی گئی آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے اس کی حلاوت چکھی ہی نہیں پھر خواہ مخواہ کیوں اس کے کڑوے گھونٹ گلے میں اتاروں۔

آپ نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اس پر اللہ تعالیٰ ابرارِ رحمت نازل فرمائے اور اس پر رحم فرمائے۔ (آمین)

یزید کے غلیظ کارنامے:

- 1- حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح الہمزیہ“ میں فرمایا کہ اس میں تعجب کیا ہے کہ یزید نے قبیح ترین گناہوں کا ارتکاب کیا اور تقویٰ کی تمام حدیں توڑ کر فسق و فجور کا بازار گرم کیا اس سے بڑھ کر اور فسق و فجور کا وقوع غیر ممکن نظر آتا ہے بلکہ
 - 2- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو صراحتاً کافر کہا آپ کی پرہیزگاری اور علم پر اعتماد کیا جائے تو انہوں نے یہ فیصلہ ان فیصلوں سے صادر فرمایا ہے جو ان کے علم و ورع کا تقاضا ہے جیسے ان کے ہاں ثبوت مضبوط ہو گا دوسروں کو نہ پہنچا ہو تو وہ معذور ہیں جیسے امام غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ۔
 - 3- ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مبالغہ کیا اور فرمایا کہ یزید نے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دادا (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کی تلوار سے شہید کیا ہے (معاذ اللہ) اور اس نے اسی نہج پر بغاوت کی کیونکہ اکثر کا قول یہی ہے اور مختار مذہب بھی یہی ہے کہ اسے اس کے والد گرامی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا اور اسے مشروط بالشرط بھی نہ کیا۔ (لیکن یہ قول قابل قبول نہیں اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں بھی درج ہے اور حاشیہ پر مختصراً عرض کی گئی ہے اور مفصل بحث فقیر نے ”الرفاہیۃ فی الناہیۃ عن ذم معاویۃ“ زیر طبع، تصنیف میں لکھی ہے۔ اویسی غفرلہ)
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حق:

یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ یزید کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سپرد کی اس کے بعد ان کی خلافت حق ہے۔ کیونکہ ان کی خلافت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہو گیا تھا۔ ہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کو نہ ماننا یزید کی نااہلی کی وجہ سے تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ حاکم ظالم کے خلاف علم بلند نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں یزید کی حکومت پر اجماع بھی نہیں اس کی بیعت قبول کرنا نہ کرنا مبنی بر اجتہاد تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا

تقاضا تھا کہ اس کی بیعت نہ کی جائے بلکہ واجب تھا کہ اسے خلیفہ (حاکم) نہ مانا جائے۔ کیونکہ اس کے ظلم کی داستان اظہر من الشمس ہے اور اس کے قبائح سننے سے تو کان بہرے ہونے لگتے ہیں اور یزید کی بیعت منعقد نہیں ہوئی تھی تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوسرے اکابر کی طرح واضح کر دیا کہ یزید خلافت کا اہل نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ یزید کافر نہ سہی ظالم فاسق بزور بازو حکومت پر قبضہ کرنے والا تو ہے اور خلیفہ کیلئے احکام و عدالت کا علم ضروری ہے اور یزید ان باتوں سے کورا تھا یعنی جاہل مطلق تھا وغیرہ۔

سوال: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاسق خلیفہ (حاکم) کو معزول نہ کیا جائے؟

جواب: یہ اس کیلئے ہے جب وہ خلیفہ (حاکم) مقرر ہو جائے یہاں وہ صورت نہیں بلکہ یزید کا فسق تو بیعت سے پہلے ہی ظاہر و باہر تھا۔

تغلب یزید اور خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ:

یزید کو تغلب حاصل ہوا تو شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ حرہ کے بعد۔ کیونکہ اس وقت خلافت کے اکثر مستحق وصال فرما چکے تھے علاوہ ازیں اہل مکہ نے یزید کی بیعت نہیں کی وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے وہ تو یزید بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ پ اصرار کرتے تھے حضرت امیر معاویہ (ثانی) رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اکثر اہل آفاق نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی حجاز و یمن، مصر، عراق و تمام مشرق جملہ بلاد الشام کے عوام حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کیلئے منظم ہو چکے یہاں تک کہ دمشق میں بھی سوائے بنو امیہ کے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت قبول کر لی گئی ہاں بنو امیہ کے بندوں نے بھی بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے انکار کیا تھا اور ایسے لوگ یعنی منکرین بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اکثر فلسطین میں مقیم تھے اور بعض تو بیعت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کیلئے تیار ہو گئے تھے یہاں تک کہ خود مروان مکہ معظمہ میں تیار تھا کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرے اسے بنو امیہ نے روک کر کہا ہم تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں مروان اور اس کے اطاعت گزار دمشق روانہ ہو گئے اور ضحاک بن قیس (جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دمشق میں بیعت لیتا تھا) کے ساتھ مد بھٹڑ ہو گئی ضحاک قتل کر دیئے گئے اور مروان نے ملک شام پر غلبہ پالیا پھر وہ مصر کو روانہ ہو کر ابن الزبیر

رضی اللہ عنہما کے حاکم کو محاصرہ میں لے لیا یہاں تک کہ ربیع الآخر ۶۵ھ میں مصر پر قبضہ کر لیا وہ خود اسی سال فوت ہو گیا۔ اس نے حکومت اپنے بیٹے عبد الملک کے سپرد کی۔ عبد الملک نے پ کی حکومت کو وسعت دی وہ مستقل طور پر شام و مصر اور مغرب کا بادشاہ ہو گیا۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس یمن و حجاز و عراق اور مشرق رہ گئے۔ ہاں اس دور میں مختار بن ابی عبید نے کوفہ پر قبضہ جمار کھا تھا وہ اہل بیت کے مہدی کیلئے دعوت دیتا تھا، وہ کہتا تھا کہ مہدی محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے مجھے اسی کام پر مقرر کیا ہے اس نے دو سال یہ کام سر انجام دیا۔ اس کی سرکوبی کیلئے مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر سے روانہ ہوئے اور اس کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اسے رمضان میں ۶۷ھ میں قتل کر دیا۔ اب تمام عراق حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں آ گیا ۱۷ھ تک حکومت کرتے رہے، اسی سال عبد الملک مصعب پر چڑھ دوڑا اور ان سے جنگ کر کے انہیں جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں شہید کر دیا اب تمام عراق عبد الملک کے قبضہ میں آ گیا، حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس صرف حجاز و یمن رہ گئے۔

شہادت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کیلئے عبد الملک نے بد بخت حجاج بن یوسف ثقفی کو بھیجا اس نے آپ کا ۷۳ھ میں محاصرہ کیا یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے آپ کی مجموعی مدت خلافت نو سال اور کچھ اوپر ہے۔

شاہان بنو امیہ:

حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تمام ملک عبد الملک کے قبضہ میں تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ولید پھر سلیمان پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ پھر یزید بن عبد الملک پھر ہشام بن عبد الملک یہ تمام سوائے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے عبد الملک کی اولاد ہیں حضرت عمر (ثانی) رضی اللہ عنہ اس کے بھائی عبد العزیز کے صاحبزادہ ہیں ہشام کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا ولید بن یزید پھر اس کے چچا کا بیٹا یزید بن ولید۔ اسے اس نے قتل کر دیا پھر مروان المختار بن محمد بن مروان اس کے مرنے پر اس کا بھائی ابراہیم اس پر مروان نے غلبہ پایا اس کے

دور میں بنو امیہ زوال پذیر ہوئے ملک پر بنو عباس نے قبضہ کر لیا۔

اضافہ اویسیہ:

مروان الحمار سے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ خارجیوں کے مقابلہ میں اس کے گھوڑے کا نمدہ کبھی خشک نہ ہو اور جنگ کی صعوبات کو ہنسی خوشی برداشت کرتا۔ عربی میں کہاوت مشہور ہے 'فلان اصبر من الحمار' اسی بنا پر اس کا لقب الحمار ہے۔ جب مروان الحمار قتل ہوا تو اس کا سر کاٹ کر عبداللہ بن علی کے سامنے لایا گیا اس نے حکم دیا ایک طرف رکھ دو چنانچہ ایک جگہ رکھا گیا کچھ دیر کے بعد ایک بلی آئی اور اس نے اس کی زبان نکال کر کھالی عبداللہ بن علی نے دیکھ کر کہا عجب رنگ ہیں زمانے کے (تاریخ الخلفاء للسیوطی، اویسی غفرلہ)

(10) واقعہ حرہ کے بعد مدینہ پاک کی ویرانی

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ مدینہ پاک سے نکل جائیں گے حالانکہ اس وقت مدینہ بہت زیادہ آباد ہوگا آدھا پھولوں سے لدا ہوا آدھا پھولوں سے۔ عرض کی گئی انہیں کون نکالے گا فرمایا: بُرے حاکم۔ (رواہ ابن شیبہ)

2- ایک دن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر چڑھے مدینہ پاک کو متوجہ ہو کر فرمایا: افسوس اس بستی پر اس کے اہل اسے چھوڑ جائیں گے حالانکہ اس وقت وہ پھولوں سے بھر پور ہوگا۔ (رواہ احمد برجال اصحیح)

3- شرح بن عبید نے کعب کیلئے ایک کتاب پڑھی جس میں لکھا تھا کہ اہل مدینہ پر ایک وقت آئے گا جو انہیں ڈرائے گا جس کی وجہ سے وہ مدینہ پاک کو چھوڑ جائیں گے پھر یہ ویران ہو جائے گا بلایاں ریشمی قالینوں پر پیشاب کریں گی انہیں ڈرانے والا کوئی نہ ہوگا اور لومزیاں بازاروں میں دندناتی بھاگتی پھریں گی انہیں کسی شے کا خطرہ نہ ہوگا۔

(رواہ ابن شیبہ)

4- مدینہ پاک کو تم لوگ چھوڑ جاؤ گے حالانکہ اس وقت حسین ترین شہر ہوگا یہاں تک کہ اس میں کتے یا بھیڑیے داخل ہو کر پیشاب کریں گے یعنی مسجد نبوی کے بعض

ستونوں پر۔ (الموطا)

5- روایت ابن شیبہ میں ہے تو وہ مسجد نبوی کے ستونوں اور منبر پر پیشاب کریں گے۔

تقریر علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۲۲ھ:

آپ نے فرمایا کہ یہ عصرِ اول میں ہو چکا کیونکہ مدینہ پاک کو حسین ترین حالت میں چھوڑا گیا تھا کہ اس وقت دین و دنیا کے لحاظ سے حسین ترین شہر تھا۔ دین کے لحاظ سے یوں کہ مدینہ پاک میں بہترین عمارت اور شہر میں توسیع کی گئی تھی (لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ قرب قیامت میں ہوگا، اس کی تحقیق آتی ہے)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ کی تقریر:

آپ نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ مدینہ پاک کی مذکورہ بالا کیفیت قرب قیامت میں ہوگی۔
امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ میں تحقیق:

حضرت سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ مدینہ (وفاء الوفاء) میں فرمایا کہ مدینہ پاک کی ویرانی متعدد بار ہوئی۔

1- ابن شیبہ نے روایت کی کہ اہل مدینہ، مدینہ پاک کو چھوڑ جائیں گے پھر واپس لوٹ آئیں گے پھر نکل جائیں گے اس کے بعد واپس نہیں آئیں گے۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہل مدینہ، مدینہ شریف سے نکل جائیں گے پھر واپس آکر اسے آباد کریں گے۔ مدینہ پاک بڑا آباد ہوگا اس میں مکانات تعمیر ہوں گے پھر لوگ یہاں سے نکل جائیں گے اس کے بعد ہمیشہ کیلئے واپس نہیں آئیں گے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ جو علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس سے ترک اول مراد ہے۔ جیسا کہ واقعہ حرہ کے بعد ہوا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کو برے حاکم نکالیں گے وہاں آخری ترک مدینہ کا زمانہ قرب قیامت میں ہوگا۔

مصنف کتاب کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ ترک مدینہ آخری کی تائید شرح کی مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے کہ

فرمایا حضور ﷺ نے کہ اہل مدینہ کو ایسا حادثہ پیش آئے گا جو انہیں خوب گھبراہٹ میں ڈال دے گا یہاں تک کہ وہ مدینہ پاک کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، یہ خروج آخری زمانہ میں ہوگا لیکن بیت المقدس کی ہجرت کیلئے بغرض جہاد ہوگا نہ کہ کوئی خوف یا خطرہ سے ہوگا۔

دور سفیانی:

مدینہ منورہ سے خروج سفیانی (بادشاہ) کے دور میں بھی ہونا ممکن ہے۔ وہ بھی ظالم حکمرانوں میں سے ایک ہے، اور وہ قرب قیامت میں ہوگا۔

نتیجہ: جب مدینہ منورہ سے خروج متعدد بار ثابت ہو گیا اب روایات میں تطبیق آسان ہے کہ کہا جائے کہ مدینہ پاک سے تین بار خروج ہوگا لیکن حدیث پاک میں صرف دو بار کا ذکر ہے تو وہ بطور ایجاز و اختصار ہے۔

خلاصہ: خروج از مدینہ یزید پلید کے دور میں ہوا اور یہ اس خبیث کے قبائح میں سے ایک ہے۔ اس کا دوبارہ واقع ہونا ضروری ہے وہ آخری زمانہ ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں تصریح آئی ہے اس ترک ثانی کا تفصیلی ذکر قسم ثالث (باب ۳) میں آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بنو مروان کے فتنے:

1- حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

2- کعبہ معظمہ کا ہدم (گرایا جانا)

3- حجاج کو والی بنا دیا گیا جس نے ظلماً ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس کو شہید کر دیا یہ گنتی اس کے سوا ہے جو انہوں نے جنگوں میں بے تحاشہ خلق خدا کو ذبح کیا (مارا)۔

4- صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کی اہانت کی جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے ان میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اور منجملہ ان کے ظلم سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بیدردی سے شہید کرنا ہے کہ زہر آلود نیزہ اس کی طرف سے ان کے سر مبارک پر مارا جس سے وہ شہید ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ یہ حجاج بن عبد الملک کی برائیوں میں سے ایک برائی تھی۔ کیونکہ حجاج اس وقت عراق و حجاز کا گورنر تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فراست (علم غیب):

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد سے فرمایا کہ تو نہیں مرے گا جب تک تو ثقیف قبیلہ کے ایک نو جوان کو نہ دیکھے گا۔ عرض کی گئی وہ ثقفی جوان کون ہے؟ فرمایا کہ جہنم کا بہت سا حصہ اس کیلئے نامزد کیا جائے گا اسے کہا جائے گا یہی تیرا ٹھکانہ ہے وہ جوان ثقفی بیس سال یا اس سے زائد حکومت کرے گا دنیا کا کوئی جرم نہ ہوگا جس کا وہ مرتکب نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی جرم باقی رہے بھی گیا اور اس کے اور جرم کے درمیان کوئی دروازہ ہوگا تب بھی وہ اسے توڑ کر اس جرم کا ضرور ارتکاب کرے گا۔ جو اس کے ماتحت ہوگا اسے وہ اپنے عصا سے قتل کرے گا۔ (رواہ البیہقی فی الدلائل)

فائدہ: اس سے حجاج بن یوسف ظالم مراد ہے۔ (اویسی غفرلہ)

11- ان فتنوں میں سے حضرت زید بن علی (زین العابدین) بن الحسین رضی اللہ عنہم کی شہادت پھر انہیں سولی پر لٹکانا اور پھر جلانا ہے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت بنی مروان و خلفاء کے زمانہ میں ہوئی اور ان کا (بے تحاشا) شراب پینا اور ان کا نشہ کی حالت میں نماز پڑھنا اور لونڈیوں کو محراب میں آگے کھڑا کرنا ان کے علاوہ دیگر قبائح و زمام ہیں۔

ایک قباحت کا نمونہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں کہ ولید بن یزید نے حج کا اس خیال پر عزم کیا کہ کعبہ معظمہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیئے گا لیکن اپنی مراد کو پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا فراست عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت مسور بن مخرمہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا وہ نہ ہوگا جو تم لوگ پڑھتے ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ دوسری مرتبہ بھی لڑو جیسے تم پہلی مرتبہ لڑے تھے، عرض کی اور ایسا کب ہوگا؟ فرمایا جب بنو امیہ امیر اور مخزوم وزیر ہوں گے (رواہ الخطیب)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اسی پر ان کا بھی عقیدہ ہے وہی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سمجھا رہے ہیں تو وہی عقیدہ ان کا بھی ہے جسے سن کر سر تسلیم خم کر لیا۔ الحمد للہ! وراثت میں یہی عقیدہ اہلسنت بریلوی کو نصیب ہوا۔ (اویسی غفرلہ)

پہلے گذرا کہ ایسے لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر لعنت مذکور ہوئی یہی سلامتی و ورع کا طریقہ ہے، کہ ان کے بارے میں سکوت کیا جائے اور آدمی اپنے نفس کے عیوب اور ذکراہلی میں مشغول رہے ان فتنہ بازوں میں مشغول ہونا ابواب الشیطان میں سے عظیم باب ہے، کسی نے کیا خوب فرمایا:

لعمرك ان في ذنبي لشغلا
بنفسي عن ذنوب بني أمية
علي ربي حسابم تناهي
اليه علم ذلك لا اليه
وليس بضائري ما قادتوا
اذا ما الله يغفر مالدیه

- 1- ”تیری عمر کی قسم بنو امیہ کے گناہوں کی بجائے مجھے اپنے گناہوں کا خیال ہے۔“
- 2- ”میرے رب پر ان کے حساب کی انتہا ہے اس کا علم اللہ کو ہے نہ کے مجھے۔“
- 3- ”مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں جو کچھ انہوں نے کیا اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جسے چاہے بخش دے۔“

(11) خلفائے بنو العباس کی دولت و حکومت

1- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب اولاد عباس رضی اللہ عنہم کے جھنڈے خراسان کے اوپر سے اٹھیں تو سمجھو کہ وہ اسلام پر رونے کی خبر لائے ہیں جو ان کے جھنڈے تلے آئے گا اسے قیامت میں میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ)

2- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرق سے بنو العباس کے جھنڈے نکلیں گے ان کا پہلا بھی ہلاکت میں ہے اور ان کا آخری بھی۔ ان کی مدد نہ کرنا اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہ

کرے جو بھی ان کے جھنڈے تلے آئے گا اسے قیامت میں اللہ نار جہنم میں داخل کرے گا خبردار! وہ مخلوق میں شریر ترین لوگ ہیں اور ان کے تابعدار بھی خلق خدا میں شریر ترین مخلوق ہیں انہیں گمان ہوگا کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی رسول اکرم ﷺ کے رشتہ دار ہیں مگر وہ میرے رشتہ دار نہیں۔ (رواہ الطبرانی)

یعنی نہ وہ میرے نہ میں ان کا (یہ اکثریت کا فیصلہ ہے ورنہ بنو العباس میں سارے برے نہ تھے ان میں نیک بھی تھے۔ تفصیل کتب تاریخ اسلام میں ملاحظہ فرمائیں، (اویسی غفرلہ)

3- حضرت ثوبان و کجول رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موصولاً رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

”میرا اور بنو العباس کا کوئی رشتہ (اسلامی و روحانی) نہیں انہوں نے میری امت کا شیرازہ بکھیرا اوزان کے خون بہائے اور انہیں سیاہ لباس پہنایا اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کا لباس پہنائے۔“ (رواہ الطبرانی)

بنو العباس کی فضیلت:

سہروردی وغیرہ نے سند جید کے ساتھ روایت کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام سیاہ لباس لے کر اترے اور عرض کی یا محمد (حبیب خدا) ﷺ یہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کا لباس ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی: لے اللہ! عباس اور ان کی اولاد کو بخش دے (یہ بھی اکثریت پر محمول ہوگا)

ازالہ وہم:

پہلی احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر بنو العباس کی یقینی طور شرارت ثابت ہو جائے تو وہ اسی کے مستحق ہیں جو مذکور ہوا اور اس حدیث اور اس کی مثل دیگر احادیث سے ان کے پسندیدہ اور نیک لوگ مراد ہیں۔ یہی سب سے عمدہ بات ہے اور اس کے بہت سارے شواہد ہیں۔

بنو عباس کے فتنوں کی فہرست:

بنو العباس کے دور حکومت میں مندرجہ ذیل فتنے ہوئے۔

- 1- اہل مدینہ کا قتل محمد النفس الزکیہ ابن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنیٰ ابن الحسن نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت۔
- 2- ان کے بھائی کے بھائی حضرت ابراہیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی شہادت۔
- 3- علویوں کی کثیر تعداد حضرات کی شہادت۔
- 4- منصور عباسی کے دور میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو قید میں ڈالنا۔
- 5- حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہارون الرشید میں جیل میں وصال فرمانا۔
- 6- اسلام میں فلسفہ کا داخل کرنا۔
- 7- معتزلہ کو سر پر چڑھانا زمانہ مامون الرشید میں۔
- 8- خلق قرآن کے عقیدہ پر بے شمار علمائے حق و آئمہ عظام کو شہید کرنا۔
- 9- امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کو خلق القرآن کے مسئلہ پر زمانہ مامون الرشید اور زمانہ معتصم اور واثق وغیرہم کے دور میں مارنا۔
- 10- حکومت عباسیہ میں کلمہ اسلام یعنی شریع اسلام پر اتفاق نہ ہو سکا اور ان کی خلافت (حکومت) صاف ستھری نہ تھی۔

حکایت عجیبہ:

سب سے پہلا خلیفہ (بادشاہ) جو مذہب اعتدال سے روگردان ہوا اور سنت و شریعت کو مدد کی وہ خلیفہ المتوکل ہے، اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچے ٹیلے پر رونق افروز ہیں اور آپ کے ارد گرد بے شمار مخلوق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرما رہے ہیں کہ ”خبردار محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ تمہارے لئے نفیس علم چھوڑ گئے ان کی اتباع کرو ہدایت پا جاؤ گے“ اس خواب کے بعد المتوکل خلیفہ عباسی شافعی المذہب ہوئے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج اور نشر و اشاعت کیلئے بیت المال سے بارہ ہزار دینار مختص کئے۔

انجام خلافت عباسیہ:

بنو عباس ہمیشہ اختلاف کی زد میں رہے یہاں تک کہ ان کا آخری ایام میں صرف نام رہ گیا ان کے بڑے بڑے شہروں پر آل سلجوق قابض ہوئے آخری خلیفہ (بادشاہ) بغداد

میں مستعصم باللہ تھا جسے تاتاریوں نے قتل کیا پھر وہ مصر میں منتقل ہو گئے۔

عباسیہ خلفاء کے کارنامے:

جیسے پہلے عرض کیا گیا ہے بنو العباس کے سارے کام ان کے زمانے میں برے نہ تھے ان میں خوبیاں بھی تھیں، ملاحظہ ہو۔

ان کے زمانے میں علماء کرام کا دور دورہ تھا ہر فن کے ائمہ ان کے دور میں پیدا ہوئے مثلاً تفسیر، حدیث، نحو، لغت، قرآءة (تجوید) فقہ، کلام، تاریخ وغیرہ وغیرہ کے علمی ستون اور اسلامی ائمہ عباسی دور میں تھے اسی لئے ہارون الرشید مرحوم کے دور کو عروس الدھر (یعنی تمام زمانے کی دلہن) کہا جاتا ہے۔

(مزید تفصیل فقیر کی تصنیف، ”شاہان اسلام“ زیر طبع میں مطالعہ فرمائیے، (اولیں غفرلہ)

(12) فتنہ فاطمیہ اور ان کا ملک مغرب و مضر پر تین سو سال تک تسلط اور

ان کا رفض و تشیع کا اظہار اور ان کا مذہب باطنیہ ملاکی مدد کرنا دین میں الحاد

۳۳۸ھ میں ان کا جزیرہ فظاط پر تسلط ہوا پھر ان سے ۴۶۴ھ میں حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب الملک الناصر نے چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ ایوبی سلطان کے روح پر رحمت کی بارش برسائے اور اسلام سے انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے۔ (آمین)

بنو فاطمیہ کے فتنوں کی فہرست:

- 1- الظاہر ابن الحاکم نے ایک محل بنایا اس میں بہترین قالین بچھا کر علماء، فقہاء کو قیام کی اجازت دی۔ لیکن تین سال کے بعد اسے توڑ کر فقہاء کرام و محدثین کو شہید کرادیا (اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے اور نہ ہی خلق خدا کو ان پر رحم آئے) (حسن المحاضرہ للسیوطی)
- 2- اسی الظاہر بن الحاکم نے دو ہزار چھ سو ساٹھ کنیریں جمع کر کے انہیں خوب سنگار قیمتی زیورات و پوشاکوں سے مزین کیا اور حویلی کے مضبوط دروازے بنوائے ان کنیروں کو اس حویلی میں بسایا پھر چھ ماہ کے بعد اس حویلی کے اندر کنیروں کو زیورات اور

- پوشاکوں سمیت جلانے کا حکم دیا۔ (حسن المحاضرہ)
- 3- ابن ابی جلد نے ”السكر دان“ میں لکھا کہ الحاکم نے بے شمار علماء کو شہید کرایا۔
- 4- اسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے کا حکم صادر کیا۔
- 5- نیز حکم صادر کیا کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (یعنی ان کے نام گالیاں) مساجد اور گلی کو چوں میں لکھی جائیں پھر ایک مدت کے بعد مٹا دیا قمامہ مٹا کر اس کے بجائے مسجد بنوائی پھر اسی طرح تیار کیا جیسے پہلے تھا۔
- 6- اسلامی مدارس بنا کر ان میں علماء و مشائخ کو متعین کیا لیکن بد قسمت نے ایک مدت کے بعد انہیں شہید کر دیا اور مدارس مسمار کر دیئے۔
- 7- ملوخیہ (ایک قسم کی سبزی ہے جو پکا کر کھائی جاتی ہے) کا کھانا حرام قرار دیا یہ بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملوخیہ پسند تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جرجیر (ایک قسم کی ترکاری ہے جو پانی میں اُگتی ہے) پسند تھی۔
- 8- رطب (ترکھجور) کی بیع منع کر دی پھر بہت بڑی مقدار میں رطب جمع کر کے اسے آگ لگا دی اس کے جمع کرنے اور آگ لگانے پر پانچ سو دینار خرچ ہوئے۔
- 9- انگور کی بیع منع کر دی۔
- 10- پانچ لاکھ شہد سے بھرے ہوئے مٹکے دریا میں ڈلوائے پھر ان تمام گھڑوں کو توڑ دیا۔
- 11- نصاریٰ و یہود کو جبراً مسلمان بنا کر پھر انہیں اپنے اپنے دین پر واپس لوٹنے کی اجازت دی چنانچہ سات دنوں میں چھ ہزار آدمی مرتد ہوئے۔
- 12- یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں تڑوا کر پھر تعمیر کرادیں۔
- 13- ربوبیت کا دعویٰ کر کے لکھواتا تھا بسم الحاکم الرحمن الرحیم۔
- 14- بے شمار جاہل جمع کر رکھے تھے ان پر بہت زیادہ مال خرچ کرتا اور وہ اُسے الہ کے نام سے پکارتے۔ اور وہ جب اسے دیکھتے تو کہتے یا واحد یا احد یا محی یا ممیت فرقہ باطنیہ میں سے کسی نے اس کیلئے کتاب تصنیف کی اس میں لکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح منتقل ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں آئی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح منتقل ہو کر

اسی الحاکم کی طرف آئی ہے یہ کتاب جامع قاہرہ میں پڑھی پھر اس کتاب کے مصنف کو جبال شام کی طرف روانہ کیا وہ وادی تیم اور ناحیہ میں لوگوں میں اتر اس نے لوگوں کو اس کی ترغیب دلائی اور ان کو بہت سامال دیا اور ان کیلئے شراب و زنا مباح کیا اور الحاکم کے اعتقاد کی دعوت دی اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔

فائدہ: تاحال (مصنف کتاب الاشارة الاشراف الساعة، کے دور تک) بعض دیہاتوں کے لوگ وادی تیم میں موجود ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ الحاکم واپس لوٹ کر آئے گا اور زمین پر اپنا سکہ جمائے گا یہ ”الہسکر دان“ کے کلام کا خلاصہ ہے۔

انجام برباد:

بنو فاطمیہ اس طرح اپنے ظلم و ستم میں مداومت پر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایوبی کر دوں کے ذریعہ تباہ و برباد کیا پھر یہی لوگ ۶۳۲ھ سے ۶۴۷ھ تک تقریباً دو صدیاں بادشاہی کرتے رہے ان کا آخری بادشاہ توران شاہ تھا جسے اس کے اپنے تابعدار ترکوں نے قتل کیا پھر انہی جراکنہ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ ۹۲۲ھ تک انہوں نے حکومت کی پھر ان پر آل عثمان نے غلبہ پا کر تاحال بادشاہی کر رہے ہیں (یعنی مصنف کتاب کے زمانہ تک اس کے بعد اسلامی ممالک مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے تاحال وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ (اویسی غفرلہ)

(13) فتنہ قرامطہ اور ان کا دین کی توہین کرنا اور ان کا حرم شریف کو

حلال قرار دینا، اس کے متعلق بعد کو اشارہ آئے گا۔ (انشاء اللہ)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی آگے چل کر اختصار سے بیان فرمائیں گے مفصل حالات دیکھئے فقیر کی تصنیف ”فرقے ہی فرقے“ زیر طبع۔ (اویسی غفرلہ)

(14) ترک کے ساتھ جنگ اور فتنہ ترک سے یہاں تا تار مراد ہیں

1- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان ایک ایسی قوم

سے جنگ لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سُرخ اور ناکیں پست ہوں گی گویا ان کے چہرے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔ (رواہ السنۃ الا لسنائی)

2- ایک روایت بخاری شریف میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان خوز و کرمان کے ساتھ جنگ کرو گے یہ عجمی قومیں ہیں سرخ چہروں والے، ان کی روایت کے ایک لفظ میں ہے کہ وہ چوڑے چہروں والے، جن کی ناکیں پست ہوں گی، جن کی آنکھیں چھوٹی گویا ان کے چہرے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔

حل لغات:

نعالہم الشعر، ان کے جوتے بال کے ہوں گے۔ سے مراد ہے کہ ان کے ظاہری حصہ پر بال ہوں گے۔

فائدہ: امام بیہقی نے فرمایا کہ قیامت کی یہ نشانی معرض وجود میں آچکی ہے اس لئے کہ خوارج میں سے ایک برادری رے کی طرف سے نکلی اور اہل اسلام نے ان سے جنگ لڑی۔ (ذکرۃ السیوطی فی الخصائص الکبریٰ)

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا کہ ترکوں سے بارہا مسلم افواج کی جنگ ہو چکی ہے۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ حدیث غیبی خبر پر مشتمل ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اسی طرح وقوع پذیر ہوا چونکہ یہ واقعہ گزر چکا اس میں شک و گمان کی گنجائش نہیں فلہذا یقیناً ماننا پڑے گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم باذن الہی غیبی امور جانتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

بالوں کے جوتے:

اس میں دو احتمال ہیں۔

1- اور لوگ ایسے جوتے پہنیں گے جن پر بال ہوں گے یعنی نہ رنگے ہوئے چہروں کے

جوتے پہنیں گے۔

2- ان کے اتنے بڑے بال ہوں گے جو ان کے قدموں کو چھوئیں گے۔

حل لغات:

المنادوی المصانح میں لکھتے ہیں کہ خمر الوجودہ کا مطلب ہے سفید چہرے جن میں سُرخی ملی ہوگی۔ ذلف الانوف بذال معجمہ بمطابق روایۃ الجہور صاحب المشارق نے فرمایا: یہی مٹی برصواب ہے۔ اوزیہ مہملہ سے بھی مروی ہے وہ بھی بضم الدال و سکون الام ہے۔ اذلف کی جمع ہے۔ جیسے اُحمر اس کا معنی ہے چھوٹی ناک والے ابطاع کے ہے۔

بعض نے کہا ان کی ناک کٹی درنہ گاڑھی ہوگی المجان بفتح المیم و تشدید النون جمع مجن بکسر المیم بمعنی ڈھال المطرقہ بضم المیم و سکون الطاء بعض نے بفتح الطاء و تشدید الزاء کہا ہے۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی روایت مشہور ہے اور کتب لغت میں بھی یہی ہے اب معنی یہ ہے کہ ان کے چہرے چوڑے ہوں گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور ان کے جڑے ایسے چوڑے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ڈھال۔

خوز وہ مشہور پہاڑ ہے۔ عراق عجم میں بلاد اہواز میں ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ ان کی ایک قسم میں سے ہیں یعنی یہ بھی ترک سے ہیں جن کا ڈکرا اوپر ہوا ہے کرمان عجم میں صفع مشہور ہے۔ سخاوی نے فرمایا: بلاد عجم میں خراسان اور بحر الہند کے درمیان ایک آباد شہر کا نام ہے۔

”نہایہ“ میں فرمایا راء سے مروی ہے وہ ارض فارس میں سے ہے۔ اسی کی دار قطنی نے تصویب فرمائی خوز و کرمان بھی مروی ہے بعض نے کہا اگر مضاف ہو تو راء کے ساتھ اگر عطف ہوزا معجمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔

4- روایت میں ہے ترک کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اسی لئے کہ سب سے پہلے جو میری امت سے ملک چھینے گا وہ بنو قطورا ہیں۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا: یہ تمام احادیث سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں کہ جن صفات سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی خبر دی ہے وہ انہی صفات سے پائے

گئے اور اہل اسلام نے ان سے بارہا جنگیں لڑیں۔

فائدہ: امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۳ھ نے القنماعۃ میں لکھا ہے کہ منجملہ ان کے ساتھ جنگوں کے ایک جنگ بنو امیہ کے دور حکومت میں بھی ہوئی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان راستے بند تھے اس کے باوجود بھی آہستہ آہستہ ان پر فتح نصیب ہوئی اور ان کے بکثرت قیدی بنو امیہ کے قبضہ میں آئے باوجود یہ کہ وہ سخت قسم کے جنگجو تھے یہاں تک کہ انہی قیدیوں میں معتصم کے لشکر میں اکثر یہی لوگ تھے۔ پھر ایک عرصہ بعد یہی ترک ملک پر قابض ہوئے اور معتصم کے بیٹے المتوکل کو قتل کر دیا۔ یونہی ان کی اولاد میں سے ایک ایک کو قتل کیا یہاں تک کہ مملکت دیلم قائم ہوئی۔

فائدہ: ملوک سامانیہ بھی ترک سے تھے وہ بلاد عجم پر قابض ہوئے پھر ان ممالک پر آل سبکتگین نے غلبہ پایا پھر آل سلجوق نے ان کی حکومت عراق و شام تک پھیل گئی۔ ترک مذکور کے بقایا اتباع شام میں رہے یہی آل زنگی ہیں۔ حضرت سلطان نورالدین زنگی دمشقی شہید رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۹ھ مراد ہیں۔ (اویسی غفرلہ) اور ان کے باقی تبعین شام میں ہوں گے (یعنی حضرت سلطان نورالدین زنگی شہید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۹ھ مراد ہیں۔ (اویسی غفرلہ) اور ان کے تبعین وہ ایوب کے اہل بیت ہیں اور یہ بھی ترک سے زیادہ ہو جائیں گے پھر مصر، شام اور حجاز کے شہروں میں ان پر غالب ہو جائیں گے اور آل سلجوق پر پانچویں صدی میں خروج کیا اور ان کے شہروں کو برباد کر دیا اور ان میں لوگوں کو ہلاک کیا۔

پھر بڑی مصیبت تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں ڈھائی یہ چنگیز خان کا خروج تھا اور ان کی وجہ سے دنیا آگ سے جل اٹھی خصوصاً مشرق۔ حتیٰ کہ کوئی ایسا شہر نہ تھا کہ جسے ان کا شر نہ پہنچا ہو، پھر بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم کی ہلاکت بھی انہی کے ہاتھوں ہوئی اور بغداد میں بنو عباس کا آخری خلیفہ تھا، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۹۱ھ نے فارسی قصیدہ میں جن کا مرثیہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

آسمان را حق برد گر خون بیارد بر زمین

بزدال ملک مستعصم امیر المومنین

”آسمان کا حق ہے کہ بادشاہ مستعصم پر ٹوٹا جو ۶۵۶ھ میں امیر المؤمنین تھے۔“
 شیخ تاج السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الطبقة“ میں فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا تخلیق فرمائی
 تاتار کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہ ہوا، پس انہوں نے مسجد کو ویران کیا، مصاحف (قرآن
 مفید) اور کتب دینیہ کو جلا دیا، لوگوں کو قتل کیا عورتوں کو قیدی بنایا، ان کے پیٹ چاک کر کے
 ان کی اولاد کو قتل کیا۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ نے فرمایا، ان کے باقی لوگ خروج کرتے رہے یہاں
 تک کہ ان کا آخری امیر تیمور لنگ ہوا جس نے شام کے شہروں کا راستہ اختیار کیا اور اس میں
 کافی عرصہ رہا اور دمشق کو جلا دیا، یہاں تک کہ اسے بالکل تباہ و برباد کر دیا اور روم اور ہند میں
 اور ان کے درمیانی علاقوں میں داخل ہوا اور اس کے ظلم و ستم کی مدت طویل ہوئی، یہاں تک
 کہ مر گیا اور اس کے بیٹے شہروں میں پھیل گئے اور یہ تمام واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان
 کہ ”بے شک سب سے پہلے جو میری امت سے ان کا ملک چھینیں گے وہ بنو قنطوراء ہوں
 گے“ کا مصداق ظاہر ہوئے۔

قنطوراء کا تعارف:

القناعہ میں ہے کہ قنطوراء بالمد والقصر۔ بعض نے کہا کہ قنطوراء حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کی لونڈی تھی اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بکثرت تھی اور ملکوں میں پھیل گئی انہی
 میں سے ترک مذکور بھی ہیں۔ اسے ابن اثیر نے نقل کر کے اسے بعید قرار دیا اور الحجد نے
 ”القماموس“ میں اس کے ساتھ جزم کیا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ دجلہ و فرات کے درمیان ایک شہر ہوگا اس
 میں بنو عباس کا بادشاہ حکومت کرے گا اس شہر میں بہت بڑی خوفناک جنگ ہوگی۔ اور
 عورتیں قید کی جائیں گی اور مرد ایسے ذبح کئے جائیں گے جیسے بھیڑ بکری۔

فائدہ: خطیب کی روایت میں مذکورہ بالا حدیث کا مصداق اسی جنگ کو بتایا گیا ہے اور
 خطیب نے یہ بھی کہا کہ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تقریر:

آپ نے فرمایا کہ یہ جنگ خطیب کی موت کے دو سو سال سے زائد بعد کو ہوئی اور یہ حدیث کی تقویت کا سبب بنتی ہے۔ (الجامع الکبیر للسیوطی)

غیبی خبر:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے ہاں ترکی گھوڑوں پر آئے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے فرات کے کناروں پر باندھیں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ”منابت الشیخ“ میں اہل شام کے ساتھ لاحق ہوں گے گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں اپنے گھوڑے مسجد کے ستونوں سے باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ: امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”القناعہ“ میں ہے حاکم صاحب الصحیح نے ”مستدرک“ میں اس کی سند محمد بن یحییٰ ابی بکر الصولی النحوی تک پہنچا کر لکھ کہ شعراء عرب میں سے ترک کی سب سے پہلی مدح علی بن عباس رومی نے کی وہ لکھتا ہے۔

إِذَا ثَبَتُوا فَسَدُّ مِنْ حَدِيدٍ
تُخَالُ عِيُونُنَا فِيهَا بَحَاراً
وَأَنْ بَرَزُوا فَنِيرَانٌ تَلَطُّطِي
عَلَى الْأَعْدَاءِ يَضُرُّهُمْ أَسْتِعَاراً

”جب ثابت قدم ہو کر سامنے آتے ہیں تو لوہے کی دیوار ہیں، ہماری آنکھیں خیال کرتی ہیں کہ یہ دریا ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں تو دشمن کیلئے آگ ہیں جسے بلاتا خیر جلا کر رکھ بنا دیتے ہیں۔“

اضافہ اویسی غفرلہ:

فقیر ایک حدیث مع شرح کا اضافہ کرتا ہے تاکہ اہل ایمان کا ایمان تازہ ہو۔

ایک عجیب جنگ اور زراعی قوم:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَنْزِلُ أَنْاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ

يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دَجَلَةٌ يَكُونُ عَلَيْهِ جَسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا
وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ كَانَ فِي أَحْرِ الزَّمَانِ - جَاءَ بَنُو
قَنْطُورَاءَ عَرَاضَ الْوَجُوهِ صَغَارَ الْأَعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ
فَيَفْرُقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرْقٍ فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ فِي أَذْنَابِ الْبَقَدِوِ الْبَرِيَةِ وَهَلَكُوا
وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذُرَارِيَهُمْ خَلْفَ
ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمْ الشُّهَدَاءُ (رواه ابوداؤد، مشکوٰۃ، جلد ۲، صفحہ ۴۶۸)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتر پڑیں گے جس کا نام ”بصرہ“ ہے اس نہر کے پاس جس کو دجلہ کہا جاتا ہے اس نہر کے پاس، اس نہر پر ایک پل ہوگا اور اس شہر کی آبادی بہت زیادہ ہوگی یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہوگا جب آخری زمانہ آئے گا تو قنطوراء کی اولاد (تاتاری قوم) چوڑے چوڑے چہروں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے حملہ کیلئے آکر اس نہر کے کنارے پڑاؤ کریں گے اس وقت بصرہ والوں کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ تو بیلوں کی دم پکڑے ہوئے بیابانوں میں پناہ لے گا اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنی ذات کیلئے امان لے گا یہ سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر کے ان لوگوں سے جنگ کرے گا یہ لوگ ”شہداء“ ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں ”قنطوراء کی اولاد سے مراد ترکی اور تاتاری قومیں ہیں قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جوڑے کے قنطورا کے شکم سے پیدا ہوئے تھے ان کی اولاد میں ترکی اور تاتاری اقوام ہیں۔ (مرقاۃ جلد ۵، صفحہ ۱۵۶)

غیبی خبریں:

اس حدیث میں ”بصرہ“ سے مراد شہر بغداد ہے چونکہ زمانہ رسالت میں بغداد آباد نہیں ہوا تھا اور بصرہ بغداد ہی کے قرب و جوار میں ہے اس لیے بغداد کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بصرہ کا نام لیا اس جنگ کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ صفر ۶۵۶ھ میں جب چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان تاتاریوں کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بغداد کے مسلمانوں کی تین

جماعتیں ہو گئیں۔ کچھ مسلمان تو اپنے اپنے مال و اسباب کو بیلوں پر لاد کر اپنی جان بچانے کیلئے جنگوں اور بیابانوں میں پناہ لینے کیلئے نکل بھاگے مگر یہ لوگ بیچ نہ سکے بلکہ تاتاریوں کی خونخوار فوجوں نے ان سب کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور کچھ مسلمان یعنی خود خلیفہ بغداد ^{مستعصم باللہ} اور اس کے ارکان سلطنت اور بغداد کے امراء و شرفاء و علماء نے تاتاریوں سے جان کی امان لے کر قلعہ کا پھانک کھول دیا اور باہر نکل آئے مگر قوم تاتار کے بد عہد کفار نے ان سب مسلمانوں کو قتل کر کے ٹکڑے کر ڈالا اور خلیفہ بغداد کو بھی نہایت ہی بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ طرح طرح کی ایذا دے کر مار ڈالا۔ اور کچھ شیر دل اور جاں باز مسلمان اس عظیم فتنہ کے سیلاب میں بھی ثابت قدم رہے نہ ان لوگوں نے فرار کیا نہ قوم کفار سے امان کے طلب گار ہوئے بلکہ ان کفار کے مقابلہ میں تلوار لے کر ڈٹ گئے اور اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے کر کے ان کافروں سے جنگ کرنے لگے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب کے سب شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے اور شہر بغداد تباہ و برباد ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۸۲۰ وغیرہ)

بصرہ:

حضور اکرم ﷺ نے سینکڑوں برس پہلے جو غیب کی خبر دی تھی وہ حرف بہ حرف صادق ہوئی اور قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی اور جس بصرہ کی خبر دی گئی وہ بھی عالم وجود میں آ گیا اس کا نام حضور نے ارشاد فرمایا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شہر کی بنیاد رکھی بصرہ، کوفہ، قاہرہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں منصفہ شہود پر آئے۔ (اویسی غفرلہ)

(15) نار حجاز جس کی روشنی سے بصری (شام) میں اونٹوں کی گردنیں

نظر آئیں اس آگ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صدیوں پہلے خبر دی

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم

نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو مقام بصری میں

اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ (رواہ البخاری والحاکم فی المستدرک)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

صحیحین کے الفاظ ہیں۔

لَا يَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَظْهَرَ نَارُ الْحِجَازِ۔

”قیامت قائم نہ۔ گی جب تک حجاز کی آگ ظاہر نہ ہو۔“

فائدہ: شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ المتوفی ۱۰۵۲ھ جذب القلوب الی دیار الحبوب (تاریخ مدینہ منورہ) میں لکھتے ہیں کہ واقعہ نارجاز بھی اس شہر مبارک کی کرامت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے وقوع کی ایک حکمت یہ تھی کہ یہ سرزمین رحمت و شفاعت کی جگہ ہے۔ باوجود یہ کہ ظاہر ہوئی اور بجھ گئی اور ظاہر اس لئے ہوئی کہ اسی دور میں شریر لوگوں نے لڑائیاں اور دنگا فساد برپا کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت دلانے کیلئے ایسا کیا تا کہ وہ اپنی شرارتوں اور فسادات سے باز آجائیں۔ اور رحمت بھی ظاہر ہے کہ باوجود ہمہ گیر عذاب بن جانے کہ اہل مدینہ بلکہ حرم مدینہ کیلئے امن و سلامتی والی تھی۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایت مسند الفردوس میں ہے ایسے ہی کائل بن عدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَسِيلَ وَاِدٍ مِنْ أَوْ دِيَّةِ الْحِجَازِ بِالنَّارِ تُضِيءُ أَعْنَاقُ الْإِبِلِ بِبُصْرَى۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی وادی آگ سے رواں ہوگی جس سے بصری میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

امام سہودی رحمہ اللہ کی تقریر بقلم مصنف کتاب:

مصنف کتاب نارجاز کی روایات مع سندات نقل کرنے کے بعد حضرت امام نور الدین سید علی سہودی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تقریر کہ آپ تاریخ المدینہ یعنی وفاء الوفاء و خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ یہ نار مدینہ پاک میں ظاہر ہوئی اور اس کی شہرت حد تو اتر تک مشہور ہے اس سے پہلے ہولناک دھماکے شروع ہوئے یہاں تک کہ اہل مدینہ گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ان کی حل

تبصرہ اویسی غفرلہ:

امام سہودی رحمۃ اللہ علیہ مصر سے مدینے میں مقیم ہو کر دس سال تک مدینہ پاک کے مفصل حالات لکھتے رہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف، محبوب مدینہ کا مقدمہ، جلد اول، ترجمہ خلاصۃ الوفاء۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، اہل مدینہ کا گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ بتاتا ہے کہ حق مذہب اہلسنت بریلوی ہے اس لئے کہ یہی بریلوی حضرات اسلام کے طریقہ پر ہیں نجدی مذہب اور اس کے ہمنوا مزار پر جا کر استغاثہ کو شرک کہتے ہیں تو بدعتی اور باطل ہیں۔

احمد رجال ثقات کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ذوالحلیفہ نظر آیا تو لوگ مدینہ طیبہ کو جلدی کر کے چلے گئے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ میں ٹھہر گئے اور ہم بھی وہاں ٹھہر گئے۔ آپ نے صبح کے وقت ان صحابیوں کیلئے پوچھا جو عجلت کر کے مدینہ شریف کو پہلے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اب تو مدینہ پاک اور عورتوں کی طرف عجلت کر رہے ہیں لیکن ایک وقت آرہا ہے جب اُس وقت آج کی اچھی گھڑیاں سمجھیں گے پھر فرمایا:

لَيْتَ شَعْرِي مَتَى تَخْرُجُ نَارُ بَارِضِ الْيَمَنِ مِنْ جَبَلِ الْوَرَّاقِ تَضِي أَعْنَاقَ
الْأَبْلِ بِبَصْرَى ضَوْءَهُ كَضَوْ النُّهَارِ۔

”کاش! جب کہ ارض یمن میں جبل وراق سے آگ نکلے گی جس کی روشنی سے بصری میں اُنٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی اور وہ روشنی دن کی طرح روشن ہوگی۔“

سوال: مدینہ کی نار تو حجاز سے مشہور ہے۔ حدیث مذکور میں یمن کا لفظ ہے۔

جواب: اگرچہ مدینہ طیبہ حجاز یہ ہے لیکن امام شافعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ یمانی بھی ہے جیسا کہ امام بیہقی نے ان سے نقل کر کے اس پر ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔ طہانی شریف میں حضرت حذیفہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارُ مَنْ رُومَانَ أَوْ رُكُوبَةَ تَضِي مِنْهَا

اعناق الابل ببصری۔

”قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ رومان یا رکو بہ سے نہ نکلے گی جس کی وجہ سے بصری میں اُنٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔“

انہی کی روایت حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وسیل کہاں ہے؟ (مجمع البحار میں واؤ کے بغیر جس سیل ہے) ہم نے لا علمی ظاہر کی۔ اس کے بعد ہمارے ہاں سے قبیلہ بنی سلیم کا ایک شخص گزرا، ہم نے پوچھا کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا جس وسیل میں۔ میں سنتے ہی اپنے جوتے چھوڑ کر فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا اور عرض کی ہم سے آپ نے جس وسیل کے متعلق پوچھا تھا ہم نے لا علمی ظاہر کی آج ایک شخص وہاں کا مقیم ہمارے ہاں سے گزرا ہے وہ یہ ہے آپ اس سے اس کے متعلق جو چاہیں پوچھیں۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کہاں رہتا ہے؟ عرض کی ”جس وسیل“ میں۔

آپ نے فرمایا:

اخرج اهلك منها فانه يوشك ان تخرج منها نار تضيء اعناق الابل ببصرى۔

”اپنے اہل کو یہاں سے لے جا کیونکہ عنقریب آگ نکلے گی۔ جس سے اُونٹوں کی گردنیں بصری میں نظر آئیں گی۔“

رافع بن بشر سلمی نے اپنے والدین سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ

يوشك نار تخرج من حبس سيل تسير مطيئة الابل تسير النهار و تقيم الليل۔ (الحديث)

”قریب ہے کہ آگ جس سیل سے نکلے گی اس کی سیر اُونٹ کی رفتار کی طرح ہوگی وہ دن کو چلے گی اور رات کو ٹھہری رہے گی۔“ (رواہ الطبرانی و ابویعلیٰ و امام احمد)

فوائد اویسی غفرلہ:

حافظ پٹنمی رحمہ اللہ المتوفی ۸۰۷ھ نے فرمایا کہ امام احمد کی روایت کے راوی صحاح کے ہیں سوائے رافع کے۔

جس (بالضم پھر سکون) یہ جگہ حرہ بنی سلیم اور سوارقیہ کے درمیان واقع ہے اور نصر نے فرمایا کہ وہ فتح کے ساتھ ہے۔ بنو سلیم کے دو حرون کا ایک ہے۔

احادیث مذکورہ بالا میں جس آگ کا ذکر ہے وہ واقع ہو چکی جو مدینہ طیبہ کو قبلہ کی جانب مشرق سے سوار یہ کے طریق سے آئی جس کا بیان تفصیلی آئے گا (ان شاء اللہ) اور یہ بنو سلیم کے بلاد کی جانب ہے۔

بدر بن فرحون نے فرمایا: احیین کی وادی سے یہ نار چلی۔

قطب قسطلانی نے فرمایا یہ آگ مشرق کے جہت سے اس مرحلہ پر ظاہر ہوئی جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے جس کا نام الہیلاء کا میدان ہے جو قریظہ کے گھروں کے قریب میں ہے یعنی مدینہ اور احیین کے درمیان واقع ہے پھر مشرق کی جانب بڑھتی ہوئی احیین کے قریب پہنچ گئی۔

سوال: کبھی کسی جگہ کا نام لیا جاتا ہے کبھی کسی کا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کا ابتدائی ظہور اسی جگہ سے ہوا جس کا اشارہ حدیث شریف میں ہے۔ جسے لوگوں نے محسوس نہ کیا یہاں تک کہ محل مذکور تک پہنچی جو کہ یہی انذار کا مقام ہے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئی۔ نار حجاز کے ظہور سے چند روز پہلے ہیبت ناک زلزلے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۵۹)

”اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو۔“

سوال: یہ عذاب بھری آگ اس مقدس شہر کے قریب میں کیوں واقع ہوئی؟

جواب: اگر کسی دوسرے علاقہ میں ایسی ہیبت ناک آگ کا ظہور ہوتا تو عذاب بن کر امت کو ضرر رساں ہو جاتی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے منافی تھا۔ آپ کے شہر کے قریب میں وقوع ہوا تا کہ انذار بھی ہو جائے اور شہر کی برکت کا ظہور بھی۔ جب آگ کا زور پھیلا تو اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ

التَّجَوُّا فِي أَمْرهَا أَلَىٰ نَبِيِّهِمُ الْمَبْعُوثِ بِالرَّحْمَةِ فَصُرِفَتْ عَنْهُمْ ذَات

الشمال و قابلتهم الرحمة فكانت برداً و سلاماً و ظهرت بركة تربته
عليه السلام في أمته۔

”آگ کے معاملہ میں اپنے نبی رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پناہ مانگی جس سے وہ آگ بائیں طرف چلی گئی اور اہل مدینہ کو رحمت نصیب ہوئی ان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی اس سے اہل مدینہ پر بلکہ تمام امت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی برکت ظاہر ہوئی۔“

فائدہ: اہل مدینہ قدیم سے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور پناہ عالم مانتے چلے آ رہے ہیں اب بھی اہل حق آپ کو زندہ اور پناہ کائنات مانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت محمد علیہ نے کہا: مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میرے چشم عالم سے چھپنے والے ایک جگہ مسلمانوں کو سمجھایا کہ

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا نہ یہاں نا ہے نہ منگتا ہے یہ کہنا کیا ہے
(حدائق بخشش حصہ اول)

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جمیع اہل الشام کی متواتر اطلاع دینے سے (کہ اس نار کا خروج ہوا تھا) ہمیں اس کا علم یقینی ہے۔

سوال: یہ نار حجاز مشہور ہے امام نووی نے شام والوں کی شہادت کیوں بتائی؟
جواب: یہ آگ ان کے زمانہ کی کوئی اور ہوگی۔

زلزلہ کا آغاز مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں ہوا لیکن جھٹکے تھے باوجود مکرر ہونے کے ایک دوسرے کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔

آگ حجاز کا قصہ:

ابتداءً زلزلہ مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں ہوا یعنی مستعصم کے قتل اور بغداد کی تباہی کے دو سال قبل پہلے معمولی جھٹکے تھے باوجود یہ کہ بار بار آتے لیکن آتے لیکن ایک دوسرے تک نہیں پہنچتے تھے پھر منگل کے دن شدت اختیار کر لی یہاں تک کہ ان کا کامل

ظہور ہو گیا پھر تیسری تاریخ بدھ کی رات کو تہائی شب کے سخت جھٹکے لگے جس سے لوگ گھبرا گئے اور پھر اسی رات سے مسلسل جمعہ تک جاری رہے۔ ان کی آواز بادل کی گرج سے بھی سخت تھی اور زمین گھومتی تھی اور درود یوار ہلتے تھے یہاں تک کہ ایک دن میں اٹھارہ بار جھٹکے لگے جیسا کہ قطب قسطلانی نے اپنی ایک کتاب میں بیان کیا جب کہ اس نار کے لیے ایک مستقل کتاب ”جمل الا یجاز فی الاعجاز بنار الحجاز“ لکھی ہے اور وہ اس مکہ معظمہ میں تھے۔ ابو شامہ نے یہ واقعہ قاضی مدینہ سنان کی کتاب سے ان کا مشاہدہ نقل کیا۔

قاسطانی وغیرہ نے اس کے عجائبات بیان فرمائے ہیں: کہا کہ جمعہ کے دن شدید جھٹکا تھا کہ مسجد شریف کے مینار ہل گئے اور مسجد کی چھت سے سخت آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ قسطلانی نے کہا کہ جمعہ کے دوپہر کے وقت یہ آگ ظاہر ہوئی اس کے ظہور کی جگہ سے لے کر خلائے آسمان میں دھواں پھیل گیا جس کی سخت سیاہی نے افق ڈھانپ لیا۔ اور زمین پر اندھیرا چھا گیا گویا رات ہو گئی اور دن کی روشنی بالکل ختم ہو گئی اور مشرق سے آگ کا ایک بہت بڑا شہر نظر آتا تھا۔

آگ کا طول و عرض:

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۶۸ھ نے فرمایا کہ بدھ کی شب تیسری جمادی الآخرة جمعہ کی چاشت تک مدینہ منورہ میں بڑے بڑے زلزلے آئے پھر ہتھم گئے تین ماہ کے بعد آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ گویا ایک برج دار قلعہ یا وسیع شہر کی مانند تھی جیسے آدمیوں کی جماعت اس کو کھینچ رہی ہے جس پہاڑ سے گزرتی اسے راکھ کر دیتی۔ رانگ کی طرح پگھلاتی، بادل کی طرح گرجتی، دریا کی طرح جوش مارتی اور گویا اس سے سرخ اور نیلی نہریں نکلتی ہیں اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہے اور اس کے ساتھ ایک ٹھنڈی ہوا بھی مدینے کی طرف آتی ہے۔

فوائد: مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ اس کی لمبائی آسمان کی طرف پانچ دن کے سفر کے برابر تھی اور میں نے سنا ہے کہ وہ مکہ معظمہ اور بصری کے پہاڑوں سے دیکھی گئی۔

عارف قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (یہ امام قسطلانی نہیں جو بخاری شریف کے شارح ہیں اس لیے کہ یہ تو ۹۲۲ھ میں فوت ہوئے یعنی امام سمودی مصنف و فاء الوفاء و خلاصہ کی موت سے

گیارہ سال بعد۔ بلکہ یہ قسطلانی قطب الدین ابوبکر احمد المکی القسطلانی المتوفی ۶۸۶ھ ہیں، حاشیہ خلاصۃ الوفاء اویسی غفرلہ) نے فرمایا کہ اس کی روشنی کا ظاہر و باطن پر غلبہ تھا۔ مدینہ طیبہ اور حرم پاک میں سورج اس کی روشنی سے متاثر ہوا یہاں تک کہ سورج کی روشنی زمین پر زرد اور سورج کا رنگ سُرخ نظر آتا تھا اور چاند کی چاندنی ماند پڑ گئی۔

ابوشامہ نے فرمایا مجھے ایک معتمد علیہ بزرگ نے فرمایا کہ میں نے اس بزرگ سے سنا جس نے مدینہ طیبہ میں اس کا مشاہدہ کیا وہ یہ کہ اس کی روشنی پر تہاء میں کتاب لکھی جاسکتی تھی حالانکہ اُس وقت سورج اور چاند کی روشنی تو بالکل مانند پڑ گئی یعنی وہ تو کسوف و خسوف کی زد میں تھے اور ہم نے ان کے کسوف و خسوف کا اثر دمشق میں محسوس کیا اس لیے کہ ان کی روشنی دیواروں پر دھیمی دھیمی محسوس ہوئی تھی ہم اس واقعہ کی خبر پہنچنے تک حیران تھے کہ واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے۔

عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے سنا ہے جس نے خود آنکھوں سے دیکھا کہ وہ آگ جبال سایہ تک نظر آتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ہم نے اسے تیما و بصری میں ایسے قریب سے دیکھا جیسے اہل مدینہ کو قریب نظر آئی۔

عماد ابن کثیر نے کہا مجھے قاضی القضاة صدر الدین حنفی نے بتایا انہیں ان کے والد گرامی شیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصری نے فرمایا کہ مجھے آنکھوں سے دیکھنے والے بہت سے دیہاتیوں نے خبر دی کہ اس آگ کی روشنی سے رات کے وقت اونٹوں کی گردنیں دکھائی دیتی تھیں۔ اس سے ہمیں یقین ہوا کہ جس آگ کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ وہ حجاز سے ظاہر ہوگی وہ ظاہر ہوگی اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا ظہور ہوا جسے آپ نے صدیوں پہلے خبر دی تھی۔

نکتہ: روشنی دور دکھائی گئی تاکہ لوگوں کو خوف خدا پیدا ہو۔

نکتہ: جمعہ کے دن اس لئے ظاہر ہوئی تاکہ معلوم ہو کہ یہ نعمت ہے۔

اگرچہ بظاہر عذاب محسوس ہوتی ہے اس سے خوف خدا رکھنے والے قلوب کو واقعی خوف خداوندی کی نعمت نصیب ہوئی چنانچہ امیر مدینہ کے متعلق منقول ہے۔

حکایت نمبر ۱: عارف قسطلانی ایک معتبر بزرگ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المدینہ نے چند سواروں کو آگ کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے بھیجا لیکن وہ آگ کی گرمی و تمازت کی شدت سے قریب جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر وہ سوار یوں کوچھوڑ کر پیدل چل پڑے ان کا بیان ہے کہ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ پہاڑوں جیسی چنگاریاں پھیلا رہی ہے۔ اس کی تیز روشنی کی وجہ سے آگ کی حقیقت سے آگاہی نہ پاسکے۔ واپس لوٹے تو امیر المدینہ خود جانے کیلئے کمر بستہ ہوئے۔ جب انہوں نے ہمت کر کے آگ کے قریب پہنچنے کی جرات کی تو دو تیروں کی مقدار تک حرارت نے آگے نہ آنے دیا بلکہ آگے زمین بھی آگ بنی ہوئی تھی اور اس کے پتھر آگ کی میخیں محسوس ہوتی تھیں اور ان کے نیچے آگ تھی اور ان سے آگ کے شعلے پہاڑوں کی مانند اٹھ رہے تھے۔ وہاں کے ریت کے ٹیلے آگ سے تبدیل ہو چکے تھے جو بحر مواج کی طرح موجیں مارتے ہوئے پتھر کے بڑے تو دے آگ میں گرا رہے تھے اور اس کے شعلوں نے افق آسمان کو تاریکی سے بدل دیا۔ ایسے گمان ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کسوف و خسوف کی لپیٹ میں ہیں اور ان کی روشنی آفاق دنیا سے چھین لی گئی ہے۔

حکایت نمبر ۲: جمال مطری اور عارف قسطلانی کی نقل میں تضاد ہے وہ یہ کہ جمال مطری علم الدین سخر جو عز الدین منیف امیر المدینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ان کے آقا امیر المدینہ نے ایک شخص عربی کے ساتھ بھیجا ہم دونوں سوار یوں سوار تھے ہمیں امیر کا حکم تھا کہ تم آگ کو قریب سے دیکھنا ہم نے سن رکھا تھا کہ آگ کی کو اپنے قریب بھٹکنے نہیں دیتی۔ لیکن جب ہم پہنچے تو ہمیں اس کی کوئی گرمی محسوس نہ ہوئی۔ میں سواری سے اتر پڑا اور بالکل قریب چلا گیا دیکھا کہ وہ تو ہر چھوٹے بڑے پتھروں کو نگل رہی ہے میں نے ترکش سے تیر نکال کر تیر کے نیزے کو آگ میں ڈالا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی یہاں تک کہ گرمی کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ البتہ اتنا ہوا کہ نیزے کو آگ کھا گئی لیکن تیر کی لکڑی کو محفوظ رکھا۔

فائدہ: مطری فرماتے ہیں آگ، پتھروں اور پہاڑوں کو ہڑپ کر جاتی لیکن درختوں کو چھوڑ

دیتی تھی۔ (شیخ شاہ عبدالحق محدث قدس سرہ المتوفی ۱۰۵۲ھ نے فرمایا کہ آگ کے متعلق اوقات احوال کے ساتھ ظاہر ہونا بھی نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے ایسے ہی اس کا کبھی سرد ہونا اور کبھی گرم ہونا وغیرہ وغیرہ۔)

حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام:

مطری فرماتے ہیں اس سے میری سمجھ میں یہ آیا ہے کہ آگ کو حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام تھا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام مخلوق کے ہر ذرہ پر فرض ہے۔

قسطلانی کا دوسرا بیان:

عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ جب آگ چلتی تھی تو ہر شے کو پیستی اور ہر خشک و تر درخت اور پتھروں، پہاڑوں کو راکھ بناتی چلی گئی۔ اس کا کنارہ مشرقی (پہاڑوں کے مابین) تھا۔ پہاڑ حائل ہوئے تو ٹھہر گئی اور دوسرا کنارہ شامی تھا وہ حرم کے متصل تھا یعنی جبل وغیرہ اس کی مشرقی جانب جبل احد کے ساتھ متصل تھی اور وادی شفاة جس کے کنارے میں وادی حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، سے چلی تو حرم نبوی کے سامنے آ کر نہ صرف ٹھہری بلکہ بجھ گئی۔

حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا مشاہدہ:

حضرت عارف قسطلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر آدمی سے سنا ہے کہ وادی میں ایک بڑا پتھر پڑا تھا جس کا نصف حصہ تو حرم کے اندر اور نصف باہر تو آگ میں خاکستر ہو گیا مگر نصف اندر کے حصہ تک جب آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں کہ: آگ علاقہ شام سے بڑھتی چلی آئی یہاں تک کہ قرب احد شریف میں قرین الارنب میں آ کر نہ صرف رک گئی بلکہ بجھ گئی۔

فائدہ: یہی زیادہ معتمد علیہ اور یہی معجزہ ہونے کے اعتبار سے موزوں تر ہے۔

(اور) ابو شامہ نے قاضی سنان کی کتاب سے جو مشاہدہ نقل کیا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ آگ وادی شفاة سے گزر کر جبل احد کے بالمقابل ٹھہر گئی اور حرہ عریض کے قریب ٹھہرنے کو تھی (یہاں تک کہ قتیہ جو کہ حرم مدینہ کو متصل ہے) کے قریب ٹھہری اور حرہ

عریض کے قریب پہنچ کر بجھ گئی (یہ آگ، جمادی الآخرۃ جمعہ کو شروع ہو کر ۲۷ رجب کو ختم ہوئی) اور پھر مشرق کو چلی گئی۔

آگ کی روانی و جوانی:

مورخین لکھتے ہیں کہ وہ آگ وادی میں سیلاب کے ریلے کی طرح رواں دواں تھی۔ اس کا طول چار فرسنگ (۱۲ میل) اور عرض چار میل اور گہرائی آدمی کے ڈیڑھ قد کے برابر تھی۔ جب وہ رواں دواں تھی تو پتھر چونے کی طرح پگھلتے چلے جاتے یہاں تک کہ منتہائے حرہ میں مشرق کی جانب وادی کے نزدیک جمع ہوتے رہے اور جبل وغیرہ کی طرف وادی شظاۃ کے وسط میں آگ سے پگھلتے ہوئے پتھروں کی ایک مضبوط دیوار بن گئی۔ یہ سد سکندری کی طرح نہ تھی اس کے وصف سے زبان عاجز ہے اور اس میں سے کسی انسان کو راستہ ملتا ہے نہ کسی جانور کو۔

فوائد: وہاں پر تاحال دیوار کے آثار موجود ہیں۔

اس دیوار کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مفسد، ڈاکو اس راستہ سے ساکنانِ خوباں یعنی مدینہ طیبہ کو تنگ کرتے تھے اس دیوار نے ان کے داخلے بند کر دیئے۔

”مپندار کہ در کار خداوند خطاست۔ زانکہ اوھر چه کند عین صلاح ست۔“

”یہ گمان بھی نہ کر کہ اللہ تعالیٰ کے کام میں خطا ہے اس لیے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے عین

صواب (صلاح) ہے۔ (جذب القلوب) جو جس کے نام سے مشہور ہے۔“

عارف قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے معتبر بزرگوں کو فرماتے سنا ہے

کہ اس وقت میں نے اس دیوار کو ناپا تو ایک پتھر اوپر سے نیچے پھینکا۔ زمین اصلہ تک پہنچے تک ایک طویل تیر کے برابر محسوس ہوا۔

اسی وجہ سے وادی شظاۃ کے دو حصے محسوس ہوتے تھے اور آج اس وادی کی دیوار کے

پیچھے سیلاب کا پانی رک جاتا ہے بارشوں کے دوران تا حد نگاہ لمبا چوڑا دریا نظر آتا ہے (دور

حاضرہ میں اس کا نام عاقول ہے۔ حاشیہ خلاصۃ الوفاء) اس دیوار کے ٹوٹنے کی غیبی خبر کا

بیان (نار حجاز نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ امت کے ہر فرد نے مانا اور یہ رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت اور مافی الغد میں داخل ہے جب کہ مخالفین کہتے ہیں کہ ”خمس لا یعلمہن الا اللہ“ پانچ علم وہ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صدقے بہت سے اولیاء کرام کو ان پانچوں علوم میں سے بہت سے جزئیات سے نوازا ہے۔ منجملہ انکے ایک یہی واقعہ یعنی نارالحجاز بھی ہے جسے سینکڑوں سال پہلے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جس کا وقوع ۶۵۴ھ میں المستعصم باللہ (بادشاہ عباسی) کے دور کے قتل اور بغداد کی تباہی کے دو سال قبل ظاہر ہوا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ”تاریخ الخلفاء“ میں خلیفہ مذکور کے حالات میں لکھا کہ ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابوشامہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے جو خطوط (مکاتیب) آئے ان میں تحریر تھا کہ کہ شب چار شنبہ ۳ جمادی الآخر کو یہاں زبردست گرج سنائی دی اور اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفے سے زلزلے آتے رہے اور زلزلے کے جھٹکوں کی یہ حالت 5 جمادی الآخر تک قائم رہی۔ اس کے بعد مقام حرہ میں قریظہ بن امر کے پاس آگ لگ گئی۔ یہ آگ اتنی شدید تھی کہ مدینہ منورہ میں ہم گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم کو ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آگ بالکل ہمارے پاس کسی جگہ لگی ہے۔ اس کے بعد تمام وادیوں میں سیلاب آگیا اور پانی وادی شظاۃ تک پہنچ گیا ہم لوگ ڈوبنے والوں کی مدد کرنا چاہتے تھے کہ پہاڑ سے لاوا اُبلنے لگا۔ تیسرا نار اور آنا فانا یہ پہنچا اس لاوے سے آگ کے پہاڑ بلند ہو رہے تھے اور اس سے اس طرح شرارے نکل رہے تھے جیسے آگ کے مینار کھڑے کر دئے گئے ہیں۔ اس آگ کی روشنی مکہ معظمہ اور اس کے قرب و جوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس موقع پر تمام لوگ جمع ہو کر روضہ مقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور توبہ استغفار کی۔ آگ اور روشنی کا یہ سلسلہ ایک ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ آگ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ خبر متواتر کے اعتبار سے بالکل درست ہے۔ اور وہی آگ تھی جس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سرزمین حجاز سے آگ بلند نہ ہوگی۔ جیسا کہ پہلے گذرا (کتب احادیث میں مفصل موجود ہے۔

عماد بن کثیر کا بیان:

فرمایا کہ مجھے قاضی صدرالدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد صفی الدین نے خبر دی آپ اس وقت مدرسہ بصری کے مدرس تھے ان کے علاوہ اور بہت سے اعراب نے خبر دی جو اس وقت بلاد بصری میں موجود تھے کہتے ہیں کہ ہم نے اسی نار کی روشنی سے ان کے اونٹوں کی گردنیں بصری میں دیکھیں جو مصداق ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وہ حدیث جو پہلے لکھی جا چکی ہے)

فائدہ: آگ کا مدینہ پاک کو جانب مشرق سے آنا جہت طریق اسوار قیہ وہیں جس وسیل ہے (جس کا ذکر ابتداء میں ہوا) وہ جبل سیل حرہ بنی سلیم اور اسوار قیہ کے درمیان واقع ہے۔

عجائبات:

- 1- اسی سال ایک عجب یہ ہوا کہ مسجد نبوی جل گئی حالانکہ وہ نار حجاز تو جرم سے باہر بچھ گئی تھی یہ اور طریقے سے آگ لگی تھی۔
- 2- اسی سال دریائے دجلہ میں زبردست طغیانی آئی جس نے بغداد کے اکثر حصے کو غرق کر دیا اور اس سے وزیر کا محل گر گیا یہ ان کے لیے انداز تھا۔
- 3- آگ مذکور کے ظہور کے دو سال بعد تاریخوں نے بغداد میں قیامت صغریٰ بپا کی اور آخری خلیفہ عباسی مستعصم باللہ اور اس کے اہل و عیال اور دیگر اہل اسلام کو تہ تیغ کیا، یہاں تک کہ ایک ماہ چند دن تک تاریخوں کی تلوار ظلم میں ڈوب کر مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوتی رہیں اور اسلامی کتب خانوں کے پاؤں کے نیچے بچھائی گئیں اور مدرسہ نظامیہ کو جانوروں کی گھاس ڈالنے کی جگہیں بنایا گیا اور وہ جگہیں انیٹوں کے بجائے اسلامی کتب سے تیار کی گئیں بغداد انسانوں سے خالی ہو گیا۔
- 4- اس پر آگ نے چڑھائی کر دی جس نے دار الخلافہ کو جلا کر رکھ کر دیا اور آگ ایسی پھیلی کہ تمام مکانات جل گئے یہاں تک کہ شاہی محلات رکھ ہو گئے اور والیان بغداد کے مقبرے جل گئے۔

5- بعض دیواروں پر مندرجہ ذیل اشعار عبرت کے لئے کندہ پائے گئے۔

إِنْ تُرِدْ عِبْرَةً فَهَذِي بَنُو الْعَبَّاسِ دَارَتْ عَلَيْهِمُ الدَّائِرَاتُ
اسْتَبِيحَ الْحَرِيمُ إِذَا قُتِلَ الْأَحْيَاءُ مِنْهُمْ وَأُحْرِقَ الْأَمْوَاتُ

”عبرت والو! عبرت پکڑو! یہ بنو العباس ہیں جن پر زمانہ کی گردش ہے ان کے

حرم مباح ہوئے جب کہ ان کے زندہ مارے گئے اور ان کے مردے جلانے

گئے۔“

بعض نے یہ اشعار کہے:

سُبْحَانَ مَنْ أَصْبَحَتْ مَشْنِيَتُهُ جَارِيَتُهُ فِي الْوَرَى بِمِقْدَارِ
فِي سَنَةِ أُغْرِقَ الْعِرَاقُ وَقَدْ أُحْرِقَ أَرْضُ الْحِجَازِ بِالنَّارِ

”پاک ہے وہ ذات جس کی مشیت مخلوق پر جاری ہے ایک ہی سال میں عراق

کو غرق کر دیا تو ارض حجاز کو آگ نے جلادیا۔“

پھر بغداد میں موت و فنا کی کثرت ہوئی اور بغداد سے بساط خلافت لپیٹ دی گئی ہیں قبل و

بعد امر اللہ ہی کیلئے ہے کہ وہی عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

نوٹ: یہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی تاریخ کا خلاصۃ الوفاء سے ماخوذ ہے، مزید

دیکھئے فقیر کی تصنیف ”محبوب مدینہ“ جلد اول مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔ یہ آگ

اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گی لوگوں کو ان کے محشر کی طرف جمع کرے گی

اور انکے ساتھ رات اور دوپہر گزارے گی جس کا بیان انشاء اللہ قسم ثالث میں آئے گا۔

(۱۶) روافض و تشیع کا ظہور اور رافضیوں کا ملک میں ظلم و ستم اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم پر لعن و طعن (سب اور لعنت کرنا) یہ عظیم ترین فتنہ اور

شدید تر امتحان اور سنتوں کو مٹایا جانا ہے

1- سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سے کہا اے ابوالحسن! رضی اللہ عنہ یہ بیشک ہے کہ آپ کے تابع دار جنت میں ہوں گے لیکن ایک ایسی قوم پیدا ہوگی۔ جو آپ سے محبت کا دم بھریں گے لیکن اسلام کی تحقیر کریں گے بلکہ اسے چھوڑ دیں گے اور پھینک دیں گے دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے ان کا لقب ”الرافضة“ ہوگا اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جنگ لڑو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (رواہ الدارقطنی)

فائدہ: یہ سند دار قطنی شریف میں مکمل ہے اور ان کا تعارف فقیر نے دار قطنی کی شرح انوار المغنی میں بیان کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۸۵ھ نے اس کی سند پہلی سند کی طرح اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مثلاً عن ابی جعفر الباقر عن فاطمة الصغری عن فاطمة الكبرى عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کے ہمارے طرق کثیرہ ہیں یعنی نہایت ہی مضبوط سند ہے فرمایا کہ تمام طرق مع سندات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم نے کتاب ”مسند فاطمہ“ بالاستیعاب لکھے ہیں۔

انتباہ اویسی غفرلہ:

اس میں شیعہ فرقہ کے لیے بہتر راہ ہدایت کا نمونہ ہے لیکن جس کے تالے خدا بند کرے کون کھولے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا۔ (پ ۲۶ محمد آیت نمبر ۲۴)

”تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں۔“

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے

ہیں کہ یعنی جن کے دلوں پر نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ

قرآن کی ہدایت ان کے دل میں اترتی ہے قفل کھلے تو ہدایت داخل ہو۔ (نور العرفان)

اویسی غفرلہ:

کہتا ہے یہی حال شیعہ و دیگر بد مذہب کا ہے جیسے وہابی نجدی، دیوبندی وغیرہ وغیرہ۔

2- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے اس میں اضافہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا جمعہ کی نماز کے لئے نہیں آتے اور نہ نماز جماعت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور وہ سلف اول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ (رواہ الدارقطنی)

3- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اور تمہارے ماننے والے جنت میں ہوں گے لیکن تمہارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی ان کا ایک لقب خاص ہوگا یعنی انہیں رافضہ (رافضی، شیعہ) کہا جائے گا جب تم انہیں ملو تو انہیں قتل کر دو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

حوالہ جات:

رواہ الطبرانی و ابونعیم فی الحلیہ و الخطیب البغدادی و ابن الجوزی اس کی سند میں محمد بن جمادہ ہے وہ ثقہ ہے لیکن عالی شیعہ ہے اس سے شیخین نے روایت کی ہے اور رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ سب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی۔
انتباہ: یہ حوالہ جات مصنف رحمہ اللہ نے اسی لئے بیان کئے ہیں تاکہ روایت کو شیعہ پارٹی مان لے اور ایک روایت پر اہلسنت نے شیعہ ہونے پر اعتراض کرتے ہیں وہ بھی شیعوں کے لیے قابل تسلیم ہونا چاہیے۔ یاد رہے کہ سابق مؤرخوں میں شیخنا اس پر بولا جاتا جو محبت علی رضی اللہ عنہ ہو یا آپ کو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے افضل مانتا ہو۔ اس سے وہابی و دیوبندی اور منکرین حدیث دھوکہ دے کر اہلسنت کی بعض روایات کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”حدیث ضعیف کی تحقیق“ اویسی غفرلہ)

4- ابن ابی عاصم و ابن شاہین نے اس پر اضافہ فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کیا نشانی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ایسی تعریف کریں گے کہ جو تم میں نہیں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کریں گے بلکہ انہیں گالی دیں گے۔

5- ابن بشر اور الحاکم کی روایت ہے کہ وہ تمہاری محبت کا دعویٰ کریں گے اور قرآن

پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

6- خیشمہ و للالکائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بعد ایک قوم پیدا ہوگی جو ہماری محبت کا دم بھریں گے لیکن وہ ہماری جماعت سے نہیں ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی بکریں گے۔

7- لالکائی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کا ایک خاص لقب ہوگا، رافضی کے نام سے موسوم ہوں گے اس سے وہ پہچانے جائیں گے وہ ہماری (شیعہ) جماعت میں نہیں ہوں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیں گے۔

8- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی رافضی نام سے مشہور ہوں گے۔ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے جب تم انہیں دیکھو تو انہیں قتل کر دو کیونکہ وہ مشرک ہیں (رواہ احمد و ابویعلیٰ و الطبرانی)

انتباہ اویسی غفرلہ:

ہم عوام کو ان کے اور کسی بھی بد مذہب کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے کیونکہ یہ حکومت کا کام ہے اور حکومت اس طرف توجہ نہ دے تو قیامت میں سربراہ حکومت جواب دہ ہوگا۔

9- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم پیدا ہوگی وہ اہل بیت کی محبت کا دم بھرے گی ان کا ایک خاص لقب ہوگا یعنی رافضی کہلائیں گے انہیں قتل کرو جہاں انہیں پاؤ۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

10- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی رافضی نام سے موسوم ہوں گے اس لئے کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

(رواہ الطبرانی بطریق اہل بیت)

فائدہ: یعنی اس روایت کے تمام راوی اہل بیت ہیں شیعہ حضرات ان کی بھی نہ مانیں تو ان کی بد قسمتی۔ (اویسی غفرلہ)

11- حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت کے بارے میں دو

گروہ تباہ و برباد ہوں گے:

- (i) ہم سے حد سے بڑھ کر محبت کریں گے۔ جیسے شیعہ فرقہ۔
(ii) ہمارے اوپر بہتان و افتراء تراشنے والا (جیسے خوارج اور ان کے ہمنوا فرقتے جیسے وہابی اور بعض دیوبندی وغیرہم)۔ (رواہ خشیش وابن ابی عاصم و ابی عاصم و اصہبانی)
- 12- ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو مرد میرے بارے میں ہلاک و تباہ ہوں گے:

- (i) ایک وہ جو حد سے بڑھ کر میرا محبت ہوگا (جیسے شیعہ) وہ میرے متعلق ایسی باتیں گھڑے گا جو مجھ میں نہیں۔
(ii) میرے ساتھ حد سے زیادہ بغض کرنے والا۔ اسے میرا بغض اس پر مجبور کرے گا کہ مجھ پر افتراء و بہتان تراشے (جیسے خوارج اور نجدی وہابی وغیرہ)۔ (رواہ احمد فی مسندہ)
- 13- ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

- (i) میرے ساتھ ایک قوم (فرقہ) محبت کرے گی (لیکن) حد سے تجاوز کر کے (اسے میری محبت دوزخ میں لے جائے گی۔
(ii) ایک اور قوم (فرقہ) ہوگی جسے میرا بغض جہنم میں لے جائے گا۔ پھر آپ نے دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اَلْجَنَّةَ كُلَّ مُبْغِضٍ لَّنَا وَ كُلَّ مُحِبٍّ لَّنَا غَالٍ۔ اے اللہ جو لوگ مجھ سے بغض کرتے ہیں ان سب پر لعنت بھیج اور جو میرے ساتھ غلو کر کے محبت کرتے ہیں ان سب پر لعنت بھیج (یعنی تمام خوارج اور ان کے ہمنوا اور تمام شیعہ رافضی اور ان کے ہمنوا)

- 14- ایک روایت میں ہے کہ آخری زمانہ میں ہر اس شخص (گروہ) کو شہید کیا جائے گا جو حضرت علی و حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی رائے پر ہوگا یعنی ان کا تائید کنندہ (جیسے اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ)

- 15- ایک روایت میں ہے کہ جو بھی امام حسن و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی رائے پر ہوگا اسے شہید کیا جائے گا (اس لئے کہ پیدا ہونے والی قوم (فرقہ) میرے (علی المرتضیٰ) کے بارے

میں ایسے حد سے تجاوز کریں گے جیسے نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ عزیر السلام کے بارے میں کیا، یعنی انہیں خدا کہا یا اس کا بیٹا۔ میری اولاد شہد کی مکھیوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے یعنی ان کی بہت زیادہ اطاعت گزاری کا دم بھریں گے تو صرف دنیا طلبی کے پیش نظر۔

16- محمد بن سوہ نے روایت کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان سب سے شریر ترین وہ فرقہ ہوگا جو میری محبت کا دم بھرے گا لیکن وہ ہمارے (عقائد و مسائل) کے خلاف کرے گا۔

17- یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اس امت کے آخر دور کے لوگ پہلے دور والوں پر لعنت کریں گے۔

اضافہ اویسی:

اس دور میں ہم اپنے کانوں سے سن رہے ہیں اور کتابوں میں پڑھ رہے ہیں کہ کس طرح صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی گستاخیاں تقریری تحریریں طور پر کی جا رہی ہیں۔ خدا کی پناہ۔ (اویسی غفرلہ)

شیعہ (روافض) کے فتنے:

1- اکثر بلاد میں انہوں نے علماء کرام کو شہید کیا بلکہ بد بختوں نے ان کے مزارات اکھنڈ کر ان کی سخت و بیہودہ قسم کی بے حرمتی کی (نجدیوں کی طرح) یہ اس وقت کی بات ہے جب بغداد و لاروشیراز وغیرہ پر قابض ہوئے ان کی مذمت کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ شیراز جو کسی زمانہ میں دارالعلم و السنۃ تھا لیکن ان کے دور میں معدن الرفض ہو گیا اور ان کی عبادت و دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا تھی اور بس صحابہ کرام کے ساتھ اسلاف وائمة المذاہب کو بھی گالی بکتے تھے۔

2- اہل السنۃ و الجماعۃ کے کسی فرد کو گالی سے معاف نہ کیا خواہ وہ زندہ ہوں یا صاحب وصال اور نہ صرف عام جگہوں میں بلکہ بہ بانگ دہل منبروں اور مساجد کے میناروں پر گالیاں بھونکتے اور دعویٰ کرتے کہ ہم صرف شیعان علی رضی اللہ عنہ و مجبان اہل بیت ہیں

حالانکہ نہ وہ شیعان علی رضی اللہ عنہ تھے اور نہ حب اہل بیت سے انہیں کچھ حصہ نصیب تھا۔ کیونکہ محبت کی علامت محبوب کی اداؤں کی اقتداء و اتباع ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زہد فی الدنیا اور زہنا بچھونا اور اسلام کے قلعے کو مضبوط کرنا تھا نہ کہ توڑنا (اور اُس وقت کے شیعہ ہوں یا آج کل کے دونوں اچھی صفات سے محروم تھے اور ہیں)

فائدہ: حضرت امام موسیٰ اکاظم بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہم سے ناقل ہیں کہ: إِنَّمَا شِيعَتُنَا مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ تَعَالَى وَعَمِلَ مِثْلَ أَعْمَالِنَا۔ ہمارا شیعہ (تابعدار) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور ہمارے جیسے نیک اعمال کا پابند ہو۔ ایسے شیعوں کی مدح میں سوا اس حدیث کے جو شیعان علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ، وہ جنتی ہیں اور بھی فضیلتیں وارد ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز مجدد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ ”تحفہ اثناء عشرہ“ میں لکھتے ہیں حقیقی شیعان علی رضی اللہ عنہم ہم سننی ہیں (الحمد لله على ذلك) اس کے بعد شیعوں کے متعدد فرقے لکھ کر فرمایا کہ وہ گمراہ ہیں ان کا شیعان علی رضی اللہ عنہم کا دعویٰ غلط محض اور باطل ہے۔

حقیقی شیعہ اور رافضی کا فرق:

(i) حضرت امام علی بن موسیٰ الرضیٰ اپنے آباء کرام رضی اللہ عنہم کی سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ میرے ہاں حوض (کوثر) پر حاضر ہوں گے پانی سے سیر ہوں گے اور تمہارے چہرے نورانی ہوں گے اور تمہارے دشمن حوض کوثر پر آئیں گے تو وہ پیاسے ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ (طبرانی الکبیر بسند ضعیف)

(ii) حافظ جمال الدین زرندی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔ (پ ۳۰، البیئہ ۷)

”بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔“

نازل ہوئی تو نبی پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت میں راضی و مرضی (پسندیدہ) حاضر ہوں گے اور تمہارے دشمن مغضوب اور سیاہ رو ہو کر آئیں گے، عرض کی میرے دشمن کون ہیں؟ فرمایا جو تجھ سے بیزار اور تم پر لعنت کریں۔

فائدہ: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمن کی نشانی بتا دی ہے جو ایسا نہیں (یعنی تم سے بیزار نہیں اور تم پر لعنت نہیں کرتا) وہ حضرت علی کا شیعہ ہے نہ کہ دشمن۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کی ایسی علامات بتائی ہیں کہ جن سے حقیقی شیعوں اور رافضیوں میں واضح فرق ہے۔

(iii) دنیوری وابن عساکر، المدائنی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے دروازہ پر جمع دیکھ کر قنبر (غلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی یہ آپ کے شیعہ۔ آپ نے فرمایا میں تو ان کے چہروں میں اپنے شیعوں کی علامات نہیں دیکھ رہا ہوں۔ عرض کی گئی آپ کے شیعوں کی کیا علامات ہیں؟ فرمایا: **خُمْصُ الْبَطُونِ، مِنَ الطَّوِيِّ، يُبْسُ الشَّفَاهِ مِنَ الظَّمَاءِ، اِعْمَشُ الْعِيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ۔** ان کے پیٹ بھوک سے سکڑے ہوئے ان کے ہونٹ پیاس سے خشک ان کی آنکھیں رو رو کر چندھی ہوئی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

کچھلی علامت محرم کے دنوں میں ہمارے دور کے شیعوں کی آنکھیں چندھی تو نہیں ہوتیں البتہ مصنوعی بناوٹی آنسوؤں کی بھرمار ہوتی ہے یہ بھی حقیقی شیعہ نہیں (رافضی ہیں)۔

(iv) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح طرق سے مروی ہے کہ میری محبت اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بغض دونوں کبھی بھی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

(v) صاحب ”المطالب العالیہ“ نوف البکائی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد شریف کی طرف نماز کی امامت کے لیے دولت کدہ سے باہر نکلے تو آپ سے مندرجہ اشخاص ملے: (i) جناب بن نصیر (ii) ربیع بن خثیم (iii) اس کا بھتیجا، ہمام بن عباد بن خثیم۔ یہ عبادت گزاروں جیسی لویاں اپنے ہونے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند

دیگر اشخاص کے ساتھ آگے بڑھے اور یہ لوگ آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے اور عرض کی السلام علیکم آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کون ہو تم؟ عرض کی ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا خیر کرے میں تو تم میں اپنے حقیقی شیعوں جیسی نشانیاں نہیں دیکھ رہا اور نہ ہی تمہارا حلیہ میرے عاشقوں (محبوں) جیسا ہے وہ آنے والے لوگ حیا و شرم سے پیچھے ہٹ گئے لیکن جناب و ربیع نے آگے بڑھ کر عرض کی اے امیر المومنین! آپ کے حقیقی شیعوں کی کیا علامات ہیں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ ان میں ہمام جو عابد تھا، اور عبادت میں بجد ریاضت کرتا تھا اس نے عرض کی یا حضرت! میں آپ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ اہل بیت کو اکھ بختا اور آپ حضرات کو دوسروں سے خصوصیت بخشی اور اپنے قرب خاص سے نوازا ہے فرمائیے۔ آپ کے حقیقی شیعہ کون ہیں اور ان کی کیا نشانیاں ہیں؟ فرمایا میرے حقیقی شیعہ عارف بامر اللہ اور عامل بامر اللہ اور اہل فضائل اور مبنی بر صواب گفتگو کرتے ہیں ان کا کھانا معمولی اور ان کا لباس درمیانہ اور چلنا تواضع سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی اطاعت کیلئے جھکتے اور اس کی عبادت خضوع سے کرتے ہیں محرمات الہیہ سے اپنی آنکھیں بند کر کے چلتے ہیں ان کے کان صرف علم و دین کی باتیں سننے میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بلاء و مصیبت میں اس طرح خوش رہتے ہیں جیسے نعمتوں اور راحتوں میں قضائے الہی پر راضی رہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف موت کا وقت مقرر ہوتا تو وہ دیدار الہی کے شوق میں مرنے سے پہلے مر جاتے اور عذاب دردناک سے ڈرتے ہیں ان کی نگاہوں میں صرف خالق تعالیٰ بڑا ہے باقی مخلوق کو کسی قطار میں شمار نہیں کرتے انہیں جنت ایسے ہے جیسے ان کی دیکھی بھالی ہے گویا وہ اس کے تختوں سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں ان کیلئے دوزخ سامنے ہے گویا وہ اس کے عذاب میں مبتلا ہیں وہ سمجھتے ہیں چند روزہ زندگی میں صبر سے گزاریں پھر ہمیشہ ہمیشہ تک راحت ہی راحت ہے دنیا ان کے سامنے ہے لیکن وہ اسے چاہتے نہیں وہ انہیں چاہتی ہے لیکن یہ اس کو دھکے مار کر ذلیل و خوار کر کے بھگاتے ہیں ان کی راتیں قیام کرتے ہوئے گذرتی

ہیں تلاوت قرآن میں مست رہتے ہیں قرآن کے امثال سے خود کو وعظ (نصیحت) کرتے ہیں اپنی بیماریوں کا علاج قرآن کے دورے سے کرتے ہیں تو کبھی ماتھے رگڑ کر اور ہاتھ پاؤں کو رکوع و سجود و قیام میں مصروف کر کے ان کے آنسو ان کے چہروں پر بہتے ہیں ہر وقت اپنے رب کی تمجید و تمجید میں مشغول رہتے ہیں اپنی گردنیں آزاد کرانے کی نیت سے اس کی طرف ہی پناہ مانگتے ہیں یہ حال تو ان کی راتوں کا ہے۔ ان کے دنوں کا حال یہ ہے کہ وہ عوام میں اہل علم و دانشور، نیک اور پرہیزگار مشہور ہیں اللہ تعالیٰ کے خوف نے انہیں لاغر کر رکھا ہے لوگ انہیں سمجھتے ہیں کہ یہ بیمار ہیں حالانکہ بیماریاں وقت گزارتے تو ہیں عوام میں لیکن عوام سے انہیں کوئی سروکار نہیں بلکہ ان کی جسمانی کمزوری اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی شدت سلطنت کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے زاری میں ہیں اور اور عقل و فہم تو گویا اس کے حضور میں گنوا بیٹھے ہیں جب اس سے افاقہ پاتے ہیں تو وہ اس کی عبادت اور پاکیزہ اعمال کے لئے بھاگتے نظر آتے اور انہیں اعمال شاقہ کا پابند رکھتے ہیں دین کے بارے میں بڑے مضبوط اور نیک ارادوں میں پختہ اور ایمان میں یقین مستحکم رکھتے ہیں علم میں حریص اور فقہ فہمی کے دھنی حکم و حوصلہ کو خوب جاننے والے میانہ روی میں نرم اور غناء میں میانہ رواقہ و فقر سے مزین اور شدت اور تکالیف میں صابر۔ عبادت میں خاشع مشقت کے امور میں نہایت رحمت والے، راہ حق میں خوب خرچ کرنے کسب حلال میں رقیق القلب، حلال مال کے طالب اور نیک سیرت میں ہشاش بشاش، شہوت پرست پہرہ دینے والے، جہل انہیں دھوکہ نہیں دیتا اور نہ نیک اعمال پر اترتے ہیں اور نیک عمل کے حصول میں نفس کو دیر نہیں کرنے دیتے نیک عمل کرتے ہیں تو خدا کا خوف ان پر سوار ہوتا ہے صبح کرتے ہیں تو نیک عمل کے حصول میں نفس کو دیر نہیں کرنے دیتے نیک عمل کرتے ہیں تو خدا کا خوف ان پر سوار ہوتا ہے صبح کرتے ہیں تو ان کا شغل ذکر الہی ان کے پیش نظر ہوتا ہے رات کو نہیں سوتے کہ کہیں غفلت کا شکار نہ ہو جائیں صبح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت

سے فرحاں و شاداں ہوتے ہیں ان کی رغبت ملک کے لیے ہے اور وہ فانی ملک سے دامن بچائے رکھتے ہیں ان کا علم عمل سے مزین ہے اور ان کی حکمتیں علم سے لبریز ہیں ہمیشہ عبادت میں چالاک اور سستی سے دور بھاگنے والے، آرزوئیں کم جیسے ان کی لغزشیں معمولی ہیں، موت آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور ان کے دل اپنے رب سے خاشع اور اس کے ذاکر ہیں نفس کو قناعت کا خوگر بناتے ہیں اور دینی امور کے جمع کرنے میں خوب ہیں غصہ پینے میں مشہور ہیں ان کے ہمسائے چین اور امن سے ہیں اور ان کے جملہ امور آسانی و سہولت سے پورا کرتے ہیں ان میں تکبر کی بو تک نہیں، صبر ان سے ظاہر باہر ہے ہر وقت ذکر میں مشغول اور عبادت میں مصروف لیکن مجال ہے کہ ریاء ان کے قریب بھٹکے اور حیاء و شرم تو ان کو چھوڑتی ہی نہیں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا) یہ ہیں ہمارے حقیقی شیعہ اور یہ ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے شوق دیدار سے بے قرار ہیں۔

ہمام شیعہ کا حال:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی تقریر مذکور ہمام (شیعہ) سن کر چیخ کر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اسے حرکت دی گئی تو نہ تھا نہ حرکت کرتا اسی وقت وفات پا گیا۔ اسے غسل دیا گیا تو اس کی نماز جنازہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اور آپ کے تابعدار اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

مصنوعی شیعہ یعنی رافضی:

جو تقریر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم پڑھے گا اسے یقین ہوگا کہ حقیقی شیعہ یہ ہے ہاں مصنوعی شیعہ جنہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے دین سے کوئی تعلق نہیں وہ داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو، حقہ نوشی، بھنگ کارگزار اور شیخین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم) کو گالی بکنا اور ان سے بغض رکھنا وغیرہ وغیرہ اور اپنے ذاکروں و مرثیہ خوانوں کی خوب مدح کرنا، لیکن ان شیخین رضی اللہ عنہم کی شن گھٹانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صدر اول کے لوگوں پر طعن و تشنیع کرنا اور جھوٹے افسانوں اور قصے کہانیوں پر اعتماد کرنا وہ ام المومنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہم جن کی برات میں متعدد آیات

نازل ہوئیں انہیں فاحشہ کہنا، معاذ اللہ، ہمارے دور ۲۰۰۳ھ / ۱۴۲۳ھ کے بعض شیعہ روافض مذکورہ شیعہ بالاقبح میں ان سے کئی گنا زیادہ ذلیل و خبیث ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

امام زین العابدین علی بن الحسین السجاد رضی اللہ عنہم کی تقریر دلیلیہ:

آپ کے سامنے چند بد بخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا بلکنا شروع ہوئے تو آپ نے فرمایا تم مہاجرین (صحابہ) ہو جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

(پ ۲۸، الحشر آیت نمبر ۸)

”جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے۔“

انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس آیت کا مصداق ہو؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ۔

(ایضاً آیت نمبر ۹)

”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا انہیں جو ان کی طرف

ہجرت کر کے گئے۔“

انہوں نے کہا۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا تم کہ ان

میں نہیں جو بعد کو آنے والے ہیں اور اپنے جانے والوں کے لئے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

کے لئے فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلَا تُخَافِنَا الَّذِينَ

سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ

رَحِيمٌ۔ (پ ۲۸ الحشر آیت نمبر ۱۰)

”اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش

دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں

ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو ہی نہایت

مہربان رحم والا ہے۔“

امام سجاد زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم نہ وہ نہ یہ بتاؤ ہو کیا بلا؟
ہم اللہ تعالیٰ سے دارین کی عفو و عافیہ کا سوال کرتے ہیں اور اس کی پناہ مانگتے ہیں،
رسوائی و مکرو استدراج سے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

(17) دجالوں، کذابوں کا خروج جو سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ

وہ اللہ کے رسول ہیں ان کی بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر (غیبی) دی

(i) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں
تمیں دجال پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔

(رواہ ابوداؤد ترمذی صحیح ابن حبان و مسلم)

(ii) قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ جنگ کریں گے دونوں کا دعویٰ ایک
ہوگا اور یہاں تک کہ تقریباً تمیں دجال اٹھیں گے ان میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ
اللہ کا رسول ہے۔ (رواہ البخاری)

(iii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت سے پہلے تمیں جھوٹے
دجال ہوں گے۔ (رواہ احمد و ابو یوسف)

فائدہ: (i) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مسند احمد وغیرہ میں (ii) حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور طبرانی میں ہے۔

فائدہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمیں
جھوٹے پیدا ہوں گے ان کا آخری کانٹا (یک چشم) دجال ہوگا۔ (رواہ احمد و الطبرانی و الترمذی و صحیح)

5- حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت سے پہلے تمیں دجال پیدا ہوں
گے انہی سے الاسود العنسی صاحب صنعاء، صاحب الیمامہ یعنی مسیلمہ (کذاب) ہوگا۔

6- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ وہ جھوٹے تمیں ہوں گے یا اس
سے زائد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

کہ ان کی کیا علامت ہوگی؟ فرمایا:

”وہ تمہارے پاس سنت لائیں گے لیکن خود سنت پر عمل نہ کریں گے تمہاری سنت

(اسلام) کو تبدیل کریں گے جب تم انہیں دیکھو تو ان سے پرہیز کرو۔“ (دور رہو)

7- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ستر جھوٹے نکلیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ (رواہ ابو یعلیٰ)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ اوپر کی مذکورہ دو حدیثوں کی سند ضعیف اگر صحیح بھی ہو تو مبالغہ پر محمول ہوگی گنتی مطلوب نہیں۔

گنتی والی روایات:

1- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے سند جید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

فائدہ: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ تمیں تو یقینی ہیں کم و بیش اس کی تائید بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے فرمایا: قریب من الثلاثین تقریباً تمیں ہوں گے اس میں احتمال ہے کہ تمیں (۳۰) کی مقدار ہو۔ وہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ بعض نے اس سے زائد کا ذکر بھی کیا ہے **أَوْ أَكْثَرًا** یا اس سے زائد اور ایک روایت میں ستر فرمایا کہ وہ کذاب ستر ہوں گے لیکن یہ بھی ہے کہ وہ گمراہی کی دعوت دیں گے جیسے غالی رافضی اور باطنیہ اور الحولیہ یونہی باقی وہ فرقتے بھی ہوں گے جو ضروریات دین (یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں) کے خلاف کی دعوت دیں گے (جیسے جبریہ، قدریہ، خوارج، معتزلہ، نجدی وہابی وغیرہ) اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام احمد نے روایت کی کہ آپ نے عبداللہ بن الکواء کو فرمایا بے شک تو انہی میں سے ہے۔ وہ نبوت کا دعویٰ تو نہیں کرتا تھا لیکن رخص (تشیع) میں غلو کرتا تھا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابھی گذری ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ان کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ وہ ایسا طریقہ لائیں گے جس پر تم نہیں ہو، الخ انہی میں سے اسود عنسی صاحب صنعاء اور مسلمہ کذاب صاحب یمامہ جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی یہ حدیث زبیر اوپر مذکور ہوئی ہے۔

2- البقاعی نے اللامعة المنيرة میں ذکر کیا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ بیمار ہو گئے تھوڑے سے افاقہ کے بعد چند روز میں مرض الوصال نے گھیر لیا تب آپ کی پہلی بیماری مشہور ہوئی تو دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت زیادہ شر پھیلا یا جیسے سب کو معلوم ہے ان کی خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس وقت آپ بیمار تھے جب کہ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کے ساتھ غزوہ کیلئے تیار فرمایا تو آپ سر مبارک پر پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن دیکھ رہا ہوں ان سے میں نے کراہت کی تو انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ وہ کذاب ہیں جن کے درمیان میں ہوں۔ صاحب الیمن اور صاحب الیمامہ۔

اسود عنسی کے شعبدے:

اسود عنسی مذحج میں مرتد ہوا اور شعبدے دکھاتا تھا اس کی عجیب و غریب باتیں دو شیطان اس کا ساتھ دیتے تھے۔ (۱) حقیق، (۲) شفیق۔ وہ لوگوں کے اسرار اسود عنسی کو بتاتے تھے۔

اس کی شیریں گفتگو تھی اور وہ یمن میں صنعاء کے علاقہ پر قابض ہو گیا، اس سے اس کے حاکم بھاگ گئے اسے ذولخمار بھی کہا جاتا کیونکہ الخاء بکسر الخاء کیونکہ وہ عمامہ باندھے برقعہ پوش رہتا تھا اور اسے ذولحمار (یکسر الخاء المہملہ) بھی کہا جاتا کہ اس کے پاس ایک سیکھا سکھایا گدھا تھا اسے کہا جاتا کہ اپنے رب کو سجدہ کر تو وہ سجدہ میں گر جاتا کہا جاتا گھٹنوں کے بل بیٹھ تو وہ

بیٹھ جاتا۔ جب اہل نجران نے اس کا عویٰ نبوت سنا تو پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آ جاؤ وہ ان کے پس پہنچا تو انہوں نے اس کی اتباع کی اور مرتد ہو گئے وہ کل سات سو تھے انہیں لے کر صنعاء پر حملہ آور ہوا اور غلبہ پایا اور غمدان میں آ کر وہاں کے سربراہوں کو ہٹا کر خود حاکم بن بیٹھا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار سے کام لیا ہے فقیر قدرے تفصیل عرض کرتا ہے۔ اسود غنسی کاہن اور حرب لسان جب وہ لشکر کے ساتھ اہل صنعاء پر غالب آیا اور وہ مملکت اپنے قبضہ تصرف میں لے آیا۔ شہر بن باذان کو قتل کر دیا۔ اور مرزبانہ کی جو شہر بن باذان کی بیوی تھی اس کی خواستگاری کی۔ فردہ بن مسیک نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وہاں کے عامل تھے قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا جس میں تمام حالات اور واقعات کو بیان کیا۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما جو اس نواح میں تھے باہمی اتفاق رائے سے حضرت موت چلے گئے۔ جب یہ خبر بارگاہ رسالت میں پہنچی تو اس جماعت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ متفقہ طور سے جس طرح بھی ممکن ہو اسود غنسی کے شر و فساد کو دفع کرنے کی کوشش کریں اور مادہ فساد کا استیصال کریں۔ اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہو گئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ یعنی اسود غنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور تیرے شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی؟ اس نے کہلوا یا ”میرے نزدیک یہ شخص دشمن ترین مخلوق خدا ہے“۔ اس پر مسلمانوں کی جماعت نے پیغام بھیجا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جیسے بھی ممکن ہو اس ملعون کے استیصال کی تدبیر کرو۔ چنانچہ مرزبانہ نے فیروز ویلمی کو جو مرزبانہ کے چچا کا بیٹا اور نجاشی کا بھانجا تھا اور وہ دسویں سال میں آ کر مسلمان ہو گیا تھا اور ایک اور شخص کو جس کا نام دادو یہ تھا آمادہ کیا کہ رات کے وقت دیوار میں نقب لگا کے اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں۔ جب وہ مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب بہت زیادہ پلا دی یہاں تک کہ وہ مدہوش ہو کر سو گیا۔ وہ اپنے دروازہ پر ایک ہزار پھرے دار رکھتا تھا۔ فیروز ویلمی نے ایک جماعت کے ساتھ دیوار خانہ میں نقب لگایا اور اس بد بخت کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اس ذبح کرنے

کے دوران بڑی شدید آواز، گائے کے ڈکرانے کی مانند اس کے منہ سے نکلی پہریداروں نے جو یہ آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے مرزبانہ گھر سے نکل کر ان کے سامنے آ گیا اور کہا خاموش رہو۔ کیوں کہ تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب صبح ہوئی اور مؤذن کو اس حالت کی اطلاع ملی تو اس نے اذان میں ”اشہدان محمد رسول اللہ“ کے بعد ”واشہدان عجیلہ کذاب“ بڑھا کر کہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال نے اس کی خبر بارگاہ رسالت میں بھیجی۔ مگر یہ خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبی خبر دے دی کہ اسود عنسی مارا گیا ایک مرد مبارک نے اس کے اہل بیت سے اسے قتل کیا اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا: ”فان فیروز“ فیروز کامیاب ہوا۔ (اویسی غفرلہ)

مسیلمة الکذاب:

وہ بنو حنیفہ قبیلہ میں اٹھا اور دعویٰ کیا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا شریک ہے۔ وہ مسجع کلام بولتا تھا جو قرآن مجید کے مشابہ تھا اسی وجہ سے اس نے قوم کو گرویدہ بنا رکھا تھا، جب اس نے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا تو ان کیلئے شراب و زنا حلال کر دیا اور نمازیں معاف کر دیں وغیرہ وغیرہ اس کی اتباع کرنے والے بھی بکثرت ہو گئے۔

مکتوب نبوی اور قتل اسود عنسی:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے الایماء اسود عنسی کے بارے میں لکھا (وہ اسلام پر قائم و دائم تھے) کہ اسے قتل کر دو چنانچہ فیروز ویلی نے اس کی زوجہ مرزبانہ سے سازش کر کے اسے قتل کر دیا اور اس نے مرزبانہ کو جبر و قہر سے اپنے نکاح میں کر رکھا تھا اور نیک خاتون تھی۔ اور عظمائے اہل فارس سے تھی اس کے قتل ہو جانے پر لوگوں نے صبح کے وقت اذانیں دیں اور اعلان کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسود عنسی کذاب تھا اور اس کے قتل ہو جانے پر صحابہ کرام واپس لوٹے اور اسود عنسی کے ماننے والے تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے بہت سے مارے گئے۔

علم غیب:

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی خبر (غیبی) پہلے سے بتادی اسود عنسی کی موت سے

ایک دن یا ایک رات یا پانچ دن پہلے بتادی۔ (جیسے فقیر نے تفصیل سے حاشیہ پر عرض کر دیا ہے۔) (اویسی غفرلہ)

حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں اس کے قتل ہونے کی خبر کا خط بھیجا گیا جو آپ ﷺ کے وصال کے دس دن بعد پہنچا۔ اسود عنسی کی خباثت کا دور صرف چار ماہ ہے۔
مسئلہ الكذاب کا قتل:

بحکم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ لڑی اس کی فوج کے بکثرت لوگ مارے گئے پھر بقیہ لوگوں نے چوتھائی گھوڑوں اور ہتھیاروں پر صلح کر لی۔ اس جنگ میں بھی بہت سے صحابہ قرأ، حفاظ، علماء شہید ہوئے یہی جنگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جمع القرآن کا سبب بنی۔

فائدہ: اس لڑائی میں مرتدین کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ جس جگہ وہ قتل ہوئے اس کا نام ”حدیقة الموت“ مشہور ہو گیا۔ مسلمان شہداء کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی ان میں تین سونھرائی و مہاجرین اور سات سو کلام اللہ کے حفاظ تھے۔ (اویسی غفرلہ)

ابن صیاد:

اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ وہ دجال کبیر نہیں بلکہ یہ اور ہے جیسے الجساسة کی حدیث سے ظاہر ہے جسے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا اسی کو حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ترجیح دی اس کی مزید تحقیق آئے گی۔ (انشاء اللہ)

طلیحة بن خویلد الاسدی:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں طلیحة بن خویلد الاسدی نے جو بنو اسد قبیلہ میں سے تھا خیبر کے اطراف میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کی قوت غطفان نے بڑھائی۔ اس پر فضل الہی ہوا تو توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گیا۔ (فتح الباری)

اضافہ اویسی:

نماز روزہ سے روکتا تھا اس کذاب نے بھی حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت

کردیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ضرار بن اُزور رضی اللہ عنہ کو متعین کیا تھا۔ بنی اسد کے تمام لوگ ضرار کے ساتھ ہو گئے اور طلیحہ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ یہ کذاب کہا کرتا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آتا ہے اور اکثر مجمع میں جملے بنا کر لوگوں کو سناتا تھا کہ مجھے وحی ہوئے ہیں۔ نماز اور سجدہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور حکم یہ دیتا کہ کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرو۔ آخر میں اس کے ساتھ قبائل اسد و غطفان و طے شامل ہو گئے تھے بڑا زور پکڑا بالآخر بڑی خونریزی ہوئی لیکن جب قبیلہ اسد اور غطفان مسلمان ہو گئے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (بحوالہ، تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۱۴۴ تا ۱۴۵، اویسی غفرلہ)

روایت ابن عساکر:

اس نے زمانہ نبی پاک ﷺ سے خروج کیا تو اس کی طرف آپ ﷺ نے حضرت ضرار بن اُزور رضی اللہ عنہ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا انہوں نے طلیحہ بن خویلد الاسدی کو زخمی کر کے ڈرایا دھمکایا اسی دوران انہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی۔ لوگ طلیحہ کے پاس جمع ہوئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔ کسی کو اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بحکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی تو مقابلہ سے عاجز ہو کر وہ ملوک غسان (غسان کے بادشاہ) سے پناہ لینے کیلئے ملک شام کی طرف بھاگ گیا۔ پھر مسلمان ہو گیا اور حسن اسلام سے نوازا گیا اسی معنی پر اس کا خروج دور خلاف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

سجاح بنت سوید بن یربوع:

اس خاتون نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کا لشکر بہت زیادہ تھا بنو تمیم کے لوگ اس کی مدد کے لئے جمع ہو گئے اس میں بنو تمیم کے بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے جیسے احنف بن قیس و ارثہ بن بدر اور ان جیسے اور سجاح کے بارے میں عطاء بن حاجب نے کہا

لَمَّا نَحَتْ نَبِيَّتَنَا أَنْثَى نَطِيفُ بَهَا
وَأَصْبَحَتْ أَنْبِيَاءُ النَّاسِ ذُكْرَانًا

”ہماری خاتون عورت ہو کر نبی ہوئی ہے ہم اس کی مدد کریں گے حالانکہ

”مردے کے انبیاء مرد تھے۔“

اضافہ اویسی:

فقیر نے سجاح کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ مختصر یہاں بھی عرض کر دوں۔ یہ خاتون اتنی بے رحم و جلاد تھی کہ جس کو چاہتی تھی فوراً قتل کروادیتی تھی۔ ہمیشہ گرگ (بھیڑیا) پر سوار ہوتی تھی یہ خاتون یمامہ میں جہاں مسیلمہ کذاب رہتا تھا پہنچی۔ مسیلمہ کو اپنے کذاب ہونے پر یقین و فخر تھا۔ اس کے آگے سے گھبرایا مگر آخر کہلا بھیجا کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ جو ہم سے غالب آئے دوسرا اس کا تابع ہو جائے۔ اس پر سجاح نے بھی اپنی رضا مندی ظاہر کی۔ آخر ایک خیمہ میں ان دونوں نے ملاقات کی۔ جماع کی ٹھہرائی اور مرتکب زنا ہوئے۔ اس کے بعد سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کے سپرد کر دی۔ اور خود نبوت سے دستبردار ہو گئی۔ پھر باہم نکاح کر لیا اور بلند آواز سے پکارا کہ نماز فجر اور عشاء معاف کر دی گئی۔ بالآخر یہ عورت بزمانہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تائب ہو کر صدق دل سے مسلمان ہو گئی۔ اور بصرہ میں ایک لمبی مدت تک رہ کر فوت ہو گئی۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ تاریخ کامل ابن اثیر، ج ۲ ص ۱۲۷ تا ۱۲۹۔ مزید تفصیل دیکھئے ”رسالہ سجاح بنت حارث“۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کے اسلام سے پہلے کے کرتوت یا غلطیاں نہ دیکھی جائیں اسلام کے بعد اس سے حسن ظن اور اس کی خوبیاں بیان کی جائیں تاکہ عوام اہل اسلام کسی بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ (اویسی غفرلہ)

یہ خاتون اپنے دور نبوت میں گرگ (بھیڑیا) پر سواری کرتی تھی بڑی ظالمہ تھی اس نے بے شمار خلق خدا کو تہ تیغ کیا اس (سجاح) نے مسیلمہ کذاب پر چڑھ کر دوڑنے کا قصد کیا تو (مسیلمہ) بہت گھبرایا کیونکہ اس خاتون کا مقابلہ اسکے بس کا روگ نہ تھا اسی لیے وہ قلعہ بند ہو گیا۔ سجاح کے لشکر نے اس کا محاصرہ کر لیا مسیلمہ نے مشیروں سے مشورہ لیا تو سب نے کہا حکومت سجاح کے سپرد کر کے آرام سے گھر بیٹھ رہو۔ کہا سوچ کر جواب دوں گا۔

مسیلمہ و سجاح کی صلح اور نکاح:

مسیلمہ نے سجاح کو پیغام بھیجا کہ تجھ پر بھی وحی آتی ہے مجھ پر وحی آتی ہے ہم اپنی اپنی وحی ایک دوسرے پر پیش کریں جو وحی میں دوسرے پر غالب آجائے حکومت اسی کے سپرد کی

جائے سباح نے قبول کر لیا۔ مسلمہ نے اس کے لئے چمڑے کا عارضی قبہ (کمرہ) بنایا اس میں بہتر اگر بتی (لوبان) جلا کر فرمایا کمرہ کو خوب معطر کرو کیونکہ عورت کی عادت ہے جب خوشبو سونگھتی ہے تو اس کی شہوت ابھرتی ہے (اسی لئے نبی پاک ﷺ نے عورت کو خوشبو کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ اویسی غفرلہ) سباح جب قبہ میں پہنچی تو مسلمہ سے کہا اپنی وحی سنائیے۔

وحی مسلمہ کا نمونہ:

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلٰى، اَخْرَجَ مِنْهَا نَسْمَةً تَسْعٰى
مِنْ بَيْنِ صَفَاقٍ وَحَشٰى، وَاَمَّاتَ وَاَحٰى وَاِلٰى اللّٰهِ الْمُنْتَهٰى
”دیکھو رب تعالیٰ نے حاملہ خواتین سے کیا کہا کہ ان میں سے ایک ننھا بچہ پیدا
کر کے چلایا پھر ایسا یعنی ان کے پیٹ اور آنتوں سے بہترین اور حسین بچہ پیدا
فرمایا پھر وہی مارتا ہے اور اللہ کی طرف سب کا منتہی ہے۔“

سباح کی وحی کا نمونہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقْنَا اَفْوَاجًا وَّجَعَلَ النِّسَاءَ لَنَا اَزْوَاجًا نُوَلِّجُ مِنْهُنَّ اِبِلَاجًا
وَنَخْرُجُ مِنْهُنَّ اِذَا شِئْنَا اِخْرَاجًا فَضِحْكُتُ
”کیا اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمیں گروہ درگروہ پیدا کیا اور عورتیں
ہماری ازواج بنائیں ہم ان میں داخل کرتے ہیں پھر نکالتے ہیں بلکہ جب
چاہیں تو ان سے نکالیں یہ کہہ کر ہنسی (مثال مشہور ہے ہنسی تو پھنسی، توبہ توبہ)
اس کے بعد یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔“

اَلَا قَوْمِ اِلٰى الْمَخْدَعِ
فَاِنْ شِئْتِ فَرَشْنَاكِ
وَاِنْ شِئْتِ بِثَلَاثِيهِ
فَقَدْ هَوَيْتِ لَكَ الْمَضْجَعُ
وَاِنْ شِئْتِ بِهٖ عَلٰى اَرْبَعِ
وَاِنْ شِئْتِ بِهٖ اَجْمَعُ

”پھر دیر کیا ہے اٹھ کھڑی ہو کمرہ میں تیرے لئے بستر تیار ہے اگر تو چاہے تو
چوتھائی اور اگر تو چاہے تو اس کو دو تہائی اور اگر تو چاہے تو سارے کا سارا۔“

سجاح نے کہا بلکہ سارے کا سارا، مسلمہ نے کہا میں بھی اسی کا مامور ہوں اس کے بعد اس سے زنا کیا۔

جب مسلمہ تیار ہوا تو سجاح نے کہا تیرے میرے جیسے کا ایسے ہی نکاح نہیں ہونا چاہئے یہ میری قوم کے لئے عیب کی بات ہے مسلمہ نے کہا میں اپنی نبوت کے احکام تیرے سپرد کرتا ہوں جب میں تمہیں نبوت سپرد کرتا ہوں تو آپ میرے اولیاء کو اعلان کر دینا۔ سجاح سن کر اٹھی اور مسلمہ کے پیچھے چلی قبہ (کمرہ) میں جا کر مسلمہ نے اس سے نکاح (زنا) کیا مسلمہ سے سوال ہوا کہ آپ نے اس کو مہر میں کیا دیا؟ کہا میں نے نماز عصر کی تخفیف کر دی ہے ان پر عصر کی نماز معاف ہے۔

فائدہ: الرشاشی کہتے ہیں بنو تمیم میں بعض ابھی تک ایسے ہیں جو عصر کی نماز نہیں پڑھتے کہتے ہیں کہ یہ ہماری خاتون محترمہ کی مہر ہے ہم اسے رد نہیں کرتے یعنی جو اس نے مہر میں عصر کی نماز کی تخفیف کرائی تھی وہ ہمیں قبول ہے ایک شاعر نے کہا:

أَنَّ سَجَاعَ لَاقَتْ الْكُذَّابَا بِنِيَّةٍ فَحَلَّتِ الْكِتَابَا
وَجَعَلَتْ كُتُبَهَا قُرَابَا أَوْقَبَ فِيهِ أَيْرَاهُ إِيقَابَا

”بیشک سجاح نے کذاب سے ملاقات کی بنی ہونے کی مدعیہ تھی لیکن اپنے لکھے ہوئے کو پایا اور اپنی کتب جن میں دعویٰ نبوت تھا غلط کام پر لگایا اور کذاب نے بھی اپنا ذکر مکمل طور اس میں داخل کیا۔“

اس کے بعد مسلمہ سے لوٹ کر کہیں چلی گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام قبول کر لیا۔ (حاشیہ پر اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

مختار ثقفی:

خلافت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالملک کے دور حکومت میں خروج کیا اور نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس پر نزول وحی ہوتا ہے اور وہ اپنے خطوط میں لکھتا تھا، ”من المختار رسول اللہ“ (یعنی یہ المختار اللہ کے رسول کی طرف سے خط ہے)

اس کی حکایات و واقعات مشہور ہیں اور فتنہ بھی:

(i) عدی بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں تین دجالوں سے ڈراتا ہوں۔ عرض کی گئی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں کانے (یک چشم) دجال کی تو خبر دی ہے دوسرا جو سب سے بڑا بھوٹا ہوگا یہ تیسرا کون ہے؟ فرمایا ایک قوم سے ایک مرد ہوگا جس کا پہلا بھی تباہ حال ہے اور آخری بھی ان پر لعنت ہو ان کے فتنے پر بھی لعنت اس کے فتنہ کو الجارفة کہا جائے گ اور دجال اکلس ہے وہ لوگوں سے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے صدقے کھائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے سب زیادہ دور ہوگا۔

(رواہ ابن خزیمہ والحاکم والطبرانی)

(ii) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قبیلہ ثقیف سے تین شخص خروج کریں گے۔ (۱) الذیال یعنی شعبہ باز۔ (۲) الکذاب یعنی جھوٹا۔ (۳) المبیر یعنی مہلک۔

(رواہ نعیم بن حماد)

فائدہ: الکذاب یہی مختار بن ابی عبیدہ ہے اور المبیر حجاج بن یوسف ہے یہ دونوں ثقفی ہیں۔

شاعر المتنبی:

اس نے بھی خروج کیا نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اس کا دیوان متنبی درس نظامی کے کورس میں شامل ہے) بعد میں تائب ہو گیا تھا۔

ان کے علاوہ زمانہ بنو العباس خلافت عباسیہ میں بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان کے معتمد باللہ (خلیفہ عباسی) میں بھی تھے فتنہ زنج کا قائد بہود تھا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اس نے عراق میں بڑا فساد پھیلایا اور آل رسول (اہلبیت) صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانتیں کیں اس کا احوال اس کتاب کے آخر میں اشارہ میں آئے گا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ اسے خلق خدا کی طرف خصوصیت سے رسالت سے نوازا گیا ہے اور غیبی باتوں پر آگاہ ہے۔

یحییٰ بن زکریہ القرمطی:

یہ المکتفی باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور خلافت میں نکلا اس کے بعد اس کا بھائی

الحسین اس نے چہرے میں ایک شامہ (داغ) ظاہر کر رکھا تھا کہتا تھا کہ یہ اس کی نبوت کی نشانی ہے۔

عیسیٰ بن مہرویہ:

یہ اسی یحییٰ کا چچا زاد بھائی تھا اس کا گمان تھا کہ سورۃ المدثر میں المدثر اسی کا لقب ہے اور اس سورت شریف میں بھی وہی مراد ہے اپنے ایک غلام کو لقب دے رکھا تھا۔ المطوق بالنور اس کے گلے میں نور ہے اس نے شام پر حملہ کر کے خونریزی اور فساد پھیلایا اپنی نبوت کی منبروں پر دعوت دیتا تھا یہ بھی قتل کیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ابوطاہر القرمطی:

یہ وہی خبیث ہے جو حجر اسود شریف کو کعبہ معظمہ سے نکال کر اپنے پاس لے گیا۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ التحریر العسجد فی تحقیق الحجر الاسود۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہا پور، اویسی غفرلہ) وہ کہتا ہے۔

أَنَا بِاللَّهِ وَبِاللَّهِ أَنَا يَخْلُقُ الْخَلْقَ وَأَفْنِيهِمْ أَنَا
”میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں وہ پیدا کرتا ہے اور میں انہیں فنا کرتا ہوں۔“
اس فتنے کے متعلق اشارہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

محمد بن علی الشلقانی المعروف بہ بابن ابی العراق:

یہ الراضی باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا اور مشہور ہے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ مردے زندہ کرتا ہے اسے قتل کر کے سولی پہ چڑھایا گیا اور اس کے ساتھ اس کی بڑی جماعت بھی قتل کر دی گئی۔

التناسخیہ:

یہ المطیع باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور میں ظاہر ہوا ان میں ایک نوجوان کہتا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیل قدس منتقل ہو کر اس میں آگئی ہے اس کی عورت کہتی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مبارک منتقل ہو کر اس کے اندر آئی ہے۔ ایک نوجوان دعویٰ کرتا

تھا کہ وہ سیدنا جبریل علیہ السلام ہے۔ ان کی مار پٹائی ہوئی پھر کہتے کہ وہ اہل بیت سے ہیں (سادات ہیں) تاکہ انہیں کچھ نہ کہیں معزالدولہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔

ایک اور مرد:

المستظهر باللہ کے دور خلافت ۴۹۹ھ میں ایک شخص نے نہاوند کے نواح میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کی بھی خلق کثیر تابع ہوئی لیکن اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

دیگر لوگ:

ملک مغرب وغیرہ میں بھی بہت سے مرد اور عورتوں نے خروج کیا۔ ان میں چند یہ ہیں:

لا:

اس نے حدیث مشہور کی تحریف کر کے دعویٰ کیا کہ میرا نام ”لا“ ہے اور لا نبی بعدی کا معنی ہے لا (صاحب) میرے بعد نبی ہوگا۔ کہتا تھا کہ حدیث شریف میں لفظ لا متبدا ہے اور نبی اس کی خبر ہے۔

الفراری:

یہ جادو گر تھا اور مقالا میں تھا اسی کے سبب سے ابو جعفر بن زبیر غرناطہ سے نکالے گئے پھر الفراری کا غرناطہ جانے کا اتفاق ہوا اس کو حاکم وقت نے غرناطہ کا قاصد بنا کر بھیجا ابو جعفر بن الزبیر مذکور نے اس کے قتل کرنے کی کوشش کی تو یہ قتل کر دیا گیا اس کے ساتھ اس کی عورت بھی قتل کر دی گئی یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتی تھی۔ اسے حدیث سنائی گئی کہ لا نئی بعدی۔ اس نے جواب میں کہا نبی مذکر کا صیغہ ہے مذکر نبی کی نفی۔ اگر عورت کی نفی ہوتی تو فرمایا جاتا: لا نبیۃ بعدی (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ نبوت کے مدعیوں کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے یہ مکمل ہو چکے یا آگے تکمیل ہوگی ہاں کذاب (جھوٹے) لا تعداد ہیں اور ہوں گے۔

مہدیت کا دعویٰ:

اسی سے ہے مہدیت کا دعویٰ کہ اپنے لئے مہدی ہونے کا دعویٰ کریں یہ بھی لا تعداد ہیں۔

فائدہ: بعض ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ صحابی ہے جیسے معمرؓ بابارتن الہندی۔

(ان کا قصہ مشہور ہے فقیر نے اپنی متعدد تصانیف میں ان کا ذکر کیا ہے، مثلاً معجزہ شق القمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن، وغیرہ۔ اویسی غفرلہ) اس میں شک نہیں جو نبی خبریں صادق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں وہ یقیناً سچی ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَصَادِقٍ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ۔ (پ ۲۶، الذاریات ۶۵)

”بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف ضرور ہونا۔“

(۱۸) فتح بیت المقدس

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وصال کے درمیان چھ نشانیاں گن لو۔ میرا وصال، فتح بیت المقدس۔

تفصیل فتح بیت المقدس:

بیت المقدس دو بار فتح ہوا۔ (i) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (ii) ایوبیہ کردوں کے دور میں جسے سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب الملک الناصر جیسے نے فتح کیا اور یہ اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی۔ سلطان ایوبی جیسے کے وصال کے بعد آپ کی بعض اولاد نے نصاریٰ کو بیت المقدس واپس کر دیا لیکن ایوبی رحمہ اللہ کے پوتے داؤد الملک الناصر نے نصاریٰ سے واپس لے لیا بعض شعرا نے مبارکباد میں یہ اشعار لکھے:

سَارَتْ فَصَارَتْ مَثَلًا سَائِرًا	الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى لَهُ عَادَةٌ
أَنْ يُبْعَتَ اللَّهُ لَهُ نَاصِرًا	إِذَا غَدَا بِالْكَفْرِ مُسْتَوْطِنًا
وَنَاصِرٌ طَهَّرَهُ آخِرًا	فَنَاصِرٌ طَهَّرَهُ أَوْلًا

”مسجد اقصیٰ کی عادت ہے کہ مختلف اطوار دکھاتی ہے اور زمانہ میں ضرب المثل بن جاتی ہے کبھی کفر کو وطن بناتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے مددگار بھیجتا ہے

ایک ناصر نے اسے ابتداء میں پاک کیا دوسرا آخر میں پاک کرے گا۔
(تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب ”تاریخ بیت المقدس“ زیر طبع کا مطالعہ کیجئے۔ اویسی غفرلہ)

(۱۹) فتح المدائن

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ سفید محل فتح نہ ہو جو مدائن میں ہے، اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اونٹنی پر سوار عورت حجاز سے عراق تک امن سے سفر کرے گی اسے کسی سے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ ہوگا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے پہلی دو نشانیاں دیکھ لیں جن کا ظہور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔

اضافہ اویسی:

یہ داستان طویل ہے فقیر صرف ایک مناسبت سے اس کا حال حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے عرض کرتا ہے۔

آج ہجرت کی رات تھی سارے قبیلے کے نمائندے کفر کی تلوار بے نیام لئے انتظار میں کھڑے تھے اسی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں جو انہیں ہلاکت و تباہی کے راستے سے امن و سکون کی ٹھنڈی چھاؤں میں واپس لانا چاہتا تھا۔

اچانک پچھلے پہر شانہ نبوت کا دروازہ کھلا ایک کرن چمکی اور آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ خدا کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتا ہوا باہر نکلا اور تلواروں کے سائے سے گزر گیا۔

صبح کے اُجالے میں صحرائے کفر کے خونخوار درندے جب دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے تو معلوم کر کے حیرت سے وہ ایک دوسرے کا منہ تکتے لگے پیغمبران کی پلکوں کے نیچے سے گزر گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ ہزار تیاریوں کے باوجود زہر میں بچھی تلواروں کا مطلب حاصل نہ ہو سکا۔ قبائل عرب کے مشترکہ محاذ پر آج کی شکست فاش سے سرداران قریش تلملا کر رہ گئے۔ فوراً ہی دارالندوہ میں پہنچے صلاح مشورے ہوئے اور یہ طے پایا کہ ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے اگر پیچھا کیا جائے تو آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے۔

کچھ ہی لمحے بعد مکہ کی گلیوں میں اعلان ہو رہا تھا کہ محمد ﷺ کو جو گرفتار کر کے لائے گا اسے انعام میں سوسرخ اونٹ دیئے جائیں گے۔

عرب کے مانے ہوئے شہسوار سراقہ کے کان میں جوں اس اعلان کی خبر پہنچی وہ لالچ میں اس مہم کو سر کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ فوراً ہی ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے اور دم کے دم میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہیں مدینے کے راستے پر دو جھلماتے ہوئے سائے نظر آئے۔ خوشی سے چہرہ دمک اٹھا۔ سرخ اونٹوں کی قطار تصور میں ریگنے لگی، مسرت میں گھوڑے کو دوڑایا اور ہوا سے باتیں کرتے ہوئے آن کی آن میں قریب پہنچ گیا۔

گھوڑا دھنس گیا:

خدا کا آخری پیغمبر ﷺ اپنے رفیق خاص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناقہ پر سوار مدینے کی طرف تیز تیز بڑھے جا رہے تھے۔ سراقہ نے کند (رسی) ڈالنے کے لئے جوں ہی قدم آگے بڑھایا ایک پر جلال آواز فضا میں گونجی: ”يَا رَضُّ خُذِيهٖ“ اے زمین! اسے پکڑ لے۔

سرور کونین ﷺ کا حکم تھا زمین کا کلیجہ ہل گیا فوراً زمین پھٹ گئی اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنے تک دھنس گیا۔ سراقہ نے ہزار کوشش کی لیکن زمین کی گرفت سے چھٹکارہ حاصل نہ کر سکے۔ جب عاجز و مجبور ہو گئے۔ تو دو عالم کے تاجدار ﷺ سے رحم کی درخواست کی، سرکار ﷺ نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور زمین سے خطاب فرمایا:

”اتر کیہ“ اسے چھوڑ دے۔

ابھی یہ الفاظ فضا میں گونج رہے تھے کہ اچانک زمین کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور گھوڑے کا پاؤں باہر نکل آیا مال کا لالچ بھی کیا چیز ہوتی ہے کہ انسان کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی دھوکہ دیتی ہے۔ رہائی پا کر جب سراقہ واپس لوٹ رہے تھے تو اپنی ہار کی ندامت کے خوف سے دل ڈوبا جا رہا تھا جیسے ہی میل دو میل کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ لالچ کا شیطان پھر دل پر سوار گیا، اور فریب کی راہ سے نصیحت شروع کی۔ ”کہ یہ واقعہ یوں ہی اتفاقاً آ گیا اس کے پیچھے محمد ﷺ کی پیغمبرانہ طاقت کا کوئی کرشمہ نہیں ہے۔ چلو واپس چلو! سرخ اونٹوں کے انعام کا سنہری موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دو۔ محمد ﷺ کی گرفتاری کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔ دن کی

آواز پر پھر سراقہ نے گھوڑے کی باگ موڑ دی اور پھر تعاقب کرتے ہوئے سرکارِ منیٰ علیہ السلام کے قریب پہنچ گئے اس بار بھی لبوں کو حرکت ہوئی زمین کا کلیجہ پھٹ گیا۔ اور سراقہ اپنے گھوڑوں کے ساتھ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے! پھر سراقہ نے رحمۃ اللعالمین منیٰ علیہ السلام کو آواز دی پھر بخشش کے لئے پکارا۔ اور پھر رحمت مجسم منیٰ علیہ السلام نے احسان کی بارش فرمائی، زمین کو اشارہ کیا دشمن کو پھر آزاد کر دیا۔ اس بار دل کی گہرائی میں پیغمبر منیٰ علیہ السلام کی طاقت کا یقین ہو چلا تھا اس بار سراقہ سوچ رہے تھے کہ ایک نیاز مند کی طرح زمین کی فرماں برداری بلاوجہ نہیں ہے! کائنات کے خدا کے ساتھ محمد منیٰ علیہ السلام کا کوئی تعلق ضرور ہے۔ لیکن نفس کا شیطان بڑا ہی ڈھیٹ اور پھرتیلا دشمن ہے۔ یہ ظالم ایک لمحے میں دل کی ساری دنیا بدل کر رکھ دیتا ہے۔ سراقہ کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ شیطان نے پھر سرگوشی کی کہ محمد منیٰ علیہ السلام اتنے صاحب اقتدار ہوتے تو ایک تھکے ہوئے مجبور کی طرح مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت نہ کرتے۔ یا خوف کے آگے ہتھیار ڈال دینا بہادروں کا شیوہ نہیں ہے۔ سرخ اونٹوں کا انعام تمہاری زندگی کا نقشہ بدل دے گا چلو واپس لوٹو اس سے زیادہ سنہری موقع تمہیں پھر کبھی بھی ہاتھ نہیں آئے گا! بالآخر سراقہ پھر شیطان کے فریب کا شکار ہو گئے پھر تیزی کے ساتھ واپس لوٹے۔ پھر پیغمبر کے لبوں کو حرکت ہوئی۔ پھر زمین کا دھانا کھلا اور سراقہ ایک گرفتار پنچھی کی طرح پھر سکنے لگے۔ سرکارِ منیٰ علیہ السلام نے دوبارہ سراقہ کو موقع دیا کہ وہ سنبھل جائے لیکن جب بار بار کی تنبیہ کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو پیغمبر نے خود حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھایا اور دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ سراقہ کو مخاطب کیا:

سراقہ اور کنگن:

سرخ اونٹوں کے فریب میں اپنی لکھی ہوئی تقدیر سے کیوں جنگ کر رہے ہیں۔ تمہارا مستقبل میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ جس کی زلفوں کا قیدی ہونا تیرا مقدر ہے اسی کو گرفتار کرنے آئے ہو۔ کیا اب بھی تمہیں کفر کی رات میں ایمان کا سویرا نظر نہیں آتا۔ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ایرانی حکومت کسریٰ کے بادشاہ کے سونے کے کنگن تمہاری کلائیوں میں چمک رہے ہیں۔ وہ دن زیادہ دور نہیں کہ تمہارا سینہ اسلام و ایمان کی

دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔

پیغمبر صادق ﷺ کی زبان حق سے نکلے ہوئے یہ جملے سراقہ کے دل میں اتر گئے۔ حضرت سراقہ پر جلد ہی ایمان کی صبح نازل ہوئی۔ اور وہ مدینے کے دارالایمان میں پہنچ گئے اور پروانے کی طرح شمع رسالت کے جلوؤں میں نہاتے رہے۔ کلائیوں میں سونے کے کنگن پہننے کا یقین ان کے دل کی دھڑکنوں سے منسلک ہو گیا تھا۔

کنگن پہنوں گا پھر مروں گا:

زندگی کے دن اسی انتظار میں گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ خلافت فاروقی کے عہد زریں میں حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سخت بیمار پڑ گئے۔ یہاں تک کہ علالت سنگین ہو گئی۔ صورتحال شہادت دے رہی تھی۔ کہ اب چند سانسوں کے مہمان رہ گئے ہیں۔ صحابہ کرام اور قریبی رشتہ دار جمع ہو گئے۔ حضرت سراقہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور مسکراتے ہوئے کہا! آپ حضرات اطمینان رکھیں یہ میرا آخری وقت نہیں ہے۔ اس وقت تک موت میرے قریب نہیں آئے گی جب تک میں اپنے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن نہ پہن لوں ہر چیز اپنی جگہ سے ٹل سکتی ہے دو عالم کے مالک و مختار ﷺ کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ حضرت سراقہ موت کے چنگل سے نکل آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنوں میں بالکل صحت یاب ہو گئے۔

فتح مدائن:

آج مدینے میں ہر طرف مسرتوں کی بارش ہو رہی تھی، سجدہ شکر کے جذبہ سے سب کی پیشانیاں بوجھل ہو گئیں تھیں۔ صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی لشکر اسلامی کا قاصد ایران کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔

کسریٰ:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں نے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا۔ آج تاریخ میں پہلی بار کسریٰ کے ایوانوں پر عظمت اسلامی کا پرچم لہرا رہا تھا۔ چند ہی دنوں بعد ایران سے مال غنیمت آنا شروع ہو گیا۔

کنگن کی تلاش:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کسریٰ کے کنگن دریافت کئے۔ تلاش کے بعد جب وہ مل گئے تو حضرت سراقہ کو آواز دی گئی اس وقت حضرت سراقہ کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔ ناز و ادا سے جھوم رہے تھے فرط مسرت سے چہرہ کھلا جا رہا تھا ارمانوں کے جھوم میں مچلتے ہوئے اٹھے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

آج حضرت سراقہ کیلئے زندگی کی محبوب ترین گھڑی آگئی تھی جس کی آرزو کو ساری عمر ایمان کی طرح سینے سے لگائے رکھا تھا وہ آنکھوں کے سامنے جلوہ گر تھی۔ اہل مدینہ کی خوشی و مستیوں کے آنسوؤں میں حضرت سراقہ کا کلائیوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ سر پر تاج رکھا گیا اور شاہی کپڑے پہنائے گئے۔ حضرت سراقہ کی شاہانہ سج دھج دیکھ کر اہل مدینہ جذبات سے بے قابو ہو گئے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی عشق و ایمان کی اثر انگیز کیفیت دیکھ کر بے خود ہو گئے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اسلام بے سرو سامانی کے عالم میں تھا۔ ایک آسمانی مسافر نے آج کی عظیم الشان فتح کی خبر دی تھی۔ کل میدان قیامت میں آپ حضرات گواہ رہے گا کہ سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا کر میں نے اپنے آقا کا فرمان پورا کر دیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت اقتدار کا یہ واقعہ تاریخ فراموش نہیں کرے گی کہ ایک حرکت لب پر کائنات زندگی کا نقشہ بدل گیا۔ اور عشق رسالت کے فیض نے عرب کے صحرائے نشینوں کو پل بھر میں ساری دنیا کا فرمان روا بنا دیا۔

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس واقعہ سے اصل مقصد میرا تو فتح مدائن جس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم درجنوں سال پہلے

ہجرت کے موقعہ پر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کونہ صرف فتح کی خبر کر دی بلکہ کسریٰ کے کنگن پہننے کی نو بد سنائی اور حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا پختہ عقیدہ کہ موت کے منہ میں ہیں تب بھی کہتے ہیں نہیں مروں گا جب تک کنگن نہ پہن لوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ فتح مدائن کے بعد مال غنیمت جمع کرنے پر صرف کنگن ہی یاد رہے اور انہیں یقین تھا کہ کسریٰ کا سفید محل پھر اس کا جملہ مملوکہ بلکہ تمام سلطنت قبضہ میں آئے گی چنانچہ وہی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے ہم اہلسنت خوش نصیب ہیں کہ ہم وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ”تیرے منہ سے نکلی بات وہ ہو کر رہی“ الحمد للہ یہی عقیدہ ہمیں صحابہ کرام کی وراثت سے نصیب ہوا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

(۲۰) ہلاک العرب یعنی ان کا ملکی زوال

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا عرب کا زوال قیامت کے قرب کی نشانی ہے۔ (ترمذی)
فائدہ: عرب کا زوال ہوا جب سے بنو العباس (خلفائے عباسیہ) سے حکومت چھین لی گئی۔ اس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گزری ہے۔

(۲۱) کثرت الممال اور دنیا کی ریل پیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال بہت ہو جائیں گے اور دولت کی ریل پیل ہوگی یہاں تک کہ مالدار چاہے گا کہ کوئی اسے قبول کر لے یہاں تک کہ جسے بھی ماں پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ اس کے پاس بھی خود تنہا مال ہوگا کہ وہ کسی دوسرے کو دے۔ اویسی غفرلہ) (رواہ الشیخان)

فائدہ: یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہو چکا کہ فتوحات بکثرت ہوئیں مال غنیمت تقسیم ہوا، فارس، روم کی جائداد تقسیم کی گئیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھا کہ کوئی صدقہ کا مال لے کر تقسیم کرنے جاتا تو کوئی ایسا نہ ملتا جسے وہ صدقہ دے اور انشاء اللہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ایسے ہی ہوگا اور اس کی تفصیل تیسرے باب میں آئے گی۔ (انشاء اللہ)

(۲۲) پہاڑوں کا اپنے اصلی جگہوں سے ہٹنا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ ہوگی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹ نہ جائیں۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے فرمایا کہ ۲۳۲ھ میں متوکل خلیفہ عباسی کے دور خلافت میں پہاڑ دائیں جانب چل پڑا اس پر لوگوں کے کھیت تھے دوسرے کھیتوں پر جا کھڑا ہوا۔ اور ۳۰۰ھ میں المقتدر عباسی کے دور خلافت میں پہاڑ دینور کے علاقہ میں زمین میں دھنس گیا پھر اس کے نیچے سے پانی ابلنے لگا جس نے کئی دیہات غرق کر دیئے۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں کہ مقتدر کے دور میں اس کی کم سنی کی وجہ سے نظام سلطنت کا آغاز ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ محض عبرت کے لئے دکھایا دوسرا ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک خچر سے بچھڑا (گائے کا زبچہ) پیدا ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

(۲۳) فقدان الصحابہ رضی اللہ عنہم

1- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے صحابہ میں سے صرف ایک کو تلاش کیا جائے گا جیسے گمشدہ چیز تلاش کی جاتی ہے تو وہ نہیں ملتی (ایسے ہی میرا کوئی صحابی تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملے گا۔ (رواہ احمد)

(۲۴) تین خسوف کا وقوع

1- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تین خسوف آئیں گے۔

(i) مشرق میں۔

(ii) مغرب میں۔

(iii) جزیرہ عرب میں۔

عرض کی گئی صالحین (اللہ والے) بھی ہوں گے اور خسوف بھی واقع ہوگا؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: ہاں جب برائیاں بڑھ جائیں گی۔ (رواہ الطبرانی)

2- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں

جھانک کر دیکھا تو ہم قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا

قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں ان میں سے تین

خسوف ہیں۔

(i) مشرق میں۔

(ii) مغرب میں۔

(iii) جزیرہ عرب میں۔ (رواہ السنن الا البخاری)

فائدہ: یہ تینوں خسوف واقع ہو چکے۔

1- سلیمان بن عبد الملک کے دورِ خلافت میں واقع ہوا۔ ابن ہبیرہ نے خلیفہ کو خط لکھا کہ

بخارا میں صبح کے وقت ایک کڑک دار آواز آسمان سے سنائی دی اور رعد کی سخت گرج

کی طرح گرج بھی۔ آسمان سے حوٹل (موٹے موٹے اولے) گرائے گئے۔ لوگوں

نے دیکھا کہ آسمان میں ایک بڑا سوراخ ہوا۔ اس سے چند اشخاص ایسے اترے جن

کے سر آسمان میں ہیں اور پاؤں زمین پر۔ اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے

زمین والو! آسمان والوں سے عبرت حاصل کرو، یہ صلیب فرشتہ ہے۔ اس نے اللہ

تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اس پر اسے عذاب دیا جا رہا ہے دن کو لوگ اسی جاگ پر آئے تو

ایک عظیم خسوف دیکھا اور وہ جگہ خوب متحرک تھی اور دھنسی ہوئی جگہ۔ یہاں ہواں

اٹھ رہا تھا۔

فائدہ: اس واقعہ کے متعلق چالیس نیک آدمیوں نے بخارا کے قاضی کو شہور کیا۔

پہنچایا۔ (کذابی السکر دان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کیلئے فرمایا ہے:

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ (پ ۲۸، التحريم آیت ۶)

جواب: قصہ ہاروت و ماروت، ان کی نافرمانی کا جواز کافی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر

ہے۔ گویا آیت مذکورہ محض عنہ البعض ہے۔ (اویسی غفرلہ)

2- ۲۰۸ھ میں ملک مغرب میں تیرہ دیہات دھنس گئے۔

3- ۸۳۴ھ شعبان میں غرناطہ میں زلزلہ آیا اس میں متعدد مکانات دھنس گئے قلعہ کا بعض

حصہ بھی منہدم ہوا۔ (انباء الخمر)

4- المصطع (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت میں ۳۴۶ھ میں رے اور اس کے گرد و نواح

میں بڑے بڑے زلزلے آئے۔

5- بلدہ طالقان میں نصف ہوا جس میں تمام آبادی سے صرف تیس آدمی بچے۔

6- رے کے ایک سو پچاس گاؤں دھنس گئے اور یہ سلسلہ جبل حلوان تک چلا گیا اس میں

سے بھی بہت زیادہ دیہات دھنس گئے اور بہت سے مردوں کی ہڈیاں زمین سے باہر

پھینکی گئیں اور زمین سے پانی اُبلتا اور رے میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دوپہر تک

لوگ آدھا دن زمین و آسمان کے درمیان لٹکے رہے پھر زمین میں دھنس گئے زمین کا بہت سا

حصہ پھٹ گیا اس میں بدبودار پانی اور بہت بڑا دھواں نکلا۔ (کذا نقلہ السیوطی عن ابن الجوزی)

7- ۵۹۷ھ میں بصری علاقہ کی ایک بستی زمین میں دھنس گئی۔

8- ۵۳۳ھ شہر بصرہ دھنس گیا اور شہر کے مکانات کی جگہ پر سیاہ پانی نکلا۔

9- ہمارے دور (مصنف کے زمانہ) میں آذربجان و خراسان وغیرہ دیار عجم میں چند

مکانات زمین میں دھنس گئے اور اس قسم کے خسوفات ان گنت ہیں۔

(2) زلزلوں اور زحف کی کثرت

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک علم (اسلامی)

قبض نہ کیا جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو۔ اور وقت سکڑ جائے گا اور فتنے ظاہر ہو

جائیں گے اور قتل بہت زیادہ ہوں گے۔ (رواہ البخاری و ابن ماجہ)

2- اور ابن عساکر کے نزدیک عروہ بن رویم سے روایت ہے، وہ انصاری سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ میری امت میں زلزلہ آئے گا جس میں دس، بیس، تیس ہزار جانیں تلف ہوں گی۔ اسے اللہ تعالیٰ متقین کیلئے نصیحت اور اہل ایمان کیلئے رحمت اور کافروں کیلئے عذاب بنائے گا۔ (رواہ ابن عساکر)

زلزلے ہی زلزلے:

- 1- المتوکل (خلیفہ) کے اول دور میں ۲۳۲ھ دمشق میں خطرناک زلزلہ آیا اس میں کئی مکانات گرے اور بے شمار جانیں مکانات کے نیچے دب کر ہلاک ہوئیں اور یہ زلزلہ انطاکیہ تک بڑھا اسے تباہ کر دیا پھر جزیرہ کی طرف بڑھا اسے جلا کر راکھ بنا دیا پھر موصل پر چڑھ دوڑا، کہا جاتا ہے اس میں پچاس ہزار جانیں تلف ہوئیں۔
- 2- تیونس اور اس کے اردگرد اور خراسان اور نیشاپور و طبرستان اور اصفہان میں ۲۴۲ھ میں عظیم زلزلہ واقع ہوا یہاں تک کہ پہاڑ پھٹ گئے اور زمین میں اتنی دراڑیں پڑ گئیں کہ ایک مرد اس میں با آسانی سما سکتا تھا۔ اور ان دونوں زلزلوں میں صرف دس سال کا وقفہ تھا۔
- 3- ۲۴۵ھ ساری دنیا میں عام زلزلہ آیا اس نے کئی شہر و قلعے اور پل تباہ کر دیئے اور انطاکیہ سے ایک پہاڑ دریا میں گرا۔
- 4- المعتصد کے زمانہ خلافت میں ۲۸۰ھ میں الدیہل میں بڑا زلزلہ آیا جس نے عام شہروں کو برباد کیا اس کے ملبہ سے صرف ایک لاکھ پچاس ہزار نفوس نکالے جاسکے۔
- 5- ۴۶۰ھ میں رملہ میں سخت اور ہولناک زلزلہ آیا جس نے رملہ شہر کو ملیا میٹ کر دیا یہاں تک کہ پانی کنوؤں کے اوپر باہر نظر آنے لگا۔ اہل رملہ میں سے ۲۴ ہزار افراد تباہ ہوئے اور دریا اپنے ساحل سے ایک یوم کی مسافت تک دور ہو گیا لوگ اس کے علاقوں میں گرا پڑا مال لے جانے لگے تو دریا کے پانی نے واپس لوٹ کر نہیں غرق کر دیا۔
- 6- ۵۱۴ھ میں ایک بڑا زلزلہ آیا بغداد دس سے اوپر یعنی کئی بار تباہ و برباد ہوا۔ ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ کر حلوان پر جا گرا۔

7- ۵۹۷ھ میں مصر و شام و جزیرہ میں بہت بڑا زلزلہ آیا اس نے کئی مکانات و متعدد قلعے گرائے۔

8- ۵۳۲ھ میں شام و حلب و شیراز و انطاکیہ و طرابلس میں بہت زلزلے آئے ان میں بیشمار خلق خدا ہلاک ہوئی ایک استاد (ماسٹر) مدرسہ میں پڑھاتا تھا چھٹی کر کے گھر گیا واپس لوٹا تو مدرسہ زلزلہ کی زد میں تھا اور جتنے بچے مدرسہ میں پڑھ رہے تھے سب زلزلہ کی تباہی میں مر گئے۔ اور بچوں کے وارثوں میں سے بھی کوئی بچوں کیلئے پوچھنے نہ آیا کیونکہ ان کے ورثاء بھی زلزلہ کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے اور شیراز میں تمام لوگ تباہ ہو گئے صرف ایک عورت اور اس کا نوکر بچ نکلے۔

عجوبہ:

ایک دفعہ حران میں ایک ٹیلہ پھٹ گیا تو اس سے کئی گھر کئی عمارتیں اور نو اوایس ظاہر ہوئے۔ اور اللہ ذوقیہ میں ایک جگہ سے پانی میں کھڑا بت ظاہر ہوا۔

9- زلزلوں نے صیدا و بیروت و طرابلس و عکا و صور اور فرنگیوں کے تمام شہروں کو تباہ کیا اور قبرص تک دریا پھیل گیا کئی جہازوں کو اس نے ساحل تک دھکیلا اور جانب مشرق چل کر ایک بڑی مخلوق کو تباہ و برباد کیا۔

فائدہ: صاحب المراتۃ نے لکھا کہ اس سال زلزلہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ نفوس مرے۔
(کذافی السکر دان)

10- ۶۷۲ھ میں مصر میں بہت بڑا زلزلہ آیا۔

11- مدینہ طیبہ میں بھی نارحجاز کے ظہور سے پہلے ایک زلزلے نے پھیرا لگایا تھا۔

اویسی غفرلہ کا تبصرہ:

زلزلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و مرید ہیں اسی لئے وہ عذاب یا تکلیف کا سبب نہ بنے وہ زیارت (مدینہ) سے مشرف ہوئے اور واپس چلے گئے۔

12- ۴۳۴ھ میں بحیرہ (شہر) میں عظیم زلزلہ آیا جو تیس میل لمبا چوڑا تھا اس نے بھی ان گنت خلق کو تباہ کیا۔

13- ۹۲۲ھ میں ازرنگان میں بڑا زلزلہ آیا جو تیس میل لمبا چوڑا تھا اس نے بھی ان گنت خلق کو تباہ کیا۔

14- ۱۰۰۰ھ شہر لار میں بہت بڑا زلزلہ آیا جس نے تمام گھرا ایسے ملیا میٹ کر دیئے کہ کسی کو بھی اپنے مکان کا نشان نہ مل سکا۔ اس سے قبل چھوٹے چھوٹے جھٹکے آتے رہے اور دن میں کئی بار ایسے ہوا۔ جو لوگ اس چھوٹے جھٹکوں سے دوران شہر سے باہر نکل گئے وہ بچ گئے جو نہ جاسکے وہ مر گئے۔

فائدہ: اس کتاب (الاشراط الاشرط الساعۃ) کی تصنیف کے چھ ماہ بعد بڑا ہولناک زلزلہ آیا جس میں بہت تھوڑے لوگ نجات پاسکے اس زلزلہ کو میں (مصنف) نے اپنی کتاب ہذا میں شامل کر دیا۔

نوٹ: یہ وہ بڑے زلزلے اور رجفات ہیں جنہیں کتب تواریخ میں نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے ورنہ چھوٹے چھوٹے زلزلوں اور جھٹکوں کا شمار نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی طلب ہے۔

(۲۶) مسخ و قذف

- 1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میری امت میں حسف و مسخ و قذف (پتھراؤ) ہوگا۔ (رواہ احمد، مسلم والحاکم)
- 2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے مسخ و حسف (زمین میں دھنسا) اور قذف (پتھراؤ) ہوگا۔ (رواہ ابن ماجہ)
- 3- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم کھانے پینے اور لہو و لعب میں رات گزارے گی پھر وہ صبح کو بندر اور خنزیر ہو کر اٹھیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

- 4- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میری امت کے آخری زمانہ میں زمین میں دھنسا اور مسخ (شکلوں کا تبدیل ہونا) اور قذف (پتھراؤ) ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو سکتے ہیں جب کہ ہمارے میں صالحین ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب خباث (چراغ) کی کثرت ہو

جائے۔ (رواہ الترمذی)

5- حضرت عبدالرحمن بن صحار رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوں یہاں تک کہ کئی قبائل زمین میں دھنسے جائیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ بنو فلان قبیلہ سے کون بچ گیا ہے؟ (رواہ احمد و البغوی وابن قانع والطبرانی والحاکم وغیرہ)

6- حضرت امین عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس امت کے آخری زمانہ میں حسف و قذف ہوگا۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حکایات:

حکومت فاطمیہ مصر (شیعہ) کے دور میں شیعہ لوگ عاشوراء کے دن مدینہ پاک میں قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر شیخین و صحابہ کرام کو سب (گالی) بکتے تھے ان کے ہاں (ب خبری ت) ایک آدمی نے آکر کہا تم میں کون ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت سے مجھے ہانا کھائے، ان میں سے ایک بوڑھے نے نکل کر اپنے گھر کی طرف اسے چلنے کا اشارہ کیا وہ شخص اس بوڑھے کے پیچھے چل پڑا بوڑھے نے گھر میں لے جا کر اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت کا صلہ ہے۔ وہ شخص سیدھا مسجد نبوی شریف کو چلا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہم کو دل میں سلام عرض کر کے واپس ہوا لیکن اس نے اپنی کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں تھام رکھی تھی منعموم و محزون ہو کر مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر بیٹھ گیا اسی دوران اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نوازا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان (شیعوں) نے اس کی زبان آپ کی محبت کے بغض و عداوت سے کاٹی ہے اسی لئے اس کی زبان آپ ہی درست فرمادیں۔ آپ (صدق اکبر رضی اللہ عنہ) نے اس شخص کے ہاتھ سے زبان کاٹ لیا کٹا ہوا لے کر اصل جگہ پر رکھ دی۔ وہ شخص جاگا تو اس کی زبان اسی طرح تھی جس طرح کٹنے سے پہلے بلکہ اس سے بہتر (ہمارے دور ۱۲۲۳ھ تک ہمیں نجدی حکومت کے کارندے خوب ستاتے ہیں لیکن ان سے پہلے شیعہ اہلسنت کو گزند پہنچاتے وہ صبر کرتے تو خوب انعام پاتے ہم بھی صبر کرتے ہیں الحمد للہ (انشاء اللہ) ہمیں بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم انعام سے نوازیں گے

آج نہ سہی تو کل یقیناً۔ اویسی غفرلہ) اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ دی اور اپنے وطن کو چلا گیا۔ وہ شخص (جس کا واقعہ اوپر مذکور ہوا) دوسرے سال مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حسب عادت گذشتہ سال قبہ عباس رضی اللہ عنہ (جنت البقیع) میں چلا گیا اتفاقاً اسی طرح گذشتہ صدی کے مطابق اس دفعہ بھی صدی لگائی کہ ہے کوئی محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں مجھے کھانا کھلانے والا۔ اس مجمع سے ایک نوجوان نے اس کی طرف نکل کر اپنے گھر کو جانے کا اشارہ کیا خود آگے اور یہ شخص اس کے پیچھے چل پڑا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے سخت تعجب ہوا کہ مجھے اسی گھر میں لے گیا جہاں گذشتہ سال میری زبان کاٹ لی گئی تھی۔ اور میں سخت مصیبت سے دوچار ہوا تھا۔ اور میری سخت سے سخت تر رسوائی ہوئی تھی۔

میرے تعجب کو دیکھ کر نوجوان نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے میں نے سارا واقعہ سنایا تو وہ نوجوان دونوں پاؤں اور ہاتھوں سے زمین پر گر کر کہنے لگا کہ گذشتہ سال جس بوڑھے نے آپ کو گزند پہنچایا وہ میرا باپ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بندر بنا دیا پھر اس نے ایک کمرے کا پردہ ہٹایا میں نے دیکھا تو واقعی بندر بندھا بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال والے میزبان نوجوان کو توبہ کی توفیق دی اور وہ شیعہ مذہب سے توبہ کر کے سچا پکاسنی مسلمان ہو گیا اور مجھے کہا کہ میرے والد کا قصہ کسی کو نہ سنانا۔

(وفاء الوفاء للسمو دی الزواجر لابن حجر، الصواعق، مواہب لدنیہ للقسطلانی وغیرہ)

حکایت: الزواجر میں ہے کہ ایک شخص حلب میں شیخین (سیدنا صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہما) کو سب (گالی) دیتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو دفن کے بعد شہر کے نوجوانوں نے اتفاق کر کے قبر کو کھود کر دیکھا تو وہ گالی دینے والا خنزیر کی شکل میں تھا۔ اسے نوجوانوں نے قبر سے نکال کر ہرمیدان میں آگ لگادی۔

قاعدہ: کہا جاتا ہے ہر رافضی (شیعہ) قبر میں خنزیر کی شکل میں ہو جاتا ہے (یہ کلیہ قاعدہ نہیں کبھی اس کے خلاف ہو تو کوئی حرج نہیں۔) قاعدہ اکثر یہ ہے لاکثر حکم الكل

حکایت: ۷۸۲ھ میں خلیفہ متوکل (چھٹا نایفہ) کے دور حکومت میں ایک خط حلب سے پہنچا کہ ایک شخص امام نماز پڑھا رہا تھا تو ایک آدمی اس سے اس کی نماز کی حالت میں ہنسی

مذاق کرتا کبھی اسے پکڑ کر جھنجھوڑتا (مثلاً) وہ امام اپنی نماز میں مشغول رہا مذاق کرنے والے کو کچھ نہ کہا جب وہ نماز سے فارغ ہوا، سلام پھیرا تو دیکھا اس کے ساتھ مذاق کرنے والے کی شکل خنزیر جیسی ہو گئی وہ اسی حالت میں جنگل کی طرف بھاگا اسی وقت خط لکھ کر خلیفہ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ (ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء)

فائدہ: المتوکل عباسیہ حکومت کی طرف سے مصر میں چھٹا خلیفہ تھا۔

قذف (یعنی آسمانی پتھر او):

- 1- ۲۸۵ھ میں بصرہ کی ایک بستی پر آسمان سے قذف سفید و سیاہ پتھر گرے اور ژالہ باری ہوئی اس میں ایک ژالہ ڈیڑھ (۱۵۰) درم کے وزن کے برابر تھا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)
- 2- ۲۳۳ھ میں سویڈن بستی پر آسمان سے پتھر برسے ہر پتھر کا وزن دس رطل تھا۔
- 3- المقتدر باللہ عباسی خلیفہ کے دور حکومت ۴۷۸ھ میں بغداد میں کالی آندھی آئی اور گرج و برق سخت تھی آسمان سے بارش کی طرح ریت اور مٹی برسی۔
- 4- مجھے (مصنف کتاب کو) ایک معتبر شخصیت نے خبر دی کہ ۱۶۰ھ (ایک سو ساٹھ سے کچھ اوپر) آسمان سے کالے پتھر برسائے گئے جو مرغی کے انڈے یا اس سے بھی بڑے تھے سردی کا موسم تھا اور یہ حادثہ کردوں کے علاقہ ہیزان اور کفرا کے درمیان واقع ہوا تھا ان کی آواز ایک دن کی مسافت تک سنی جاتی تھی۔
- 5- وسط ۱۵ ربیع الاول شریف ۷۷۱ھ میں ایک خط مصر میں حماة (علاقہ) سے پہنچا کہ ان دنوں بارین (ایک خاص علاقہ حماة کے نواح) میں آسمان سے مختلف شکلوں کے جانوروں کی طرح کی بارش ہوئی، مثلاً اس میں درندے، سانپ بچھو، پرندے، بلیوں اور بعض مرد جن کی کمروں میں حوا یں تھے۔ اور یہ اس علاقہ کے قاضی کے ہاں شرعی حیثیت سے لکھوا کر اس پر مہر ثبت کی گئی پھر اس کا ثبوت حماة (شہر) کے قاضی کو پہنچایا گیا۔ (اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ کذافی اسکردان)

(۲۷) سرخ آندھی اس کے علاوہ اور بڑے بڑے ہولناک امور

- 1- سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جب دیکھو کہ لوگ مال غنیمت کو اپنی دولت اور امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان بنالیں اور علم کو دین کے سوا دوسرے دنیوی مقصد کے لئے پڑھیں اور انسان اپنی بیوی کا فرمانبردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو۔ اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں اور قبیلہ کا سردار ان میں سے فاسق آدمی ہو اور قوم کا رہنما اور ہیر (لیڈر) سب سے زیادہ کمینہ (بدمعاش) ہو۔ اور کسی کی تعظیم اس کے شر و فساد کے خوف سے کی جائے اور گانے والیوں اور باجوں کا ہر طرف چرچا ہو۔ شراب پینے لگیں، اس امت کا آخری آدمی پہلے (نیک) لوگوں کو لعنت کرے تو تم لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور شکلیں بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کا انتظار کرو۔ اس وقت قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد دوسری لگاتار اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جیسے موتی کی لڑی (یا تسبیح کے دانوں) کا دھاگہ کاٹ دیا جائے تو موتیوں (اور تسبیح) کے دانے اک کے بعد دوسرے لگاتار گرنے لگ جاتے ہیں۔ (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

مذکورہ بالا امور میں سے دور حاضرہ میں کونسی کمی باقی رہ گئی ہے اکثر نشانیاں ادوار سابقہ میں گذر چکی ہیں جن کا مختصر بیان گذشتہ اوراق میں آچکا ہے جس قدر قیامت قریب ہوتی جائے گی یہ نشانیاں اور ان کے سوا دوسری علامات لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ مصنف کتاب کی سینئے۔ (اویسی غفرلہ)

2- حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے وی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں دو بڑی جگہیں تو زلزلے اور جھٹکے اور بہت بڑے بڑے امور اس کے قریب قریب آئیں گے جیسے دونوں ہاتھ سر کے قریب ہیں قیامت اس سے قریب تر ہوگی۔ (رواہ ابوداؤد و الحدیث)

فائدہ: اگر اس خلافت سے (جو بیت القدس میں داخل ہو) حکومت بنو امیہ مراد ہو تو پھر ان امور عظیمہ سے وہ امور مراد ہیں جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے، اگر اس سے امام

مہدی ؑ کی خلافت مراد ہے تو اس وقت امور عظیمہ سے وہ امور مراد ہیں جو ان کی خلافت کے بعد واقع ہوں گے جو قیامت سے زیادہ قریب ہیں جیسے دابة الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ۔

آندھیاں:

1- خلیفہ المتوکل عباسی کے دور حکومت ۲۳۲ھ کے اوائل میں عراق میں سخت زہریلی ہوا چلی جو اس سے پہلے سنی اور دیکھی نہیں گئی تھی اس سے کوفہ، بصرہ، بغداد کی کھیتیاں جل کر راکھ ہو گئیں اور بے شمار مسافر مرے اور یہ ہوا پچاس دن تک چلتی رہی اور ہمدان تک پہنچی وہاں کی کھیتیاں اور جانور جلا دیئے پھر موصل و سنجا پہنچی اسی دوران لوگ کاروبار کیلئے بازاروں میں نہیں جاسکے اور نہ ہی سفر کر سکتے تھے معاش تنگ ہو گئی تھی۔ بہت سی خلق خدا اس آندھی سے ماری گئی تھی۔

2- شوال ۲۸۰ھ میں المعتضد باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت میں ساری دنیا تا عصر تاریکی میں ڈوب گئی۔ پھر کالی آندھی (ہوا) تہائی رات دن تک چلی اس کے فوراً بعد بہت بڑا زلزلہ آیا جس نے دیہل شہر کے اکثر حصہ کو مٹا دیا۔

3- اسی المعتضد کے دور خلافت ۲۸۸ھ میں بصرہ میں سرخ ہوا (آندھی) چلی پھر وہ سبز ہو گئی پھر سیاہ ہو گئی پھر تمام شہروں میں پھیل گئی۔

4- المتقدر باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور میں بغداد میں سیاہ آندھی آئی پھر ایسی سخت گرج و برق سنی اور دیکھی گئی کہ جس سے قیامت قائم ہو جانے کا گمان ہوتا تھا۔

5- المستظهر باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور خلافت میں مصر میں ایسی کالی اندھیری چلی کہ انسان کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور لوگوں پر ریت برسی لوگوں کو یقین ہو گیا اب ہم زندہ بچ کر نہ نکل سکیں گے تھوڑی دیر روشنی پھیلی تو پھر وہ زرد رنگ کی آندھی چلی۔

6- ۵۲۳ھ میں شہر موصل پر ایک بادل نمودار ہو کر آگ برسانے لگا جس سے پر وہ آگ برسی وہ جل کر راکھ ہو گئی۔ بغداد میں اڑنے والے بچھو برسے جنہوں نے بڑی مخلوق کو

تباہ و ہلاک کیا۔ (تذکرہ ابن ابی حنبلہ)

- 7- ۵۹۶ھ میں سخت سیاہ آندھی مکہ معظمہ میں چلی پھر تمام دنیا میں پھیل گئی۔ لوگوں پر سرخ ریت برسی اسی دوران رکن یمانی کا ایک ٹکڑا کٹ گیا۔
- 8- ۸۲۶ھ ملک اشرف برسبائی (بادشاہ) کی سلطنت کے دوران مصر میں مقام رقبہ میں آندھی چلی وہ زرد مٹی اٹھا کر سرخ رنگ میں پھونک مارتی یہ غروب الشمس سے پہلے ہوا اس پر افق السماء (آسمان کا کنارہ) بہت زیادہ سرخ ہو گیا واقعہ سے بے خبر آدمی دیکھ کر سمجھتا اس کا قرب و جوار آگ سے جل گیا ہے اور تمام گھر بہت زیادہ مٹی سے بھر گئے مٹی کی گرد لوگوں کے ناک اور گھر کے اسباب میں داخل ہو جاتی پھر افق السماء سرخی سے سیاہی کے ساتھ تبدیل ہو گیا اس کے بعد ہوا چل پڑی لیکن وہ اوپر رہی اگر زمین پر ہوتی تو ہولناک ہوتی۔ اس پر لوگ گھروں اور بازاروں میں رو رو کر ڈر الہی اور دعا و استغفار میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اللہ کا لطف و کرم ہوا کہ بارش ہو گئی بعد میں ایسی آندھی تیس سال تک نہیں چلی۔ وہی آندھی پھر اہرام و جزیرہ اور دریا کی طرف نکل گئی لیکن ایسی تیز تھی جس سے گمان ہوتا تھا کہ ہر شے کو تباہ کر ڈالے گی۔ اور مسلسل اس رات دن تا عصر چلتی رہی اس آندھی سے کھیتیاں وغیرہ متاثر ہوئیں۔ (ذکرہ الحافظ ابن حجر بنی انباء الغمر)

بڑے ہولناک امور:

سخت قحط سالی کئی بار آئی مثلاً:

- 1- الظاہر العبیدی (بادشاہ) کے دور حکومت میں مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے بعد سخت قحط سالی واقع ہوئی اور سات سال مسلسل رہی یہاں تک کہ انسان ایک دوسرے کو کھانے لگے بعض نے کہا اس دور میں ایک روٹی پچاس دینار کے عوض فروخت ہوئی۔
- 2- المستنصر العبیدی (بادشاہ) کے دور حکومت میں مصر میں قحط سالی واقع ہوئی سالوں تک مسلسل رہی یہاں تک کہ آدمی ایک دوسرے کو کھانے لگے۔ ایک اردب گندم کا ایک سو دینار میں بکا، "اردب" نبوی صاع صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں چالیس صاع اور اس

کے اوپر کچھ اور پیمانہ تھا۔ اس قحط میں ایک کتا پانچ دینار میں ایک بلی تین دینار میں بکتی تھی۔

3- ۲۴۵ھ خلافت المقتدی العباسی کے دور حکومت میں یمن کی جانب سے بارش آئی اس میں خون برسا تھا اور تمام زمین خون سے تر ہونے لگی اس کا نشان لوگوں کے لباس پر صاف نظر آتا تھا۔

4- ۲۵۸ھ میں ایک ستارہ نمودار ہوا گویا چاند گھوم رہا تھا تمام رات بڑے عظیم شعاع سے چمکتا رہا اور لوگ یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے وہ دس راتیں چمکتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کی روشنی بڑھتی پڑ گئی پھر وہ غائب ہو گیا۔

5- قائم باللہ (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت ۲۶۰ھ میں شہر ملہ کے بے شمار لوگ پانی میں غرق ہوئے۔

6- ۲۶۶ھ میں اسی قائم باللہ کے دور میں بغداد میں سخت غرقابی ہوئی دریائے دجلہ تیس ہاتھ بڑھ گیا ایسا وہ کبھی نہیں ہوا تھا اس غرقابی میں بہت سے اموال اور انسانی جانیں اور جانور مرے لوگوں نے کشتیوں پر سوار ہو کر جان بچائی اور نماز جمعہ بھی سمندر کی لہروں میں التیار میں دوبار ادا کی گئی یعنی دو جمعہ اسی حالت میں گزرے اور بغداد میں اس دوران دریائے دجلہ کی اس سخت طغیانی سے ایک لاکھ مکانات مسمار ہوئے۔

7- ۲۹۴ھ میں المقتدر کے دور خلافت میں فرنگیوں نے تمام جزیرہ صقلیہ پر غلبہ پا کر مسلمانوں کو قیدی بنایا اور ان کے بچوں کو غلام۔

8- المستعصم باللہ کے دور خلافت میں عدن کے علاقہ میں آگ نمودار ہوئی جس کی روشنی رات میں دریا تک نظر آتی اور دن کو اس آگ سے بہت بڑا دھواں ظاہر ہوتا تھا۔

9- المعتمد باللہ (خلیفہ عباسی) کے زمانہ حکومت ۲۶۶ھ میں زنج، بصرہ اور اس کے گرد و نواح میں داخل ہو کر اسے خراب و برباد کیا اور خوب تلوار چلائی اور بہت سے لوگوں کو قید کیا یہ ان خوارج میں سے تھے جنہیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

اس کے بعد بہت بڑی وباء آئی جس سے بے شمار خلق خدا مر گئی اس کے بعد بہت

بڑے جھٹکے اور زلزلے آئے اور ملبہ کے نیچے دب کر ہزاروں لوگ مرے۔ اور زنجیوں کے ساتھ مسلسل ستر سال تک جنگ جاری رہی۔ صولی نے فرمایا کہ ایک کروڑ اور پانچ سو مسلمان شہید ہوئے۔ ایک ہی دن میں بصرہ میں تین لاکھ آدمی مارے گئے اور رئیس زنج کا اس کے شہر میں منبر تھا جس پر حضرت عثمان، حضرت علی و حضرت امیر معاویہ، حضرت طلحہ و حضرت زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی بکتا تھا اور اپنے لشکر میں اعلان کرتا تھا کہ ایک علوی عورت دو یا تین درم کے عوض دی جائے گی۔ اس کے لشکر کے ایک ایک کے پاس دس خواتین علویہ ہوتی تھیں جن سے خدمت کراتا اور وطی کرتا۔ یہ رئیس ۲۷۰ھ میں مارا گیا اس کا نام بہبود تھا وہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ وہ غیب پر آگاہ ہے اسی کے دور میں حجاز و عراق میں بہت قحط پڑا اس دور میں گندم کی ایک بوری ڈیڑھ سو دینار میں بکتی تھی اسی کے دور ۲۷۰ھ میں نہر عیسیٰ شق (نہر دجلہ) کا بند ٹوٹ گیا بستی کرخ میں پانی بھر گیا جس کی وجہ سے سات ہزار مکانات منہدم ہو گئے۔

قرامطہ کا خروج:

معمد باللہ (عباسی خلیفہ) کے دور میں قرامطہ نے کوفہ پر غلبہ پایا اور وہ فرقہ باطنیہ

سے تھے۔

قرامطہ کے مسائل:

یہ طحیوں (بے دین گروہ) کی ایک قسم ہے یعنی باطنیہ فرقہ ہے ان کے مسائل یہ تھے:

- 1- جنابت سے غسل واجب نہیں۔
- 2- شراب حلال ہے۔
- 3- سال میں روزہ صرف دو دن ہے۔
- 4- اذان میں یہ کلمات بڑھا کر محمد بن الحنفیہ رسول اللہ۔ (معاذ اللہ)
- 5- حج اور قبلہ بیت المقدس ہے ان کے علاوہ اور بھی ان کے خرافات تھے۔

قحط سالی:

۵۹۶ھ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور آدمیوں کو کھایا اس دور

میں ان کا بنو آدم کھانا مشہور ہو گیا۔ یہاں تک کہ قبریں کھود کر مردوں کو کھا جاتے بھوک کی وجہ سے موت بکثرت واقع ہوئی یہاں تک کہ نظر مردوں پر پڑتی یا ایسے لوگوں پر جو قریب المرگ ہوتے یونہی ہر چلتے والے کا قدم مردے پر پڑتا یا قریب المرگ پر۔ تقریباً تمام دیہات موت گے گھاٹ اتر گئے۔ یہاں تک مسافران دیہاتوں سے گزرتا تو کھانا پکانے والی آگ کا نشان نہ پاتا۔ گھروں کے دروازے کھلے ہیں لیکن گھروں والے مزے پڑے ہیں راستے مردوں کی کھیتیاں اور ان کے گوشت پرندوں و درندوں کے دسترخوان بنے ہوئے ہیں، آزاد غلام معمولی داموں میں بک رہے تھے دو سال تک یہی حال رہا۔

فائدہ: ابوشامہ نے الذیل میں لکھا کہ اسی سال میں عادل کبیر نے اپنے مال سے تھوڑی مدت میں دو لاکھ بیس ہزار مردے تقریباً دفنائے گئے بعض نے کہا تین لاکھ غریب مردے دفنائے گئے۔ مصر میں بھوک کی وجہ سے کتے اور مردے کھائے گئے اور صغیر سن اور بڑے بچوں کو تو بہت لوگوں نے کھایا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کو بھون کر کھا جاتا اور یہ عادت لوگوں میں عام ہو گئی یہاں تک کہ اس پر نہ کسی قسم کی روک ٹوک تھی اور نہ کوئی کسی پر ملامت کرتا۔ پھر ایک دوسرے کو حیلہ کر کے کھانے لگے بلکہ جو کسی کے ہاتھ لگتا اسے کھا جاتا۔ طاقتور ضعیف پر قابو پا کر اسے ذبح کر کے کھا جاتا۔ اطباء (ڈاکٹروں) مریضوں کے علاج کے بہانے بلا کر انہیں ذبح کر کے کھا جاتے۔

قحط سالی:

۱۸۷۷ء میں دیار بکر، موصل، اربل، جزیرہ، میافارقین وغیرہ میں زوردار قحط پڑا۔ شہر ویران ہو گئے، اولاد بکنے لگی، لوگوں پر موت کے سائے منڈلاتے تھے جزیرہ ابن عمر میں پندرہ ہزار نفوس بھوک سے مرے اور تین ہزار کی مقدار میں بچے بکے ایک بچہ دس گیارہ درہم میں بکتا تھا اور انہیں تاتاری خریدتے تھے۔

میافارقین میں زیادہ موت واقع ہوئی، بازار ویران پڑ گیا صرف چھ دکانیں بچی رہیں موصل میں مار دین سے زیادہ قحط تھا۔ یہاں کے لوگ اولاد بیچتے رہے اور اکثر گھر خالی ہو گئے ان لوگوں نے مردار اور مردے کھائے اور انسان اپنے بچے کو صرف بارہ درہم میں بیچ

ڈالتا تھا۔

فائدہ: حضرت ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں نے اس قحط سالی میں پچاس دینار خرچ کئے لوگ مسلمانوں کی اولاد خریدنے سے گریز کرتے تو مسلمان عورتیں اور بچے نصرانی بن جاتے اور نصرانیت کا اقرار کرتے تاکہ لوگ انہیں خریدیں اہل اربل نے اپنی بچیاں چبا ڈالیں (کھا گئے) پھر درختوں کو چھیل کر کھانے لگے پھر مردار یہاں تک کہ باقی لوگ شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہروں کو چلے گئے۔ سردی سے بکثرت لوگ مرے۔ (مصنف نے فرمایا میں نے یہ واقعات ذیل الروضتین سے تلخیص کیے)

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بُنْسَ الضَّجِيعِ۔

”ہم اللہ تعالیٰ کی بھوک سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ بہت برا سا تھی ہے۔“

المتوکل کے دور خلافت ۲۳۸ھ میں اہل اخلاط سے خلائے آسمانی سے سخت چیخیں سنی

گئیں جن سے بے شمار خلق خدا مر گئی۔ رمضان ۲۴۲ھ میں پہاڑ پر ایک سفید پرندہ آسمان سے گرا اس نے چالیس بار چیخ ماری، اسی چیخ میں اس نے چالیس بار کہا:

”اے لوگو! ”اتقوا اللہ اللہ اللہ“ اللہ سے ڈرو اللہ سے، اللہ سے، پھراڑ گیا دوسرے

دن آکر اس طرح کہا اسے لکھ لیا گیا اس پر ان پانچ سو آدمیوں کو گواہ بنایا

جنہوں نے یہ آواز اپنے کانوں سے سنی۔ ان کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے

امور واقع ہوئے۔“

(۲۸) حاجیوں کا حرمین شریفین تک کے راستے کا کٹ جانا

اور حجر اسود کا کعبہ شریف سے اٹھ جانا

1- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج نہیں کیا جائے گا۔

(رواہ الحاکم وصحیحہ و بزار و ابویعلیٰ و ابن حبان)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ

ہوگئی یہاں تک کہ رکن (حجر اسود) کو اس کی جگہ سے اٹھالیا جائے گا۔ (رواہ البخاری)

فائدہ: یہ دونوں واقعات ہو چکے۔

حج انقطاع:

- 1- ۳۲۰ھ میں فتنہ قرامطہ کی وجہ سے بغداد سے لوگ ۳۲۷ھ تک حج کے لئے نہ جاسکے۔
- 2- ۳۲۹ھ میں مصری حاجی مکہ معظمہ کو حج کے لئے آئے اور کسی وادی میں اترے انہیں سیلاب نہا کر لے گیا یہاں تک کہ سمندر میں جا گرایا وہ سارے حاجی شہید ہو گئے۔
- 3- ۵۵ھ بنو سلیم کے لوگوں نے مصری حاجیوں پر ڈاکہ ڈالا ان سے بیس ہزار اونٹ سامان سمیت چھین لئے حاجی بیچارے جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے رہے یہاں تک کہ اکثر مر گئے۔
- 4- ۶۳ھ میں بنو ہلال اور غرب کے ایک گروہ نے حاجیوں پر ہلہ بول دیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا جو بچ گئے وہ اس سال حج پر نہ جاسکے۔ اور نہ کسی اور کو حج نصیب ہو سکا سوائے عراق کے اہل ددب کے۔
- 5- ۳۸۴ھ میں عراقی حاج راستہ سے واپس لوٹ گئے اس لئے کہ انہیں اصفرا عربی حائل ہوا اور کہا ٹیکس ادا کرو پھر حج کو جاؤ وہ ٹیکس ادا نہ کر سکے اسی لئے حج سے محروم ہو گئے اسی طرح اہل شام و اہل یمن بھی حج پر نہ جاسکے صرف اہل مصر کو اس سال حج نصیب ہوا۔
- 6- بنو عثمان کے دور میں شام کے راستے سے الشیخ علوان الحمدی کے دور میں کئی سال حج کے لئے کوئی نہ جاسکا۔
- 7- ۳۹۲ھ میں صرف اہل مصر نے حج ادا کیا۔ بغداد اور بلاد شرق سے کوئی بھی حج نہ کر سکا اس لئے کہ اعراب نے فساد پیا کیا ہوا تھا اسی طرح ۳۹۳ھ میں بھی حج نہ پڑھا جاسکا۔
- 8- ۹۷ھ میں صرف اہل مصر نے حج ادا کیا۔ اور اہل عراق محروم رہے کہ ڈاکوؤں نے راستہ گھیر رکھا تھا۔
- 9- ۴۰۷ھ میں بھی صرف اہل مصر نے حج ادا کیا ان کے سوا باقی لوگ حج سے محروم رہے۔

- 10- ۴۰۸ھ اور ۴۱۷ھ میں سوائے اہل مصر کے کوئی بھی حج کے لئے حاضر نہ ہو سکا۔
- 11- ۴۱۸ھ میں کوئی بھی حج پہ نہ آسکا، نہ اہل مصر اور نہ اہل مشرق وغیرہ وغیرہ ہاں خراسان کے ایک گروہ نے دریائی راستہ سے حج کی سعادت حاصل کی۔
- 12- ۴۳۳ھ تمام اقالیم (ملکوں) سے حج معطل رہا۔ اسی طرح اس کے بعد والے سال میں سے ۴۴۰ھ تک سوائے اہل مصر کے کوئی بھی حج کے لئے حاضر نہ ہو سکا۔ (ذکر ہذا کلاہ السیوطی رحمۃ اللہ فی حسن المحاضرۃ)
- 13- ۸۰۳ھ، ۸۰۴ھ، ۸۰۵ھ میں طریق شام سے کوئی بھی حج کیلئے نہ آیا اس لئے کہ ملک شام میں تیمور لنگ نے ادھم مچا رکھا تھا۔ (ذکر ابن الحجر رحمۃ اللہ فی ابناء النمر)

حجر اسود:

المقتدر (خلیفہ عباسی) کے دور حکومت میں حجر اسود کو اٹھا کر لے جایا گیا، منقول ہے کہ المقتدر نے حجاج کرام کو منصور دیلمی کے تحت مکہ معظمہ تک بخیر و امان پہنچایا لیکن آٹھویں ذوالحجہ کو ابو قریطی اللہ تعالیٰ کے دشمن نے ان کو گھیر لیا اور حرم محترم یعنی مسجد الحرام میں بے تحاشا حجاج کرام کو تہ تیغ کر کے زمزم شریف کے کنوئیں میں پھینکوا دیا اور حجر اسود پر گرز مار کر اسے توڑ دیا پھر اسے اکھیڑ کر گیارہ دن تک اپنے پاس رکھا پھر اسے اپنے علاقہ میں لے گیا بیس سال تک حجر اسود اس خبیث کے قبضہ میں رہا حجر اسود واپس کرنے کے لئے پچاس ہزار دینار کی پیشکش کی گئی لیکن نہ مانا۔ بالآخر المصلح کے دور خلافت میں واپس لا کر اپنی جگہ پر لگوا یا گیا۔

کرامت حجر اسود:

منقول ہے کہ جب حجر اسود کو مکہ معظمہ سے ہجر (قرمطی کے ہاں) لے جانے لگے تو راستہ میں از مکہ تا ہجر چالیس اونٹ مر گئے جب اسے بیس سال کے بعد ہجر سے مکہ معظمہ لایا گیا تو ایک لاغر اونٹنی پر لادا گیا اب وہ اونٹنی حجر اسود کی برکت سے فر بہ ہو گئی۔

میزاب رحمت کی کرامت:

محمد بن ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ میں اسی دوران مکہ معظمہ میں تھا ایک شخص میزاب

رحمت کو اکھیڑنے کیلئے کعبہ شریف کی چھت پر چڑھ گیا تو میری چیخ نکل گئی اور عرض کی یارب! اتنا حوصلہ کیوں۔ اس پر وہ شخص سر کے بل گر کر مر گیا، فوراً قرمطی منبر پر چڑھا اور کہا:

أَنَا بِاللَّهِ وَبِاللَّهِ أَنَا
يَخْلُقُ الْخَلْقَ وَأَفْنِيهِمْ أَنَا

”میں اللہ کے ساتھ اللہ میرے ساتھ وہ خلق کو پیدا کرتا ہے اور میں فنا کرتا ہوں۔“

ابوطاہر قرمطی کی موت:

اس کے بعد ابوطاہر قرمطی فلاح نہ پاسکا بالآخر چیچک کی بیماری سے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

فائدہ: حضرت محمد بن نافع خزاعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ میں نے حجر اسود کو غور سے دیکھا تو وہ ٹوٹا ہوا تھا سیاہی صرف اس کے سرے پر تھی باقی سارے کا سارا سفید تھا اور اس کا طول ایک ہاتھ کی موٹائی کی مقدار میں تھا۔

فائدہ: کعبہ کا بالکل گرایا جانا اور حج کا بالکل انقطاع آخری زمانہ میں ہوگا (العیاذ باللہ) یونہی قرآن مجید کا دنیا سے اٹھ جانا، تفصیل باب ثالث میں آئی گی۔ (انشاء اللہ)

(۲۹) آسمان کے ستاروں سے لوگوں کے سر کچلے جائیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بعض لوگوں کے سر آسمانی ستاروں سے کچلے جائیں گے ان کے عمل لواطت کو حلال سمجھنے کی وجہ سے۔ (رواہ الدیلمی)

واقعات:

1- ۵۹۳ھ میں ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹا۔ اس کے ٹوٹنے کی ہولناک آواز سنی گئی اس سے کئی گھر اور مکانات بل گئے۔ لوگوں نے فریاد کی اور دعا و استغفار کا اعلان کیا انہیں یقین ہوا کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

2- ۲۳۱ھ میں آسمان کے ستارے گردش میں آگئے اور رات کے اکثر حصہ میں ستارے

نڈیوں کی طرح گرتے رہے اور یہ منظر بڑا ہولناک تھا ایسا واقعہ کبھی سننے، دیکھنے میں نہیں آیا۔

3- ۳۲۳ھ خلیفہ عباسی راضی باللہ کے دور خلافت میں رات بھر ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر آسمان سے نیچے زمین پر گرتے رہے اس کے بعد بھی کئی بار شہاب ثاقب (روشن چنگاریاں) گرتے رہے بہت سے لوگوں کے سر کچلے گئے اور وہ موت کے گھاٹ اترتے رہے۔ (پناہ بخدا)

(۳۰) دُمدار ستارے کا ظہور

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان! (فارسی رضی اللہ عنہ) جب بادشاہوں کا حج سیر و تفریح اور دولت مندوں کا تجارت کے لئے اور مساکین و فقرا کا گداگری کے لئے اور قراء، علماء و حفاظ وغیرہ کا ریاء و شہرت کیلئے ہو تو اس وقت دُمدار ظاہر ہوگا۔ (رواہ ابن مردویہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

فقیر کو الحمد للہ سالانہ حرمین کی حاضری کی سعادت نصیب ہے اور فقیر کی طرح جسے ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے وہ مشاہدہ کر لے کہ بادشاہ (سربراہ مملکت اور اس کے چیلے چانٹے اور چچے، کسی طرح کے حج اور عمرے کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں دور ضیاء الحق سے نواز شریف کے دور تک سینکڑوں صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب کے ساتھ مفت خورے حج اور عمرے زیادہ کئے اور خرچہ مال غنیمت یعنی خزانہ ملک سے یونہی تاجروں کے حج و عمرے کی اور ہماری برادری علماء و حفاظ و قراء وغیرہم بھی ظاہر ہیں۔ عیان راچہ بیان۔ (اویسی غفرلہ)

دمدار ستارہ کی نموداری کی تفصیل:

1- دمدار ستارہ بار ہا نمودار ہوا مصنف رحمہ اللہ کے دور میں آخری مرتبہ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۵ھ میں ظاہر ہوا ایک ماہ یا اس سے زائد دن رہا وہ چاند کی رفتار پر چلتا تھا۔

2- دمدار ستارہ بلا دنصاری سے بلا دبنی عثمان کی طرف (جمادی الاوئی ۱۰۷۱ھ) میں آیا اس وقت میں (مصنف) ”ادرنہ“ میں تھا ایک کتاب دیکھی اس میں ایک جانور کی فوٹو تھی جس کا طول بیس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ اس کا جسم مچھلی جیسا تھا اس کے چار پاؤں تھے اور اس کے دونوں ہاتھوں میں پانچ پانچ شیر جیسی انگلیاں تھی۔ اس کے پہلو میں متصل ایک اور شے نصف انسان ننگے کے برابر تھی جس کے چار ہاتھ تھے ہر ہاتھ میں پانچ انگلیاں تھیں اس کی دو سیاہ زلفیں اور داڑھی تھی اور اس کے عورت کے پستانوں جیسے دو پستان تھے۔

جانور مذکورہ کا تعارف:

یہ جانور جبال الافرنج میں ۵۷۵ھ میں پایا گیا جب دمدار ستارہ ظاہر ہوا اس کے جسم پر اس ستارہ کی فوٹو ظاہر ہوگئی اس وقت زمین کے بتیس (۳۲) ہزار آدمی اور بے شمار جانور ہلاک ہوئے لوگوں نے اس جانور پر فلاخنوں کے ذریعے تیر پھینکے لیکن اس پر اثر نہ ہوا۔ ایک مدت کے بعد اس جانور سے وہ تری جو اس ستارہ کے ذریعہ سے اس کے جسم پر تھی، دفع ہوئی تو پھر اس پر فلاخن (منجیق) کے ذریعہ تیر پھینکے گئے تو اس کے قتل کرنے میں کامیابی ہوئی اس کی خبر تمام شہروں کو بھجوائی گئی۔ (واللہ علی کل شیء قدیر)

اضافہ اویسی غفرلہ:

فقیر نے بھی اپنے موور زندگی میں بارہا اس ستارہ کی نموداری کا سنا لیکن دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا کیونکہ اس کے دیکھنے کا کوئی خاص فائدہ محسوس نہ کیا ہاں عوام میں یہ افواہ اڑتی سنائی دیتی کہ اس ستارہ کی نموداری خالی از بلیات و آفات نہیں۔ لیکن وہ بھی دیوانہ کی بڑ ثابت ہوتی۔ الاشاعہ کے محشی نے بھی لکھا کہ اس کا ظہور بارہا ہوا وہ اپنا مشاہدہ لکھتا ہے کہ ۱۳۲۸ھ میں نمودار ہوا۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دمدار ستارے پر مکتوبات شریف میں تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ (مکاتب شریف، ج ۲، ص ۱۱۸ مکتوب نمبر ۶۸) فلینظر ثمہ سائنسی تحقیق:

فقیر ایک سائنس دان کی تحقیق ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

دُم دار ستارے، تباہی کی علامت نہیں:

دُم دار ستارے ہمیشہ سے خوف، استعجاب اور اوہام کا باعث ہیں۔ پہلے پہل جب انسان نے دُم دار ستارے دیکھا تو بے حد خوف زدہ ہوا، اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ شفاف شعلے کی طرح ایک لکیر جو رات ستاروں کے ساتھ تھی، کسی مقصد کے بغیر کیوں تھی اور عام لوگوں کے لئے کوئی علامت کیوں نہیں تھی؟ لہذا یہ خیال پیدا ہوا کہ دُم دار ستارے تباہی کی علامت ہیں۔ غیظ و غضب کی پیش گوئی ہیں اور شہزادوں کی موت اور مملکتوں کے زوال کا پیش خیمہ ہیں، بابل کے لوگ دُم دار ستاروں کو مقدس داڑھیاں، یونان کے لوگ مقدس زلفوں اور اہل عرب انہیں آتشیں شمشیر سے تعبیر کرتے تھے، بطلموس کے زمانے میں دُم دار ستارے اپنی مختلف اشکال کے لحاظ سے مختلف قسم کے خصوصی ناموں مثلاً شعاعوں، نقاروں اور مرتبانوں سے منسوب تھے۔ بطلموس کا خیال تھا کہ دُم دار ستارے جنگوں، گرم موسموں اور پریشان کن حالات کے نقیب ہیں، قرون وسطیٰ میں دُم دار ستاروں کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ وہ پرواز کرتی ہوئی صلیبوں کی شکل میں دکھائے گئے ہیں لیکن انہیں کن علامتوں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے؟ یہ واضح نہیں ہے۔

ایک گرجا گھر کے منتظم اور پادری، آندر یاس سلقیاس نے ۱۷۵۰ء میں دُم دار ستاروں پر ایک مضمون تحریر کیا جس کا عنوان تھا ”نیا دُم دار ستارہ..... ایک دینی اغتباہ“۔ یہ مضمون اپنے زمانے کے اس نقطہ نظر کو پیش کرتا تھا کہ دُم دار ستارہ انسانی گناہوں کا کثیف دھواں ہے۔ تاہم اس خیال پر لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ اگر دُم دار ستارے گناہ کا کثیف دھواں ہیں تو پھر افلاک کو مستقل شعلہ فشاں رہنا چاہئے۔

دُم دار ستارے نظر آنے کا قدیم ترین حوالہ سب سے پہلے ۱۰۵۰ء قبل مسیح میں چین کے شہزادے ہوائے نان کی کتاب میں ملتا ہے۔ بعد ازاں ۶۶ بعد از مسیح میں ”ہیلے“ نامی دُم دار ستارے کا ظہور ہوا۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ دُم دار ستارے کسی نہ کسی بادشاہت کے زوال کا پیش خیمہ ہیں، لہذا اس بار اس ستارے کی آمد فاتح اعظم ولیم کو قبل از وقت فتح انگلستان پر اکسانے کا موجب بنی۔ ۱۳۰۱ء میں جدید مصوری کے بانیوں میں سے ایک

گاؤٹونے ہیلے کے دم دار ستارے کی ایک جھلک دیکھی اور اسے اپنی ایک تصویر ”میلاد مسیح“ کے ایک منظر کا حصہ بنا دیا۔ ۱۴۶۶ء میں ہیلے کا دم دار ستارہ پھر نظر آیا، جس نے مسیحی یورپ کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ عسائیوں کو ڈر تھا کہ خدا جو یہ دم دار ستارے بھیجتا ہے ترکوں کا مددگار ہے۔ جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی قسطنطنیہ پر قبضہ کیا تھا۔ ۱۸۳۷ء میں ایک دم دار ستارہ یورپ پر سے گزرا اس وقت فرانس میں شاہ لوئی اول حکمران تھا وہ اس سے اس قدر خوف زدہ ہوا کہ اس نے فوراً اپنے مشیران خاص اور شاہی نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے شاہ لوئی کو مشورہ دیا کہ پورے ملک میں عبادت گاہیں تعمیر کی جائیں اور شاہ خود بھی عبادت میں مصروف رہے چنانچہ شاہ لوئی نے فوری طور پر ملک کے طول و عرض میں وسیع پیمانے پر عبادت گاہوں کی تعمیر کا حکم دیا اور خود توبہ و استغفار میں لگ گیا۔

سولہویں اور سترہویں صدی کے نمایاں ہیئت دان دمدار ستاروں سے بے حد دلچسپی رکھتے تھے، یہاں تک کہ نیوٹن بھی ان کے سحر میں مبتلا تھا۔ جوہانس کیلپر کے مطابق دمدار ستارے خلاء میں کچھ اس طرح تیرتے تھے جیسے ”مچھلیاں سمندر میں“ لیکن وہ سورج کی روشنی سے دور بھاگتے ہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دم ہمیشہ سورج کی مخالف سمت میں اشارہ کر رہی ہوتی ہے۔ ڈیوڈ ہوم کا خیال تھا کہ ستارے نظام سیارگان کے پیداوار تسلسل کے خلیے یا نطفے ہیں اور سیارے کسی قسم کے بین السیاری جنسی عمل سے جنم لیتے ہیں۔ عکسی دور بین کی ایجاد سے قبل نیوٹن جب طالب علم تھا، لگا تار کئی راتیں جاگ کر فلک پر دمدار ستاروں کو تلاش کرتا تھا۔ ٹانگا براہے اور جانس کیلپر کے بعد آئزک نیوٹن نے بھی یہ نتیجہ نکالا کہ ارسطو اور دوسرے افراد کے خیال کے برخلاف زمین سے نظر آنے والے دم دار ستارے ہمارے فضائی کرے میں داخل نہیں ہوتے بلکہ وہ چاند سے بھی زیادہ دور ہیں۔ تاہم مشتری کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں اور وہ سیاروں کی طرح سورج کی منعکس روشنی سے چمکتے ہیں۔ اس نے لوگوں کے اس خیال کو غلط قرار دیا کہ دم دار ستارے بے حس و حرکت ستاروں کی طرح دور ہیں کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ سورج کی روشنی سے روشن نہ ہوتے۔ اس نے یہ

ثابت کیا کہ دم دار ستارے بھی سیاروں کی طرح بیضوی مدار میں سفر کر رہے ہیں اور وہ ایک قسم کے سیارے ہیں۔

دم دار ستارہ ہر دور ہر زمانے میں لوگوں میں خوف و ہراس پھیلاتا رہا، ہمیشہ سے لوگوں کا خیال رہا کہ دم دار ستارے کے نمودار ہونے سے بڑے پیمانے پر تباہی اور بربادی آتی ہیں، دم دار ستارے کے ساتھ نحوست کا یہ تصور ۱۷۵۸ء تک بہت راسخ رہا۔ ان دنوں نیوٹن کے ہم عصر ماہر فلکیات ایڈمنڈ ہیلے نے ان دم دار ستاروں کا باقاعدہ مشاہدہ شروع لیا اور ان کے نمودار ہونے کے بارے میں سائنسی دلیل پیش کی اور بتایا کہ دم دار ستارے دراصل خلاء میں چکر لگانے والے مختلف شہاب ثاقب کا مجموعہ ہیں اور ان کا نحوست، زمین پر ہلاکت اور تباہی و بربادی سے کوئی تعلق نہیں، فضا میں بہت سے دم دار ستارے گردش میں ہیں ان میں سے بڑا اور نمایاں نظر آنے والا ”ہیلے“ ہے۔ اس کا نام ایڈمنڈ ہیلے کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔

گزشتہ صدی میں ۱۹۱۰ء میں ”ہیلے“ ستارہ دیکھا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں بھی ماہر فلکیات نے اسے دیکھ کر تحقیقی مواد اکٹھا کیا۔ ۲۰۱۶ء میں یہ ستارہ دوبارہ نمودار ہوگا۔

دم دار ستاروں کے بارے میں عام سائنسی نظریہ یہ ہے کہ یہ تباہ شدہ خلائی چٹانوں پر مشتمل یا ٹوٹے پھوٹے سیاروں کے لمبے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں۔ زیادہ تر دم دار ستارے برف پر مشتمل ہیں۔ آبی برف تھوڑی سی میتھن برف اور کچھ امونیا برف، زمینی فضا سے ٹکرا کر دم دار ستارے کا کوئی معمولی سا حصہ ایک چمک دار آتشیں گولا اور ایک بے حد طاقت ور جھٹکے کی لہر پیدا کر سکتا ہے، جو جنگلات کو نذر آتش کر سکتی ہے اور دنیا میں اس کی آواز بھی سنی جاسکتی ہے۔ دم دار ستارے بھی سورج کے گرد ہماری زمین اور دیگر سیاروں کی طرح اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں اور یہ ہمارے نظام شمسی کے آخری حصے تک پائے جاتے ہیں۔

ایک دم دار ستارہ تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے یا یوں کہیے کہ اس کے اعضاء جسمانی مرکزہ یعنی نیوکلئیس، سر اور دم ہوتے ہیں۔ دم دار ستارے کا سر عموماً مختلف خلائی اجزاء، پتھروں چٹانوں اور منجمد گیسوں سے بنتا ہے جس کے نیچے اصل جسم یعنی مرکزہ ہوتا ہے جو کسی

خلائی چٹان پر یا کسی سیارے کے ٹکڑے پر مشتمل ہوتا ہے جس پر منجمد گیسوں، پتھروں وغیرہ کی تہہ چڑھی ہوتی ہے اس طرح اس کا سر اور جسم تشکیل پاتا ہے دم بھی اسی قسم کے اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے جو لاکھوں کلومیٹر طویل ہوتی ہے۔ ہیلے کے دم دار ستارے کی دم کا اوسطاً قطر ۲،۵۱ کلومیٹر اور لمبائی دو لاکھ کلومیٹر تک ہوتی ہے۔ اس کی دم کے اجزاء کے وزن کا اندازہ ۶۵ ارب ٹن لگایا گیا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ کسی دم دار ستارے کی عمر کا انحصار اس کی دم کی لمبائی پر ہوتا ہے کیوں کہ اس کی امتیازی علامت یہی ہے ورنہ وہ بھی ایک معمولی اور غیر اہم سا خلائی جسم رہ جائے گا۔ عام طور پر ایک دم دار ستارے کی اوسطاً عمر ۱۵۰ ملین سال ہوتی ہے اور وہ پانچ ارب سال میں اوسط درجے کا دم دار ستارہ بنتا ہے۔ اس بناء پر ماہرین کا خیال ہے کہ ہیلے کے ستارے کی عمر تقریباً ۱۱ ارب سال ہے۔

دم دار ستارہ اگر زمین کے نزدیک سے گزرے تو وہ موسم اور ماحول پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور ریڈیائی نشریات متاثر ہو سکتی ہیں۔ سمندر میں گرنے کی صورت میں بحری مخلوق کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کئی حد تک مدوجزرا آسکتا ہے۔ اسی طرح خشکی پر زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ (روزنامہ جنگ میگزین، کراچی ۵ جنوری ۲۰۰۳ء۔ مزید معلومات فقیر کے رسالہ ”دم دار ستارہ“ زیر طبع میں دیکھئے۔ اویسی غفر لہ)

(۳۱) کثرت الموت

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ نشانیاں گن لے۔ (۱) میرا وصال (۲) فتح بیت المقدس (۳) موت کی کثرت جیسے بکریوں کا بیماری سے فوراً مرجانا۔ الحدیث۔ (رواہ البخاری وابن ماجہ والحاکم فی المستدرک)

حل لغات:

الموتان: بضم المیم و اسکان الواو علی وزن بطلان بمعنی موت کثیر الوقوع (نہایة) قصاص لغنم و بضم القاف و بالعين و الصاد المهملتین۔ ان کے درمیان الف ہے کہ یہ بکریوں کی ایسی بیماری ہوتی ہے کہ جب انہیں پکڑتی ہے تو پھر ان کی

موت میں کسی قسم کی دیر نہیں ہوتی اسی سے ہے ”ضَرْبَهُ فَأَقْعَصَه“ اسے مارا تو اسے موت کی نیند سلا دیا یعنی اس جگہ پر مر گیا جہاں اسے مارا گیا۔

طاعون:

مذکورہ بالا موت کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں طاعون عمواس کی طرف ہے۔ اس کے بعد طاعون الجارف اور طاعون کی بہتات اور وباؤں کی کثرت کے واقعات دنیا میں متعدد بلکہ بکثرت ہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے اس موضوع پر بہترین تصنیف فرمائی ہے ”مارواہ الواعون فی اخبار الطاعون“ کے نام سے مشہور ہے۔

فائدہ: امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۳۰ھ کا مشہور زمانہ رسالہ ”تیسیر الماعون فلسکن فی طاعون“ فقیر نے ان دونوں بزرگوں کے فیض و برکت سے ”رسالہ طاعون“ (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) لکھا۔ الحمد للہ! خوب ہے اور عوام و خواص کے لئے دل پسند ہے بار بار طبع ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ (اویسی غفرلہ)

تقریر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

اسلام میں مسلسل طاعون کی وباء پھیلی، حضرت ابن ابی جلدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف الطاعون میں فرمایا۔

1- سب سے پہلا طاعون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس ۶ھ میں مدائن میں ہوا اسے طاعون شیریہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے (حکاہ المدائنی) لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ کتنے لوگ مرے لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ اس طاعون سے کوئی مسلمان نہیں مرا تھا۔

فائدہ: حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین طاعونوں سے بڑھ کر اور کوئی طاعون نہ ہوگا:

1- طاعون ازدجرد۔

2- طاعون عمواس۔

3- طاعون الجارف۔ (ابن عساکر فی تاریخ دمشق)

فائدہ: المدائنی نے فرمایا اسلام میں سب سے بڑے طاعون پانچ ہیں۔

(i) طاعون شیرو یہ مدائن میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں واقع ہوا۔

(ii) طاعون عمواس۔

(iii) طاعون الجارف

(iv) طاعون الفیات

(v) طاعون الاشراف۔

2- طاعون عمواس بفتح العین المہملۃ وسکون المیم اور متحرک بھی آیا ہے واو مخففہ اسکے آخر

میں لین۔ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور ۷۱ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور

خلافت میں طاعون کی وباء آئی بعض نے کہا یہ طاعون ۱۸ھ میں ہوا۔ اور اس میں

مسلمانوں کے لشکر سے پچیس ہزار افراد شہید ہوئے بعض نے کہا وہ تیس ہزار تھے۔

بعض نے کہا کہ اس طاعون کا نام عمواس اسی لئے ہے کہ جتنی شہادت اہل اسلام کی

اس میں ہوئی اور کسی طاعون میں نہ ہوئی۔ (حکاء الحافظ ابن عبدالغنی المقدس)

فائدہ: سیف بن عمر اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں طاعون عمواس دوبار ہوا اور ہر دو بار

جیسا اور کوئی دیکھا نہ سنا اور بہت طویل عرصہ تک مسلسل رہے وہ یون کہ ملک شام میں محرم

وصفر میں واقع ہوا پھر اٹھ گیا اس کے بعد دوبارہ لوٹ آیا تو بے شمار لوگوں کو ہلاک کر ڈالا۔

یہاں تک کہ دشمنان اسلام اس لالچ میں تھے کہ اب اسلام کا مٹانا آسان ہوگا اور ان کے

اس خطرہ سے مسلمانوں کے قلوب میں بھی خطرات محسوس ہونے لگے۔

2- سیف بن عمر نے فرمایا کہ اسی سال اہل مصر کو طاعون نے گھیرا تھا اس میں بہت سے

لوگ یعنی ایک جم غفیر پر طاعون نے حملہ کیا۔

فائدہ: ”مرآة الزمان“ میں ہے کہ ۱۸ھ میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے ملک شام میں

شراب پینا عادت بنا ڈالی انہیں حضرت ابو عبیدہ نے حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہما اورے لگائے یعنی

شرعی سزا دی اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عادت شراب کی خبر سن کر فرمایا کہ اسی سال

کوئی حادثہ ضرور ہوگا چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق اسی سال ۱۸ھ میں طاعون واقع ہوا۔
فائدہ: ہشام نے فرمایا کہ (ملک) شام میں طاعون کی وباء انہی لوگوں کی شراب خوری کی وجہ سے پھوٹی تھی۔

طاعون عمواس میں مشاہیر صحابہ کرام شہداء رضی اللہ عنہم:

طاعون عمواس میں مشاہیر صحابہ کرام شہداء رضی اللہ عنہم کے اسماء یہ ہیں:

- 1- حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
- 2- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
- 3- حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ
- 4- حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (یہ حضرت امیر معاویہ کے بھائی ہیں)
- 5- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد ہیں)
- 6- حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ
- 7- حضرت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (یہ ابو جہل کے بھائی ہیں)
- 8- حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ (یہ وہی بزرگ ہیں جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے کفار سے بھاگ کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے تھے)
- 9- حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ (یہ مکہ معظمہ میں مقیم تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو چند لوگ مکہ معظمہ میں ہی رہے انہی میں ایک یہ بھی تھے آپ حضرت ابو جندل کے والد ہیں)

فائدہ: طاعون عمواس پر شعراء نے اشعار کہے ان میں سے ایک امرأ القیس حشیش الکندی بھی ہے۔

رب حرف مثل الهلال و بیضا	حصان بالجزع من عمواس
قد لقوا اللہ غیر باغ علیہم	ثم اضحوا فی غیر دار التناسی
فصبرنا لهم کما علم اللہ	و کنا فی الموت اهل تاسی

(ابو حذیفہ البخاری فی کتاب المبتدء و ابن عساکر فی التاريخ)

”بہت سے حروف جیسے ہلال اور سفیدی عمواس (طاعون) سے جرز و فزع میں ایک طرح ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے جا ملے لیکن بغاوت کر کے نہیں (بلکہ تقدیر کو مان کو) پھر دار تناسی یعنی بھول جانے والی (دار دنیا) کی غیر دار یعنی قبر میں پہنچے۔“

اس لئے ہم نے ان کیلئے صبر کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اور ہم موت میں اس کے انتظار والوں میں ہیں اور سیف نے اپنے شیوخ سے بیان کیا کہ حارث بن ہشام اپنے کنبے کے ستر آدمی لے کر ملک شام کے اونچے مقام کو گیا تو طاعون کی زد میں آ کر تمام مر گئے ان میں سے صرف چار افراد بچ نکلے۔ اسی کے متعلق مہاجر بن خالد نے یہ اشعار لکھے:

من یسکن الشام یقدس بہ	والشام ان لم یاتنا کأرب
افنی بنی ریطة فرمانہم	عشرون لم یقصد لهم شارب
ومن بنی اعمامہم مثلہم	لمثل هذا یحجب لعاجب
طعنا و طاعونا منا یاہم	ذک ماخط لنا الکاتب

”جو بھی ملک شام میں سکونت اختیار کرتا ہے وہ مقدس ہو جاتا ہے اگرچہ ملک شام ہمارے ہاں کوئی دکھ نہیں لاتا۔ لیکن اس نے بنو ریطہ کے بیس (۲۰) بہادروں کو فنا کر دیا، اب انہیں کوئی بھی یاد نہیں کرتا۔ ان کے بنو اعمام میں سے بھی ان کی طرح بیس (۲۰) بہادر مار ڈالے، ایسی مثال کہ تعجب کرنے والے تعجب میں ہیں طعن و طاعون ان کی موت ہے، یہ ایسی مثال ہے کہ کسی لکھنے والے نے ہمیں ایسا کہیں سے لکھ کر خبر نہیں دی۔“

فائدہ: حافظ عماد الدین ابن کثیر المتوفی ۷۴۷ھ نے لکھا کہ عمواس ایک چھوٹا سا شہر ہے قدس و رملہ کے درمیان یہاں سب سے پہلا طاعون پھیلا اس کے بعد منتشر ہو کر شام میں پہنچا اسی لئے اس نام (عمواس) سے مشہور ہے۔

علم غیب رسول ﷺ

وہ طاعون جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام میں آیا تھا اس کی رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی چنانچہ

1- حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے خیمہ میں رونق افروز تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: اے عوف! مجھ سے چھ باتیں یاد رکھ لے جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گی۔

(i) میرا وصال۔

(ii) فتح بیت المقدس۔

(iii) بہت جلد واقع ہونے والی موت کہ جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت عطا فرمائے گا اور تمہارے اعمال کا تزکیہ فرمائے گا۔

(iv) تمہارے درمیان مال کی فراوانی۔

(الحديث: انزل النبوة للبيهقي باب، جاء في اخبار النبي صلي الله عليه وسلم باطاعون)

2- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس کے بارے میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے چھ باتیں یاد رکھ لے جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گی۔ تین تو واقع ہو چکیں۔

(i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال۔ (ii) فتح بیت المقدس۔ (iii) طاعون۔

باقی تین رہ گئی ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے وقوع کیلئے مدت دراز چاہئے۔ (حائم)

فائدہ: حضرت معاذ و حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کا علم غیب پر عقیدہ ملاحظہ ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نبی خبریں دی تھیں وہ تین ہو چکیں اور تین ہوں گی اگر چہ مدت کے بعد۔

4- ۴۹ھ میں کوفہ میں طاعون آیا، اس کے خطرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ یہاں سے نقل مکانی فرما گئے جب کوفہ سے طاعون ختم ہوا تو آپ واپس آئے تو آپ کو طاعون نے گھیر لیا تو آپ کا انتقال ۵۰ھ میں طاعون کی وجہ سے ہوا۔

(ذکر ابن کثیر فی التاريخ)

5- ۵۳ھ میں طاعون واقع ہوا اس میں زیاد مرا۔ (ذکرہ فی مرآة الزمان)

6- ابن کثیر نے کہا کہ رمضان ۵۳ھ میں طاعون واقع ہوا اس میں زیاد بن ابی سفیان فوت ہوا طعن و تشنیع کے طور زیاد بن ابیہ اور زیاد بن سمیہ کہا جاتا تھا۔ سمیہ اس کی ماں کا نام تھا۔ (مرآة الزمان)

زیاد بن سمیہ کی مذمت:

1- زیاد کے طاعون میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں نے آپ کیلئے عراق کا شمالی و یمنی حصہ قبضہ کیا، آپ مجھے اہل حجاز کا اپنا نائب مقرر فرمائیں۔ جب اہل حجاز کو علم ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے اور شکوہ کیا کہ اگر یہ زیاد ہمارے اوپر مسلط ہوا تو اس نے جیسے اہل عراق کو ذلیل کیا ہمیں بھی کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قبلہ رخ کھڑے ہو کر زیاد کو بددعا کی وہاں موجود لوگوں نے آمین کہا عراق میں زیاد کا ہاتھ طاعون زدہ ہو گیا۔ زیاد اس سے سخت پریشان تھا حضرت قاضی شریح سے مشورہ کیا کہ وہ اسے کٹا دے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں اس کی رائے نہیں دیتا اس لئے کہ اگر تجھے موت نے مہلت نہ دی تو بھی اللہ تعالیٰ کو ذلیل حالت میں ملے گا تیرا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری سے خوف کھائے گا اگر ترے زندہ رہنے کے دن باقی ہیں تو لوگوں میں ذلیل تر معروف ہوگا اس سے تیری اولاد پر عار ہوگی۔ اس نے قاضی صاحب کا مشورہ قبول کر لیا ہاتھ کٹوانے کے خیال سے باز آ گیا۔

لطیفہ: زیاد کہا کرتا تھا میں اور طاعون اکٹھے ایک بستر پر سوتے ہیں۔

فائدہ: عبدالرحمن بن السائب الانصاری نے فرمایا کہ زیاد نے اہل کوفہ کو جمع ہونے کا اعلان کیا تو مسجد محل آدمیوں سے بھر گیا بلکہ مسجد محل کے صحن پر لوگ تھے انہیں اس لئے بلوایا تاکہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے برات (بیزاری) کا اظہار کریں۔

زیاد طاعون کی گرفت میں:

جناب عبدالرحمن نے فرمایا کہ میں اپنے چند انصار بھائیوں کے ساتھ تھا اور لوگ ایک

عظیم مصیبت میں مبتلا تھے میں بھی سخت گھبرایا ہوا تھا ایک بڑی بلا مجھے خواب میں نظر آئی جس کی گردن اونٹ کی گردن کی طرح طویل تھی، میں نے کہا تو کیا ہے؟ کہا میں گردن والا نقاد ہوں اسی صاحب محل کی طرف بھیجا گیا ہوں میں گھبرا کر بھاگا ساتھیوں سے پوچھا تم نے بھی میری طرح کچھ دیکھا؟ کہا نہیں میں نے اس کی خبر دی اسی دوران کوئی زیاد کے محل سے نکلنے والا نکلا اور اس نے کہا امیر نے تمہارے لئے کہلوایا ہے کہ مجھ سے لوٹ جاؤ میں مشغول ہوں، کیونکہ زیاد طاعون میں مبتلا ہو گیا ہے۔

بصرہ کا طاعون:

بصرہ میں طاعون الجارف واقع ہوا وہ اس نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ وہ جیسے سیلاب زمین کو بہا کر لے جاتا ہے اور بڑی چیزوں کو بہاتا ہے یونہی یہ طاعون بڑوں کو مبتلا کرتا تھا بعض نے کہا یہ طاعون ۶۲ھ میں آیا۔ اسی پر ابن الجوزی نے المنتظم (کتاب میں) جزم کیا بعض نے کہا شوال ۶۹ھ میں ہوا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہا یہ وہی طاعون الجارف ہے جسے ہمارے شیخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا، بعض نے کہا ۷۰ھ میں واقع ہوا، بعض نے ۷۶ھ کا بعض نے ۸۰ھ کا لکھا۔

اولاد صحابہ رضی اللہ عنہم طاعون کی لپیٹ میں:

ابن کثیر نے کہا کہ اسی طاعون الجارف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ستر، اسی، اور ابی بکرہ کی چالیس اولادیں فوت ہوئیں۔ (ابن جریر عن الواقدی)

فائدہ: ابن کثیر نے کہا کہ یہ طاعون تین دن رہا پہلے دن ستر (۷۰) ہزار بصری مرے دوسرے دن اکہتر (۷۱) ہزار، تیسرے دن، تہتر (۷۳) ہزار مرے، چوتھے دن بھی بہت لوگ فوت ہوئے عوام میں سے چند لوگ بچے۔ یہاں تک کہ اس دن امیر (حاکم اعلیٰ) کی ماں مری تو اس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ ملا۔

فائدہ: صاحب المراتۃ نے کہا اس طاعون میں اہل شام میں چند آدمی مرے۔

کتیا کا دودھ پینے والا بچہ:

ایک مرد جس کی کنیت ابوالفضل تھی اس نے طاعون کا زمانہ پایا تھا وہ کہتا ہے ہم طاعون کے دوران قبائل کا چکر لگاتے اور مردوں کو دفن کرتے تھے جب مردے زیادہ ہو گئے اور ہم ان کے دفن کرنے سے عاجز آ گئے۔ پھر جس حویلی میں داخل ہوتے وہاں مردے ہی مرے پڑے دیکھتے تو حویلی کا دروازہ بند کر دیتے ہم ایک حویلی میں داخل ہوئے وہاں کوئی بھی زندہ باقی نہ تھا ہم نے اس کے دروازے بھی بند کر دیئے جب و بائے طاعون ختم ہوئی تو ہم گھروں کے اندر داخل ہوئے جن کے دروازے بند کر گئے تھے وہاں کوئی موجود نہ تھا سوائے ایک دودھ پیتے بچے کے جو گھر کے صحن میں تر و تازہ دودھ پیتا ملا، ایسے محسوس ہوتا تھا گویا اس نے ابھی ماں کی گود سے فراغ ن پائی ہے ہم اس بچے کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے کہ یہ کیسے بچ نکلا اور یہ کس کا دودھ پیتا۔ اچانک ایک کتیا دیوار سے چھلانگ لگا کر بچے کو پناہ میں لینے لگی اور بچہ بھی اس کی طرف اچھلنے لگا یہاں تک کہ مزے سے اس کتیا کے پستانوں سے دودھ پیا۔

فائدہ: معدی فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچہ کو مسجد بصرہ میں دیکھا جس کی داڑھی قبضہ بھر تھی۔

(کذا قال الحافظ ابو نعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۳۰ھ)

حکایت: مجھ سے حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبد اللہ النخعی نے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سلام تکھی فرماتے ہیں کہ جب طاعون الجارف بصرہ میں واقع ہوا تو بہت سے لوگ مرنے لگے اور زندہ لوگ ان کے دفنانے سے عاجز آ گئے پھر درندے گھروں میں جا کر مردوزن کو کھاتے، یہ ۷۰ھ کی بات ہے حضرت مصعب کی حکومت کا دور تھا۔ ان دنوں بد قسمتی سے ایک دن میں ستر ہزار نفوس موت کا لقمہ بنے، تمام لوگ مر گئے صرف ایک بچی بچ گئی باقی اس کے تمام افراد مر گئے بھیڑیے کی کوک سن کر کہا:

الَا أَيُّهَا الذَّنْبُ، الْمُنَادِي بِسُحْرَةٍ	هَلُمَّ أَتْبِنُكَ الَّذِي قَدْ بَدَّ إِلَيَا
بَدَّ إِلَيَّ أَنِّي قَدْ يَتِمُّتُ وَأَنْبِي	بَقِيَّةُ قَوْمٍ أَوْرُثُونِي الْمَبَاكِيَا
وَلَا ضَيْرَ أُنِّي سَوْفَ أَتَّبِعُ مَنْ مَضَى	وَيَتَّبِعُنِي مَنْ بَعْدِي مَنْ كَانَ تَالِيَا

- 1- اے صبح کے وقت پکارنے والے بھٹریے، آؤ تمہیں خبر دوں جو مجھ پر ظاہر ہوا۔
- 2- مجھ پر ظاہر ہوا کہ میں یتیم ہو گئی اور اپنی قوم کی بقیہ ہوں جو مجھے روتا چھوڑ گئے۔
- 3- کوئی ڈر نہیں میں بھی گذر جانے والوں کے پیچھے جاؤں گی اور میرے پیچھے آنے والے آئیں گے۔ (کتاب الاعتبار لابن ابی الدنیا)

حکایت: محمد بن ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک طاعون زدہ اتری اور آتے ہی اس کے تمام لوگ مر گئے ان میں سے صرف بیمار بچی بچ گئی جب مرض سے افاقہ پایا تو پوچھتی پھرتی ابو کہاں ہیں، امی کہاں ہیں، بہن کہاں ہے؟ اسے کہا گیا ابو مر گئے، تیری ماں مر گئی تیری بہن بھی مر گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

وَلَوْلَا الْأَسَى مَا عِشْتُ فِي النَّاسِ سَاعَةً وَ لَكِنْ مَتَى نَادَيْتُ جَاوِبَنِي مِثْلِي
 ”اگر کوئی غم نہ ہوتا لوگوں میں سے ایک لمحہ بھی نہ گذارتی لیکن جب پکاروں تو مجھے کون جواب دے گا“۔ (کذا قال ابن ابی الدنیا)

- 7- حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ مصر میں ۶۶ھ میں طاعون واقع ہوا پھر ۸۵ھ میں عبدالعزیز بن مروان کی سن وفات میں طاعون آیا، بعض نے کہا ۷۲ھ میں، بعض نے کہا ۷۴ھ میں، بعض نے کہا ۷۶ھ میں۔
- 8- ملک شام میں ۷۹ھ میں طاعون واقع ہوا۔ (ذکرہ ابن جریر)

9- طاعون الفتیات:

یہ طاعون ۸۷ھ میں ہوا اس کا نام الفتیات اس لئے ہے کہ اس میں زیادہ تر عورتوں میں دو شیزائیں نوجوان عورتیں مریں۔

ابو بحر النکراوی کہتے ہیں کہ میری ماں کا بیان ہے کہ ہم لوگ طاعون الفتیات سے بھاگ کر سنام (علاقہ) کے قریب پہنچے ایک نوجوان دس بچوں سمیت طاعون سے بھاگا ہوا ہمارے قریب اتر لیکن شومی قسمت کہ تھوڑے دن گذرے کہ اس کے دسوں بچے مر گئے وہ ان کی قبروں کے درمیان بیٹھ کر کہتا تھا:

بنفسی فتية هلكوا جميعا برأية محاورة سناما

اقول اذا ذكرت العهد منهم بنفس تلك اصداء وهاما
 فلم ار مثلهم هلکوا جميعا ولم ار مثل هذا العام عاما
 ”مجھے اپنے نفس کی قسم کہ کچھ نوجوان مقام رابیہ میں نیزے لگنے کی وجہ سے
 سب ہلاک ہو گئے۔ میں کہتا ہوں جب ان کا زمانہ یاد کرتا ہوں تو یہ لوگ اس
 ساعت چیخ و پکار اور غم کی حالت میں ہوتے ہیں۔ پس میں نے اس کی مثل نہ
 دیکھا کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے ہوں اور میں نے اس سال کی مثل کوئی
 سال بھی نہیں دیکھا۔“

وہ شخص مذکورہ بالا اشعار پڑھتا جو بھی سنتا وہ بھی رو پڑتا۔ (ابن ابی الدنیانی الاعتبار)

10- طاعون الاشراف:

جب طاعون واقع ہوا تو حجاج بن یوسف واسط میں مقیم تھا اسی لیے مزاحاً کہا جاتا ہے
 کہ طاعون و حجاج ایک جگہ پر نہیں ٹھہر سکتے یہ اس نام سے اسلئے موسوم ہوا کہ اس میں فوت
 ہونے والے اکثر لوگوں میں برگزیدہ شخصیات تھیں۔

11- شام میں طاعون واقع ہوا اس میں سلیمان بن عبد الملک کا ولی عہد ایوب فوت ہوا۔

حکایت عجیبہ نمبر 1:

یزید بن المہلب کہتے ہیں کہ مُشک خالص کی دو چھوٹی بوریاں سلیمان بن عبد الملک
 کے لئے خراسان سے لائی گئیں خراسانی لوگ اس کے بیٹے ایوب ولی عہد کے دروازے پر
 اترے۔ یزید بن المہلب کہتا ہے میں ایوب کے پاس گیا۔ اس کا بنگلہ خوب سجا ہوا تھا
 دیواریں چونہ گچ کی چھتیں سبز رنگ کی اس کے آگے غلام اور کنیریں کھڑی تھیں ان کے لباس
 سبز رنگ اور زیورات زمرد کے آراستہ و پیراستہ ایوب کے سامنے وہ خوشبو کی بوریاں رکھی
 گئیں وہ تخت پر بیٹھا تھا اور خوشبو کی شیشیاں اس کے آگے رکھی تھیں گویا بڑا ج دھج سے بنگلہ
 میں مقیم تھا۔ پھر میں گیارہ دن کے بعد آیا تو ایوب اور اس کے ساتھ تمام بنگلہ نشین طاعون
 کے جھٹکے سے موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ (الاعتبار لابن ابی الدنیا)

حکایت نمبر ۲:

ابوالابطل نے فرمایا کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے ہاں بھیجا گیا اس کے پاس بوریاں مشک کی تھیں میں ایوب بن سلیمان کے گھر سفید سے گذرا اور اس کے ساز و سامان اور کپڑے اودیگر آرائش کے اسباب دیکھے پھر اس کے دارصفراء میں داخل ہوا اس کا بھی یہی حال تھا اس کے بعد دارحمراء میں داخل ہوا اس کا بھی یہی حال تھا اس کے بعد دارخضراء میں داخل ہوا اس کا بھی یہی حال تھا۔ اسی دار میں ایوب تخت نشین تھا مجھے دیکھ کر دار میں مقیم لوگ مشک پر جھپٹ پڑے (جیسے گزرا) پھر میں سترہ (۱۷) دن کے بعد دار ایوب سے گذرا تو حویلی ویران تھی۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ جواب ملا سب طاعون کی نذر ہو گئے۔ (ابن ابی الدنیا)

وفات ایوب ولی عہد:

ایوب اپنے باپ کا ولی عہد تھا اس نے ہی اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی تھی لیکن اسے طاعون نے دبوچ لیا اور اپنے باپ کی موجودگی میں فوت ہوا اس کی وفات ۹۸ھ میں ہوئی۔

12- حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ شام میں طاعون عدی بن ارطاة ۱۰۰ھ میں واقع ہوا۔ میں (مصنف حبیب اللہ) کہتا ہوں کہ یہ طاعون حکومت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں ہوا۔

سیرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما:

آپ کے پاس چند لوگ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ اپنے طعام کا تحفظ کریں (تاکہ نبی اس میں زہر نہ ملا دے) آپ اپنے لئے محافظ مقرر کریں بالخصوص نماز کے وقت تاکہ آب پر کوئی حملہ کر کے آپ کو شہید نہ کر دے۔ اور طاعون سے بچاؤ کی تدبیر کریں آپ سے پہلے کے خلفاء بھی اس طرح کرتے جیسے ہم نے عرض کیا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا جو خلفاء یہ تدابیر عمل میں لاتے وہ اب کہاں ہیں؟ اس کے بعد کہا اے اللہ! اگر میں قیامت کے سوا کسی اور شے سے ڈرتا ہوں تو میرے امن کو خوف کے حوالے کر دے۔ (اخرجہ ابن سعد)

اضافہ اویسی غفرلہ:

یعنی نہ مجھے سوائے قیامت کے کوئی خوف ہے اور نہ ہی اسن متاثر ہوگا۔ سچ ہے

الْآنَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

13- حضرت عبداللہ بن حسن نے فرمایا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے پاس تھا خبر ملی کہ شام میں طاعون ہو گیا مجھے فرمایا کہ چلو تیرے گھر والوں کو تیرے سوا اور کون سمجھائے گا میری ضروریات پوری کر کے ان کے پہنچانے کا بندوبست بھی فرمایا۔ (اس کے بعد میں اپنے ملک شام کو روانہ ہو گیا) (الغریب من الاخبار)

14.15- حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا طاعون کے بعد شام میں ۱۰۰ھ میں طاعون آیا پھر ۱۵۷ھ میں آیا۔ (تاریخ ابن کثیر)

16.17- المرأة میں ہے کہ ۱۶ھ میں شام و عراق میں سخت طاعون واقع ہوا۔ اس وقت واسط میں بڑی شدت سے آیا۔

18- بصرہ میں طاعون غراب ۱۲۰ھ میں واقع ہوا۔ غراب ایک شخص کا نام ہے۔

19- بصرہ میں طاعون مسلم بن قتیبہ میں واقع ہوا ۱۳۱ھ کے رجب، شعبان، رمضان تین ماہ مسلسل رہا ایک ہزار روزانہ جنازے اٹھتے تھے پھر ماہ شوال میں کچھ ہلکا ہو گیا۔

فائدہ: اسی طاعون میں اسحاق بن سوید العدوی اور فرقد بن یعقوب السنجی و ایوب سختیانی رضی اللہ عنہم کی وفات ہوئی۔ (ابن سعد)

حکایت: سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے داؤد بن ابی ہند کو فرماتے سنا کہ مجھ پر طاعون کا حملہ ہوا تو مجھ پر غشی طاری ہوئی دو شخص آئے ایک نے میری زبان کی طرف اشارہ کیا دوسرے نے میرے تلوؤں کی طرف۔ پھر کہا کہ اس کے علاج کیلئے تم کیا جانتے ہو؟ اس نے کہا ”تسبیح و تکبیر“ (سبحان اللہ اور اللہ اکبر کی کثرت) اور تھوڑا سا مسجد کی طرف چلنا اور کچھ تلاؤ۔ آن، داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں اس دن تک میں قرآن پڑھا ہوا نہیں تھا۔ مجھے کوئی کام ہوتا تو کہتا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں تو میرا کام ہو جائے گا چنانچہ ایسا کرتا رہا۔ پھر مجھے طاعون سے نجات ملی تو میں نے قرآن مجید بھی پڑھ لیا (الحمد للہ بن سعید) (ابن سعد)

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ گویا طاعون سے نجات کا نسخہ بتایا گیا ہے اس طرح کے متعدد نسخے فقیر نے اپنے رسالے ”طاعون“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی میں لکھے ہیں اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (اویسی غفرلہ)

دولت امویہ:

اتنے بڑے طاعون دولت امویہ میں ہوئے بلکہ بعض مورخین فرماتے ہیں کہ بنو امیہ کے دور میں تو ملک شام میں غیر منقطع طاعون واقع ہوئے یہاں تک کہ خلفاء بنو امیہ کا یہ حال تھا کہ زمانہ طاعون میں وہ جنگلوں میں ڈیرے جمالیتے اسی وجہ سے ہشام بن عبد الملک نے رصافہ میں مستقل قیام گاہ بنا رکھی تھی۔

دولت بنو العباس:

ان کے دور میں طاعون ماند پڑ گئے۔ یہاں تک کہ بعض نے تقریر کرتے ہوئے عوام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرؤ کہ اس نے ہمارے دور میں تم سے آفت طاعون اٹھالی مجمع میں ایک مرد موٹی نے جرات کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ عادل ہے کہ وہ تمہیں اور طاعون کو ہمارے میں جمع کرے۔ (یعنی وہ قدرت کا مالک ہے کہ تم دونوں کو جمع کر دے تو جس طرح طاعون ہمارے لئے ایک عظیم مصیبت ہے اور تم بھی اس سے کچھ کم نہیں) خلیفہ عباس نے اس کی جرات کو پسند نہ کرتے ہوئے اسے قتل کرادیا۔

فائدہ: ابن عساکر نے تاریخ میں اس شخص کا نام جعوفہ بن الحارث لکھا ہے۔ (رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ)

حکایت: اصمعی نے کہا منصور عباسی کی ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی تو کہا اے اعرابی! اللہ تعالیٰ کا شکر کر جس نے ہم اہل بیت کی حکومت میں تم سے طاعون اٹھالیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے میں حشف اور سوہ کیل جمع نہ فرمائے گا۔ (ابن عساکر) (حشف سے خلافت بنو عباس اور سوہ کہیں سے طاعون مراد ہے)

20 ایک طاعون رے میں ۳۴ھ میں ہوا۔

21- ۳۶ھ میں بغداد میں واقع ہوا۔

22- ۲۲۱ھ میں بصرہ میں ہوا۔

حیات و وفات شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مورخین متقدمین اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دونوں مذکورہ طاعونوں میں پچھتر سال کا وقفہ ہے اسی دوران امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس المعروف امام شافعی رحمہ اللہ (ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ) کی ولادت اور وفات ہوئی ان کی برکت سے اسی دوران طاعون نہیں آیا۔

بنفشہ کا فائدہ:

آپ کا (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد ہے کہ بنفشہ، سے بڑھ کر وباء طاعون کا اور کوئی علاج نہیں، یاد رہے کہ وباء اور شے ہے اور طاعون شے دیگر۔ اور یہ بھی ہے کہ دونوں ایک ہوں۔ بہر حال جو بھی طاعون وغیرہ کا علاج چاہے وہ روغن بنفشہ استعمال کرے اور اب بھی اس کا علاج یونہی ہوتا ہے کہ روغن بنفشہ، گائے کا مکھن (گھی) اور بادام روغن ملا کر اس کی مالش کی جاتی ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

بعض کا خیال ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ روغن بنفشہ کی مالش طاعون کی جڑ کاٹ دیتا ہے یہ خیال غلط ہے (واللہ اعلم) ہاں اس سے فائدہ ضرور ہوتا ہے۔

23- ۲۴۹ھ میں عراق میں طاعون واقع ہوا۔

24- ۲۰۸ھ میں آذربایجان و برزخہ میں طاعون آیا۔ اس میں محمد بن ابی الساج کے اسی

(۸۰) بچے بچیاں فوت ہوئے۔

25- ۲۹۹ھ میں ارض فارس میں طاعون آیا۔

26- ۳۲۴ھ میں اصبہان میں طاعون واقع ہوا۔

27- ۳۴۶ھ میں عراق میں طاعون آیا۔ اس میں اچانک کی موت بکثرت واقع ہوئی یہاں تک کہ قاضی (حاکم وقت) نے لباس وغیرہ پہن کر دفتر کی تیاری کی تو موت نے گھیر لیا اس نے ایک جوتا پہنا دوسرے کے پہننے سے پہلے ہی مر گیا۔

تتمة الباب:

مصنف کتاب ”الاشاعة لاشراط الساعة“ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب ”نشوار المحاضرة“ میں دیکھا ہے کہ اچانک موت لوگوں پر کسی خاص حالت سے مخصوص نہیں ہر حالت میں واقع ہو جاتی بعض پر موت آئی جب وہ نماز میں تھے بعض پر آئی تو وہ کھانا کھا رہے تھے بعض پر چلتے چلتے موت آگئی تھی بعض کو مسجد میں آئی بعض کو حمام (بیت الخلاء) میں۔ (جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کو وغیرہ۔ اویسی غفرلہ) ان تمام حالات میں بجا لیکن خطبہ پڑھتے وقت کسی پر موت نہیں آئی ہم نے کبھی نہیں سنا کہ فلاں شخص منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا تو اس پر موت آگئی۔

28- طوفان ۴۰۰ھ میں بصرہ میں طاعون آیا۔

29- ۴۲۳ھ میں بلاد ہندو عجم و بلاد الجبل میں بہت بڑا طاعون آیا بڑھتے بڑھتے بغداد تک پہنچ گیا بے شمار لوگ طاعون میں مرے ایسا طاعون کبھی مشاہدہ میں نہیں آیا۔

فائدہ: اسی سال ۴۲۳ھ میں موصل میں ایک ہزار بچے چیچک سے مرے۔

30- شیرازی میں ۴۲۵ھ میں طاعون آیا یہ اتنا بڑا تھا کہ بصرہ اور بغداد تک پہنچا۔

31- ۴۳۹ھ میں موصل، الجزیرہ اور بغداد میں اتنا زبردست طاعون آیا کہ جمعہ صرف چار

سو آدمیوں نے پڑھا حالانکہ طاعون سے قبل چار لاکھ نفوس تھے۔

32- ۴۴۸ھ میں مصر، شام اور بغداد میں طاعون آیا۔

33- عجم میں ۴۴۹ھ میں طاعون آیا۔

34- مصر میں ۴۵۵ھ میں طاعون آیا اور دس ماہ مسلسل رہا۔

35- دمشق میں ۴۵۹ھ میں طاعون آیا اس وقت دمشق میں پانچ لاکھ نفوس تھے جب کہ

طاعون کے بعد صرف تین ہزار پانچ سو بچ نکلے باقی تمام طاعون میں مر گئے۔

36- ۴۷۸ھ میں عراق میں طاعون پھوٹا۔

37- ۵۵۲ھ میں حجاز و یمن میں طاعون آیا۔

38- ۵۷۵ھ میں بغداد میں طاعون واقع ہوا۔

39- ۷۴۹ھ میں ہمہ گیر طاعون آیا جس نے تمام کو گھیر لیا ایسا طاعون کبھی سنا نہ دیکھا گیا جو شرقاً غرباً تمام شہروں میں پھیلا یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں بھی۔

فائدہ: طاعون کی زد میں جانور بھی آئے۔ ابن الوردی نے اپنے ایک منظوم کلام میں لکھا:

من بعد سبع مائة سنينا	في عام تسعة واربعينا
وما اراد ربنا يكون	قد هم الخلائق الطاعون
اوسع طعنا في الوري و مضربا	طبق الارض مشرقاً و مغربا
وادخل الفناء في ام القرى	اهل نصف الناس بل و اكثرا
لم يرفى الدنيا اخی نظيره	في الحيوان قد بدا تاثيره
خذ هذه عن السيوطي الفرد	فيه مقامة عن ابن الوردي
يرجو النجاة والاله المنجي	ناظمه محمد البرزنجي

(i) ۷۴۹ھ میں۔

(ii) وحشت میں ڈالا لوگوں کو طاعون نے وہ جو ہمارا پر دو گار چاہتا ہے ہوتا ہے

(iii) تمام روئے زمین پر مشرق و مغرب میں طاعون نے اُدھم مچایا

(iv) آدھے بلکہ بہت زیادہ ام القرى مکہ معظمہ میں لوگوں کو فناء کیا۔

(v) حیوانات تک کو طاعون کی تاثیر ہوئی دنیا میں ایسی نظیر نہیں دیکھی گئی۔

(vi) اس میں ابن الوردی مرحوم کے ایک منظوم اشعار ہیں امام سیوطی بزرگ یگانہ سے حاصل کر۔

(vii) ان اشعار کا نظم کنندہ محمد برزنجی (مصنف کتاب) ہے نجات کی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نجات دہندہ ہے۔

فائدہ: ابن ابی حجلہ نے فرمایا کہ اس طاعون میں تقریباً نصف عالم یا اکثر فناء ہوا ہوگا اور

- قاہرہ میں روزانہ بیس ہزار نفوس سے زائد مرتے تھے۔
- 40- ۶۲ھ میں قاہرہ و دمشق میں طاعون واقع ہوا۔
- 41- پھر ۷۷ھ میں دمشق میں طاعون آیا۔
- 42- پھر ۷۸ھ میں قاہرہ میں آیا
- 43- پھر ۷۹ھ میں
- 44- پھر ۸۱۳ھ میں
- 45- پھر ۸۱۹ھ میں
- 46- پھر ۸۲۱ھ میں
- 47- پھر اسی سال کے متصل ۸۲۲ھ
- 48- پھر ۸۳۳ھ میں یہ تمام طاعونوں سے وسیع تر تھا اور مصر میں۔
- 49- ۸۲۹ھ کے بعد اتنا بڑا اور وسیع تر کوئی طاعون نہیں آیا۔
- 50- پھر ۸۴۱ھ میں مصر میں طاعون آیا لیکن معمولی تھا زیادہ سے زیادہ ایک ہزار نفوس کام آئے۔
- 51- پھر ذوالحجہ ۸۴۹ھ میں ہوا جو ربیع الاول ۸۵۰ھ تک جاری رہا۔
- 52- پھر ۸۵۳ھ میں ہوا روزانہ پانچ ہزار آدمی مرتے۔
- 53- پھر ۸۶۴ھ مصر و شام میں آیا۔
- 54- پھر ۸۶۴ھ میں مصر و شام میں آیا۔
- 55- پھر ۸۷۳ھ میں مصر و شام میں آیا۔
- 56- ۸۸۱ھ میں آیا۔
- 57- پھر روم میں ۶۹۶ھ میں آیا۔
- 58- حلب (شہر) میں داخل ہوا یہ ۸۹۷ھ کے شروع میں تھا۔
- 59- پھر اسی سال ۸۹۷ھ ربیع الآخر میں مصر تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان طاعونوں میں مرنے والوں کو احسن خاتمے بخشے۔ (آمین)

فائدہ: یہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے (جیسے ابتداء میں ان کے حوالہ سے بیان کا آغاز ہوا تھا)

اضافہ اویسی:

اس کے بعد بھی بے شمار طاعون آئے (مشرکہ ہندوستان میں بھی آئے جس کی تفصیل میں طوالت ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کی سوانح حیات اور ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ المتوفی ۱۳۱۹ھ میں بھی بعض کا ذکر ہے۔ اعاذنا اللہ منہ اب عرصہ سے اس کے متعلق کوئی خبر ہم نے نہیں پڑھی اللہ تعالیٰ آئندہ ہم غریبوں اور آنے والی نسلوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ اویسی غفرلہ)

(۳۲) حرم مکہ کو مباح کر لینا

1- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما جب کوفہ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کو مخلصین نے نہ جانے کا مشورہ دیا اور بزرگوں نے نصیحت کی، لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ (سیدنا علی رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ مکہ معظمہ کے حرم شریف کے اندر بے حرمتی کی اجازت دی جائے گی یاد رکھو مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں حرم کے باہر بالشت کے مقدار شہید کر دیا جاؤں اس سے کہ میں داخل حرم شہید کرایا جاؤں۔ (الحديث)

تفصیل:

- 1- یہ بے حرمتی یزید پلید کے زمانے میں ہوئی جس کی تفصیل گذری
- 2- عبد الملک اموی کے دور میں جب کہ اس نے حجاج کو بھیجا کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کرے اور بیت اللہ کو گرادے۔
- 3- ابو طاہر قرمطی کے دور میں بھی بے حرمتی ہوئی اس کی بھی تفصیل گذری۔ اس کے بعد بھی کئی بار بے حرمتی ہوئی مثلاً
- 4- سادات (اشراق) بنو الحسن کی ایک جماعت کو (حرم میں) شہید کرایا گیا۔ یونہی

5- ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ سے قبل ہوگا۔

6- آخر میں حبشہ کا دوسو کھی پنڈلیوں والا، وہ مکہ معظمہ کی بے حرمتی کرے گا اور لعبہ کی اینٹ

سے اینٹ بجا دے گا۔ اور یہ دونوں واقعات باب نمبر ۳ میں آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

فائدہ: جس نے تواریخ کا مطالعہ کیا ہے مثلاً تاریخ مصر و شام و بغداد وغیرہما بالخصوص تواریخ

بغداد ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ المسمیٰ بہ "المختصر" تو اس طرح کے بے شمار واقعات ملیں گے ہم

اس باب میں اس پر اکتفا کرتے ہیں ہمارا مطلب صرف ان کے وقوع کے متعلق آگاہ کرنا

ہے اس سے ڈرانا مقصود نہیں کیونکہ واقعات تو گذر چکے اور جو آئیں گے ان سے ڈرنا

ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی آرزو۔ الحمد للہ رب العالمین۔

خاتمہ:

جتنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات (جھگڑے) ہوئے ان میں حق پر حضرت علی

رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ ہی اپنے اجتہاد میں مصیب (مبنی بر صواب) ہیں آپ کے بالمقابل مخطی

(بنی بر اجتہاد خطائی) تھے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے

تو تم ظالم ہو۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے حعلق فرمایا عمار دوامروں میں سے ایک کو اختیار کرے گا وہ سخت

تر ہوگا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب مسلمانوں کے درمیان جنگیں ہوں گی آپ

سے پوچھا گیا کہ ہم کس کا ساتھ دیں؟ فرمایا اس گروہ کے ساتھ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے لیے دعوت دے تم اس دعوت کو قبول کرنا وہی حق پر ہوں گے وغیرہ وغیرہ یعنی ان کے

علاوہ اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں۔

ہم کچھ اس کی تفصیل عرض کرتے ہیں: طلحہ وزبیر و عائشہ بنی النبیؐ وہ قطعی طور مجتہد تھے اور انہیں خلافت کی خواہش بھی نہ تھی اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ کی فضیلت علمی اور آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں سبقت کا انکار تھا، انہیں حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ کے خلاف صرف امیر المومنین سیدنا عثمان غنی بنی النبیؐ کے بدلہ خون نے ابھارا ان کا اجتہاد یہ تھا کہ امام برحق کی شہادت کا بدلہ واجب ہے حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ کا موقف تھا کہ وارثین ان کے بدلہ کی درخواست دے کر قاتل پر دلیل قوی پیش کریں۔

سیدنا طلحہ بنی النبیؐ:

حضرت سیدنا طلحہ وزبیر بنی النبیؐ دونوں بدری صحابی تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا قصہ حاطب بن ابی بلتعہ بنی النبیؐ کے متعلق فرمایا تمہیں کیا معلوم امید ہے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بنی النبیؐ کے غلام سے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ بدر و حدیبیہ دونوں میں شامل تھے یہ اس وقت فرمایا جب حضرت حاطب بنی النبیؐ کے غلام نے کہا کہ وہ دوزخ میں جائے گا (معاذ اللہ) اور وہ دونوں عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حق ہے اور اس لئے کہ ان دونوں حضرات نے جنگ سے رجوع فرمایا تھا اور اپنی غلطی سے توبہ کی۔

سیدنا زبیر بنی النبیؐ:

آپ کو حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ نے حدیث یاد دلائی تو وہ جنگ ترک کے لشکر سے باہر نکل آئے۔

سیدنا طلحہ بنی النبیؐ:

جب آپ جنگ میں زخمی ہوئے اور آپ کے جسم سے خون بہہ رہا تھا تو ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ کے لشکر سے آپ کے قریب سے گذرا تو آپ نے پوچھا تو کس لشکر سے متعلق ہے؟ عرض کی حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ کے لشکر سے آپ نے فرمایا ہاتھ بڑھا میں حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ کیلئے تجھ سے بیعت کرتا ہوں جب حضرت علی المرتضیٰ بنی النبیؐ نے سنا

تو فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا کہ طلحہ اس وقت جنت میں جائے گا جب میری (علی المرتضیٰ کی) بیعت اس کی گردن میں ہو، حدیث پہلے گزری ہے۔
تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد برحق کی دلیل کے علاوہ آپ کا حضور ﷺ کے علم غیب عقیدہ کی دلیل بھی واضح ہے۔

فرمان سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں اور طلحہ وزبیر ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍ إِخْوَانًا عَلَى سُرٍّ مُتَّقَابِلِينَ-

(پ ۱۴، الحجر آیت ۴۷)

”اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں
تختوں پر روبرو بیٹھے۔“

سیدنا طلحہ کا صاحبزادہ رضی اللہ عنہما:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں ابن طلحہ رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے تو آپ نے ان کا احترام فرمایا اور جنگ میں ان کا جتنا حصہ مال غنیمت میں تھا تمام واپس کر دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

آپ حضور سرور عالم ﷺ کی زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے علاوہ ازیں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ سے رجوع کر کے راستہ سے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا جب انہیں حوآب کے کتے بھونکے اس پر ایک حدیث شریف یاد آگئی۔
علماء کرام تو فرماتے ہیں کہ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا جنگ کیلئے نہیں صلح کرانے تشریف لائی تھیں اس سے آپ کا ارادہ صحیح ثابت ہوتا ہے نہ کہ جنگ اور فساد وغیرہ کا اور قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خوف و خطر سے جنگ بھڑکانا چاہتے تھے تاکہ ان کا جرم چھپا رہے۔ علاوہ ازیں

سیدنا عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خلاصہ: واضح ہوا کہ یہ سب کے سب ماجور من اللہ ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دو اجر ملیں گے۔ (i) اجرا اجتہاد (ii) اجتہاد میں مصیب ہونے کا اجر، اور دوسروں کو اجتہاد کی وجہ سے صرف ایک اجر ملے گا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اگرچہ انکا اجتہاد منی برخطا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ مجتہد مصیب کو دو اجر اور غلطی کو ایک اجر نصیب ہوگا۔ (ملخصاً اویسی غفرلہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

اگرچہ آپ شرعی باغی تھے، سرے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت ہی نہ کی بلکہ مستقل طور ملک کے خولہاں رہے مطالبہ عثمان رضی اللہ عنہ ضمنی تھا اور وہ بھی اہل شام کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے شرعی باغی ہونا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے ثابت ہوا جب کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔ علاوہ ازیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی سپردگی کے بعد آپ نے قاتلین کے کسی فرد کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے جرم میں قتل نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی مطالبہ فرمایا اور انہیں سبقت اسلام بھی حاصل نہ تھی اور نہ ہی انہوں نے ہجرت کی نیز فتح کے بعد اسلام لانے والوں میں سے ہیں (ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے لیکن اپنا اسلام خفیہ رکھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ امر صرف اہل بدر اور مہاجرین اولین کے لئے ہے اس میں نہ کسی تعلق کا حصہ ہے اور نہ ہی فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں کا۔

خیر خواہانہ نصیحتیں:

اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ نہ بھولیں کہ وہ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ میں سالہ اور کاتب وحی اور صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میرے صحابی کا ذکر ہو تو تم خود کو روکو یعنی ان کی مذمت نہ کرو اور فرمایا۔ اللہ، اللہ میرے صحابہ کو میرے بعد

نشانہ نہ بناؤ یعنی ان کی عیب چینی اور بد گوئی نہ کرو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے خصوصی نصیحت:

لازم ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر و بھلائی سے کیا جائے علاوہ ازیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ملک کے والی بنیں گے اور فرمایا اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم ملک کی باگ ڈور سنبھالو تو حسن اسلوبی سے سرانجام دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خصوصی دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ اسے (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) ہادی و مہدی (ہدایت یافتہ بنا) بنا اور اس کے ذریعہ امت کو ہدایت دے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو برانہ سمجھو بخدا کہ جب تم انہیں پاؤ گے تو تم سروں کو اپنے کاندھوں پر حنظل کی طرح دیکھو گے (یعنی سخت خوزریزی ہوگی) حروریہ (خوارج):

ان کی طرف سے کسی قسم کی عذر داری ناقابل قبول ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں واضح طور پر فرمایا کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر، اس قسم کی دیگر روایات۔

یزید خبیث اور بنو الحکم:

وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے لعنت کے مستحق ہیں، ایسے ہی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ المتوفی ۲۴۱ھ نے فرمایا جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادوں نے پوچھا کہ کیا یزید کو ملعون کہنا جائز ہے؟ تو فرمایا کہ اس پر لعنت کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اس پر لعنت بھیجی ہے۔ صاحبزادہ نے عرض کی میں نے قرآن مجید میں اس پر لعنت کی تصریح نہیں پڑھی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ۔ (پ ۲۶ سورہ محمد: ۲۲/۳۲)

”تو کیا تمہارے یہ لکھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔“

بتائیے فساد اور سحیحی کے ارتکاب سے بڑھ کر کون سا عمل ہوگا جو یزید نے نہیں کیا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ:

آپ امہ راشدین اور خلفائے مہتدین میں سے ہیں انہیں بنو امیہ سے مستثنیٰ سمجھا جائے جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمایا، چنانچہ بنو امیہ پر لعنت کر کے آپ نے فرمایا، ”إِلَّا الصَّالِحُونَ مِنْهُمْ“ سوائے ان کے جو ان میں سے صالح (نیک) ہیں اور وہ بہت تھوڑے (جیسے حضرت عثمان و حضرت امیر معاویہ اور یزید ثانی و عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ) بخلاف باقی بنو امیہ کے جیسا کہ اوپر تفصیل سے گذرایا وہی بنو العباس وغیرہ میں سے کہ ان میں سے اکثر اوز عام ظالم بھی تھے اور فاسق بھی ان میں اچھے لوگ بھی تھے جیسے المتوکل علی اللہ (عباسی خلیفہ) لیکن وہ بھی سخت شرارت میں ملوث ہے چنانچہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار ڈھا کر اس پر پھپھتی باڑی کرائی اور آپ کے مزار کی زیارت سے منع کر دیا۔ (نجدی بھی اس کے بھائی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ دیکھئے کتاب تاریخ نجد و حجاز از: علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلشرز لاہور۔ اویسی غفرلہ)

کسی شاعر نے ان کے بارے میں لکھا:

لِلَّهِ إِنْ كَانَتْ أُمِّيَّةٌ قَدْ آتَتْ
فَلَقَدْ آتَاهُ بَنُو أَبِيهِ بِسِثْلِهِ
أَسْفُوْا عَلٰی اَنْ لَا يَكُوْنُوْا شَارِكُوْا
قَتَلَ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّهَا مَظْلُوْمًا
هَذَا الْعَمْرُكَ قَبْرُهُ مَهْدُوْمًا
فِي قَتْلِهِ فَتَتَّبَعُوْا لِسْمِهِ رَمِيْمًا

”بخدا بنو امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے مظلوم کو شہید کیا! یہ بنو امیہ کا کارنامہ ہے تیری عمر کی قسم خدا ان کی قبروں کو گرا دے ان پر بھی افسوس ہے جو قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک ہوئے پھر وہ (یعنی بنو عباس) آپ کے درپے ہوئے وصال کے بعد۔“ (کہ انہوں نے آپ کے مزار مبارک کو ڈھا کر اس

کی بے حرمتی کی)

حکایت شرارت المتوکل (خلیفہ):

ابن السکیت کے ترجمہ میں ابن خلکان نے لکھا کہ وہ ایک دن المتوکل (خلیفہ) کے ساتھ بیٹھے تھے آپ اس کے بچوں کے استاد تھے اسی دوران اس کے دو بیٹے المعتمر اور المویذ آئے المتوکل نے کہا اے ابو یعقوب! (یہ ابن السکیت کی کنیت ہے) تمہیں کون محبوب تر ہیں میرے یہ دو بیٹے یا حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما)؟ ابن السکیت نے کہا بخدا قنبر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خادم تجھ سے اور تیرے دونوں بیٹوں سے بہتر ہے۔ المتوکل نے ترک سپاہیوں کو کہا اس کی زبان گدی سے نکال دو چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اس صدمہ سے ابن السکیت آنے والی شب پیر ۵ رجب ۲۴۲ھ میں وصال فرما گئے۔ اس کے بعد المتوکل خلیفہ نے اس کے بیٹے کو دس ہزار درم بھیج کر کہا کہ یہ تیرے باپ کی دیت ہے۔

نتیجہ: اگر یہ صحیح ہے تو وہ سخت نا صبی سمجھا جائے گا لیکن میرا مصنف کتاب کا خیال ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔

المہدی باللہ خلیفہ عباسی:

المہدی باللہ خلیفہ عباسی بنو العباس میں المہدی باللہ زاہد عابد تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا لیکن وہ ایک سال بعد قتل کر دیا گیا۔

رد الرافضہ (شیعہ):

شیعوں کا سلف صالحین یہاں تک کہ صحابہ کرام بالخصوص شیخین رضی اللہ عنہم کو گالی دینا یہ عقل و نقل سے واضح طور پر خروج اور کھلی گمراہی اور الحاد فی الدین اور تمام اہل اسلام بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جاہل قرار دینا ہے۔

فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

وہ تمام امت سے بہترین ہیں شہادت قرآن مجید:

وَدِدُّوْا خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (پ ۴، آل عمران آیت ۱۱۰)

”تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔“

انہی حضرات کیلئے ہے کہ یوم محشر اور عند المیزان تمام امتوں پر اللہ تعالیٰ کے بہترین گواہ ہیں اور یہی حضرات اہل بدر و احد و بیعت رضوان ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے چنانچہ ان میں نفسانیت کا شائبہ تک نہ تھا

فضائل شیخین رضی اللہ عنہم:

1- حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ آل فرعون کے مومن سے بہتر ہیں وہ ایمان کو چھپاتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان ظاہر کرتے تھے بلکہ رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے کفار کو کہتے کہ کیا تم اس انسان کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

2- حضرت علی المرتضیٰ سے آپ کے صاحبزادہ محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمام لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر پوچھا ان کے بعد فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے بعد آپ (علی المرتضیٰ نے) فرمایا تیرا باپ مسلمانوں میں سے ایک ہے۔ (تواضعاً فرمایا)

پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو نمازوں کے امام ابو بکر رضی اللہ عنہ رہے پھر خیر و بھلائی میں تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ہمیں فتنوں نے گھیر لیا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم)

فائدہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْخِاسِ كَامَطْلَبِ يَهْ كَه رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَه بَعْدِ اِمَامَتِ فَرْمَايْ يَا يَه مَطْلَبِ هْ كَه فَضِيْلَتِ مِي سَيْدِنَا اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَه بَعْدِ هِي اَسْ كِي تَا سَيْدِ عَرَبِي مَقُوْلَهْ سَه هُوْتِي هْ كَهَا جَا تَا هْ فَرَسٌ مُّصَلٌ، گھوڑا مُصَلِي هْ يَه اَسْ وَقْتِ بُوْلْتِي هِي جَبْ گھوڑا مِيْدَانِ مِي دُوڑْنِي مِي نَمْبَرِ دُوْمِ پَرَا ئِي۔

حدیث شریفہ: اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے میں (حضور ﷺ) اور ابو بکر دو گھوڑے دوڑنے والوں کی طرح ہیں لیکن میں اس پر سبقت کر گیا اسیلئے وہ مجھ پر ایمان لایا اگر وہ مجھ سے سبقت کر جاتا میں اس پر ایمان لاتا۔

تنقید: یہ حدیث قابل اعتراض بلکہ بعض نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)
فائدہ: وہ احادیث جو شیخین بلکہ فضیلت عثمان میں بلکہ حضرت علی المرتضیٰ اور اہل بیت کے افراد سے مروی ہیں دوسو سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ حق پر رحم کرے جو ان کی قدر سے باخبر ہے اور ان کے حق کو جانتا ہے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہیں ہوتا۔ (والعیاذ باللہ العلی العظیم)

فضائل صحابہ از قرآن:

جن آیات میں خلفائے راشدین اور اہل شوریٰ کی مدح کا اشارہ ملتا ہے اور ان کے بعد میں آنے والے مذمت کنندگان اور ان کے باغیوں کے متعلق وضاحت ہے وہ یہ ہیں:

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ - (سورۃ شوریٰ آیت ۳۶) کے بعد مذکورہ بالا امور کیلئے کافی۔

1- لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
 ”جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں“۔

یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

(شان نزول یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ کو ملامت کی۔ خزائن العرفان۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا

لَوْ وَزَنَ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِأَيِّمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ۔
 ”اگر تمام روئے زمین (کے لوگوں) کا ایمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ تو لا جائے تو ابوبکر کا ایمان راجح ہوگا۔ یہ حدیث ایمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مضبوطی کی مضبوط دلیل ہے۔“

توکل صحابہ کرام اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہم:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار بلا حساب جنت میں جائیں گے ان میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ فرمایا در۔ تو منتر

ٹوٹکے کرتے ہیں نہ کسی سے منتر جادو کو طلب کرتے ہیں نہ ہی جسم کو داغنے ہیں اور نہ داغنے کے لئے کسی کو کہتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

فضیلت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ۔ (پ ۲۵، شوریٰ آیت ۳۷)

”اور وہ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں۔“

فائدہ: اس آیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

2- حدیث شریف میں ہے اے عمر رضی اللہ عنہ جس گلی سے تم گذرتے ہو شیطان وہ گلی چھوڑ کر کسی دوسری گلی کی طرف راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ آپ سے فواحش کا ارتکاب نہیں ہوتا۔

3- عیینہ بن حصن ایک وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو کہا اے عمر بن الخطاب! افسوس ہے کہ بخدا آپ نہ تو ہمیں کچھ عطیات دیتے ہیں اور نہ ہی عدل و انصاف سے ہماری تقسیم کرتے ہیں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے غضبناک ہوئے کہ قریب تھا آپ اسے سخت سزا دیتے (لیکن ان کی بات سن کر غصہ پی گئے)

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ پی جانے اور معاف کر دینے کی فضیلت ہے۔

چنانچہ حضرت حرب بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غضبناک دیکھ کر کہا یا امیر المؤمنین:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔ (پ ۱۹، الاعراف آیت ۱۹۹)

”اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔“

یہ جاہلین میں سے ہے بخدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت سن کر عیینہ کو کچھ بھی نہ کہا،

کیونکہ آپ کتاب اللہ سے بہت واقف ہیں۔

فضیلت اہل شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت میں فرمایا:

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ (پ ۲۶، شوریٰ)

”اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس آیت میں اہل شوریٰ کی طرف سے اشارہ ہے اہل شوریٰ میں سے حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

فضیلت عثمان و عبد الرحمن رضی اللہ عنہما:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔

”اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس آیت میں حضرت عثمان و حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے۔

فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ إِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ۔ (پ ۲۵، شوریٰ ۳۹)

”اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔“

فائدہ: آیت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عفو و کرم کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ نے جو کچھ اہل بغاوت کے لئے عفو و کرم کا مظاہرہ کیا یہ آپ ہی کا حصہ ہے اسی لئے جنگ جمل کے بعد اعلان فرمایا خبردار! میرے لشکر میں سے کوئی بھی جنگ جمل کے شکست خوردہ

لشکریوں میں سے بھاگنے والوں کا پیچھانہ کرے اور نہ ان کے زخمیوں کے زخم دکھائے اور نہ ان کے مال و اسباب کو مالِ غنیمت بنائے۔

فضیلت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ - (پ ۲۵، شوریٰ آیت ۴۰)

”تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔“

فائدہ: اس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کا بیان ہے جو آپ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی اور اہل شام کی زیادتیوں سے درگزر فرمایا اور مسلمانوں کی اصلاح فرمائی اور انہیں خونریزی سے بچایا۔

باغیوں اور قاتلوں کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ - (ایضاً)

”بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔“

فائدہ: اس آیت میں ان کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے مذکورہ بالا حضرات پر ظلم کیا یا انہیں شہید کیا یا ان پر بغاوت کی جیسے قاتل عمر اور قاتلین عثمان اور قاتل علی رضی اللہ عنہم اور خارجی گروہ کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی خوارج جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

فضیلت امام حسین رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمَنْ أَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ - (پ ۲۵، شوریٰ آیت ۴۱)

”اور بیشک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں۔“

فائدہ: یہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے یزید کا مقابلہ کیا اور حق کی

خاطر جنگ کی یہاں تک کہ خود بھی اور اہل بیت کے افراد بھی شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أَوْ لَيْتَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (ایضاً)

”مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

فائدہ: اس آیت میں یزید اور اس کے بعد کے آنے والے بنو امیہ وغیرہم کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم یعنی اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اپنی کتاب کے رموز کو اور اپنے خطاب کے اسرار کو۔

حدیث علم غیب مع شرح:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیاں دو سال کے بعد ہوں گی۔

شرح:

دو سو سال کے بعد سے یا تو ہجرت کے دو سو سال کے بعد مراد ہے یا ہزار سال ہجری کے بعد۔

احتمال اول کی تائید:

اس کی تائید تمام نشانیاں یا اکثر سے ہوتی ہے مثلاً زلزلے، آندھیاں، جھٹکے، خون کی رش، پتھراؤ فتنہ معتزلہ و قرامطہ و الزنج، پرندے کا چیخنا اور آسمانی نعیمی کڑک، دریاؤں کی غرقابی وغیرہ وغیرہ جن کا مفصل بیان گذر چکا یہ تمام امور دو صدیوں کے بعد خلافت مامون کے اواخر میں شروع ہو کر زمانہ المتوکل میں بکثرت ہو گئیں اور مسلسل رہیں، اس تقریر پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو سو سال کے بعد تمہارے اچھے لوگ کمزور اور دبے پتلے ہوں گے (یعنی یاد خدا میں وقت گزارنے والے۔) ایک اور حدیث بھی اس کی موید ہے فرمایا کہ دو سو سال کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فائدہ: اس تقریر پر وہ قریبی نشانیوں کو جو ظاہر ہوں گی انہیں ہزار سال کے بعد دو سو یعنی بارہویں صدی کے بعد مقید نہ کیا جائے بلکہ مطلق رکھا جائے اگر مان لیا جائے کہ یہاں احتمال ثانی مراد ہے۔

احتمال ثانی:

یعنی ایک ہزار سال کے بعد دو سو سال مراد ہو تو اس میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ و دیگر نشانیاں ثابت نہیں ہوتیں ہاں یہ کہا جائے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو جائے گا اگرچہ ایک دوسری آیت کے در بعد مثلاً اذ ابه، طلوع الشمس من مغربہ، کعبۃ وغیرہ وغیرہ۔
خلاصہ: کچھ بھی ہو امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور صدی کے سرے میں ہوگا۔ یہی احتمال ظاہر اور قوی ہے پھر ان کا ظہور دوسری صدی سے موخر نہ ہوگا۔

دعا: ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کی موت دے نہ ہم فتنہ کا شکار ہوں اور نہ ہم دین بدلنے والے ہوں۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

نوٹ: یاد رہے کہ ان فتنوں میں سے ہر ایک کے لئے مستقل ایک جلد کتاب چاہیے بلکہ ان ہر ایک کی تفصیل کے مجلدات (کئی جلدیں) درکار ہیں ان میں ہم نے اختصار سے کام لیا ہے اور صرف اشارے کئے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد یہ نہیں کیونکہ وہ گذر چکے حقیقی مقصد یہی ہے جنہیں اب ہم بیان کریں گے نیز اس لئے بھی کہ سامعین کو ملال نہ ہو اور اتنا وقت بھی نہیں کیونکہ موت کا وقت قریب ہے علاوہ ازیں تفصیل دل کے زنگ اور اسلاف کے لئے بغض و کینہ اور ناموزوں باتوں کا موجب ہے حالانکہ مقصد تو یہ ہے کہ ایسا بیان کیا جائے جو دلوں کو نرم کرے اور غفلت سے بیدار کرے۔

والحمد لله رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و

اصحابہ وبارک وسلم اجمعین۔

(الحمد لله! فقیر اویسی غفرلہ نے اس باب کے ترجمہ سے ۵ ذیقعد ۱۴۲۳ھ بروز

جمعرات میں تقریباً ۱۲ دن کو فراغت پائی۔)

الباب الثانی

فی الامارات المتوسطة التي ظهرت ولم تنقض

باب دوم

وہ درمیانی نشانیاں جو ظاہر ہو کر مسلسل (لگاتار) جاری ہیں

وہ درمیانی نشانیاں جو ظاہر ہو کر مسلسل (لگاتار) جاری ہیں بلکہ بڑھ رہی ہیں۔ یہاں تک کہ پایہ تکمیل تک پہنچیں بلکہ آنے والے (باب نمبر ۳) کی نشانیوں سے جا ٹکرائیں گی۔

1- قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں میں سے زیادہ کمینہ، دنیا میں سب سے

زیادہ خوشحال ہوگا۔ (رواہ احمد والترمذی والبیہاق عن حدیثہ وابن مردودیہ عن علی کرم اللہ وجہہ)

فائدہ: للکع بمعنی عبد یا احمق یا بیوقوف یہاں تک کہ لوگوں کے سردار بیوقوف یا احمق (پاگل) یا غلام نہ ہوں۔

2- لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر صبر کرنے والے کا حال ایسے ہوگا جیسے انکار ہاتھ میں رکھنے والے کا۔ (رواہ الترمذی، عن انس رضی اللہ عنہ) اگر گراتا ہے تو دین جاتا ہے اگر رکھتا ہے تو ہاتھ جلتا ہے۔

فائدہ: یعنی دینی امور میں موافقت و معاونت کرنے والا نہ ملے گا تنہا دین کے لئے کوشاں ہوگا۔

3- آخری زمانہ میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قرآ و علماء فاسق ہوں گے۔ (رواہ ابو نعیم والحاکم عن انس رضی اللہ عنہ)

اضافہ اولیٰ غفرلہ:

ہمارے دور میں پہلے تو عبادت گزار کا ملنا مشکل ہے اگر کوئی ہے تو اسے مسائل شرعیہ اور علوم دینیہ سے بے خبری ہے فی الحال یہ اکثریت کا حال ہے اور اکثر علماء، حفاظ و قراء کی بے عملی بھی کسی سے مخفی نہیں۔ آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔ اولیٰ غفرلہ)

4- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مساجد کے بارے میں فخر کریں گے۔ (رواہ احمد و ابوداؤد ابن ماجہ و ابن حبان، عن انس رضی اللہ عنہ۔)

اضافہ اولیٰ غفرلہ:

ہمارے دور میں شہروں اور دیہاتوں میں مساجد کا تعمیراتی کام زوروں پر ہے اور اکثر کا حال بھی ظاہر ہے کہ اپنی اپنی مسجد کی تعمیر پر فخر کرتے نہیں تھکتے۔ (اس علامت کی مزید

تشریح و تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ ”علامات قیامت“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، پڑھے۔ اویسی غفرلہ)

5- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ بری بات کرنا، بدکلامی کرنا، قطع رحمی، امین کا خیانتی ہونا اور خیانتی کا امانت دار ہونا۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ عنہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

بری بات کرنا اور بدکلامی میں کون سی کمی رہ گئی اور قطع رحمی کا یہ حال ہے کہ اقارب کا عقارب رشتہ دار بچھو بنے ہوئے ہیں آپس میں بیاہ و نکاح کرنا دشمنی خرید کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اویسی غفرلہ)

6- قیامت کے قرب کی نشانی ہے چاندوں کا موٹا ہونا اور یہ کہ چاند کو دیکھا جائے تو دوسری تیسری رات کا محسوس ہو۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود و انس رضی اللہ عنہما)

قبل بفتحتین وہ گھڑی جس میں چاند طلوع کرے چاند کی دوسری شب۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ نشانی بھی ہمارے دور میں خوب واضح ہے کہ چاند دیکھنے والے کو بار بار ہاسنا جاتا ہے یہ تو دوسری رات کا معلوم ہوتا ہے۔ اویسی غفرلہ)

7- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مسجدیں راستے (سڑکیں) بنائی جائیں گی اور یہ کہ اچانک موت ظاہر ہوگی۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ عنہ)

فائدہ: اچانک موت کی تفصیل باب اول میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پہ قربان کہ جو کچھ صدیوں پہلے فرمایا آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جب سے ملکوں میں سڑکوں وغیرہ اور توسیعات کا جال بچھایا گیا ہے مسجدیں ڈھا کر سڑکیں بنائی جا رہی ہیں اپنے ملک پاکستان میں بسنے والے گواہی دیں اور یقین کر لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح فرمایا اس کا ظہور ہمارے زمانہ میں بہت زیادہ

ہورہا ہے اور وہ دجال کی آمد تک اس سے بڑھ کر ہوگا۔ جنہیں حریم طیبین کی حاضری نصیب ہوئی ہے وہ بتائیں کہ سعودیوں نے مشہور مشہور مسجدوں کو کیسے گرا کر نہ صرف سڑکیں بنوائیں بلکہ توسیع عمارات اور تزئین مکانات کیلئے مساجد گرا کر مکانات و عمارات تیار کیں مثلاً مسجد بلال کعبہ معظمہ، مشرقی پہاڑی پر تھی وہ فہد کے محل کے لئے گرا دی گئی۔ سب سے مساجد میں سے صرف تین چار رہ گئیں (سب سے مساجد یعنی مسجد فتح، مسجد ابو بکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد فاطمہ، مسجد سلمان فارسی) اس سال ۱۴۲۴ھ / مارچ ۲۰۰۳ء میں حج کی ادائیگی کے بعد احقر نے سب سے مساجد تین بار حاضری کا شرف حاصل کیا اور میرے مشاہدے کے مطابق مسجد ابو بکر شہید کر کے کارپارکنگ بنا دی گئی۔ مسجد فائزہ کے دروازے پر دیوار چن کر مکمل سیل کر دی گئی ہے۔ مسجد علی جانے والا راستہ بند کر کے ایک بڑی مسجد مسجد خندق کے نام سے بنائی جا رہی ہے اور اس کی تعمیر مکمل ہونے کیلئے بقیہ ان تمام تاریخی مساجد کو منہدم کر دیا جائے گا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ از محمد عبدالکریم قادری رضوی اویسی غفرلہ) یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

8- قرب قیامت کی نشانی ہے بارش کی کثرت، کھیتیوں کی کمی، قراء (علماء و حفاظ) کی بہتات، قلت فقہاء، کثرت امراء اور امانت داروں کی کمی۔

(رواہ الطبرانی، عن عبدالرحمن بن عمرو الانصاری)

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ نشانیاں آج کسی کو نظر نہیں آرہی ہیں تو فقیر اویسی پیش کرتا ہے بارشوں کی کثرت ہو ہی جاتی ہے کھیتیوں کی قلت سے بے برکتی مراد ہے یہ کسان بھائی بتائے گا اور کثرت القراء سے مراد مصنف رحمۃ اللہ علیہ عبادت گزاروں کی کمی مراد لی ہے یہ بھی بجا لیکن دوسرے علماء کرام و حفاظ اور قاری صاحبان بھی مراد لئے ہیں اور ان حضرات کی بھی کمی نہیں لیکن کمی ہے ان میں عمل صالح کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو تسلیم کر لینا چاہئے یہی عقیدہ اہلسنت کا ہے حق ہے اور دیگر مذاہب باطل اور جہنم میں لے جانے والے۔ اویسی غفرلہ)

9- نیک لوگ ایک ایک ہو کر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے پھر گھٹیا لوگ جو کی بھوسی

یاردی کھجور کی طرح بیچ جائیں گے۔ (رواہ احمد و البخاری، عن مرواس الاسلمی)

فائدہ: اس حدیث پر تبصرہ کی ضرورت نہیں کسی نے مزاحیہ شعر خوب کہا ہے اگرچہ جیسا ہی ہے۔

گل گئے گلشن گئے باقی دھتورے رہ گئے

کامل گئے اکمل گئے باقی ادھورے رہ گئے

10- قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زہد روایتی نہ ہو اور پرہیزگاری تصنع (بناوٹی)۔ (رواہ

ابو نعیم فی الحلیہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

11- قیامت کی علامات اور نشانوں سے ہے اولاد کا غلیظ ہونا اور (اس کی تشریح چند سطور

کے بعد آئے گی) بارش کی کثرت شرپسندوں اور شرارتیوں کی بھرمار۔

(رواہ الطبرانی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس حدیث شریف میں تین امور بیان فرمائے ہیں:

1- اولاد والے جانتے ہے کہ کوئی خوش قسمت ماں باپ ہوں گے جن کی اولاد والدین

کے ابرو کے اشارہ پر ہو ورنہ اکثر کا حال ظاہر ہے کہ کیسے ماں باپ کے دل جلانے جا

رہے ہیں۔

2- کثرت بارش کے متعلق گذشتہ باب میں تفصیل آگئی ہے۔

3- شرارتیوں اور شرکی بھرمار۔ یہ بھی ہمارے دور میں پورے جو بن پر ہے۔ آج کل کے

عرف میں اشراک و دہشت گرد اور ان کے کردار کو دہشت گردی کہا جاتا ہے یہ ہمارے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے لئے سورج سے زیادہ روشن ثبوت ہے کہ

دہشت گردی و دہشت گردوں کا راج ہے جس سے تمام ممالک اسلامیہ و غیر اسلامیہ

نالاں و فریاد کناں ہیں پھر بھی کوئی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہے تو ہم بس

یہی کہہ سکتے ہیں۔

گر نہ بیند شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

”اگر چمگاڑ کی آنکھ کچھ نہیں دیکھ سکتی تو سورج کے چشمہ کی کیا خطا ہے۔“

کسی نے اردو میں اسے یوں ادا کیا ہے:

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(اویسی غفرلہ)

تحقیق المصنف رحمہ اللہ:

آپ اس حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں کہ غلیظ کا مطلب یہ ہے کہ اولاد ایسا عمل کرے گی کہ جو والدین کو ان پر غصہ دلائے کہ وہ اسے سزا دیں (لیکن اب اولاد جوان ہے والدین بوڑھے انہیں کیا سزا دیں بلکہ ان کا اولاد ماں باپ کو سزا دیتی ہے بعض مرتبہ اولاد والدین کو گھر سے باہر نکال دیتی ہے جو سب کو معلوم ہے) اور یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کے کہنے پر نہ چلے گی اپنی (باتیں) مارے گی (جیسے دور حاضرہ کا حال ہے) عیاں راجہ بیان۔
بارش کی کثرت لیکن کھیتوں کی کمی یہ سرد بارشوں میں ہوتا ہے اس کی تفصیل گذری ہے فیض الاشرار کا مطلب ہے ان کی کثرت یعنی شرارتیں بڑھ جائیں گی۔ (اس کی تفصیل فقیر نے اوپر عرض کر دی ہے)

12- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: اس حدیث کو مع شرح و تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ ”علامات قیامت“ مطبوعہ قطب مدنیہ پبلشرز کراچی میں بیان کیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

13- قیامت کی علامات میں ہے کہ خائن (خیانت کرنے والا) کو امانت دار اور امین (سچا) کو خیانتی سمجھا جائے گا اور بیگانوں سے یاری دوستی اور قریبی رشتہ داروں سے بیگانگی اور قطع رحمی کا سلوک کیا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: یہ باتیں ہمارے دور میں اظہر من الشمس ہیں اور بیگانوں سے یاری دوستی اور اعزہ و اقارب سے دشمنی کا یہ عالم ہے کہ کوئی گھرانہ اس علامت سے محروم نہیں۔ (الاما شاء اللہ) ہاں فقیر اویسی غفرلہ کو کہنے دیجئے کہ اس سے مذہبی رشتہ داری سے بغض اور بد مذہب سے

یاری دوستی بھی مراد ہو سکتی ہے کہ یہ اس صدی ۱۵ اوں میں ابھری ہے اور بڑھتی جا رہی ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اہلسنت حق مذہب والے آپس میں معمولی سے مسئلہ پر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں اور غیروں سے ایسا گٹھ جوڑ کہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا ایک مانے جاتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی واللہ المستعان۔ اویسی غفرلہ)

14- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہر قبیلہ کا سردار (ممبر: وڈیرہ، رئیس، ملک، چوہدری) منافق ہوگا اور بازاریں فاجروں اور فاسقوں سے بھری ہوں گی۔

(رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما)

فائدہ: جب سے چھوٹے بڑے، انتخاب کا جال بچھایا گیا ہے اس سے حدیث شریف کی تصدیق میں کسی کو جھجک محسوس نہ ہوگی اور بازاروں کا فساق و فجار سے بھرا ہونا پہلے بھی تھا لیکن یہ سلسلہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اویسی غفرلہ)

15- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قبیلہ میں مومن کی حالت بکری کے چھوٹے اور ذلیل ترین بچے جیسی ہوگی۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما) بقصد بمعنی بکری کا چھوٹا سا بچہ۔

فائدہ: مومن سے ایماندار صوفی منش آدمی مراد ہے اس پر غور نہ کریں بلکہ مشاہدہ کر لیں کسی امیر یا متوسط گھرانے یا محلہ میں ایسے صوفی منش ایماندار کا کیا حال ہوتا ہے اور وہ ان میں کتنا گرا ہوا انسان سمجھا جاتا ہے۔ اویسی غفرلہ)

16- علامات قیامت میں سے ہے مسجدوں کی محرابیں خوبصورت رنگ برنگ بنائی جائیں گی اور قلوب ویران ہوں گے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: اس علامت کو روزانہ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ بعض مساجد (شہر و دیہات) میں محرابوں کو دیکھ کر دلہنوں پر رحم آتا ہے کہ ان کا ہار سنگار خوب لیکن محرابیں ان سے بازی لے گئیں اسی لئے بعض دین پسند دوستوں کے منہ سے بے ساختہ یہ شعر نکل جاتا ہے

اگر جنة الفردوس بر زمین است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است
”اگر جنت فردوس زمین پر ہے تو وہ یہی ہے یہی ہے یہی ہے یہی ہے۔“

لطیفہ: مساجد میں محراب بنانا بدعت ہے بنو امیہ کے دور سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے اس پر

فقیر کا رسالہ ”بدعات المحاریب“۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔ کا مطالعہ کیجئے جو لوگ میلاد شریف و اعراس بزرگان دین اور صلوة و سلام عند الاذان و دیگر بے شمار اہلسنت کے مسائل کو بدعت کی رٹ لگا کر عوام کو بہکاتے ہیں وہ اپنی مساجد کی محرابیں ڈھاویں کیونکہ یہ بدعت ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں مساجد محرابیں بہیئہ کذا سیہ نہیں تھیں۔ فلہذا بقول مخالفین ”کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار“ اس پر بھی نہ صرف فتویٰ بلکہ محرابوں کو مساجد سے اڑا دیا جائے۔

مساجد کا نقش و نگار:

یہ بھی ہمارے دور میں بہت خوب ہے اور ہونا چاہئے لیکن اس کو حضور ﷺ نے کراہت کی نگاہ سے دیکھا ہے اس کے باوجود جگہ جگہ مساجد کو سنگارا جا رہا ہے اور یہ بھی علامات قیامت سے ہے۔ (اویسی غفرلہ)

17- قیامت کی علامت میں سے ہے مرد مردوں پر اکتفا کریں گے اور عورتیں عورتوں سے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: لواطت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مردوں میں ہوگا اور عورتوں میں سحاق (فرج کا فرج سے مسنا) بکثرت ہوگا۔ یہ علامات بھی پہلے سے تھیں لیکن اب یہ کچھ آگے قدم بڑھا رہی ہیں۔

تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”القباۃ فی اللواطۃ“ زیر طبع۔ (اویسی غفرلہ)

18- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مسجدیں مضبوط اور پختہ بنائی جائی گی اور منابر بہت زیادہ اونچے بنائے جائیں گے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: منابر منبر کی جمع ہے اس سے معروف مراد ہے اگر تاء سے پڑھا جائے تو اس سے منارے مراد ہیں۔ یہ دونوں زمانہ رسالت ﷺ میں نہ تھے اگرچہ منبر شریف تھا لیکن اتنا اونچا نہیں جیسے آج کل موجودہ مسجد نبوی شریف کے منبر دیکھ لیجئے یونہی منارے تو مساجد میں فلک بوس ہر جگہ ہیں بعض مساجد میں صرف ایک بعض میں دو اور مسجد نبوی شریف میں اتنے زیادہ ہیں کہ گننا مشکل ہو جائیں یہ بدعت ہیں لیکن یہ رواج ان میں زیادہ ہے جو میلاد

شریف اور اعراس بزرگان دین و دیگر مسائل اہلسنت کو بدعت کہنے کے عادی ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”بدعات المساجد“ یہ علامات ایسی نمایاں ہے کہ ہر بستی اور ہر شہر میں متعدد مقامات پر دور سے نظر آتی ہے اور بعض جگہ منبر بھی اونچے اونچے بنائے جاتے ہیں لیکن اسے سمجھے تو کون سمجھے۔ (اویسی غفرلہ)

19- قیامت کی علامت میں سے ہے کہ ویران شہروں کو آباد کیا جائے گا اور آباد شہروں کو ویران کیا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی وابن عساکر عن محمد بن عطیہ السعدی)

فائدہ: یعنی آباد شہر کو ویران کر کے اس کے بجائے دوسری جگہ پر آباد کیا جائے گا جیسے مصر کو القاہرہ کی طرف اور کوفہ کو نجف کی طرف منتقل کیا گیا۔

ایسے بے شمار شہر قبے، بستیاں مکانات تبدیل ہوئے رہتے ہیں یہ تمام امہ و نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے اور ہیں جسے ہم علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

20- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ لہو و لعب کے آلات ظاہر ہوں گے اور شرابیں بکثرت پائی جائیں گی۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: آلات لہو و لعب تو پہلے بھی تھے لیکن اتنا کثرت سے نہیں کہ اب تو یہ حال ہے کہ رات دن دیہاتوں، قصبوں میں شہروں میں گانوں اور باجوں کی آوازیں کانوں میں گونجتی ہیں یونہی شراب خوری تو پہلے بھی تھی لیکن اب قسم و قسم کی شرابیں اور اتنا زیادہ پی جا رہی ہیں کہ شاید پانی بھی اتنا نہ پیا جا رہا ہو۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: المعازف بالعين المهملة والزای المنعجمة جمع عزف (عين مهملة راء معجمه) عزف کی جمع نہا یہ میں ہے بمعنی وقوف وغیرہ وہ آلہ جو دف کی طرح بجایا جائے بعض نے کہا کہ ہر لہو و لعب عزف ہے ان سے یہی گانے باجے مراد ہیں جو اوپر فقیر نے عرض کئے۔

21- علامات قیامت میں سے ہے کہ شرط یعنی پولیس وغیرہ اور گلہ غیبت کرنے والوں اور چغل خوروں اور منہ پر عیب بیان کرنے والوں کی کثرت ہو جائے گی اور اولاد الزنا (ولد الحرام) بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ (رواہ الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما)

فائدہ: الشرط بضم الشین وبفتح الراء بمعنی بادشاہ۔ حکام کے اعوان مددگار (جیسے

پولیس، فوج وغیرہ) امام سخاوی نے فرمایا کہ آج کل ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ظالم لوگوں کے مددگار ہوں اس کا اطلاق حاکم کی سب سے بڑی جماعت کو کہا جاتا ہے جو اس ظالم کے حامی کار اور مددگار ہوں اسے تو وسیع دے کر ظالم حکام پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

الهمز بمعنی غیبت اور لوگوں کے عیب کا تجسس اور انہیں کھلم کھلا بیان کرنا، وہمز

یہمز، ہماز اس کا مبالغہ۔ اللمز بھی اسی طرح ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

هَمَّازٌ مَّشَاءٌ بِنَمِيمٍ۔ (پ ۲۹، القلم آیت نمبر ۱۱)

”ذلیل بہت طعنہ دینے والا بہت ادھر لگاتا پھرنے والا“۔

اسی سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ۔ (پ ۲۶، الحجرات ۱۱)

”اور آپس میں طعنہ نہ کرو“۔

اور فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ (پ ۳۰، الہمزہ آیت نمبر ۱)

”خرابی ہے اس کیلئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے بیٹھ پیچھے بدی کرے“۔

فائدہ: بعض نے کہا اللمز بمعنی منہ پر عیب بتانا اور الہمز پس پشت عیب بیان کرنا (مثلاً

گلہ، غیبت)۔

22- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

(i) خاص لوگوں کو سلام کرنا

(ii) تجارتی امور کی بہتات یہاں تک کہ عورت اپنے مرد کی تجارتی امور میں ہاتھ بٹائے گی۔

(iii) قطع رحمی

(iv) جھوٹی گواہیوں کا ظہور

(v) شہادت حق کا کتمان (چھپانا)۔ (رواہ احمد و البخاری و الحاکم و صحیح عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما)

فائدہ: وفسو القلم۔ بمعنی لکھائی بہت زیادہ یعنی ہر بات لکھی لکھائی مل جائی گی اسی طرح علماء

کی قلت ہو جائے گی یعنی صرف چند لکھی ہوئی باتوں کو سیکھ لیں گے تاکہ حکام (افسروں کے

ہاں آنا جانا آسان ہو۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ناظرین غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا بتائی ہوئی چھ نشانیاں کیسے ہمارے سامنے ہیں اور ایسی ظاہر و باہر ہیں کہ سورج کے وجود میں تو شک ہو سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ارشادات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں یہی معجزہ علم غیب ہے جس کے دیکھنے کی سعادت ہمیں نصیب ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان معجزات کے ظہور کی عملی کاروائیوں سے ہمیں محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

23- جب یہ امت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(i) شراب کو نبیذ سمجھنے لگے یعنی شراب کا نام نبیذ رکھ کر پیں اور نبیذ سے بھی وہی مراد ہے یعنی شراب کیونکہ شراب کی تعریف یہی ہے کہ بہنے والی نشہ آور چیز۔

(ii) سود کو تجارت کا نام دے کر حلال قرار دیں گے یعنی حیلے بہانے سے سود کو تجارت قرار دے کر کاروبار چلائیں گے۔

(iii) لاشوت کو ہدیہ کے طور پر نہیں گے یعنی رشوت اور خالص حرام کھائیں گے اور اس کا نام ہدیہ رکھیں گے۔

(iv) زکوٰۃ سے تجارت کریں گے یعنی زکوٰۃ تجارت کے فروغ دینے کے طور دیں گے یا زکوٰۃ دے کر اس کا بدلہ لیں گے کہ کسی کو زکوٰۃ دے کر کوئی اپنا کام نکالیں گے۔

فائدہ: یہ امور ہمارے دور میں ایسے واضح ہیں کہ تشریح کی ضرورت بھی نہیں۔

24- جب عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے مستغنی (بے نیاز) ہو جائیں تو مشرق سے سرخ آندھی کا انتظار کرو اس سے بعض کی شکلیں بدل جائیں گی اور بعض ایک دوسرے سے دھنس جائیں گے ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو کہ وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (رواہ الدیلمی عن انس رضی اللہ عنہ)

25- قیامت کی نشانی ہے کہ جب مال غنیمت ذاتی دولت و مال سمجھا جائے۔

(رواہ لا ترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: الدُّوْلُ بضمّ الدال وفتحها "جس پر انسان کو بطور حظ گذراہ ہو کذا فی الفائق اور نہا یہ میں ہے الدول بضم الدال وفتح الواو جمع دول بالضم آنے جانے والا مال جو آج اسکے ہاتھ میں سے توکل دوسرے کے ہاتھ میں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مال غنیمت اغنیاء اور صاحبان مراتب اپنے لئے خاص کر لیں اور مستحقین کو محروم رکھیں۔

26- قیامت کی نشانی ہے کہ امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا اور علم، دین کی بجائے کسی اور خواہش پر پڑھا جائے گا مثلاً ملازمت وغیرہم۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امانت دار لوگوں کی امانتیں اور سپرد شدہ چیزیں لے کر مال غنیمت بنا لیں گے کہ ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی گراں گزرے گی جیسے تاوان کی ادائیگی گراں گزرتی ہے اور علم پڑھیں گے لیکن دین کیلئے نہیں بلکہ دنیوی مقاصد اور عہدے حاصل کرنے کے لئے۔ (یہ دونوں باتیں آج ہمارے سامنے سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ اویسی غفرلہ)

27- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ انسان اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی اور دوست کو اپنے قریب لائے گا اور باپ کو دور رکھے گا اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ: دوست کے قریب لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عزت و احترام بہت زیادہ کرے گا اور باپ کو نہ صرف دور کرے گا بلکہ اسے اذیت پہنچائے گا یونہی مساجد میں آواز اٹھنے کا یہی مطلب ہے کہ دنیا کی باتوں میں ایسے مشغول نظر آئیں گے کہ گویا وہ مسجد میں نہیں بلکہ نجی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ (یہ جملہ امور سب کے سامنے ہیں ہم بتائیں تو کیا بتائیں؟) (اویسی غفرلہ)

28- قیامت کی علامت ہے کہ قبیلے (علاقہ) کا سردار (لیڈران کا فاسق ہوگا) اور قوم (برادری) کا کرتا دھرتا ذلیل تر آدمی ہوگا اور کسی کی عزت کی جائے گی تو اس کے شر سے بچنے کیلئے۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ: قوم (برادری وغیرہ) میں ان کا بڑا اور سرداران سب سے زیادہ فاسق و فاجر ہوگا اور ان کے ہر معاملہ کا ذمہ دار ایسا ہی شخص ہوگا۔ الرذل بمعنی ہر شے سے ردی اور بیکار یعنی قوم اور برادری کے امور کا کفیل ہی بیکار آدمی مقرر ہوگا۔

29- قیامت کی نشانی ہے کہ جب گانے بجانے والی عورتیں منظر عام میں آجائیں۔ سرور و گانے باجے عورتوں کا مشغلہ بن جائے اور شراب عام پی جائے اور امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں۔ (رواہ الترمذی)

فائدہ:

عورتوں کا گانا بجانا دور حاضر میں عروج پر ہے اور صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے کا مشغلہ شیعوں میں ہے اس کی تفصیل پہلے باپ میں گزر چکی ہے اور دور حاضر میں شیعوں میں لعنت بر صحابہ رضی اللہ عنہم کی کمی نہیں ہے۔ (معاذ اللہ)

30- قرب قیامت میں كَثْرَ لِبْسِ الطَّيَالِسَةِ یعنی ریشم پہننے کی کثرت اور تجارت بڑھ جائے گی اور مال کی فراوانی ہوگی اور صاحب مال کی مال کی وجہ سے تعظیم کی جائے گی اور پولیس اور فوج بہت زیادہ ہوگی اور بچوں کی حکومت ہوگی اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور بادشاہ (ملک کا سربراہ اور اس کے کارندے اور افسر وغیرہ) ظلم کریں گے اور پھر تول اور ناپ میں کمی کی جائے گی۔ (رواہ الطبرانی والحاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

فائدہ: التطفیف بمعنی کیل ووزن اور ناپ میں کمی کرنا اور یہ گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَلِّ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ۔ (پ ۱۳۰ لمطففین ۱/۲)

”کم تولنے والوں کی خرابی ہے کہ وہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں۔“

31- قیامت کی نشانی ہے کہ شیطان انسان کی صورت میں شکل بدل کر لوگوں کے پاس آئے گا انہیں جھوٹی (باتیں) بیان کرے گا لوگ متفرق طور اس کی باتوں کو پھیلائیں گے ان میں سے ایک کہے گا میں نے ایسے آدمی سے سنا ہے جس کا چہرہ تو میرا جانا پہچانا ہے لیکن اس کا نام نہیں جانتا۔ (رواہ مسلم فی المقدمہ، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

32- سمندر میں شیاطین بندھے پڑے ہیں جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پاندھ رکھا تھا

وہ سمندر سے نکل کر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنائیں گے یعنی دین کی باتیں کریں گے۔

(رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

فائدہ: اس قسم کا شک تبلیغی جماعت کے مبلغوں پر جاتا ہے کہ یہ طریقہ سنت ہے تو ان کے بڑوں نے کیوں نہ کیا اگر بدعت ہے تو یہ کیوں بستر اٹھا کر پھر رہے ہیں پھر ایسی حدیثیں اور ان کے مفہوم ایسے بیان کرتے ہیں کہ نہ کبھی سنے گئے نہ کتابوں میں دیکھے گئے۔ (اویسی غفرلہ)

33- قرب قیامت میں کتے کے چھوٹے بچے کو پالنا بہتر ہوگا اس سے کہ وہ اپنے بچے کو

پالے (کیونکہ اوپر گذرا ہے کہ اولاد کو ماں باپ کی قدر نہ ہوگی لیکن یہ اکثریت کے

لحاظ سے ہے ورنہ الحمد للہ نیک اولاد کی کمی نہ ہوگی) بڑوں کی عزت نہ کی جائے گی

چھوٹوں پر رحم نہ کیا جائے گا۔ زنا کی اولاد (ولد الحرام) کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ

مرد عورت سے شارع عام پر زنا کرے گا بھینٹ کے چمڑے کا لباس پہنیں گے یعنی نرمی

سے باتیں کریں گے اور ریاء کے طور پر نیک عمل کر کے دکھائیں گے لیکن ان کے

قلوب بھینٹے جیسے ہوں گے۔ (رواہ الطبرانی والحاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

فائدہ: یہ تمام نشانیاں عام ہیں آخری نشانی تبلیغی جماعت کے لوگوں پر پوری آتی ہے کہ

نرم نرم باتیں ان کی مشہور ہیں اور ان کے قلوب بھینٹے جیسے ہیں یعنی زہریلے ارادے

رکھتے ہیں جس کے متعلق ان کا زہریلا پن یعنی ملکی اور ملی نقصانات بین الاقوامی ہیں اسی

وجہ سے اکثر ملکوں نے ان پر پابندی لگا رکھی ہے ان کے ضرر حال دیکھنے ہوں تو فقیر کا

رسالہ ”تبلیغی جماعت کے کارنامے“ مطبوعہ ضیاء الدین پبلشرز کراچی، و دیگر رسائل فقیر

کے پڑھیے۔ (اویسی غفرلہ)

34- قیامت کی نشانی ہے کہ جب تمہارے بڑوں میں برے کام (زنا وغیرہ) پائے جائیں

چھوٹی عمر کے لوگوں کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور ہو علم تمہارے رذیل لوگوں میں

ہو اور تمہارے اچھے لوگوں میں منافقت ہو۔ (رواہ احمد وابن ماجہ عن انس رضی اللہ عنہ)

35- قیامت کی نشانی ہے جب موت تقاریب زمان ہوگا میری امت کے نیک لوگوں کو

صاف کر دے گی (یعنی انہیں لقمہ اجل بنا لے گی) جیسا کہ تم میں سے ایک شخص

طشتری میں سے رطب صاف کرتا ہے (اسے رامہر مزی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

36- قیامت کی نشانی ہے کہ جب لوگ محلات (بہترین بنگلوں) میں فخر کریں گے ایک روایت میں ہے کہ جب تم ننگے پاؤں والوں اور ننگے جسم والوں اور بکریوں کے چرواہوں کو محلات (بہترین بنگلوں) میں فخر کرتے ہوئے دیکھو تو قیامت کا انتظار کرو۔

(رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہما)

یہ اس لئے ہے کہ ان کے مال کی کثرت ہوگی مال کی وجہ سے ان کی عوام میں وجاہت ہوگی ان کا مشغلہ اور پروگرام سوائے تعمیرات محلات کے اور کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ نہ تو انہیں عبادت سے سروکار ہوگا اور نہ علم اسلامی سے دلچسپی ہوگی اور نہ انہیں اسلامی جہاد کا خیال ہوگا۔

37- قیامت کی علامت ہے کہ جب امور دنیا سوئے جائیں، ایک روایت میں ہے جب

امور ان کے نا اہل کو سپرد ہوں تو قیامت کا انتظار کرو۔ (رواہ البخاری، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

وولیتنا بعد وجہ قفا کا	ایا دھرا عملت فینا اذا کا
واجلست سفلتنا مستوا کا	قلبت الشرار علینا رووساً
فہا قد صنعت بعنما کفانا	فیا دھران کنت عادیتنا

(i) اے زمانہ! تو نے ہم پر وہ کام کر دیکھا، کہ تو نے منہ پھیر کر ہماری طرف پیٹھ کر لی۔

(ii) ہم پر تو نے شرارتی لوگ سردار مسلط کر دیئے اور تو نے کینے لوگوں کو اپنے برابر بٹھا دیا۔

(iii) اے زمانہ! تو نے ہمارے ساتھ دشمنی کی تو نے ہمارے ساتھ ایسا کیا جو اتنا کافی ہے۔

38- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اہل مسجد (نمازی) ایک دوسرے کے ذمہ لگاتے

پھریں گے لیکن امام نہ ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔ (رواہ احمد و ابو داؤد عن سلامۃ بنت المحران)

39- قیامت کی نشانی ہے کہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کسی قبر پر گزرے گا تو اس پر

لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا یہ اس کے دین کی وجہ سے

نہیں نہ بلا و امصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے۔ (رواہ مسلم ابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: یعنی دینی مصائب و مشکلات کی پریشانیوں سے تنگ آ کر انسان آرزو کرے گا کہ کاش! مر جائے اور قبر میں چلا جائے جیسے آج کل اکثر لوگوں کا حال ہے۔ (اویسی غفرلہ)

40 قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم امام (امیر المومنین) کو قتل کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے سے تلواروں سے جنگ کرو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔

فائدہ: باب اول میں بہت سے واقعات تفصیل سے گزرے کہ لوگ اپنے بادشاہوں کو قتل کرتے رہے وہ اگرچہ امام شرعی نہ تھے (امیر المومنین کہلانے کے مستحق نہ تھے لیکن ائمہ حق کے مسند نشین اور نائب تو تھے کہ قتل کرنے والے انہیں بمنزلہ امام کے سمجھتے تھے۔) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لتوفی ۱۷۱۱ھ نے اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت مراد لی ہے (ازالۃ الخفاء) اس معنی پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی مراد ہو سکتی ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

41 قیامت کی نشانیاں میں سے ہے کہ علم چھوٹوں سے طلب کیا جائے گا۔

(رواہ الترمذی عن ابی امیہ الحمجی)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین و انصار صحابہ بلکہ قریش کی اولاد دنیا و جاہ طلبی میں مصروف ہو جائے گی باقی کم مرتبہ لوگ مثلاً موالی (غلام) اور معمولی درجہ کے لوگوں کی اولاد علم حاصل کریں گے پھر انہیں سے فتاویٰ طلب کئے جائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

واقعی یونہی ہوا جیسا کہ ذیل کا واقعہ اس پر دلالت کرتا ہے

امام محمد بن مسلم ۱۲۴ھ جو عام طور پر ”ابن شہاب“ اور امام زہری کے لقب سے مشہور ہیں۔ دور تابعین کے انتہائی جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث ہیں اور امام مالک اور قتادہ جیسے ائمہ فقہ و حدیث کے استاد ہیں یہ اپنی علمی جلالت کے ساتھ حق گوئی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ دمشق عبدالملک بن مروان نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔

عبدالملک خود بھی بہت زیادہ صاحب علم تھا۔ لیکن نہایت ہی متعصب تھا اور عجمی غلاموں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ دربار میں عبدالملک اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان جو مکالمہ ہوا اسے سینے اور عبرت سے سردھنئے۔

عبدالملک: کیوں امام زہری! کہتے اس وقت کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

امام زہری: مکہ مکرمہ سے

عبدالملک: آج کل اہل مکہ کا پیشوا کون ہے؟

امام زہری: عطاء بن رباح محدث۔

عبدالملک: یہ عربی ہیں یا عجمی؟

امام زہری: یہ ایک عجمی غلام ہیں جنہیں کسی عرب نے خرید کر آزاد کر دیا ہے؟

عبدالملک: تو پھر مکہ کے اشراف عرب نے اپنا سردار کیسے بنا لیا؟

امام زہری: اس لئے کہ وہ دینداری اور روایت حدیث میں تمام اہل مکہ سے بڑھ کر ہیں۔

عبدالملک: بجا ہے، واقعی اہل دیانت و روایت اسی قابل ہیں کہ انہیں سردار بنا یا جائے۔ اچھا

یمن کا مذہبی پیشوا کون ہے؟

امام زہری: طاؤس بن کیسان محدث۔

عبدالملک: یہ کون ہے؟ عربی ہیں یا عجمی غلام؟

امام زہری: یہ بھی عجمی غلام ہی ہیں۔

عبدالملک: ان کی سرداری کا راز کیا ہے؟

امام زہری: وہی دینداری اور روایت کا کمال جس نے عطاء بن رباح کو اہل مکہ کا سردار بنا دیا۔

عبدالملک: واقعی ایسے لوگوں کو سردار قوم ہی ہونا چاہئے۔ اچھا مصر کا حال کہیے وہاں کس کے

سر، سرداری کا سہرا ہے؟

امام زہری: یزید بن حبیب محدث۔

عبدالملک: یہ عربی النسل ہیں یا عجمی غلام؟

امام زہری: یہ بھی عجمی غلام۔

عبدالملک: اس کو مصریوں نے کس بناء پر اپنا سردار بنا لیا؟

امام زہری: جس بناء پر اہل مکہ نے عطاء بن رباح کو اور اہل یمن نے طاوس کو اپنا امام بنا لیا۔

عبدالملک: اچھا اہل شام کا امام قوم کون ہے؟

امام زہری: مکحول محدث۔

عبدالملک: یہ کون ہے؟

امام زہری: یہ ایک عجمی ہیں جن کو قبیلہ ہذیل کی ایک عورت نے آزاد کر دیا تھا۔

عبدالملک: اچھا اہل جزیرہ کا مقتدی کون ہے؟

امام زہری: میمون بن مہران محدث۔

عبدالملک: ان کا حال بتائیے؟

امام زہری: جی! یہ بھی غلام ہی ہیں۔

عبدالملک: ارے امام زہری! یہ تو بتاؤ کہ اس وقت حرم محترم مدینہ منورہ کی سرداری کا تاج

کس کے سر پر ہے؟ غالباً یہاں کا پیشوا تو ضرور کوئی عرب ہی ہوگا؟

امام زہری: جی نہیں۔ مدینہ منورہ کے پیشوا بھی غلام ہی ہیں جن کا نام ضحاک بن مزاحم ہے۔

عبدالملک: اچھا بصرہ کا کیا حال ہے؟ کیا وہاں کسی عرب کو مذہبی قیادت کا شرف حاصل ہے؟

امام زہری: بصرہ کا پیشوا تو خواجه حسن بصری ہیں۔ جو غلام خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

عبدالملک: ہائے افسوس! اللہ! کوفہ کا حال بتائیے؟ وہ لوگ کس کی امامت کا دم بھرتے ہیں؟

امام زہری: کوفہ میں تو ابراہیم نخعی امامت قوم کے تاجدار ہیں۔

عبدالملک: ان کا حسب نسب بتائیے؟

امام زہری: یہ عرب ہیں!

عبدالملک: امام زہری خدا کی قسم! تم نے میرے دل کے بند درپچوں کو کھول دیا۔

واللہ! مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ مستقبل میں یہی عجمی غلام امام و مقتدی بن کر منبروں پر

خطبہ پڑھیں گے اور اشراف عرب منبروں کے نیچے بیٹھے ہوں گے۔ ہائے افسوس! یہ کتنا بڑا

انقلاب ہوگا۔

امام زہری: امیر المؤمنین! اس میں تعجب یا افسوس کی کون سی بات ہے؟ ”تعلیم اسلام“ خدا کا دین ہے۔ جو علم دین حاصل کر کے اسلام کی خدمت و حفاظت کرے گا وہ یقیناً بلند مرتبہ ہو کر سرداری کا تاج پہنے گا اور جو اس کو ضائع کر دے گا وہ بلاشبہ ذلت و پستی کے عمیق غار میں ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ (روح البیان، ج ۳ ص ۳۲۱، مناقب الموفق) اور آج کل بھی یہی ہو رہا ہے کہ امراء و پیراء (پیر کی جمع، رسمی پیر) کی اولاد کالجوں یونیورسٹیوں کی زینت ہیں اور غرباء مساکین اور کمی لوگوں کی اولاد مدارس عربیہ میں حفظ القرآن اور علم کی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ (قالی اللہ الممشکی وهو المستعان۔ اویسی غفرلہ)

42- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی بھائی کو قتل کرے لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ وہ اسے کیوں قتل کر رہا ہے۔ (رواہ الحاكم فی تاریخہ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ)

43- قیامت کی نشانی ہے کہ ہر شے کا ایسا آدمی مالک ہوگا جو اس کے لائق نہیں ہوگا (نااہل ہوگا) اور کمینے کو فوقیت دی جائیگی۔ اور بلند قدر کو گھٹایا جائے گا۔

(رواہ ابو نعیم ابن حماد بن کثیر بن مرثد مرسل)

44- قیامت کے قرب کی نشانی ہے کہ تمہارے منبروں کے خطیب زیادہ ہوں گے اور علماء کا جھکاؤ امراء (مالداروں اور ارباب حکومت) کی طرف ہوگا وہ ان کے لئے حرام کو حلال قرار دیں گے اور انہیں ان کی خواہش کے مطابق فتوے دیں گے۔

(رواہ الدیلمی بن علی کرم اللہ وجہہ)

45- قیامت کے قرب کی نشانی ہے کہ علماء (مولوی) اس لئے علم پڑھیں گے تاکہ روپیہ پیسہ کمائیں اور تم لوگ قرآن کو تجارت بنا لو گے۔ (رواہ الدیلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

فائدہ: یعنی قرآن اجرت پر پڑھیں گے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے نہیں پڑھیں گے۔ آج یہ نشانی سورج سے زیادہ روشن ہے۔ (اویسی غفرلہ)

46- قیامت کی نشانی ہے کہ امت اس وقت تک شریعت پر قائم رہے گی جب تک کہ یہ تین چیزیں ظاہر نہ ہوں۔

(i) علم دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔

(ii) اولاد المغنث۔ (ہجڑوں کی کثرت)

(iii) ان میں سقارون (غیر مستحق لوگوں پر لعنت کرنے والا) ظاہر ہو جائیں عرض کی گئی

سقارون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آخری زمانہ میں ہوں گے جو ملاقات کے وقت ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور السلام علیکم کے بجائے گالی گلوچ بکھیں گے۔ (رواہ احمد والطرانی والحاکم عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ عموماً کسانوں، دکانداروں اور کمینے لوگوں کی عادت ہے کہ ملتے وقت السلام علیکم سے پہلے ایک دوسرے کو گالی گلوچ اور بکواسات سے استقبال کرتے ہیں یوں ہی الوداع کے وقت ان کا یہی حال ہے انہیں گویا السلام علیکم کہنے کا علم تک نہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اس عادت عوام کی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”علامات قیامت“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی، میں میں پڑھئے۔ (اویسی غفرلہ)

47- قیامت کی نشانی ہے کہ مردن بطیہ (عام) عورت کی طرف مائل ہو کر اس سے نکاح کرے گا محض معاش کی طمع پر اور اپنی چچا زاد کو چھوڑے رکھے گا دیکھے گا تک نہیں۔

(رواہ الطبرانی عن ابی امامہ)

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گھٹیا نسل کی عورت سے صرف اس کی دولت کی لالچ میں نکاح کرے گا اور اپنی چچا زاد کو فقر و تنگدستی کی وجہ سے چھوڑ دے گا یا چھوڑے رکھے گا۔ (ہمارے زمانہ ۱۴۲۳ھ یہ خرابی عام ہے۔ اویسی غفرلہ)

48- قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قطع رحمی عام ہو جائے گی۔ ناحق مال لیا جائے گا اور ناحق خون بہائے جائیں گے اور رشتہ دار رشتہ داروں کا بلا وجہ شکوہ شکایت کریں گے، حالانکہ درمیان میں کوئی بات نہ ہوگی اور سوالی (گداگر) چکر لگائیں گے اور انہیں ملے گا کچھ بھی نہیں۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

49- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مندرجہ ذیل ظاہر نہ ہوں۔

کتاب اللہ کو بیکار بنا دیا جائے گا۔ یعنی اس پر عمل نہ ہوگا یا اسے عمل کے لائق نہ سمجھا

جائے گا جیسے ہمارے دور میں بعض کم بخت کہہ رہے ہیں کہ قرآن فرسودہ کتاب ہے وغیرہ وغیرہ۔ (معاذ اللہ)

اسلام غریب ہو جائے گا، کینہ و بغض لوگوں کے درمیان عام ہو جائے گا، علم اٹھالیا جائے گا، زمانہ کمزور ہو جائے گا، آدمیوں کی عمر گھٹ جائے گی، مال و ثمرات کم ہو جائیں گے۔ متہم (تہمت یافتہ) لوگوں پر اعتماد ہوگا، اچھے لوگوں کو تہمت کا نشانہ بنایا جائے گا، سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا ثابت کیا جائے گا، خونریزی عام ہو جائے گی، اونچی بلڈنگیں بنائی جائیں گی، اولاد والے غمگین پھریں گے بوجہ اولاد کی نافرمانی کے، بانجھ عورتیں خوش ہوں گی، بغض و حسد اور بخل عام ہوگا، لوگ (بلاوجہ) ہلاک ہوں گے، جھوٹ عام اور سچ کم ہوگا، لوگوں کے درمیان معاملات میں اختلاف ہوگا، خواہشات نفسانی اور (بد مذہبی) کی پیروی کی جائے گی، علم کم ہو جائے گا اور جہالت کی کثرت ہوگی، بارشیں زیادہ ہوں گی پھلوں (کھیتوں) کی کمی ہوگی، اولاد میں غیظ و غضب ہوگا، سردی (موسم سرما) میں کمی ہوگی (اس کی تفسیر گزر چکی ہے)، فحشاء (زنا) عام ہوگا، زمین لپیٹ لی جائے گی (دور کے سفر آسان ہو جائیں گے جیسے آج کل ہوائی جہاز تیز رفتار گاڑیاں، بسیں، موٹریں وغیرہ وغیرہ۔ اویسی غفرلہ)، خطباء (مقررین واعظین) جھوٹ بولیں گے اور پھر میرا حق شریر لوگوں کو دیں گے (شریعت کے خلاف کر کے عوام شرارتوں کو خوش کریں گے) جو ان کی تصدیق کرے گا اور ان کی باتوں پر رضامندی ظاہر کریں گے ایسے لوگ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

(رواہ ابن ابی الدنیا والطرانی وابونصر سجزی وابن عساکر عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما وسندہ جید)

50- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک قوم پیدا ہوگی کہ اپنی زبانوں سے ایسے کھائیں گے جیسے گائے زبانوں سے کھاتی ہے۔ (رواہ احمد والنخعی وغیرہما عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی بیجا تعریف کریں گے اور منافقت سے اظہار محبت کریں گے اور ان کی تعریف میں مبالغہ کریں گے تاکہ ان سے کچھ مال و دولت حاصل کر سکیں۔

51- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ جانوروں کی طرح راستوں (سڑکوں) پر

عورتوں سے زنا کریں گے۔ (رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

52- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عورت دن میں (کھلم کھلا) زنا کراتی پائی جائے گی (یعنی راستہ و سڑک کے درمیان میں زنا کرائے گی) اور اسے کوئی برا بھی نہ سمجھے گا۔ اس زمانہ میں ان (زانیوں) جیسے انہیں کہیں گے کہ راستہ (سڑک) سے تھوڑا ہٹ کر یہ کام (زنا) کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اس دور میں سیدنا ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) جیسے نیک لوگ بھی ہوں گے۔ (رواہ الحاكم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

یعنی اس زمانہ میں نیک لوگوں کی بھی کمی نہ ہوگی لیکن بدمعاش لوگ ایسی بے حیائی کا ارتکاب کریں گے۔ (اویسی غفرلہ)

53- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قلوب ایک دوسرے سے اجنبی ہو جائیں گے لوگوں کی باتیں مختلف ہو جائیں گی (کبھی کچھ کہیں گے کبھی اس کے برعکس) اور لوگ دین میں ماں باپ کے خلاف ہو جائیں گے۔ (رواہ الدیلمی عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

54- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ چھوکروں پر ایسے غیرت کریں گے جیسے اپنی بیویوں پر۔ (رواہ الدیلمی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: چھوکروں سے غلط محبت کی وجہ سے نہ چاہیں گے کہ کوئی انہیں دیکھے یا بات کرے جیسے اپنی بیویوں سے محبت ہوتی ہے تو وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کی بیوی کو دیکھے یا اس سے بات کرے۔

غیرت از چشم برم کہ روئے تو دیدن ندھم۔

”میری آنکھ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ تیرا چہرہ کسی کو دیکھنے نہ دوں“

55- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تین چیزوں کی کمی کر دے گا:

(i) روپیہ پیسہ حلال کا۔

(ii) علم جس سے استفادہ ہو

(iii) اخوت فی سبیل اللہ۔ (رواہ الدیلمی عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

یعنی ان تینوں کی کمی ہوگی بلکہ تقریباً نایاب ہو جائیں گے۔ (تقریباً یہ سلسلہ جاری ہے)

56- قیامت کی نشانی ہے کہ

(i) جب دیکھو صدقہ چھپ گیا (مہنگا ہو گیا) یعنی صدقہ و خیرات کی کمی ہو جائے گی۔

(ii) جنگ پر مزدور لئے جائیں گے۔

(iii) آبادیاں ویرانوں سے اور ویرانے آباد ہوں گے۔

(iv) جب دیکھو کہ آدمی امانت سے ایسے کھیلتا ہے جیسے اونٹ سے۔ تو اس وقت تم اور

قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہو گے یعنی اس کا یقین کرو کہ قیامت آنے والی ہے۔

(رواہ عبدالرزاق والطبرانی عن عبداللہ بن زینب الجندی)

فائدہ: حدیث شریف میں یتلمس بمعنی یتلعب و یعبث ہے (نہایہ) ترجمہ میں فقیر نے یہی لکھا ہے۔

57- قیامت کی نشانی ہے کہ آئمہ (حکام) کا ظلم، نجوم کی تصدیق، قدر و قضاء (تقدیر) کی

تکذیب۔ (رواہ ابوزرار عن علی کرم اللہ وجہہ مرفوعاً وسندہ حسن)

58- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگ دنیا سے رخصت نہ ہوں گے یہاں تک کہ بعض لوگ

کہیں گے کہ قرآن مخلوق ہے۔ یاد رکھو نہ خالق ہے نہ مخلوق ہاں وہ اللہ تعالیٰ کا کلام

ہے اسی سے ابتدا اسی کی طرف لوٹے گا۔ (رواہ الالکائی والاصحانی، عن علی کرم اللہ وجہہ)

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو جیسے اس کی دیگر صفات غیر مخلوق و قدیم ہیں یونہی کلام

اللہ (قرآن) بھی لیکن یہ کلام نفسی کے بارے میں ہے نہ کہ لفظی، وہ مخلوق اور حادث ہے۔

کلام لفظی، کلام نفسی کا فرق فقیر نے احسن البیان فی اصول تفسیر القرآن۔ (مکمل، مطبوعہ

قطب مدینہ پبلشرز کراچی) میں لکھا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

59- قیامت کی نشانی ہے کہ جب بیس آدمی یا اس سے کم و بیش جمع ہوں ان میں ایک بھی

ایسا نہ ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ کیلئے عوام مرعوب نہ ہوں تو یقین کر لو کہ امر الہی

(قیامت) آگئی۔ (رواہ البیہقی وابن عساکر عن عبداللہ بشر الصحابی رضی اللہ عنہ)

60- قیامت کی نشانی ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن دو رکعت نہیں پڑھے گا۔

(رواہ ابن ابی داؤد دین ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فائدہ: آج کل عموماً مسلمان مسجد سے گذرتے ہوئے دو رکعت نفل کیلئے مسجد میں آنا تو بڑی بات ہے مسجد میں کسی کام کے لئے آئیں، تو بھی دو گانہ نہیں پڑھتے عوام تو ہیں ہی عوام خواص میں سے اکثر اس سعادت سے محروم ہیں۔

محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا عمل:

استاد العلماء مظہر حجۃ الاسلام، سرمایہ اہلسنت، حضرت علامہ الحاج استاذی المعظم سردار احمد صاحب لاکھپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۸۲ھ فقیر کے ساتھ ایک سال ”مدرسہ منبع الفيوض“ کے سالانہ جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ خانپور کٹورہ سے گاڑی (جیپ) کا انتظام کیا گیا فقیر کے گھر کے نزدیک ترنڈہ پر خان کی مسجد راستہ میں آئی تو فرمایا مسجد کا حق ہے اس میں دو گانہ پڑھ لو، الحمد للہ! اس دن سے فقیر کی عادت بن گئی ہے جس مسجد میں جانا ہوتا ہے دو گانہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک! اویسی غفر لہ)

61- اس امت کے آخری زمانہ کے لوگوں کی گندی عادتیں قرب قیامت کی نشانی ہے مثلاً اپنی عورت (منکوحہ) یا لونڈی کی دبر میں وطی کرنا یہ وہ قبیح فعل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے اور اس فعل کو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناپسند کرتے ہیں۔

62- مرد کا مرد سے وطی کرنا، اسے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے ہیں۔

63- عورت کا عورت سے وطی کرنا، اسے اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسول کو ناپسند ہے ان برے عمل والوں کی نماز قبول نہیں جب تک خالص توبہ نہ کریں۔ (رواہ الدارقطنی والبیہقی وابن الجار عن ابی قاب الصحابی رضی اللہ عنہما)

64- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا یہ امور ان میں پائے جائیں گے۔ لونڈیوں (نوکرانیوں) سے مشورہ لینا، عورتوں کی حکمرانی (غلبہ پانا مردوں پر سوار رہنا، بیوقوفوں کی حکومت۔ (رواہ ابن المنادی، عن علی کرم اللہ وجہہ)

65- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ

- (i) صرف جان پہچان والے کو السلام علیکم کہتا ہوگا (جب کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غلاموں کو حکم یہ ہے سلام کرو جسے جانتے ہو اور جسے نہیں جانتے۔ (اویسی غفرلہ)
- (ii) (مسلمان) مسجدوں کو راستہ (سڑک) بنائے گا، پھر ان میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کرے گا۔
- (iii) غلام شیخ کو دنیا کے دونوں کناروں پر پیغام رساں بنا کر بھیجے گا۔
- (iv) تاجر دنیا کے دونوں کنارے چھان لے گا لیکن تجارت کا نفع نہ پائے گا۔

(رواہ الطبرانی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما)

فائدہ: اس میں نماز کی عدم رغبتی اور چھوٹے کو بڑے کی توقیر نہ ہوگی اور تاجروں کی کذب بیانی اور دھوکہ دہی کی وجہ سے ان کی تجارت میں برکت نہ ہوگی۔

66- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ شام کے شرارتی لوگ عراق کو منتقل ہوں گے اور عراق کے اچھے لوگ شام کی طرف منتقل ہوں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن ابی المہدی رضی اللہ عنہما)

67 قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی دین والے کا دین نہ بچ سکے گا سوائے اس کے جو ایک چوٹی پہاڑ سے دوسرے کی طرف نہ بھاگ جائے یا ایک پتھر سے دوسرے کی جانب نہ جائے اس لومڑی کی طرح جو اپنے بچوں کو لے بھاگ جاتی ہے (تب اس کی اور اس کے بچوں کی جان بچ جاتی ہے) یہ اس وقت ہوگا کہ معصیت سے بچیں گے تو غربت و افلاس گھیر لیں گے مجبوراً انہیں ایسا کرنا پڑے گا۔ نیز آخری زمانہ میں آدمی کی ہلاکت (قتل وغیرہ) ماں باپ کے ہاتھوں ہوگی ماں باپ نہ ہوں گے تو بیوی کے ذریعے ہوگی ورنہ رشتہ داروں اور ہمسائیوں سے ہوگی جو اسے تنگی معاش کی عار دلائیں گے اور ایسے امور کے ارتکاب پر مجبور کریں گے جو اس کے بس سے باہر ہوں گے یہاں تک کہ وہ ایسی تباہیوں اور ہلاکتوں میں خود کو ڈالے گا جن سے وہ خود بخود ہلاک ہو جائے گا مثلاً خودکشی کرے گا۔ (رواہ ابو نعیم والبیہقی والخلیلی، عن ابی مسعود رضی اللہ عنہما)

فائدہ: دور حاضرہ کی خودکشی کی واردات عموماً اسی حدیث شریف کی مصداق ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

68- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کسی قوم کے ہاں بیٹھے

گا (مقیم) ہوگا وہاں سے اٹھنا چلے جانا مشکل ہو جائے گا کیونکہ اسے خطرہ ہوگا کہ وہ اسے ہلاک نہ کر دیں۔ (رواہ الدیلی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

69- قیامت کی نشانی ہے کہ میری امت پر آخر میں ایک مصیبت آئے گی جس سے کوئی بھی نجات نہ پاسکے گا سوائے اس کے جو دین الہی (اسلام) جانتا ہوگا جس سے وہ اپنی زبان اور دل سے جہاد کرے گا اور یہ وہی ہے جس کے لئے امور قضاء قدر نے سبقت کی اور وہ مرد نجات پاسکے گا جسے دین الہی (اسلام) کی معرفت نصیب ہوگی اور وہ اس کی تصدیق کرتا ہوگا اور بس۔ (رواہ ابو نصر سجزی و ابو عن عمر رضی اللہ عنہ)

70- قیامت کی نشانی ہے کہ جب کہ دنیوی امور کی باتیں مسجدوں میں ہوں گی تم ان کے پاس نہ بیٹھو اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ (رواہ البیہقی عن الحسن مرسلًا)

71- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں مومن لوگوں سے ایسے چھپتا پھرے گا جیسے تم سے منافق چھپتے رہتے ہیں۔ (رواہ ابن السنی عن جابر رضی اللہ عنہ)

72- قیامت کی نشانی ہے کہ کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جن کا مقصد ان کے پیٹ اور ان کا حرص مال و متاع ہوگا اور ان کا قبلہ ان کی عورتیں ہوں گی اور ان کا روپیہ پیسہ ہوگا وہ مخلوق میں شریر ترین لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا نصیب نہیں۔ (رواہ السلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

73- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جو کاٹنے والا ہوگا دنیا دار لوگ ہر وہ شے کھا جائیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ (رواہ احمد عن علی کرم اللہ وجہہ)

74- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ علماء کرام کتوں کی طرح قتل کئے جائیں گے کاش! اس وقت کے علماء بتکلف احمق ہو جائیں۔ (جیسے عقبت کی جنگ میں عصبت کے خلاف بولنے والے کئی علماء کو قتل کیا جا چکا ہے۔) (اویسی غفرلہ)

(رواہ الدیلی و ابن عساکر عن کرم اللہ وجہہ)

75- قیامت کی نشانی ہے کہ علماء کرام پر ایک زمانہ آئے گا انہیں موت ایسی مرغوب ہوگی جیسا تمہیں سرخ سونا مرغوب ہے۔ (رواہ ابو نعیم عن ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

76- قیامت کی نشانیاں ہے شب و روز گزریں گے یہاں تک کہ اس امت کے لوگوں کے

سینوں میں قرآن مجید ایسے پرانا ہوگا جیسے کپڑے بوسیدہ ہو جاتے ہیں قرآن مجید کے سوا باقی باتیں ان کے ہاں مرغوب و پسندیدہ ہوں گی ان کا ہر کام طمع و لالچ پر مبنی ہوگا انہیں ذرہ برابر بھی خوف خدا نہ ہوگا اگر حقوق الہی میں اس سے کوتاہی ہوگی تو انہیں نفس خواہشات پر ابھارے گا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی منہیات (منع کردہ امور) میں تجاوز کریں گے تو کہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرمائے گا یعنی مغاف فرمادے گا ان کے لباس بھٹڑے کے چمڑے کے ہوں گے بھٹڑیوں کے قلوب پر یعنی نرم ہوں گی لیکن ان کے دل بھٹڑیوں کی طرح اذیت رساں ہوں گے (اس کی مختصر وضاحت گزر چکی ہے) لوگوں میں افضل وہی سمجھا جائے گا جو پرلے درجہ کا منافق ہوگا نہ تو وہ حق بات کا امر کرے گا اور نہ ہی برائیوں سے روکے گا۔ (رواہ ابو نعیم عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہما)

77- قیامت کی نشانی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اس میں نہ علماء کی اتباع کی جائے گی نہ باہمت انسان سے حیاء و شرم اور نہ بڑوں کی توقیر اور نہ چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا ایک دوسرے کو ذنیبی امور میں قتل کریں گے ان کے قلوب عجیبوں جیسے اور زبانیں عربوں جیسی ہوں گی انہیں نیکی کا کوئی علم نہ ہوگا برائیوں سے کسی کو نہیں روکیں گے نیک آدمی ان سے چھپتا پھرے گا۔ وہ مخلوق میں شریر ترین لوگ ہوں گے۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔ (رواہ الدیلمی عن علی کرم اللہ وجہہ)

78- قیامت میں مصحف (قرآن، مسجد، آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آئیں گے۔ مصحف (قرآن) کہے گا یارب! لوگوں نے مجھے جلایا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور مسجد کہے گی اے پروردگار! انہوں نے مجھے دیران کیا اور بیکار چھوڑا اور ضائع کیا اور عترت کہے گی اے رب، انہوں نے ہمیں اپنے سے دور رکھا اور ہمیں شہید کیا اور ہمیں دھتکارا وہ میرے گھٹنوں میں خصوصیت کے لئے دوزانوں بیٹھ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ فیصلہ میرے ذمہ کرم پر ہے اور اس فیصلہ کے لائق صرف میں ہی ہوں۔

(رواہ الدیلمی و احمد و الطبرانی عن ابی اُمّۃ رضی اللہ عنہا)

فائدہ: یہ قیامت کی علامت ظاہر ہے کہ قرآن جلایا جا رہے ہیں اور اسے عوام نہیں دین

کے ٹھکیدار قسم کے لوگ جلا رہے ہیں جس کی آئے دن اخبار میں خبریں پڑھی جا رہی ہیں اور قرآن کی بے حرمتی کی داستانیں کسی سے مخفی نہیں اس کے متعلق فقیر کا رسالہ ”قرآن نہ جلاؤ“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی میں پڑھے اور مسجدیں ویران ہیں اسی کو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے بیان فرمایا:

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

اور عترت آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے توقیری اور کربلا میں اور پھر مختلف زمانوں میں اور آج بھی ان کی بے حرمتی اور قتل وغیرہ میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی جا رہی۔ اویسی غفرلہ)

تبصرہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

اس میں اشارہ ہے جو بنو امیہ اور ان کے بعد قتل اہل بیت رضی اللہ عنہم کے واقعات ہو گزرے۔ دور یزید میں مسجد نبوی شریف کو ویران کر کے چھوڑا گیا اور اس میں گھوڑے باندھے گئے (اس کی تفصیل باب اول میں گذری اور فقیر کی تصنیف ”محبوب“ جلد اول مطبوعہ مکتبہ اویسہ رضویہ بہاول پور میں بھی پڑھے) اور ولید کے دور میں قرآن کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا یا تمزیق المصحف سے اس پر عمل نہ کرنا مراد ہے اور یہ عام ہے اور دور حاضرہ میں بھی اس کی کمی نہیں۔

79- قیامت کی نشانی ہے کہ عنقریب تم وہ مکانات نہیں پاؤ گے جو تمہیں چھپاتے تھے یعنی جن میں رہتے تھے انہیں زلزلے بھونچال وغیرہ تباہ و برباد کر دیں گے۔

(رواہ ابو نعیم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

80- قیامت کی نشانی ہے کہ جب تم مساجد کو منقش کرو گے (سنگارو گے) اور جب قرآن

مجید کو سنو اور گے پس پھر تو تمہاری تباہی ہے۔ (رواہ الحکیم عن ابی لدر داء رضی اللہ عنہ)

انتباہ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ امور ناجائز ہیں بلکہ نہ صرف جائز ہیں بلکہ ان میں اجر عظیم ہے اور ہلاکت و تباہی کا پیغام صرف عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے مثلاً مساجد دیہات میں ہوں یا شہروں میں خوب آراستہ پیراستہ ہیں لیکن نمازی نہیں یا مساجد کی شان کے لائق

نہیں اور وہ بھی اکثر ریاء اور قال کے غازی اسی لئے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے فرمایا:
 مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
 من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا
 اور قرآن کا سنوارنا (سبحان اللہ) ہر کمپنی دوسری کمپنی سے بازی جیتنے کی فکر میں لیکن
 عمل صفر۔

علم غیب:

یہ دونوں امر تَنْزِیْنِ الْمَسَاجِدِ اور تَحْلِیَةِ الْمَصَاحِفِ ہمارے دور ۱۲۲۳ھ میں سورج سے
 زیادہ روشن ہیں اور ہر ملک اور ہر علاقہ میں اس کے باوجود اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے علم
 غیب بعطائے الہی کا منکر ہے تو شوم بختی پر ماتم کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔

81- قیامت کے قرب کی علامت ہے کہ پچاس نمازی (مثلاً) نماز پڑھیں گے لیکن نماز
 کسی ایک کی بھی قبول نہ ہوگی۔ (رواہ ابوالشیخ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی نمازیں پڑھتے ہیں لیکن
 ان کی شرائط پوری نہیں کرتے اسی لئے کسی ایک کی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی پھر وہ نماز منہ پہ نہ
 ماری جائے گی تو اور کیا ہوگا؟

مشورہ اویسی غفرلہ:

تعدیل ارکان و ادا ینگی شرائط کی کمی نہ صرف عوام میں بلکہ بڑے مجتہد مقتب پیر اور
 مولوی (الاماء اللہ) میں ہے بلکہ انہیں سمجھایا جائے تو گلے پڑ جاتے ہیں آزما کر دیکھئے،
 فقیر کسی وڈیرے (چودھری) کا مہمان ہوا۔ نماز باجماعت کا شوق رہتا ہے چودھری سمیت
 مسجد شریف میں حاضری دی امام صاحب مصلیٰ پر تشریف لائے تو ان کا سینہ کھلا ہوا دیکھ کر فقیر
 نے عرض کی حضرت بٹن درست فرمائیے پھر دیکھا کہ آنجناب کی آستین چڑھی ہوئی ہیں
 عرض کی حضور آستین درست فرمائیے پھر فقیر کی نظر ان کے گٹوں پر پڑی تو شلوار (چادر)
 گٹوں سے نذر کر زمین کو چوم رہی تھی عرض کی حضرت شلوار وغیرہ گٹوں کے اوپر کر دیں جل
 مے مار بولے تو پھر کپڑے ہی اتار دوں۔ میں نے کہا ضرور آپ کے چودھری (متولی)

مسجد کے نمازی زیارت سے مشرف ہوں گے فقیر تو مسافر ہے مسجد سے باہر نکل کر چلا ہی جائے گا۔

بہر حال تعدیل ارکان اور شرائط وغیرہ نماز سے پہلے خوب سمجھ لینے چاہئیں اور ان پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے ورنہ قیامت میں ثواب بھی نہ ملے گا اور باز پرس بھی سخت ہوگی اس سلسلہ میں دعوت اسلامی ہمارے دور ۱۳۲۳ھ میں خوب کام کر رہی ہے۔ ان کے حلقہ دعوت میں شریک ہو کر نماز بھی سیکھئے اور سنتوں کی بہار کے مزے بھی لوٹیے۔

(اویسی غفرلہ)

82- قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ ہوگی (جس نے قبضہ کر لیا دوسرے

کو محروم رکھا) اور مال غنیمت سے کوئی خوشی نہ ہوگی۔ (رواہ مسلم عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

83- قیامت کی نشانی ہے کہ بازار سمٹ جائیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بازاروں کے سمٹنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا لوگ ایک دوسرے سے منافع کے کمی کا

شکوہ کریں گے (جیسے آج کل ہے کہ تاجر کتنا ہی زیادہ نفع کماتا ہے تب بھی کہتا ہے

کوئی خاص نفع نہیں ہوا۔) ولد الحرام بچوں کی کثرت ہوگی، غیبت و گلہ عام ہو جائے

گا (جس محفل میں بیٹھو جس سے ملو خواہ وہ علماء ہوں یا مشائخ (الاما شاء اللہ) دوسروں

کے گلہ اور غیبت سنا کر گویا ہوں گے حالانکہ غیبت کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے۔

دیکھئے فقیر کا رسالہ ”غیبتہ الاخوان“ اویسی غفرلہ) مالداروں کی اس کے مال کی وجہ

سے تعظیم کی جائے گی اور مسجدوں سے آوازیں اٹھیں گی اور برے لوگ ظاہر ہوں گے

اور تعمیرات کی کثرت ہوگی۔ (رواہ ابن مردویہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: جیسے آج تعمیرات کا عوام و خواص پر بھوت سوار ہے کہ دیہات ہوں یا شہر تعمیرات ہی

تعمیرات اور نئے نئے ڈیزائن۔ (اویسی غفرلہ)

84- قیامت کی نشانی ہے کہ برے ہمسائے، قطع رحمی اور جہاد سے تلوار معطل ہو جائے گی

اور دین کے عوض دنیا حاصل کی جائے گی۔ (رواہ ابن مردویہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

85- قیامت کی نشانی ہے کہ فحش اور بدکلامی (گالی گلاچ) اور بد خلقی اور بری ہمسائیگی عام

ہو جائے گی۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن ابی مسعود رضی اللہ عنہما)

86- قیامت کی نشانی ہے کہ کھجور سے صرف ایک دانہ نکلے گا۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن رجاء بن حیوة)

فائدہ: مصنف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے قلت ثمرہ اور بے برکتی مراد ہے۔

87- قیامت کی نشانی ہے موت کی تیزی (بکثرت اموات) (رواہ ابن ابی شیبہ عن مجاہد)

ایک روایت میں ہے کہ اچانک کی موت کی کثرت ہوگی۔ (رواہ لشعسی)

88- قیامت کی نشانی ہے کہ آخری زمانہ میں لوگ سواریوں پر سوار ہو کر مسجدوں کی طرف

(نماز کے لئے) آئیں گے ان کی عورتیں لباس پہنے ہوں گی لیکن ہوں گی ننگی اور ان

کے سر کمزور عربی اونٹ جیسے ہوں گے ان پر لعنت کرو کیونکہ یہ ملعون عورتیں ہیں اگر

تمہارے علاوہ اور کوئی امت ہے تو ان کی تمہاری عورتیں خدمت کریں گے جیسے پہلی

امت کی عورتیں تمہاری خدمت کرتی تھیں۔

فائدہ: جنہوں نے حرمین طیبین کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ

کتنے عربی حضرات اور مقیم حرمین کاروں موٹروں پر سوار ہو کر نماز کیلئے حرم میں حاضر ہوتے

ہیں پھر اکثر کے گھریلو معاملات کیسے ہیں ویسے ہی ہیں جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

صدیوں پہلے بتایا اور یہ صرف مثال کے طور پر عرض کیا ہے ورنہ بڑے بڑے ملکوں اور بڑے

بڑے شہروں کی یہی کیفیت ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ میاثر کیا ہیں؟

فرمایا سروج عظام لمسی اونچی زینیں (جیسے دور حاضر میں بس، گاڑیاں، کوچیں وغیرہ)

(رواہ احمد والحاکم)

اس حدیث کے دیگر شواہد و طرق بھی ہیں۔

89- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے دو قسم کے لوگ دوزخی ہیں۔

(i) ایک قوم جن کے پاس ڈنڈے ہوں گے بیلوں کے دم جیسے اس سے لوگوں کو ماریں

گے۔

(ii) عورتیں لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی یعنی باریک لباس پہنیں گی مردوں

کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور ان کی طرف مائل ہوں گی ان کے سر کمزور اونٹ کی کوہان جیسے ہوں گے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی ہوا سونگھیں گی جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے سونگھی جائے گی۔

(رواہ مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ المتوفی ۶۷۶ھ نے ریاض الصالحین میں فرمایا یعنی وہ اپنا سر بڑا بنا لیں گی یعنی سر پر عمامہ یا کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹیں گی (مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ہم نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے ”أجوبة الخمبس عن الأسئلة الخمس“ اس میں مفصل بحث کی ہے۔

90- قیامت کی نشانی ہے کہ اس امت میں سے آخری زمانہ میں مرد نکلیں گے ان کے پاس بیل کے کانوں جیسے ڈنڈے ہوں گے صبح کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب میں شام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں۔ (رواہ احمد والحاکم وصحیح عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ)

تقریر حجۃ الوداع اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

کے سوالات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر باب الکعبہ کا حلقہ پکڑ کر فرمایا:

اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں نہ بتاؤں۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے (اسے فقیر مکالمہ کے طور عرض کرتا ہے)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے باپ اور ماں قربان ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قیامت کی نشانیاں بتائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نمازیں ضائع کرنا، خواہشات نفسانیہ کی طرف میلان امراء کی تعظیم و تکریم۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس دور میں اے سلمان رضی اللہ عنہ زکوٰۃ تاوان اور مال نے غنیمت سمجھے جائیں گے جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، خیانتی کو امین سمجھا جائے گا اور امین کو خیانتی اور الرویبضۃ بولے گا۔
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: الرویبضۃ کیا ہے؟

رسول اکرم ﷺ عوام میں وہ بون پڑے گا جو پہلے کبھی نہیں بولتا تھا اور ان کے دسوں میں سے نوحی کا انکار کریں گے اسلام رخصت ہو جائے گا بس صرف اس کا نام رہ جائے گا یونہی قرآن دنیا سے رخصت ہو جائے گا صرف رسمی طور باقی ہوگا اور قرآن کو سونے سے آراستہ کیا جائے گا میری امت کے مرد موٹے ہو جائیں گے مشورہ لونڈیوں سے لیا جائے گا، منبروں پر چھو کرے خطبہ دیں گے، (تقریریں کریں گے) عورتوں سے خطاب کیا جائے گا اس پر مساجد ایسے منقش (نقش و نگار) کی جائیں گی جیسے عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور منبر بڑے اونچے بنائے جائیں گے نماز کی صفیں بڑھ جائیں گی لیکن دلوں میں بغض سمایا ہوگا اور زبانیں مختلف ہوں گی اور بے شمار ہوائے نفسانی کی بہتات ہوگی (مذہب باطلہ) بڑھ جائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسے ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت لوگوں میں امت کا ذلیل ترین انسان وہ ہوگا۔ جس کا دل سینہ میں ایسے پگھلے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے جب وہ برائیاں دیکھے گا تو ان کی اصلاح میں برائیوں کو روکنے کی طاقت نہ رکھے گا۔ مرد مردوں سے (لواطت کر کے) عورتوں سے مستغنی ہوں گے اور عورتیں عورتوں سے (برائی کر کے) مردوں سے مستغنی ہوں گی۔ حسین چھو کروں پر ایسی غیرت کی جائے گی جیسے باکرہ لونڈی سے۔ اس وقت اے سلمان رضی اللہ عنہ! امراء فاسق ہوں گے اور وزراء فاجر ہوں گے امانت دار خائن ہوں گے نمازیں ضائع کریں گے خواہشات نفسانی کی اتباع کریں گے۔ اے سلمان رضی اللہ عنہ! اگر تم لوگ یہ زمانہ پاؤ تو تم نمازیں اپنے وقت پر پڑھنا اس وقت اے سلمان رضی اللہ عنہ! کچھ قیدی

مشرق سے کچھ مغرب سے آئیں گے اجسام تو انسانوں جیسے لیکن ان کے قلوب شیاطین جیسے ہوں گے نہ وہ چھوٹوں پر رحم کریں گے نہ بڑوں کی عزت کریں گے اس وقت اے سلمان رضی اللہ عنہ! لوگ اس بیت اللہ (مسجد الحرام) کا حج کریں گے لیکن امراء تو محض سیر و تفریح کے طور اور دولت مند لوگ کاروبار و تجارت کے لئے۔ مساکین و فقراء گداگری (سوال کرنے) کیلئے اور قراء علماء حفاظ ریاء شہرت کیلئے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اے سلمان رضی اللہ عنہ جھوٹ پھیل جائے گا اور مدد استارہ ظاہر ہوگا امور تجارت میں بیوی اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی اور بازار سمٹ جائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: بازاروں کے سمٹنے کا کیا مطلب؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: بازار کا مندا ہونا گا ہوں کی کمی کی وجہ سے رانج نہ ہونا اور منافع کی کمی پھر اس وقت اے سلمان! اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس میں زرد رنگ کے سانپ ہوں گے جو علماء کی کھوپڑیوں کو اچک کر لے جائیں گے اس لئے کہ وہ برائیوں کو دیکھتے تھے لیکن روکتے نہیں تھے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسے ہوگا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ (رواہ مردویہ)

فائدہ: حدیث مذکورہ کے بعض الفاظ و جملوں کی مصنف رحمۃ اللہ علیہ شرح فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ (اور دیگر احادیث اسی کتاب میں ہیں) تكثر الصوف الخ اس کا معنی ہے کہ نماز کی صفیں پوری نہیں کرتے کہ پہلے صف اول مکمل ہو پھر دوسری پھر تیسری وغیرہ۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہ آج کل عام ہے نمازی پیچھے آتا ہے جہاں صف میں جگہ مل گئی کھڑا ہوگا۔ حالانکہ مسئلہ ہے کہ اگر آگے جگہ ہے اور یہ عمد اس صف کی جگہ کو پورا نہ کیا تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔

یہ ہمارے ہاں عام ہے اور سعودیوں کی صف کو پورا کرنے کی عادت تو ہے لیکن نماز میں ہی ایک صف سے دوسری صف میں چلے جاتے ہیں بلکہ دوسرے کو بھی نماز کی حالت میں گھسیٹ کر لے جاتے ہیں اس سے نماز فاسد ہوتی ہے، لاحول ولا قوۃ الا بالعلی العظیم۔ اویسی غفرلہ)

غلط بات:

عوام کی عادت ہے کہ صف اول میں تین ہیں تو دوسری میں چار تیسری میں پانچ وغیرہ وغیرہ اسی طرح سے صفیں بڑھ گئیں۔ یہی حضور سرور عالم ﷺ کا علم غیب ہے جو آج ہو رہا ہے آپ ﷺ نے صدیوں پہلے فرمایا۔

فائدہ: حدیث مذکورہ کی تائید مذکورہ جملہ ”مع قلوب متباغضۃ“ (یعنی ایک دوسرے کے دلوں میں بغض ہوگا۔ اویسی غفرلہ) سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس طرح کرنے سے دلوں میں مخالف اور بغض پیدا ہوتا ہے اسی طرف حدیث شریف میں استارہ ہے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ ”اقیموا صفو فکم۔ ولا تختلفو فیخالف اللہ بین قلوبکم“ صفیں درست اور سیدھی کرو اور ان میں مختلف نہ ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں اختلاف پیدا کرے گا۔ اس روایت کے علاوہ اس سے زیادہ بڑی روایت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضرت قاضی ابوالفرج المعانی نے کتاب الجلیس والانیس کی مجلس اکسٹھویں (۶۱) میں لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر باب الکعبہ کے دونوں حلقوں کو پکڑ کر لوگوں کی طرف چہرہ اقدس کر کے متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! لبیک یا رسول اللہ ﷺ ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں۔ پھر حضور سرور عالم ﷺ نے گریہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے گریہ کی آواز بلند ہوئی، فرمایا اے لوگو! میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں اس کی بعض نشانیوں میں سے ایک یہ ہے نمازیں ترک کرنا، شہوات نفسانیہ کا اتباع، ہوائے نفسانی کی طرف میلان (بد مذہبی کی رغبت) اور مالدار کی تعظیم اس کے مال دولت کی وجہ سے ہونا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسے ہوگا؟
رسول اللہ ﷺ: ہاں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس

وقت برائیاں دیکھ کر مومن کا دل ایسے پگھلے گا جیسے نمک پانی میں لیکن ان کی اصلاح کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہو کیا ایسے ہوگا؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت بارشوں کی کثرت ہوگی اولاد میں غیظ و غضب زیادہ ہوگا اور کمینے زمین پر پھیلے ہوں گے اور نیک لوگوں کی کمی ہوگی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا ایسے ضرور ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس زمانہ میں مومن اس امت میں ذلیل ترین ہوگا اس وقت برائی نیکی اور نیکی برائی سمجھی جائے گی اور خائن امین سمجھا جائے گا اور امین خائن ہوگا جھوٹا سچا اور سچا جھوٹا سمجھا جائے گا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا یقیناً ایسے ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت امراء (حکام، افسر) ظالم اور وزراء فاسق اور امانت دار خائن ہوں گے عورتوں کی حکومت ہوگی اور لونڈیوں سے مشورہ لیا جائے گا۔ کمن مقرر منبروں پر چڑھیں گے (تقریریں کریں گے لیکچر دیں گے) وغیرہ وغیرہ۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا لازماً ایسے ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس زمانہ میں ایسے لوگ ملک کے والی ہوں گے کہ اگر کوئی انہیں حق کی بات کہے گا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اگر خاموش رہیں گے تو ان کی خاموشی سے سمجھیں گے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب ٹھیک ہے وہ مال غنیمت کو اپنا ذاتی مال و دولت سمجھیں گے رعایا کی عورتوں سے زنا کریں گے اور ان کا ہر فیصلہ جو رستم پر ہوگا لوگوں پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن کے اجسام انسانی ہوں گے قاضی ابو الفرج نے کہا کہ کتاب میں اس طرح ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان کے جسم تو انسانی ہوں گے لیکن قلوب شیطانی، نہ وہ بڑوں کی عزت و تعظیم کریں گے اور نہ

چھوٹوں پر رحم کریں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے اے
سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت مساجد ایسے سنواری جائیں گی جیسے گرجے اور کنیسے سنوارے جاتے
ہیں اور قرآن کو آراستہ کیا جائے گا۔ اور بڑے اونچے منبر بنائے جائیں گے۔ والدین
(عقوق) عام ہو جائے گی۔ ایک دوسرے کے قلوب میں بغض و عداوت ہوگی ان کی خواہشات
نفسانی اور بدن مذہبی بکثرت ہوگی اور زبانیں مختلف ہوں گی۔ (کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس
وقت چند قیدی مشرق و مغرب سے آئیں گے میری امت پر حکومت کریں گے کمزور لوگوں
کے لئے افسوس ہے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہلاکت ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا یقیناً ایسے ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس
وقت جھوٹ بولنا مزاح (ہنسی مذاق) ہوگا اور زکوٰۃ تاوان سمجھی جائے گی اور رشوت عام ہوگی
سود کا بازار گرم ہوگا ایک دوسرے سے اصلی قیمت سے زائد پر ادھار کا کاروبار چلائیں گے
اور مسجدوں کو راستے (سڑکیں) بنائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!
اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت شیروں کے چمڑوں کی بچھانے کی گدی بنائی جائے گی، میرے
امتی سونے کے زیور اور ریشمی لباس پہنیں گے خونریزی کو معمولی بات سمجھیں گے شراب
خوری عام ہوگی، گانے بجانے والی لونڈیاں اور سرورگانے عام ہوں گے اور عورت امور
تجارت میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میری ماں اور میرا باپ آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس وقت دم دار ستارہ ظاہر ہوگا اور سبحان (ایک قسم کی مچھلی) بکثرت ہوگی اور الرو بیضہ بولے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی رو بیضہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا عوام میں وہ بولے گا جو کبھی نہ بولتا تھا (جیسے وہ لیڈر جو ووٹوں کے دوران تقریریں کرتے پھرتے ہیں جب کہ پہلے وہ خاموش طبع تھے وغیرہ وغیرہ) مرد موٹاپے کی وجہ سے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا کتاب اللہ (قرآن) سرورگانے کی طرز پر پڑھا جائے گا اور فیصلے نیچے جائیں گے اور پولیس و فوج وغیرہ بہت زیادہ ہو جائے گی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت حسین و جمیل لڑکوں پر ایسے غیرت کی جائے گی جیسے باکرہ لونڈی کے لئے اور حسین لڑکے کو منگنی کی دعوت دی جائے گی جیسے عورت کو منگنی کیلئے دعوت دی جاتی ہے اور اس طرح اشتیاق ہوگا جیسے عورتوں سے ہوتا ہے۔

عورتیں مرد کی ہم شکل بنیں گی۔ اور مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفاء کریں گی عورتیں سواریوں کی سواری کریں گی یعنی سواریوں کو خود چلائیں گی (جیسے آج کل عورتیں موٹر، کار، جیپ وغیرہ ڈرائیو کرتی ہیں) میری امت کے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (جہاں جہاں لعنت کا لفظ استعمال ہو تو لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے۔ اویسی غفرلہ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسا ہوگا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت قراء و حفاظ کی عبادت ایک دوسرے کی ملامت کی وجہ سے ہوگی آسمانوں کے فرشتوں میں ایسے لوگوں کا نام انجاس (نجاست بھرے) اور ار جاس (پلید لوگ) ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس وقت

بڑھا پاجوانی کارنگ بدلے گا (یعنی سفید بالوں کو رنگ دار بنانا) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی بڑھاپے کا جوانی کارنگ بدلنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا سفید بالوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔

فائدہ: یہ معجزہ علم غیب ہمارے دور میں شباب پر ہے کہ عوام کے علاوہ اکثر مشائخ و علماء حفاظ وغیرہ وغیرہ کی عادت میں داخل ہو گیا ہے جواز و عدم جواز سے قطع نظر یہ ارشاد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت علم غیب میں سوزج سے زیادہ روشن ہے۔

مسئلہ: سیاہ خضاب داڑھی اور سر کے بالوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۲۰ھ کا رسالہ ”حک العیب فی تہذیب الشیب“ خوب ہے ان کے فیض و بہکت سے فقیر نے بھی رسالہ لکھا ہے ”کالا خضاب“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، اس میں مجوزین کے لئے جوابات نہایت ادب سے عرض کئے ہیں۔ اسے ضرور پڑھئے۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (مسئلہ ۹) سرخ خضاب اسلامی اور زرد خضاب ایمانی اور سیاہ خضاب شیطانی ہے (ناراض ہونے والے حضرات اصل کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعة صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ، دار المنہاج للنشر والتوزیع جدۃ، المملكة العربیۃ السعودیۃ الطبعة الاولیٰ ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اویسی غفرلہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ معجزہ یعنی کالا خضاب کا استعمال، ایسا نمایاں ہے کہ ایک طرف خشکی کا غلبہ کہ وقت سے پہلے سیاہ بال سفید ہونے شروع ہو جاتے ہیں دوسری طرف نفسانی غلبہ کہ شادی نہ ہوگی اگر ہو جائے تو عورت کیا کہے گی کہ بڑھے سے شادی ہوئی تیسری طرف جواز کے بہانے وغیرہ وغیرہ۔ کچھ بھی ہو حضور سرور عالم کے غیب کو ہر پہلو سے ماننا پڑے گا کہ ہمارے دور پر تفصیلی آگاہی رکھتے تھے اور اب بھی دیکھ رہے ہیں فقیر نے اپنے دور کی قید اس لئے لگائی ہے کہ صدی گذشتہ اوائل میں یہ مرض (کالا خضاب کا استعمال) بہت کم تھا اب اکثر پیروں فقیروں علماء و حفاظ و قراء اور عوام وغیرہ وغیرہ اسے کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور ان وعیدوں پر غور کرنے کا موقعہ بخشے جو کالے خضاب کے استعمال پر وارد ہوئی ہیں۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسے ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس

وقت کی بے قدری اور دنیا کو ترقی ہوگی اور مضبوط عمارتیں تیار کی جائیں گی اور حدود شرعیہ

معطل ہوں گی یعنی شرعی حدود و تعزیرات کا اجراء نہیں ہوگا، میری سنت کو مٹا دیں گے اے

سلمان! اس وقت سوائے عیب کرنے والے اور دھتکارنے والے کہ کوئی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

ایسے لوگوں کی مدد نہ کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کا

حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے) میں ہے اور میں ایسی بد بخت قوم (کیونست دہریے

وغیرہ) کو دیکھ رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی مذمت کریں گے ان کی مذمت اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا

مراد ہے (جیسے عوام اور خدا تعالیٰ سے دور جہال کی عادت ہے کہ دکھ، تکلیف اور فقر و فاقہ اور

امراض کے وقت بکواس کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) کوستے ہیں اور بازاروں کے

سمٹنے کے وقت ہوگا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی تقارب الاسواق (بازاروں کا سمٹنا

کیسا؟) آپ ﷺ نے فرمایا! کہ بازاروں کا مندا ہونا (گا کہوں کی کمی سے رانج نہ ہونا) اور

کہیں گے آج کوئی خرید و فروخت نہیں ہوئی حالانکہ روزی رساں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں کیا واقعی ایسا ہی ہے؟

رسول اکرم ﷺ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!

اس وقت لوگ باپ سے بدسلوکی اور دوستوں کے ساتھ احسان و مروت کریں گے اور

غیر اللہ کی قسمیں کھائیں گے آدمی بغیر طلب کے قسم کھائے گا اور طلاق کی قسمیں کھائی جائیں

گی اے سلمان! طلاق کی قسم فاسق کھاتا ہے اور اچانک موت عام ہوگی اور انسان سے اس

کا اپنا ڈنڈا بولے گا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان کیا واقعی ایسا ہی ہوگا؟

رسول اکرم ﷺ: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس

وقت دابہ تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ) نکلے گا اور سورج مغرب سے طلوع کرے گا اور دجال خروج کرے گا اور سرخ آندھی آئے گی اور حسف (زمین کا دھنسا) ہوگا اور مسخ (شکلیں تبدیل ہونا ہوگا، تفصیل گزری) اور آسمانی پتھر او ہوگا جیسے گذرا اور یا جوج ماجوج نکلیں گے اور کعبہ گرانا ہوگا اور زمین موج مارے گی۔ اور جب کسی کو یاد کیا جائیگا وہ سامنے ہوگا۔

نوٹ: یاد رہے کہ حجۃ الوداع یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر اپنی امت کی خیر خواہی میں بہت سے امور بیان فرمائے، ہمیں چاہیے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار نہ کریں اور اس میں جو نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں ان پر عمل کریں۔ اویسی غفرلہ

92- حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ائمہ (خلفاء، شاہان مملکت وغیرہ) کے ظلم کے وقت (جیسے باب اول میں تفصیل گزری ہے اور ظلم ہو رہا ہے اور تا قیامت ختم ہونے کے امکانات کم ہیں) تقدیر کی تکذیب پر (اب بھی کمیونسٹ، دہریوں کے علاوہ منکرین حدیث اور نیچری قسم کے لوگ تقدیر کی تکذیب کر رہے ہیں زمانہ سابق میں فرقہ قدریہ وغیرہ کرتے رہے) اور ستاروں پر ایمان (نجومیوں وغیرہ سے حساب کرانے و دیگر عاملوں کے ہتھکنڈے وغیرہ) اور لوگ امانت کو مال غنیمت بنا لیں گے اور زکوٰۃ کوتاوان اور فاحشہ کی ملاقات کو زیارت سے تعبیر کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الفاحشہ کی زیارت کا کیا مطلب ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ نے فرمایا! کہ وہ فاسقوں میں سے ایک کھانے پینے کا انتظام کرے گا دوسرا عورت کو لائے گا اور اسے کہے گا کہ اس سے جو تو کرتا تھا (زنا وغیرہ) اس طرح سے وہ ایک دوسرے کی ملاقات کریں گے جب ایسی صورت حال ہوگی تو اے ابن الخطاب! میری امت کی تباہی ہے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا والبیزار)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

صورت مذکورہ عوام میں شاید ہو لیکن یہ بیماری اونچے طبقے یہاں تک کہ بعض صدر اور وزرائے اعظم اور وزراء، امراء وغیرہ میں زیادہ ہے (پناہ بخدا، الا ماشاء اللہ)

- 2- حضرت حدیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر (۷۲) عادات و خصلتیں قیامت کے قرب میں ہوں گے۔ جب تم دیکھو:
- 1- لوگ نمازیں نہیں پڑھتے۔
 - 2- امانتیں ضائع کرتے ہیں۔
 - 3- سود کھا رہے ہیں۔
 - 4- جھوٹ کو حلال سمجھ رہے ہیں۔
 - 5- خوزریزی کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔
 - 6- تعمیرات میں مست ہیں۔
 - 7- دین کو دنیا کے عوض بیچ رہے ہیں۔
 - 8- قطع رحمی کر رہے ہیں۔
 - 9- فیصلہ میں کمزوری۔
 - 10- جھوٹ کو سچ سمجھ رہے ہیں یا جھوٹ کو سچ ثابت کر رہے ہیں۔
 - 11- ظلم عام ہو رہا ہے۔
 - 12- کثرتِ طلاق۔
 - 13- موت اچانک (پہلے باب میں گذرا۔ اب ہارٹ فیل عام ہو گیا)
 - 14- خیانتی کو امین اور امین کو خیانتی سمجھا جا رہا ہے۔
 - 15- جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا قرار دیا جا رہا ہے۔
 - 16- بہتان تراشی عام ہو رہی ہے۔
 - 17- بارشوں کی کثرت۔
 - 18- اسقاطِ حمل کی کثرت۔
 - 19- کمینے زیادہ ہوں گے۔
 - 20- اچھے لوگوں کی کمی۔
 - 21- امراء فاجر و فاسق۔

- 22- وزراء جھوٹے۔
- 23- امانت دار خیانتی۔
- 24- قوم کے سردار ظالم۔
- 25- قراء (علماء و خطاط) فاسق مقررین و واعظین کی کثرت ایسے لباس پہنیں گے گویا تمہیں بھیڑ، دنبہ مس کر رہے ہیں یعنی قیمتی لباس پہنیں گے ان کے قلوب مردار سے زیادہ بد بودار ہوں گے یعنی بد کردار اور بے عمل ہوں گے اور ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے یعنی بد اخلاق اور بے مروت ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں فتنے میں مبتلا فرمائے گا اور یہود ظالموں کی طرح حیران و ششدر ہوں گے۔
- 26- روپے پیسے کی ریل پیل۔
- 27- دنیا و دولت کی طلب۔
- 28- خطباء مقررین و واعظین کی کثرت۔
- 29- امر بالمعروف کی کمی۔
- 30- قرآن مجید آراستہ کرنا۔
- 31- مسجدیں منقش (نقش و نگار) ہوں گی۔
- 32- مسجدوں کے لمبے لمبے منبر بنائے جائیں گے۔
- 33- دلوں میں فرق آجائے گا۔
- 34- شراب بکثرت پی جائے گی۔
- 35- حدود و تعزیرات شرعیہ معطل ہو جائیں گی یعنی ان کا اجراء نہ ہوگا۔
- 36- کنیزیں اپنے مالک جنیں گے۔
- 37- پاؤں ننگے، جسم ننگے لوگ بادشاہ (امیر) دولت مند ہو جائیں گے۔
- 38- امور تجارت میں عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔
- 39- مرد عورتوں کی شکلوں میں ہوں گے عورتیں مردوں کی شکلوں میں۔
- 40- غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔

41- مرد بغیر طلب کے گواہی دے گا۔

42- السلام علیکم کہنا جان پہنچان کی وجہ سے ہوگا۔

43- علم حاصل کرنا دین کیلئے نہیں ہوگا بلکہ کاروبار وغیرہ کیلئے ہوگا۔

44- عمل آخرت کے عوض دنیا و دولت حاصل کی جائے گی۔

45- مال غنیمت ذاتی دولت بنائی جائے گی۔

46- امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔

47- زکوٰۃ کوتاوا ان (ٹیکس) سمجھا جائے گا۔

48- قوم کا لیڈر رذیل ترین ہوگا۔

49- مرد اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔

50- ماں پر ظلم کرے گا۔

51- اپنے دوست سے احسان و مروت کرے گا۔

52- بیوی کی اطاعت کرے گا۔

53- فاسقوں، فاجروں کی مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی (اگر فقیر داڑھی منڈے، چھوٹی

داڑھی والے نعت خوانوں کیلئے کہہ دے تو حق رکھتا ہے کہ وہ عموماً مساجد میں جلسوں

اور عرسوں میں جب کہ وہ تقریبات مساجد میں ہوتی ہیں تو گلا پھاڑ پھاڑ کر نعتیں

پڑھتے ہیں اسے حق حاصل ہے اور یہ نشانی دوسرے امور کے علاوہ بھی ان پر آتی ہے

مزید تفصیل کیلئے فقیر کے رسالے ”نعت خوانی عبادت ہے“ اور ”نعت خوانی کا

ثبوت“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، وغیرہ وغیرہ پڑھنیے۔ (اویسی غفرانہ)

نوٹ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے لوگ نعت شریف نہ پڑھیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ نعتیں

پڑھیں خوب پڑھیں مساجد میں پڑھیں لیکن سنت رسول اللہ ﷺ چہرہ پر سجائیں پھر

دیکھیں کہ صاحب نعت ﷺ کا کتنا کرم ہوتا ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”نعت خوانی

پر انعام نبوی“ مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی (اویسی غفرانہ)

54- گانے بجانے، الی لوندیاں اور سرور و گانے راستوں (سڑکوں) پر عام ہوں گے

- 55- راستوں پر کھلم کھلا شراب پی جائے گی۔
- 56- فخریہ طور ظلم کیا جائے گا۔
- 57- فیصلے بکس جائیں گے۔
- 58- پولیس و فوج وغیرہ بہت زیادہ کٹھی جائیں گی۔
- 59- قرآن سرور و گانے کی ضرز پر پڑھا جائے گا۔
- 60- شیخین وغیرہ پر لعن طعن کرنا۔
- 61- ان امور کے ظہور کے بعد لوگ امور ذیل کا انتظار کریں گے۔
- 62- سُرخ آندھی۔
- 63- نسف (زمین کا دھنس جانا)
- 64- مسخ (شکلیں تبدیل ہو جانا)
- 65- آسمان سے پھراؤ۔
- 66- مختلف آیات و حوادث (اخرجہ ابو نعیم)
- 93- جب قول ظاہر کو کیا جائے یعنی باتوں کے غازی اور نیک عمل چھپائے جائیں یعنی بے عملی ہی بے عملی ہو زبانوں سے اظہار محبت لیکن دلوں میں اختلاف (بعض و عداوت اور بغض و کینہ) ہو اس وقت ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا اور انہیں بہرا کر دے گا اور آنکھیں اندھی (پناہ بخدا)

(رواد احمد و عبد بن حاتم عن سلمان موقوفاً، والحسن بن سفیان والطبرانی وابن عساکر والدیلمی، عن سلمان موقوفاً، والحسن بن سفیان)

فائدہ: علم کے اظہار کا یہ عالم ہے کہ معمولی دینی، دنیوی تعلیم والے خود کو بڑا عالم اور تعلیم یافتہ ظاہر کرتا ہے۔ بے عملی کی حالت زبوں سے زبوں تر ہے۔ ظاہر میں محبت اور دل میں بغض و عداوت کا دور دورہ ہے۔

93- روایات امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چاہئے کہ اس قسم کو ہم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت پر شتم

کریں اکثر جو نشانیاں بیان ہو چکی ہیں اور کچھ مزید ہیں تبرک کے طور پر بیان کرتے ہیں۔
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کی نشانی ہے
جب تم دیکھو کہ:

- 1- لوگ نمازیں ضائع کر رہے ہیں (نہیں پڑھتے یا لا پرواہی سے جس میں تعدیل
ارکان وغیرہ نہیں ہوتے)
- 2- امانتیں ضائع کر رہے ہیں۔
- 3- کبیرہ گناہوں کو حلال سمجھ رہے ہیں۔
- 4- سود کھا رہے ہیں۔
- 5- رشوت کا بازار گرم ہے۔
- 6- مضبوط عمارتیں بنا رہے ہیں۔
- 7- خواہشات نفسانیہ کے بندے بن رہے ہیں۔
- 8- دین دنیا کے عوض بیچ رہے ہیں۔
- 9- قرآن مجید سرور و گانوں کے طرز پر پڑھ رہے ہیں۔
- 10- درندوں کے چمڑوں سے گدی بنا کر استعمال کرتے ہیں۔
- 11- مسجدوں کو راستے (سڑکیں) بنا رہے ہیں۔
- 12- ریشمی لباس پہن رہے ہیں۔
- 13- ظلم کی حد کر رہے ہیں۔
- 14- زنا پھیل رہا ہے۔
- 15- طلاق دینے کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔
- 16- خیانتی کو امین اور امین کو خیانتی سمجھ رہے ہیں۔
- 17- بارشوں کی کثرت ہو رہی ہے۔
- 18- اولاد میں سخت غصہ ہے۔
- 19- امراء فاجر و فاسق ہیں۔

- 20- وزراء جھوٹے ہیں۔
- 21- امین خیانتی ہیں۔
- 22- لیڈر ظالم ہیں۔
- 23- علماء کی قلت ہے۔
- 24- قراء کی کثرت ہے۔
- 25- فقہ دانوں کی کمی ہے۔
- 26- قرآن مجید کو آراستہ کیا جا رہا ہے۔
- 27- مسجدیں منقش (نقش و نگار) ہیں۔
- 28- لمبے لمبے منبر بنائے جا رہے ہیں۔
- 29- قلوب میں فساد آ گیا ہے۔
- 30- گانے بجانے والی بلونڈیاں تیار کی جا رہی ہیں۔
- 31- سرورگانے حلال سمجھے جا رہے ہیں۔
- 32- شراب پی جا رہی ہے۔
- 33- حدود شریعہ کو معطل کیا جا رہا ہے۔
- 34- مہینے گھٹ رہے ہیں (یعنی اوقات گزرنے میں دیر نہیں لگتی) عہد و پیمان توڑا جا رہا ہے۔
- 35- تجارت میں بیوی خاوند کا ہاتھ بٹا رہی ہے۔
- 36- عورتیں سواریوں کی سواری کر رہی ہیں۔ (یعنی انہیں خود چلاتی ہیں، موٹر، کار وغیرہ چلانا اسی میں شامل ہے جیسا کہ آج کل خواتین موٹر، کار وغیرہ چلاتی نظر آتی ہیں)
- 37- عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی شکلیں اختیار کر رہے ہیں۔
- 38- غیر اللہ کی قسمیں کھائی جا رہی ہیں۔
- 39- بن بلائے گواہی دی جا رہی ہے۔
- 40- زکوٰۃ کو تاوان (ٹیکس) سمجھا جا رہا ہے۔

- 41- امانت کو غنیمت سمجھا جا رہا ہے۔
- 42- مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرتا ہے۔
- 43- ماں کی نافرمانی کرتا ہے۔
- 44- دوست کو قریب لاتا ہے۔
- 45- باپ کو دور رکھتا ہے۔
- 46- حکومتیں و دیگر عہدے وارثت سمجھے جا رہے ہیں۔
- 47- اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں کو گالی دیتے ہیں (جیسے وہابی، شیعہ وغیرہ)
- 48- کسی کی عزت و احترام اس کے شر سے بچنے کیلئے ہو۔
- 49- جاہل منبروں پر ہوں (آج کل جاہل مقرر و خطیب و واعظ اسی کی زد میں ہیں)
- 50- مردوں کا تاج پہننا یعنی شاہی لباس یا امراء جیسی سج دھج کا شوق۔
- 51- پولیس و فوج کی کثرت۔
- 52- مضبوط عمارات۔
- 53- مردوں کا مردوں سے لواطت کی وجہ سے عورتوں سے مستغنی ہونا۔
- 54- عورتوں کا عورتوں سے برائی کی وجہ سے مردوں سے مستغنی ہونا۔
- 55- خطباء و علماء کا منبروں پر تقریروں کی کثرت۔
- 56- علماء کا شاہان وقت کی طرف جھکاؤ پھر جو وہ چاہیں گے ان کیلئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کا فتویٰ دیں گے۔
- 57- علماء کا علم حاصل کرنا صرف روپیہ پیسہ کمانے کیلئے ہوگا۔
- 58- مال و دولت شریر لوگوں کے پاس ہوگا۔
- 59- قطع رحمی عام ہوگی۔
- 60- تم لوگ عام محفلوں میں شراب پیو گے۔
- 61- جو اکیلنا۔
- 62- محتاجوں کو زکوٰۃ نہیں دو گے۔

- 63- زکوٰۃ کوتاوان (ٹیکس) سمجھو گے۔
 64- بری الذمہ شخص کو قتل کر دینا تا کہ عوام کا غیظ و غضب بھڑک اٹھے۔
 65- تمہاری مختلف خواہشات ہوں گی۔
 66- عطیہ وغیرہ غلاموں (نوکروں) کو دیئے جائیں گے۔
 67- ناپ و تول میں کمی کی جائے گی۔
 68- تمہارے امور بیوقوفوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ (رواہ ابوالشیخ، وعولیس والدیلی)

شرح الحدیث:

ہم حدیث مذکورہ کے الفاظ کی شرح کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو کامل نفع نصیب ہو۔
 اضاعوا الصلوٰۃ یعنی نمازیں چھوڑ دیں گے یا ان کے ارکان و واجبات وغیرہ میں کوتاہی کریں گے۔

سوال: حدیث شریف میں ہے سب سے پہلے امت میں سے امانت اٹھائی جائے گی، دوسری حدیث میں ہے سب سے آخر میں نماز اٹھائی جائے گی۔

جواب: سب سے آخر میں نماز کے اٹھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وجود دنیا سے بالکل ختم ہو جائے گا اور حدیث مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ نمازیں برباد کریں گے خشوع و خضوع یا شروط کے ترک سے یعنی نماز کا وجود تو ہوگا لیکن اس کی روح یعنی خشوع و خضوع یا ارکان و شروط نہیں ہوں گے۔

اضاعوا الامانۃ نہایہ میں ہے کہ امانت طاعت پر واقع ہوتی ہے یعنی اس کا اطلاق طاعت کے امور میں ہوتا ہے اور عبادت، ودیعت، ثقہ (کسی پر اعتماد) امانت ایک شے ہے اور آگے آئے گا۔ الامانۃ مغنمۃ امانت کو غنیمت بنائیں گے وہاں امانت بمعنی ودیعت ہے و شیدو البناء اونچی بلڈنگیں۔ مکانات بنائیں گے شید سے مشق ہے بمعنی بلند کرنا یا مکانات کو چونا، گچ سیمنٹ پر اونچائی بنائیں گے یعنی شید ہر وہ شے ہے جس سے دیواروں کو لپٹا جائے جیسے گچ وغیرہ و اتبعوا الهوی خواہشات کی پیروی کریں گے یعنی وہ عقائد فاسدہ جو ان کے من پسند ہوں گے اور آراء باطلہ جو احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں ان کے پابند ہوں گے۔

(یعنی اہلسنت کے عقائد و معمولات جو قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ان کے خلاف اپنے لیڈروں اور بڑوں کو تیار کردہ عقائد و معمولات کی پیروی کریں گے اور ان پر مرٹنے کو تیار ہوں گے جیسے مرزائیت، رفض و وہابیت، دیوبندیت، یزیدیت، نجفیت اور چکڑ الویت، مودودیت، وغیرہ وغیرہ۔ (اویسی غفرلہ)

باعو الدین بالدنیا:

دین دنیا کے عوض بیچیں گے یعنی دنیا بچانے کے لئے دین کو ضائع کر دیں گے اور ان کی خواہش ہوگی کہ دنیا و دولت سلامت رہے دین جائے بے شک جائے۔

اتخذوا القرآن مزامیر:

قرآن راگ اور سرود کی طرز پر پڑھیں گے اس کے مواعظ و احکام میں تدبر کریں گے نہ ان پر عمل کریں گے۔

اتخذوا جلود السباع صفافا:

درندوں کے چمڑے سے صاف بنائیں گے صفا صفا کی جمع ہے یہ زین کے لئے بمنزلہ کجاوے کے ہوتا ہے جو کہ زمین میں بچھا کر اس پر بیٹھیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں شیر (چیتے) کی کھال کو گدے کی صورت میں بنا کر اس پر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے "المساجد طرقا" مسجدوں کو راستے (سڑکیں) بنائیں گے اس کی تفصیل گزری ہے یا یہ کہ مسجدوں سے نماز پڑھے بغیر گزر جائیں گے اس میں کم از کم دو گانہ نہ پڑھیں گے اس کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

تھاونوا بالطلاق:

طلاق کو معمولی سمجھیں گے اور اس کی انہیں پرواہ نہ ہوگی یعنی اسے ایک معمولی کام سمجھیں گے۔

صار المطر قيظا:

اس کی تفصیل گزری ہے۔

اتخذوا القينات:

قینہ کی جمع ہے سرور و مزا میرگانے والی لڑکیاں۔

والمعازف:

یہ ابھولے بے آلات ہیں جیسے طنپورہ، سارنگی، رباب (سارنگی کا ایک بوجہ)

عطلت الحدود:

حدود و تعزیرات شرعیہ معطل ہو جائیں گے یعنی حدود شرعیہ کا اجراء نہ ہوگا جیسے زانی کا سنگسار یا کوڑے اور چور کے ہاتھ کاٹنا اور بہتان تراش کو کوڑے مارنا وغیرہ۔
فائدہ: ہمارے دور میں حدود شرعیہ نہ صرف معطل ہیں بلکہ بد بخت لیڈر کہہ رہے ہیں کہ ایسے قوانین کا اجراء ظلم ہے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ۔ اویسی غفرلہ

نقصت الشهور:

صاد مہملہ کے ساتھ یعنی اکثر مہینے ناقص ہوں گے۔

ونقضت المواثیق:

صاد معجمہ (توڑنا) المواثیق میثاق کی جمع عہد و وعدہ وغیرہ۔

رکب النساء البراذین:

جمع بزدون بکسر الموحدة و سکون الراء و فتح الذال المعجمة۔ آخر میں نون بمعنی دابہ (جانور) اس کی مونث بزذونہ اس کی جمع براذین اس کو سواء مبرذن (اس کی تفصیل فقیر اویسی غفرلہ) نے عرض کر دی ہے۔

مصنف بیہودہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں جانوروں (اونٹ گھوڑا خچر موٹر کار وغیرہ) کی مردوں سے مشابہت کرتے ہوئے سواری کریں گے۔

حلف بغير الله:

غیر اللہ کی قسمیں کھائیں گے مثلاً بادشاہ کے سر کی قسم سردار اور باپ کے سر کی قسم یا

امانت وغیرہ کی قسم طلاق و آزاد کرنے کی وغیرہ وغیرہ

كانت الزكوة مغرمًا:

زکوٰۃ تاوان بھی جائی گی اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔

صارت الامارات موارث:

حکومتیں میراث ہوں گی یعنی حکومت میں دین و رشد، تدبیر اور علم کا لحاظ نہ گا اور نہ ہی دیگر کمالات کو سامنے رکھا جائے گا بلکہ کہیں گے یہ بادشاہ یا اس کے بھائی کا بیٹا ہے یہی حکومت کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ رسم سب سے پہلے بنو امیہ نے نکالی وہ اپنے بیٹوں وغیرہ کو حکومت کے لئے بطور میراث مقرر کرتے تھے حالانکہ خلفاء راشدین نے ایسا نہیں کیا انہوں نے خلافت کے لئے نہ اپنی اولاد کو مقرر کیا اور نہ ہی کسی رشتہ دار کو۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اسی سچ کو آج کل سعودیوں نجدیوں نے اپنایا ہوا ہے اور ہمارے دور میں اکثر پیری مریدی اور نمبردار نظام اسی پہ چل رہا ہے یہی وجہ ہے مسلک اہلسنت میں ضعف اور کمزوری ہے کہ نا اہل لوگوں کو سجادہ نشین بنایا جاتا ہے یہ طریقہ ہمارے اسلاف میں نہ تھا تو شریعت طریقت، معرفت، حقیقت، جو بن پر تھی، نمبرداری تو ہے نمبرداری۔ اویسی غفرلہ)

وسب آخر هذه الامة اولها:

پچھلے لوگ پہلے بزرگوں کی گالی دیں گے یہ شیعوں کے مذہب کی طرف اشارہ ہے اور ان مذاہب کی طرف بھی جو صحابہ کے علاوہ تابعین اور اسلاف صالحین رضی اللہ عنہم کو گالی اور ان کی مذمت کرتے ہیں (جیسے بعض وہابیہ مقلدین امام ابوحنیفہ و دیگر اولیائے کاملین جیسے حضور غوث پاک اعظم اور ذاتا گنج بخش و حضور غریب نواز اجمیری وغیرہم یونہی سعودی وہابی، امام محی الدین شیخ اکبر و دیگر اکابر کاملین رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں بہت سے بد بخت اپنے باپ دادا کو گالی دیتے اور ان کی مذمت کرتے ہیں جب کہ ان کا انتقال سنت کی پیروی پر ہوا۔

اکرام الرجل اتقاء شره:

کسی کی تعظیم و اکرام اس کے شر سے بچنے کیلئے ہوگا یعنی خطرہ ہوگا کہ اگر اس کی تعظیم

نہیں کی جائے گی تو شر و فساد ہوگا اس میں دین کے معاملہ کو کوئی تعلق نہ ہو (ہاں دین کے پیش نظر ماں، باپ استاد مرشد علمائے کاملین اولیا، صالحین کی تعظیم و تکریم عبادت ہے دیکھئے فقیر کا رسالہ ”قطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور۔ اویسی غفرلہ“)

کثرت الشرط:

ظالمین کے معاونین (پولیس، فوج) کی کثرت ہوگی۔

واستغنی الرجال بالرجال:

مرد مردوں کی وجہ سے عورتوں سے مستغنی ہوں گے، لواطت عام ہو جائے گی اس کی تفصیل گزرنی ہے۔ (اور فقیر کا رسالہ ”القباۃ فی اللواطۃ“۔ زیر طبع۔ پڑھے اویسی غفرلہ)

وصعدت الجہال المنابر:

جاہل و اعظین، مقررین خطباء منبروں پر چڑھیں گے۔ ایک روایت میں الجہال کے بجائے الجہلاء ہے بمعنی موٹے بدن والے لوگ جنہیں خدا کا خوف نہ ہوگا اور نہ آخرت کا ڈر۔ ایسے واعظ و مقررین کی ہمارے دور میں کمی نہیں (یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ہے۔ اویسی غفرلہ)

نکتہ: انہیں موٹے بدن والے اس لئے کہا گیا کہ خوف آخرت نہ ہونے سے ان کے بدن موٹے ہو جائیں گے ورتہ خوف آخرت تو چربی پگھلا کر رکھ دیتا ہے (اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کسی موٹے آدمی کو کبھی فلاح والا نہیں پایا۔)

ولبس الرجال التبیجان:

مردوں کا تاج پہننا یعنی لوگ مجوس اور فارس کی عادت کی طرف لوٹ جائیں گے کہ وہ سروں کو تاج سے سجائیں گے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”العمائم تتبجان العرب“ اہل عرب کے عمائم ان کے تاج ہیں یعنی عرب کی عادت ہے کہ وہ تاج نہیں پہنتے بلکہ سروں کو عمائم شریف سے سجاتے ہیں۔ (لیکن ہمارے دور میں عربوں کو اکال و روز مال کا مرض لپٹ گیا ہے۔ اویسی غفرلہ)

وضیقت الطرقات:

راستے تنگ کیے جائیں گے یعنی راستے ہموار کر کے بیٹھنے کی جگہ بنالیں گے اس سے راستے تنگ ہو جائیں گے اور وہاں بیٹھ کر گپ شپ ماریں گے جھوٹی اور فضول باتیں کرنے کیلئے بیٹھیں گے جس سے چلنے والوں کیلئے راستے تنگ ہوگا۔

وخطباء منابر کم:

یعنی منبر رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی باتوں اور حقوق کے اظہار کے بجائے صرف خطبہ (تقریر) کی اجرت وصول کریں گے (اسی لئے ایسی لچھے دار تقریریں کریں گے تاکہ لوگ بکثرت اس کے شیدائی ہوں اور روپے پیسے خوب بٹوریں) مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک مسجد کے بیس بیس خطیب بھی دیکھے ہیں (اور ہم نے بھی اپنے دور میں ایسے مقرر و واعظ بھی اعراس و جلسہ ہائے میلاد و دیگر محافل میں بھی خوب دیکھے ہیں جو اپنی تقریر رنگین بنانے کیلئے خوب ہاتھ مارتے ہیں اگر تقریر رنگ نہ جمائے تو کربلا میں چھرا لے کر شہدائے کربلا کے نام پر خوب داد و دہش کھاتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اویسی غفرلہ)

رکن علماء کم:

علماء کا جھکاؤ امراء (حکام، افسرانِ بالا) کی طرف ہوگا اور بعض مفتی صاحب کا بھی یہی حال ہوگا کہ فتوے امراء وغیرہ کی منشا پر لکھیں گے اگرچہ شرع شریف کے خلاف ہو اس سے ان کا مقصد روپیہ پیسہ بٹورنا اور دنیوی کام تکبر و غرور ناجائز ٹیکس بڑھانے کو حلال قرار دیں گے اور حلال چیزیں مثلاً تواضع کم خرچہ حدود شرعیہ قائم کرنے کو حرام ثابت کریں گے۔ (معاذ اللہ)

وتعلم علماء کم:

علماء اللہ تعالیٰ اور دین کیلئے نہیں پڑھیں گے اور ان کا علم حاصل کرنا محض دنیا ہوگی ان کی علامت یہ ہے کہ انہیں اکثر فلسفیات حکمیات کی زیادہ رغبت ہوگی اور قرآن و سنت سے لکل جاہل ہوں گے اور نہ ہی شرائع اسلام سے واقف ہوں گے اس کے باوجود خود کو علمائے

اسلام میں شمار کریں گے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اتخذتم القرآن تجارة:

یعنی قرآن القرآن کی اجرت کے طالب ہوں گے وہ پڑھیں یا نہ پڑھیں یعنی تلاوت کا شوق نہ ہوگا۔ محض مال کمانے کے لئے پڑھیں گے۔

ضیعتہم حق اللہ فی اموالکم:

اللہ کا حق ضائع کرنے کا معنی زکوٰۃ و دیگر حقوق اموال ادا نہ کرنا، سرے سے زکوٰۃ نہ دینا یا دینا تو شرط و استحقاق کا لحاظ نہ کرنا، واجب کی مقدار ادا نہ کرنا۔ (وغیرہ وغیرہ)

وشربتم الخمر فی نادیکم:

عام مجلسوں میں شراب خوری، چھپ کر نہ پینا، بے حیائی کر کے کھلم کھلا پینا یہ سابق قول کے بعد تکرار نہیں وہاں مطلق پینا عام ہوگا یہاں عموم کے ساتھ کھلم کھلا عام مراد ہے یونہی "شراب الخمر فی الطرق" راستوں پر شراب پینے کا بیان گذرا ہے یہ اس سے بھی عام ہے کہ کھلم کھلا شراب پینے کے علاوہ بے حیائی و بے شرمی بھی ہوگی۔

ولعبتم بالمیسر و ضربتم بالکبر:

تم قمار وغیرہ کھیلو گے۔

1- نہایہ میں ہے کہ "المیسر هو القمار" یعنی جواء اس معنی پر حدیث شریف ہے: "الشطرنج میسر العجم" شطرنج عجمیوں کا جواء ہے اس سے کھیلنے کو جواء سے تشبیہ دی گئی۔ میسر دراصل تیروں سے کھیلنے کا نام جواء ہے اس میں اس قسم کی شرط بازی ہوو ہ جواء ہے یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹ وغیرہ سے کھیلنا بھی جواء ہے۔

مسئلہ: عید کے دن انڈوں وغیرہ سے کھیلنا بھی جواء ہے۔

الکبر بفتح سین (ڈھول) دو طرفہ بعض نے کہا ایک طرفہ و (المعرفۃ) المعازف کی جمع اس کی تفصیل گذری ہے۔ المزامیر مزار کی جمع وہ آلہ جس سے راگ گایا جاتا ہے فارسی میں اسے صرنا کہتے ہیں اردو میں شرنا کہا جاتا ہے۔

منعتم معاویہ حکم زکاتکم:

تم زکوٰۃ محتاجوں سے روکو گے۔ اس کا معنی ظاہر ہے۔

قتل البری لیغیظ العامة بقتله:

بے قصور قتل کر دینا تاکہ عوام غیظ و غضب میں آئیں اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے وہ اپنے قبیلہ و برادری سے ہو یا بستی اور علاقہ کا اس میں دو گناہ ہیں

1- قصاص کا ترک

2- بے قصور قتل کرنا۔

صار العطاء فی العیید والسقاط:

اسقاط بیکار اور لوگوں میں رذیل تر اور بڑا کمینہ یعنی عطا و داد ہش غلاموں اور نوکروں کمینے لوگوں کو دی جائے گی یہ اس حدیث کے مطابق ہے۔

وسدا لامرالی غیر اہلہ:

امور نا اہل کے سپرد کیے جائیں گے۔

وظف المکابیل والموائین:

تطفیف بمعنی ناپ تول میں کمی کی جائے۔ (اس کی تفصیل گذری)

نوٹ: مذکورہ بالا (باب نمبر ۲) کی تمام نشانیاں اس دوسری قسم سے ہیں جو سب کی سب اس (زمانہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے زمانہ ۱۴۲۳ھ میں بھی موجود ہیں اور دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہیں وہ ساری اپنی انتہا (تا مہدی رضی اللہ عنہ) تک پہنچیں گی یا پہنچ گئی ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم)

دعا: ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں فتنوں سے دور رکھے اور ہمیں آزمائش و امتحان سے محفوظ رکھے اور ہماری موت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر آئے اور ہمارے گناہ بخشے جائیں جو ہم سے پوشیدہ یا اعلانیہ ہوئے، بیشک وہ جواد و کریم اور ذواللمنن ہے۔ بجاہ جد الحسن والحسین آمین یا رب العالمین۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

دعا کے اختتام پر وسیلہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنا بالخصوص حضرت حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی نسبت سے یعنی جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہما کہنا سلف صالحین رحمہم اللہ کا طریقہ ہے۔ اسے شرک یا بدعت کہنا اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

مقام کی مناسبت سے ہم چند احادیث یہاں درج کرتے ہیں:

1- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ و فساد کے دور میں عبادت کرنا ایسے ہے جسے میری طرف ہجرت کرنا۔

(رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ)

2- زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے حجاج کی شکایت کی تو فرمایا صبر کرو تم پر ہر آنے والا زمانہ پہلے زمانے سے برا ہو گا حتیٰ کہ اپنے رب سے ملو۔ یہ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (رواہ بخاری، ترمذی)

3- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے امتی پر ائمہ (خلفاء بادشاہ) گمراہ کر نیوالوں سے ڈرتا ہوں جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی (میدان میں آئے گی پھر قیامت نہیں اٹھائی جائے گی) (رواہ ابوداؤد ابن ماجہ)

4- حضرت عتبہ بن غزوٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پیچھے صبر کے دن آرہے ہیں اس میں صبر کرنے والا ایسے ہو گا جیسے آج تم (مرتبہ میں) ہو اور اسے تمہارے پچاس (صحابہ) جیسا اجر نصیب ہوگا۔ (رواہ الطبرانی)

5- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو گھٹیا لوگوں میں ہوگا ان کے معاہدے اور امانتیں فاسد ہوں گے اور آپس میں اختلاف کریں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل فرمایا یہ اختلاف کا اشارہ تھا۔ انہوں نے عرض کی پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے اہل و عیال کے ساتھ گھر میں بیٹھا رہ (گوشہ نشینی اختیار کر) اور زبان کو قابو میں رکھ جس امر کو تو جانتا ہے اسے لے جو نہیں جانتا اسے چھوڑ دے اپنے

امور کی حفاظت کر دوسروں کے درپے نہ ہو۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

فائدہ: اسے ایک پنجابی شاعر نے یوں ادا کیا ہے:

تو اپنی گٹھڑی سنبھال تینوں چور نال کی
تو اپنی نیڑ تینوں چور نال کی
”اپنے سامان کی خود حفاظت کر تجھے چور سے کیا مطلب تو اپنا کام خود صحیح کر
تجھے دوسروں سے کیا غرض۔“

قرآن مجید میں اسی کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا هَدَيْتُمْ۔

(پ ۷ المائدہ ۱۰۵)

”اے ایمان والوں! تم اپنی فکر رکھو کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہو جب کہ تم راہ پر ہو۔“

6- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کے آخر میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم ہے؟ تم اس وقت اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ (رواہ ابوداؤد والترذی وابن ماجہ)

7- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر آخری زمانہ میں سخت بلا و مصیبت آئے گی اس میں سے وہی نجات پائے گا جو اللہ تعالیٰ کے دین کی معرفت رکھ کر اپنی زبان اور قلب سے جہاد کرے پس وہ جس کیلئے سبقت کرنے والوں نے سبقت کی اور وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچانا اور اس کی تصدیق کی۔ (رواہ ابونصر السجذی وابونعیم)

8- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس خیر کے بعد کوئی شراوع ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہیں جو ان کے بلاؤں کا جواب دے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی نشانی بتائیے وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ ہماری صورتوں اور شکلوں میں ہوں گے یعنی انسان ہوں گے وہ ہماری زبانوں کی باتیں کریں گے

یعنی دین کی باتیں کریں گے لیکن ہوں گے دین کے دشمن، میں نے عرض کی اگر میں انہیں پاؤں یعنی ان سے ملاقات کروں تو ان کے متعلق ہمیں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اہل اسلام کی جماعت (اہلسنت) اور ان کے امام (مقتداء و پیشوا) کو لازم پکڑنا۔ میں نے عرض کی جماعت نہ ہو اور نہ ہی امام تو پھر کیا کروں؟ فرمایا پھر ان تمام فرقوں (گمراہ پارٹیوں) سے علیحدہ رہنا اگرچہ درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑنا پڑے اور اسی تمہیں موت آجائے اور تم اسی حالت میں ہو تو نجات کی امید کی جاسکتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی (فی سنن الکبریٰ) حاکم، ابن حبان ابن ابی شیبہ، بزار، طیالسی، ابو نعیم فی "الحلیۃ" ابو عوانہ طبرانی ("فی الاوسط") اور نعیم (فی "الفتن") نے روایت کیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میرے بعد ائمہ (خلفاء بادشاہ) ہوں گے وہ میری سیرت پر نہ چلیں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل کریں گے ان میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جن کے قلوب شیاطین کے قلوب کے مطابق ہوں گے اور ان کے اجسام انسانوں جیسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر انہیں میں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سننا اور امیر (حاکم وقت) کی اطاعت کرنا اگرچہ وہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال چھین لے۔ (رواہ مسلم)

9- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! تیرا حال کیسا ہوگا؟ جب تو بیکار لوگوں میں ہوگا، اس پر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ملائیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرنا، صبر کرنا لوگوں سے ان کی عادت کے مطابق زندگی بسر کرنا یعنی اخلاق سے پیش آنا لیکن ان کے غلط اعمال کے خلاف کرنا۔ (رواہ الحاکم والبیہقی فی الزهد)

10- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب فتنہ جوش

میں ہو تو اس کے قریب مت جانا، جب پیش آئے تو خود کو اس کے آگے نہ کرنا، جب تمہاری طرف رخ کرے تو اہل فتنہ کو خوب دباننا۔

11- حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خالد! میرے بعد بدعات (سیئہ) اور فتنے اٹھیں گے اور افتراق و اختلاف ہوگا اگر استطاعت ہو تو مقتول ہونا منظور کرنا نہ کے قاتل ہونا۔

(رواہ احمد و ابن ابی شیبہ و نعیم بن حماد و الطبرانی و البغوی و البارودی و ابن وقائع و ابو نعیم و الحاکم)

12- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ظالموں کے حامی و مددگار (پولیس و فوج) ہوگی۔ وہ صبح کریں گے تو غضب خدا میں اور شام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں، ان سے بچ کر رہنا کہ کہیں تم ان کے ہمراز (ہم پیالہ و ہم نوالہ) نہ ہونا۔

13- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے دور میں ہو کہ تم میں سے کوئی دسویں حصہ پر عمل کرے جس کا وہ مامور ہے تو ہلاک ہوگا ایک زمانہ آئے گا اس میں دسویں حصہ پر اگر عمل کرے جس کا وہ مامور ہے تو وہ نجات پا جائے گا۔ (رواہ الترمذی)

14- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو شام کو (جیسے کہ ان کی عادت تھی کہ ہر جمعرات کو نصیحت فرماتے تھے) اپنے ساتھیوں کو فرماتے تھے کہ عنقریب زمانہ آئے گا اور ایک دوسرے پر بہت زیادہ لعنت کی جائے گی رشوت و زناء عام پھیل جائے گا آخرت دنیا کے بدلے میں بیچیں گے پس جب تو اسے دیکھے تو نجات نجات۔ عرض کی گئی نجات کیسے؟ فرمایا اپنے گھر کے کونوں میں سے ایک کونہ پکڑ لے اور اپنی زبان اور ہاتھ کو روک لے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

15- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ان میں سے ہر نبی علیہ السلام کے حواری اور اصحاب ہوتے جو اپنے نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے اور ان کی اقتداء

کرتے۔ پھر ان کے بعد ان کی نالائق اولاد پیدا ہوئی جو وہ کہتے خود اس پر عمل کرتے اور وہ عمل کرتے جس کے وہ مامور نہ ہوتے جو ان سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اس کے سوا جو بھی ہے اسے رائی برابر بھی ایمان نصیب نہیں۔ (رواہ مسلم)

16- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حلال کھایا اور میری سنت پر عمل کیا اور لوگوں کو اپنی تکالیف سے امن و سلامتی میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے لوگ (صحابہ) آج کل بہت زیادہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور عنقریب میرے بعد کے زمانوں میں ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

17- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹے! اگر تمہیں قدرت ہے کہ صبح و شام میں تیرے دل میں کسی کے بازے میں معمولی بھی غل و غش نہ ہو تو ایسے کرنا پھر فرمایا بیٹا یہی میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

(رواہ الترمذی)

18- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فسادات کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا تو اس کے لئے سو۰۰ شہیدوں کا ثواب ہے۔ (رواہ بیہقی)

19- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے فسادات کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (طبرانی فی الاوسط)



الباب الثالث

فی الاشراف العظام والامارات القریبة التي تعقبها الساعة

باب سوم

وہ بڑی نشانیاں جو بالکل قیامت کے قریب ہوں گی جن کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔

ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ

انتباہ اویسی غفرلہ:

بہت سے لوگ امام مہدی پر علیہ السلام کہتے لکھتے ہیں یہ غلط ہے شیعوں کا طریقہ ہے۔ علیہ السلام وغیرہ انبیاء عظام اور ملائکہ کرام کے علاوہ کسی کیلئے علیہ السلام لکھنا پڑھنا مکروہ ہے تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ ”کرہیۃ علیہ السلام لغير الانبياء والملائكة الکرام“ اویسی غفرلہ)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیث و روایات بیشمار ہیں۔ حضرت محمد بن الحسن الاسنوی رحمہ اللہ نے کتاب ”مناقب الشافعی“ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق تواتر کے ساتھ روایات مروی ہیں اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں۔

ان کی طرف اجمالی اشارہ آئے گا اگر ہم تفصیل کے درپے ہوں تو کتاب بڑی ہو جائے گی اور ہم موضوع سے ہٹ جائیں گے ہاں ہم روایات مختلفہ کی تطبیق کی کوشش کریں گے لیکن روایات کے مخارج و مستخرجین کے درپے نہیں ہوں گے اور یہ تحقیق اپنے مقام پر آئے گی۔

نوٹ: امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق مکمل تفصیل فقیر کی تصنیف ”امام مہدی“ کا مطالعہ فرمائیے۔

(اویسی غفرلہ)

نام امام مہدی رضی اللہ عنہ:

اکثر روایات میں آپ کا اسم گرامی محمد ہے امام احمد کی روایت میں آپ کا نام احمد ہے آپ کے والد گرامی کا نام عبد اللہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت میں یہی مروی ہے۔ (ابوداؤد و الترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا یعنی عبد اللہ ہوگا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی

۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء رسالہ حشریہ میں لکھتے ہیں کہ امام مہدی کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

فائدہ: حشریہ رسالہ بنام قیامت نامہ (فارسی) میں مجتہدائی دہلی سے چھپا اور اردو میں ”علامات قیامت“ کے نام سے کراچی (باب المدینہ) اصح المطابع نجد محمد خانہ آرام غ میں بار بار چھپ رہا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۲ھ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوگی۔ بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہوگی آپ کو جابر بمعنی ظالم لوگوں پر غلبہ پانے والا بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۴ھ نے فرمایا کہ مہدی کا مطلب یہ ہے کہ آپ گمراہ مخلوق کو ہدایت پر جمعی کریں گے۔

(حج الکرامہ، ص ۲۵۲، فتاویٰ حدیثیہ، ص ۳۶)

فرقہ شیعہ کی شرارت:

فرقہ شیعہ کے بعض نے کہا کہ حدیث ”وواطی اُمی یوافق اسمہ اسمی واسم ایہ اسم ابی“ امام مہدی کا نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے کے موافق ہوگا۔ میں تحریف ہوئی ہے صواب یہ ہے کہ حدیث یوں تھی کہ ”اسم ایہ اسم ابنی بالنون“ (نون کے ساتھ) یعنی الحسن اس کے باپ کا نام میرے بیٹے حسن کے نام پر ہوگا۔ یا یہ کہ بابیہ سے مراد اس کا جد یعنی امام حسن مراد ہیں۔ اور اسمہ سے اس کی کنیت مراد ہے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت عبداللہ ہے اب مطلب یہ ہوا کہ اس کے دادا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت والد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے موافق ہوگی۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مہدی سے محمد بن الحسن العسکری مراد ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ توڑ مروڑ صرف اسی لئے کی گئی تاکہ ان کا اعتقاد ثابت ہو مہدی موعود ہی محمد بن الحسن العسکری ہیں یہ سراسر غلط ہے حضرت امام ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۳ھ شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتے ہیں۔

فیکون محمد بن عبداللہ فیہ رد علی الشیعة یقولون المہدی

الموعود هو القائم المنتظر وهو محمد بن الحسن العسكري انتهى-

(مرقاة المصابیح جلد نمبر ۹ صفحہ ۳۵۰، مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

یعنی امام مہدی کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا۔ اس حدیث سے شیعہ ٹولے کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں جو دوبارہ آئیں گے جو ابھی تک موجود ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کا نام محمد بن عبد اللہ ارشاد فرمایا ہے اور وہ زمانہ مستقبل میں پیدا ہوں گے اور شیعہ جسے امام مہدی بتاتے ہیں ان کا نام محمد بن حسن عسکری ہے ان کا انتقال ۲۶۵ھ میں ہو چکا ہے بحوالہ شواہد النبوة علامہ عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمہ اللہ المتوفی ۸۹۸ھ النبراس شرح شرح العقائد للعلامة عبدالعزيز پرہاروی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ مزید دلائل آئندہ صفحات پر ہدیہ قارئین ہوں گے (انشاء اللہ) معلوم ہوا کہ محمد بن حسن عسکری امام مہدی نہیں ہیں بلکہ امام مہدی محمد بن عبد اللہ ہوں گے۔ جیسا کہ کتاب ہذا میں تحقیق ہوگی۔

تردید مذہب شیعہ:

شیعہ فرقہ کا عقیدہ باطل ہے جو ذیل:

- 1- شیعوں کے من گھڑت افسانے
- 2- جس محمد بن الحسن کو شیعہ مہدی مانتے ہیں وہ تو فوت ہو چکے ان کا مال میراث ان کے چچا حضرت جعفر کو ملا جو حضرت امام حسن عسکری کے بھائی تھے
- 3- جب امام مہدی رضی اللہ عنہ بیعت لیں گے اس وقت ان کی عمر مبارکہ چالیس سال یا اس سے کچھ کم اگر بقول شیعہ محمد بن الحسن عسکری مراد ہیں تو احادیث میں ان کی عمر تا حال یا تا اظہار مہدویت صدیوں سال ہونی چاہئے مصنف رحمہ اللہ کے زمانہ تک سات سو سال ہوتی۔
- 4- امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ (دمشق تحقیق آئے گی) میں ہوئی بخلاف محمد بن عسکری کے۔
- 5- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد بن عبد اللہ مہدی بنا کر لائے گا۔

بلکہ اس کے علاوہ بہت سی صحیح احادیث وارد ہیں جن میں شیعہ مذہب کی صریح اور صاف تردید ہے اور وجوہ بھی ہیں ہم اختصار سے کام لیتے ہیں تاکہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھے۔

ازالہ وہم:

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۷۳ھ نے الیواقیت والجوہر میں لکھا ہے کہ جو شیعوں کا موقف ہے اور انہوں نے للفتوحات المکیہ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ فتوحات مکیہ شریف شیخ محی الدین ابن العربی شیخ اکبر رحمہ اللہ المتوفی ۶۳۸ھ میں حوالہ نہیں ہے بلکہ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور امام عسکری رضی اللہ عنہ جس کے بیٹے کو شیعہ مہدی مانتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

تحقیقی قول:

الیواقیت والجوہر کی عبارت سوس ہے (من گھرت مضمون شامل کر دیا گیا ہے) امام شعرانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۷۳ھ نے خود اپنی زندگی میں فرمایا تھا کہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ میری اس کتاب الیواقیت والجوہر کو بیان کرے یہاں تک کہ وہ علماء کرام کے سامنے پیش کرے اگر وہ اس کی اجازت دیں تو الحمد للہ ورنہ اس کے بیان کی اجازت نہیں ہے یہ امام شعرانی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ جس امر کا انہیں خطرہ تھا وہ سامنے آ گیا کہ شیعوں نے اپنے عقیدہ کو ان کی کتاب الیواقیت والجوہر میں مدغم کر دیا۔ یونہی ان کی کتاب طبقات (الکبری) میں شیعوں نے تحریف کی کہ امام حسین بن علی (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) کی اولاد واقعہ کربلا کے بعد بچی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں بچ سکا سب فوت ہو گئے۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ:

شیعوں نے یہ کارروائی اسی لئے کی تاکہ مہدی موعود امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ثابت نہ ہو سکے۔ یہی عادت وہابیوں دیوبندیوں کی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۷ھ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ کی تصانیف میں عبارت گھنائیں اور بڑھائیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی" مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی)

امام شعرانی رحمہ اللہ کی صفائی:

شیعوں نے امام شعرانی قدس سرہ کی طرف غلط عبارتیں منسوب کر کے اپنے غلط ہونے کا اعتراف کیا ہے اس لئے امام شعرانی قدس سرہ جیسے عارف باللہ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا نسب منقطع ہو گیا اور واقعہ کربلا کے بعد کوئی نہ بچ سکا۔ یہ ایک ایسا بہتان اور من گھڑت افسانہ ہے کہ جس کے اظہار کی ضرورت نہیں اور خاندان امام حسن رضی اللہ عنہ کی اتنی بہت بڑی شہرت ہے کہ دنیا کا کوئی مسلمان اس سے بے خبر نہیں۔ خاندان امام حسن رضی اللہ عنہ میں بہت بڑے ائمہ۔ مشائخ، اولیاء کرام ہیں کہ جن کا شمار ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے مثلاً ائمہ یمن و ملوک حجاز، ملوک مغرب ائمہ طبرستان جیسے داعی کبیر غوث الاغوات قطب الاقطاب سیدنا محی الدین الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۶۱ھ بھی باپ کی طرف امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

فقیر نے بہت بڑی تحقیق سے دو تصانیف لکھی ہیں ”اماطۃ الاذی اور نسب غوث اعظم“ (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی) یہ بھی شیعوں کی شرارت کے جواب میں ہیں انہوں نے متعدد تصانیف میں لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سادات میں سے نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اویسی غفرلہ)

علاوہ ازیں کتب انساب ساری کی ساری شاہد ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد جملہ ممالک میں پھیلی ہوئی ہے خود شیعہ مصنفین نے نہ صرف اعتراف بلکہ تصریح کی ہے مثلاً عمدۃ المطالب (یہ شیعوں کی نہایت ہی مستند کتاب ہے) پھر ائمہ علم الانساب کا اجماع ہے کہ امام مہدی امام حسن کی اولاد ہے اس میں (سوائے شیعہ) کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ امام شعرانی نسب حسنی کے کیسے منکر ہو سکتے ہیں جب کہ آپ مصری (مصر کے باشی) ہیں اور مصر میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بڑے بڑے ائمہ، مشائخ، اولیاء، مصر میں موجود ہیں اور مشہور ہیں مثلاً بنو طباطبایہ وغیرہ۔

انتباہ: اس پر خوب آگاہی ہونی چاہیے اس لئے کہ شیعہ کا یہ بہت بڑا حربہ ہے کہیں کوئی غلط فہمی میں پھنس نہ جائے اس سے نہ صرف امام مہدی علیہ السلام کے متعلق گستاخی کا ارتکاب ہے بلکہ عالم اسلام کے بڑے ائمہ و مشائخ اور اولیاء بالخصوص امام الاولیاء سید شیخ عبدالقادر علیہ السلام کے حق میں بھی بڑی بے ادبی و گستاخی ہے۔

از خدا جو نیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

لقب امام مہدی علیہ السلام:

آپ کا یہ لقب اس لئے ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق کی ہدایت بخشی دوسرے لقب جابر ہے اس لئے کہ آپ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبر قلوب فرمائیں گے غلط اور ٹوٹے دلوں کو سنواریں گے یا اس لئے کہ جابر و ظالم لوگوں پر قہر و غضب فرمائیں گے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے یعنی نیست و نابود فرمائیں گے۔

مسند عبدالرزاق میں مذکورہ بالا وجوہ کے علاوہ دو جہیں اور لکھی ہیں:

انما سمی المہدی لانہ یهدی لامر قد خفی یستخرج التابوت من
ارض یقال لها انطاکیہ

مہدی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت امام موعود کی راہنمائی ایک مخفی امر کی طرف کی جائے گی اور آپ سرزمین انطاکیہ سے تابوت سلیمان نکال لائیں گے۔

اسی کتاب میں اس کی ایک اور وجہ بھی بیان کی گئی ہے:

انما سمی المہدی لانہ یهدی الی جبل من جبال الشام یستخرج منه

اسفار توراہ یحاج بہا الیہود فی سلم علی یدہ جماعۃ من الیہود۔

”مہدی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کی راہنمائی شام کے ایک ایسے پہاڑ کی طرف

کی جائے گی جس سے وہ اسفار تورات نکال لائیں گے جو یہودیوں کے

سامنے بطور دلیل پیش کئے جائیں گے جس سے یہودیوں کی ایک جماعت آپ

کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرے گی۔“ (مسند عبدالرزاق، ج ۱۱ ص ۳۷۲)

نسب و کنیت:

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہوگی شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ میں ہے کہ روایات کثیرہ صحیحہ مشہورہ میں ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے بعض روایات میں ہے کہ اولاد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں گے پھر اختلاف ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے کس شہزادہ کی اولاد سے ہوں گے بعض روایات میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بعض روایات میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے۔

اضافہ اویسی حضرت علامہ ابن حجر کی تحقیق اینق:

آپ یقینی طور حضرت امام مہدی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق لکھ کر ایک نکتہ بھی تحریر فرماتے ہیں اور ساتھ دوسری روایات کو بیکار سمجھتے ہیں، چنانچہ فرمایا: علماء محققین نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہونا کسی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر کی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۴ھ اور دوسرے علماء امت لکھتے ہیں:

وكان سره ترك الحسن الخلافة لله عز وجل شفقةً على الأمة فجعل الله القائم بالخلافة الحق عند شدة الحاجة اليها من ولده ليملاء الارض عدلاً ورواية من كونه من ولد الحسين واهية جداً۔

(صواعق المحرقة، ص ۱۶۸، نبراس، ص ۵۲۲)

”اس میں راز یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خالصاً اللہ اپنی خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی اور مسلمانوں کو خون ریزی سے بچا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ان کی نسل سے ایسا خلیفہ پیدا کیا جو تمام زمین کا بادشاہ ہوگا اور عدل سے ملک کو بھر دے گا۔ جس روایت میں ہے کہ حضرت مہدی حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں وہ بالکل ناقص روایت ہے۔“

اسی طرح جن جن روایتوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے حضرت مہدی کے ہونے کا خلاف پایا جاتا ہے وہ بالکل نکمی اور جھوٹی روایتیں ہیں بعض علماء نے ان میں تطبیق سے کام لیا ہے۔

تطبیق الروایات:

روایات مختلفہ مذکورہ کی تطبیق یوں ہے کہ باپ کی جانب سے حسنی اور ماں کی جانب سے حسینی جیسے سیدنا شیخ عبدالقادر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حسنی بھی ہیں اور حسینی بھی امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین ہوں گے۔ جیسے حضور غوث اعظم نجیب الطرفین ہیں یونہی عباس رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپ کے اوپر کے نسب میں کسی جگہ کوئی خاتون حضرت عباس رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہوں گی اس اعتبار سے اولاد العباس روایات میں آیا ہے تو کوئی حرج نہیں حقیقت وہی ہے جو اوپر مذکورہ ہوئی۔

فائدہ: علاوہ ازیں حضرت عباس رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ایک اور مہدی موسوم ہے اس کے سیاہ جھنڈے خراسان سے آئیں گے جیسے امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جھنڈے آئیں گے اس کی تفصیل آئے گی۔

مولد شریف:

آپ کی ولادت مدینہ شہر میں ہوگی۔ (رواہ ابو نعیم) تذکرۃ القرطبی میں ہے آپ کا مولد بلاد مغرب ہے وہاں سے تشریف لائیں گے سمندر عبور کر کے (آئندہ کاروائی جاری فرمائیں گے)

بیعت:

آپ کی بیعت مکہ شریف میں رکن و مقام کے درمیان عاشوراء کی شب میں ہوگی اور اس کی مزید تحقیق آئے گی۔ (انشاء اللہ)

ہجرت:

ولادت گاہ سے ہجرت کر کے بیت المقدس تشریف لے جائیں گے۔ مدینہ پاک آپ کی ہجرت کے بعد ویران ہو جائے گا اور وہ جانوروں و حشیوں کا مرکز ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ کے ویران ہونے کے بعد بیت المقدس آباد ہوگا۔

حلیہ امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ:

وہ گندی رنگ والے، روشن پیشانی والے اور ناک ستون والے، اونچی بینی والے،

ان کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا چمکتا چہرہ گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے ان کا رنگ عربوں جیسا لیکن جسم اسرائیلی مردوں جیسا ہوگا، زبان میں ذرا ثقل ہوگا جب بولنے میں تکلف ہوگا تو اپنی بائیں ران پر دایاں ہاتھ ماریں گے، چالیس سالہ ہوں گے جب دعویٰ کریں گے بعض روایات میں تیس سے چالیس سال کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے والے جیسے گدھ خشوع سے دونوں پر بچھائی ہے ان پر دو بھاری قبائیں ہوں گی یعنی دو بھاری قبائیں پہنے ہوں گے خلش (ضمہ کے ساتھ) میں نبی پاک ﷺ کے مشابہ ہوں گے نہ کہ خلش (فتح کے ساتھ)

فائدہ: کیونکہ تخلیق میں حضور سرور عالم ﷺ جیسا کون ہو سکتا ہے۔
ہے نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اضافہ اویسی غفرلہ:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ نے احادیث سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:

كان وجهه كوكب دري في خده الايمن خال اسود عليه عيانتان
قطوانيتان كانه من رجال بنى اسرائيل۔ (الحاوی للفتاویٰ)
”گویا اس کا چہرہ ایک روشن ستارہ ہوگا اور دائیں رخسار پر کالا تل ہوگا اور وہ دو
بھاری قبائیں پہنے ہوئے ہوگا اسے دیکھ کر یوں لگے گا کہ اسرائیلی مردوں
میں سے کوئی ہے۔“

امام سیوطی رحمہ اللہ کی نقل کردہ ایک اور حدیث۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
المهدی رجل من ولدی وجهه كالکوکب الدرّی۔
”مہدی میری اولاد سے ہوگا اور اس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند (تاباں)
ہوگا۔“

امام سیوطی ہی ایک اور حدیث، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المهدی رجل من ولدی لونه لون عربی وجسمنه جسم اسرائیلی علی

خده الایمن خال کانہ کو کب ددی۔

”مہدی (موعود) میری اولاد سے ہوگا اس کا رنگ عربوں جیسا اور جسم اسرائیلیوں جیسا ہوگا۔ دائیں رخسار پر ایک تل ہوگا اور اس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند (چمکے گا)۔“

ایک اور نشانی بھی ہے جسے ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یخرج المہدی وعلی راسہ عمامة ومعہ منادیٰ ینادیٰ ہذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعون انتھی۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۵۵)

”امام مہدی کا جب ظہور ہوگا تو اس وقت ان کے سر پر عمامہ (دستار) ہوگا اور ان کے ساتھ ایک منادی ندا کرنے والا ہوگا جو اعلان کرتا ہوگا کہ لوگو! یہی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں لہذا ان کی پیروی کرو۔“

نوٹ: بہت خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو سروں پر عمامہ سجاتے ہیں یہ سنت مردہ ہو چکی ہے دعوت اسلامی والوں نے زندہ کیا اور اسے زندہ کرنا سوشہیدوں کا ثواب ہے علاوہ ازیں عمامہ سر پر سجانے کے بے شمار فضائل و فوائد ہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ”فضائل عمامہ“ مطبوعہ ضیاء الدین پبلشرز کراچی میں مطالعہ کیجئے۔ اویسی غفرلہ

سیرت امام مہدی رضی اللہ عنہ:

آپ سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کریں گے نیند والے کونہ جگائیں گے اور نہ ناحق خون بہائیں گے کوئی سنت ایسی نہیں جسے زندہ نہ فرمائیں اور ہر بدعت سیئہ کو مٹائیں گے، آخری زمانہ میں دین کو زندہ کریں گے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اول میں اسے قائم فرمایا تمام دنیا کے بادشاہ ہوں گے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین نے تمام سرزمین کی بادشاہی کی۔ صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے مسلمانوں کی طرف الفت و نعمت لوٹائیں گے۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ پہلے جو رستم اور ظلم سے پڑھی مال و دولت مٹھی بھر بھر کر دیں گے اس کی گنتی نہ کر سکے گا بہت سا مال برابری کے طور تقسیم کریں گے یعنی کسی کے لئے کوئی خاص رعایت نہ ہوگی ان سے آسمان و زمین کے ساکن راضی ہوں گے

اور پرندے خلاء میں اور وحشی جنگلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں امت مصطفیٰ ﷺ کے قلوب کو غناء دولت سے بھر پور فرمادیں گے یہاں تک کہ اعلان ہوگا کہ کسی کو مال کی ضرورت ہو تو آئے جتنا جی چاہئے لے جائے۔

حکایت: اعلان مذکور پر سوائے ایک شخص کے کوئی نہیں آئے گا کہے گا مجھے مال و دولت کی ضرورت ہے اسے فرمائیں گے خازن (خزائنچی) کے پاس جا کر کہہ کہ تمہیں مہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مال دے۔ اسے خزائنچی کہے گا مال اٹھا لے جتنا ترا جی چاہے یہاں تک کہ وہ اپنی جھولی بھر لے گا وہ جھولی کو بھرا ہوا دیکھ کر شرمائے گا کہے گا کہ میں امت مصطفیٰ ﷺ میں سے سب سے زیادہ حریص ہوں اور ان کی وسعت مالی میں سب سے زیادہ عاجز ہوں لیکن اب تو مجھے میری ضرورت اور خواہش سے زیادہ مال ملا ہے وہ اس مال کو واپس کرنا چاہے گا لیکن اسے کہا جائے گا، ہم عطا کر کے مال واپس نہیں لیتے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ امت مصطفیٰ ﷺ کو نعمتوں سے مال مالا فرمائیں گے نیک اور برے کے لئے نعمت کی کوئی تفریق نہ ہوگی اور ایسی نعمت امت پر کبھی نہ سنی گئی۔ آسمان سے اتنی ریش ہوگی کہ آسمان پر ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا اور زمین اپنی کوئی جگہ سبزی نہ چھوڑے گی مگر وہ تمام اُگادے گی آپ کے زمانہ میں خوب جنگیں ہوں گی خزانے ظاہر ہوں گے مابین منافقین کے مدائن فتح ہوگا۔ شاہان ہند آپ کے پاس آئیں گے ان کے خزانوں سے بیت المقدس کو آراستہ کیا جائے گا عوام آپ کے پاس ایسے بھاگ کر آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پاس یہاں تک کہ لوگ پہلے (نبوی دور) کی طرح ہوں گے۔

ملائکہ کرام امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مدد کیلئے:

تین ہزار ملائکہ کرام آپ کی مدد کیلئے حاضر ہوں گے جو آپ کے مخالفین کے چہروں اور دبروں (کولھوں) پر کوڑے ماریں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی فوج کے مقدمتہ الجیش اور حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ کی فوج کے ساقی ہوں گے۔

امن و سلامتی کا دور:

آپ کے زمانہ میں بکری اور بھیڑیا ایک جگہ چریں گے ننھے بچے سانپوں اور بچھوؤں

سے کھلیں گے۔ انہیں وہ موذی ضرر نہ پہنچائیں گے، انسان ایک مد زمین میں بیج ڈالے گا تو سات سو پیداوار ہوگی (مد) ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک 3/1 اور وہ اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے۔ ربا، زنا، شراب خوری سب دنیا میں ختم ہو جائیں گے عمریں بڑی ہوں گی امانتیں ادا کی جائیں گی (خیانت کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا) شرارتی لوگ (دہشت گرد) ہلاک ہو جائیں گے آل محمد ﷺ سے بغض رکھنے والے مٹ جائیں گے تمام مخلوق آل محمد ﷺ سے محبت کرنے والی ہوگی (نہ شیعہ رافضی رہیں گے اور نہ وہابی) بریلوی سنی ہی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ امام مہدی کی برکت سے تمام اندھے فتنے مٹا دے گا۔ تمام روئے زمین امن کا گہوارہ ہوگی یہاں تک کہ پانچ اکیلی عورتیں حج کو جائیں گی اور ان کے ساتھ مرد گا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں میں ظلم ہے نہ عیب

ازالہ وہم:

مذکورہ بالا بعض امور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی منسوب ہیں مثلاً صلیب توڑنا، خنزیر کا قتل تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ ہر دونوں ایسا کریں گے۔ (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر)

تطبیق مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں کہتا ہوں کہ چونکہ ان دونوں حضرات کا ایک زمانہ ہوگا اسی لئے اگر یہ امور ہر ایک کیلئے منسوب ہوں تو کوئی حرج نہیں تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

وہ علامات جن سے امام مہدی رضی اللہ عنہ آسانی سے پہچانے جائیں گے

1- امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی قمیض مبارک اور تلوار، بے سلاخی سیاہی کی ملاوٹ کا جھنڈا، تہ بند جسے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ تک نہ کھولا گیا اور نہ پھیلا یا گیا۔ اس جھنڈے پر لکھا ہوگا:

البيعة لله۔

”اللہ تعالیٰ کیلئے بیعت“۔

2- آپ کے سر پر بادل ہوں گے جس میں سے منادی پکارے گا:

هَذَا الْمُهْدِيُّ خَلِيفَةُ اللَّهِ فَاتَّبِعُوهُ۔

”یہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہیں ان کی اتباع کرو“۔

اور اس سے ایک ہاتھ ظاہر ہو کر امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کا اشارہ کرتا ہوگا۔

3- خشک لکڑی خشک زمین میں بوئی جائے گی تو وہ سبز ٹہنی پتوں سمیت نمودار ہوگی۔

4- امام مہدی علیہ السلام سے ان علامت کا کوئی سوال کرے گا تو آپ ہوا میں اڑنے والے

پرندے کو اشارہ کریں گے تو وہ پرندہ اڑ کر آپ کے ہاتھ پر بیٹھے گا۔

5- ایک لشکر جو آپ کے ہاں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوگا تو وہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے

درمیان مقام بیداء میں دھنس جائے گا۔ (اس کی تفصیل آئے گی)

6- آسمان پر منادی ندا کرے گا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے جابر، ظالم لوگوں اور

منافقوں اور ان کے لشکروں کو جڑ سے نکال پھینکا ہے۔ اور تم پر امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بہترین بزرگ والی مقرر کیا ہے مکہ شریف جاؤ وہی مہدی ہیں ان کا نام محمد بن عبد اللہ

ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

7- زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے کے ستونوں کی طرح ظاہر کرے گی۔

8- عوام میں استغناء (بے نیازی) اور زمین کی برکات کی کثرت (جیسا کہ ہم نے امام

مہدی کی سیرت میں بیان کیا ہے)

9- کعبہ معظمہ میں جو خزانہ مدفون ہے اسے امام مہدی علیہ السلام نکال کر فی سبیل اللہ تقسیم

کریں گے۔ (رواہ ابو نعیم عن علی کرم اللہ وجہہ)

10- غار انطاکیہ سے، بحیرہ طبریہ سے تابوت السکینہ نکال کر اٹھایا جائے گا اور بیت المقدس

میں امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا جائے گا پس جب یہودیوں نے انہیں

دیکھا تو اسلام لے آئے مگر ان میں سے تھوڑے (یعنی تھوڑے ایمان نہ لائے)

11- بنی اسرائیل کی طرح آپ کیلئے دریا پھٹ جائے گا۔ (اس کی تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ)

- 12- آپ کیلئے خراسان سے جھنڈے آئیں گے اور آپ بیعت کا پیام بھیجیں گے۔
- 13- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آپس میں ملاقات ہوگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔
- 14- آپ کے حلیہ میں لکھا گیا ہے کہ آپ سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے اور آپ کی زبان میں ثقل ہوگا۔

وہ علامات جو آپ کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوں گی

- 1- دریائے فرات پھٹے گا پہاڑ سے سونا کھلم کھلا نظر آئے گا۔
- 2- پہلی رمضان شریف میں چاند گرہن ہوگا اسی دن دوپہر کو سورج گرہن ہوگا اور ایسا زمین و آسمان کی تخلیق سے اس وقت تک پہلے کبھی نہیں ہوا۔
- 3- ماہ رمضان میں دوبار چاند گرہن ہوگا اور یہ پہلے چاند گرہن کے منافی نہیں جیسا کہ واضح ہے۔
- 4- دمدار ستارہ چمکتا ہوا نمودار ہوگا۔
- 5- تین یا سات راتیں مشرق کی جانب تین یا سات راتیں بڑی آگ ظاہر ہوگی۔
- 6- آسمان پر تاریکی چھا جائے گی۔
- 7- آسمان میں سرخی ظاہر ہو کر تمام کناروں میں پھیل جائے گی لیکن یہ معروف سرخی جیسی نہیں ہوسا۔
- 8- ملک شام میں بستی حرستازمین میں دھنس جائے گی۔
- 9- آسمان سے منادی امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارے گا اس پکار کو مشرق و مغرب میں ہر انسان سنے گا یہاں تک کہ کوئی سو رہا ہوگا تو وہ بھی اٹھ بیٹھے گا کوئی کھڑا ہوگا یا بیٹھا ہوگا ہر ایک سنے گا سوائے اس کے جو اپنے دونوں پردے پر کھڑا ہوگا یہ اس آواز کے سوا، ہوگی جو آپ کے عین ظہور کے وقت سنائی دے گی۔
- 10- شوال میں عصابہ لشکروں کا اجتماع، ذوقعدہ میں معمرہ جنگوں کا شور و غل سخت گرم دن یہاں فتنے مراد ہیں، ذوالحجہ میں حاجیوں سے لوٹ مار اور ان کا قتل کہ جمرۃ العقبہ

کے قریب ان کا خون بہے گا۔

فائدہ: ان میں بعض علامات گذر چکی ہیں مثلاً دمدار ستارہ اور سرخی، سفیدی۔

11- بہت بڑے اختلافات اور زلزلے ہوں گے۔

12- آپ کے ظہور سے پہلے چند فتنے واقعات ہوں گے جنہیں ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

وہ فتنے جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے واقع ہوں گے

ہم انہیں آسان طریقے سے بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کے فہم کے قریب اور فوائد سے بھرپور ہوں۔

1- دریائے فرات پہاڑ کی طرف سے پھٹے گا تو سونا ظاہر ہوگا لوگ سن کر دوڑ پڑیں گے تین ٹولیاں ہو جائیں گی ان تینوں کے سربراہ خلیفہ کی اولاد سے ہوں گے، آپ کے سامنے لڑائی کریں گے آپ کسی کی طرف داری نہیں کریں گے آپ کو مشورہ دیا جائے گا، کہ آپ سونے لے جانے کی عام اجازت دے دیں جو چاہے لے جائے جب سونا نہ ہوگا لڑائی نہ ہوگی عوام اس پر لڑیں گے ان ہر تینوں گروہوں کے ہر سو (۱۰۰) سے تاوے (۹۹) قتل ہوں گے۔

بعض روایات میں ہر دس سے نو مارے جائیں گے۔ بعض روایت میں ہر ایک کے نو سے سات سات مارے جائیں گے۔ ان میں ایک مرد کہے گا امید ہے میں نجات پا جاؤں گا۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحیحین وغیرہا میں ہے کہ جو اس سونے کے نکلنے کے وقت موجود ہو وہ سونا لینے نہ جائے۔

فائدہ: اس اجمال کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی اسی کو اہلسنت علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں۔

(اویسی غفرلہ)

2- خروج سفیانی۔ 3- الابقع۔ 4- الاصبہ۔ 5- الاعرج الکندی۔

سفیانی کا خروج:

امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سفیانی خالد بن یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔

تعارف خاندان سفیانی:

یہ سفیانی خالد بن یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے،

فائدہ: حضرت خالد بہت بڑے سائنسدان گذرے ہیں فقیر کا رسالہ ”مسلمان سائنسدان“ زیر طبع دیکھئے۔ (اویسی غفرلہ)

یزید رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وصال ہوا۔

تعارف سفیانی:

یہ انہی کی اولاد سے ہوگا موٹی کھوپڑی والا چہرے پر چچک کے داغ، آنکھ میں سفید داغ (یک چشم) کانا ہوگا۔ دمشق کی خشک وادی سے خروج کرے گا، اسے خواب میں کہا جائے گا اٹھ اور نکل (خروج کر) اٹھ کر دیکھے گا تو کوئی نظر نہ آئے گا، دوبارہ خواب میں یہی دیکھا، پھر تیسری بار دیکھا، اسے کہا گیا اپنے گھر کے دروازہ کو تو دیکھو، دروازہ پر دیکھے گا تو سات یا نو (7,9) افراد ہاتھ میں جھنڈے لئے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں ہم تیرے ساتھی ہیں ان کے ساتھ ایک ایسا مرد ہے جس کے پاس جھنڈا ہے تمیں میل تک اس کی ہیبت ہوگی اور وہ جس کا مقابلہ کرے گا شکست دے گا۔ وہ سفیانی کو لے کر چل پڑے گا اس کے ساتھ بستیوں کے کافی لوگ ہمراہ ہو جائیں گے، سفیانی کے ہاتھ میں تین لاٹھیاں ہوں گی وہ جسے مارے گا مر جائے گا۔ اس کی آمد کاسن کر دمشق کا حاکم اس کے مقابلہ کیلئے باہر آئے گا اس کے جھنڈے کو دیکھے گا شکست خوردہ ہو کر بھاگے گا، سفیانی اس کا پیچھا کرتا ہوا تین سو سواروں کے ساتھ دمشق میں داخل ہو جائے گا پھر ہر ماہ اس کے لشکر میں اضافہ ہوتا جائے گا یہاں تک کہ اس کے بنو کلب کے اعزہ واقارب (نہیال) کے لوگ حامی ہوں گے اس کا لشکر تیس ہزار تک ہو جائے گا۔

خروج سفیانی اور اس کا انجام بد:

سفیانی اس حالت میں ایک بستی میں لشکر سمیت دھنس جائے گا۔ غالباً اسی بستی کا نام حرستا ہے اس کی مسجد کا ایک حصہ غربی گر جائے گا۔ اس کے بعد الابقع اور الاصبہ خروج کریں گے پھر سفیانی شام سے اور الابقع مصر سے اور الاصبہ جزیرہ سے خروج کرے گا اور ان تینوں کے درمیان ایک سال تک جنگ جاری رہے گی۔ الابقع والاصبہ پر سفیانی غلبہ پالے گا صاحب المغرب چل کر بہت سے مردوزن کو قتل کرے گا اور عورتوں کو قیدی بنائے گا پھر جزیرہ میں سفیانی کی طرف لوٹے گا اور سفیانی قیس پر حملہ کر کے غلبہ پائے گا اور جتنا انہوں نے مال و دولت جمع کر رکھی ہوگی وہ سفیانی کے قبضہ میں آئے گی اور تینوں جھنڈے والے مذکورین پر غلبہ پالے گا۔

انتباہ:

الابقع، الاصبہ، الاعرج، المنصور، الحارث، المہدی یہ ان کی صفات والقاب ہیں ایک نام نہیں اسے خوب سمجھ لو۔

سفیانی کی فتوحات اور تباہ کاریاں:

پھر سفیانی ترک و روم سے قرقیسیا (یہ نہر خابور کے کنارے حبہ کے قریب ایک شہر ہے) میں جنگ کر کے ان پر غلبہ پایا، سفیانی زمین میں فساد برپا کرتا تھا اور عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو قتل کر دیتا، قریشی لوگ بھاگ کر قسطنطنیہ کی طرف چلے گئے سفیانی دمشق کے باب المدینہ میں ان کی گردنیں اڑا دیتا تھا ان کی طرف لوٹ کر آتے تو ان کے ایک گروہ کو قتل کراتا کچھ لوگ خراسان کی طرف چلے جائیں گے، سفیانی کا لشکر رات اور سیلاب کی طرح ان کی طلب میں پیچھا کرے گا وہ لشکر جہاں سے گزرے گا لوگوں کو ہلاک کرے گا اور مکانات کو ڈھائے گا تمام قلعے مٹ جائیں گے وہ اس طرح قلعے گراتے ہوئے مقام زوراء تک یعنی بغداد میں پہنچیں گے ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کرے گا پھر وہ لشکر خراسان میں پہنچ کر اہل خراسان کی تلاش کریں گے پھر ایک لشکر مدینہ طیبہ کو روانہ کرے گا اہل بیت کو گرتا زریں گے بنو ہاشم کے مردوں اور عورتوں کو شہید کریں گے اور کوفہ سے ایک جماعت لائی جائے گی

اور اس کے باقی لوگ جنگلوں میں متفرق ہو جائیں گے تو اس وقت مہدی اور مبیض بھاگ جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ المنصور سات آدمیوں کو لے کر مکہ معظمہ میں چھپ جائے گا، مدینہ پاک کا حاکم مکہ معظمہ کے حاکم کی طرف لکھ کر بھیجے گا کہ جب فلاں فلاں تمہارے پاس پہنچیں (وہ تمام کے نام لکھ کر بھیجے گا) انہیں قتل کرو۔ حاکم مکہ کو یہ حکم ناگوار ہوگا وہ اہل مدینہ کو کہے گا کہ میرے پاس آ جاؤ وہ رات کے وقت آخر اس سے پناہ کی درخواست کریں گے وہ کہے گا تم امن و سلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ وہ یہاں سے نکل جائیں گے پھر وہ ان کے دو مردوں کی طرف پیام بھیجے گا ان دونوں میں سے ایک کو راستے میں قتل کر دے گا دوسرا دیکھتا رہے گا پھر وہ نفس زکیہ کو رکن اور مقام کے درمیان شہید کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور آسمان کی مخلوق کا غضب جوش میں آ جائے گا جو مرد بیچ گیا تھا وہ اپنے رفقاء کے پاس لوٹ کر دوسرے کو قتل کی خبر دے گا تو وہ تمام وہاں سے بھاگ کر طائف کے ایک پہاڑ میں اتریں گے وہیں مقیم رہ کر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے پیغامات بھیجیں گے جب لوگ ان کے ہاں جمع ہو جائیں گے تو وہ اہل مکہ پر دھاوا بول دیں گے اہل مکہ کو شکست دے کر یہ لوگ مکہ معظمہ میں داخل ہو جائیں گے اور اہل مکہ کو قتل کر دیں گے۔

غیبوت امام مہدی رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو عبد اللہ امام حسین بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امام مہدی دو دفعہ غائب ہوں گے۔

- 1- ایسے غائب ہوں گے کہ لوگ کہیں گے کہ وہ فوت ہو گئے۔
- 2- بعض کہیں گے کہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کے پوشیدہ مقام کی کسی کو خبر نہیں اپنوں کو نہ غیروں کو سوائے اس کے جو آپ کے بعد آپ کا نائب ہوگا یہ وہی دو غائب ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا۔

- 1- طائف کے پہاڑوں میں کہ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے اہل مکہ پر دھاوا بول کر انہیں شکست دی۔

2- مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں ایسے چھپ جائیں گے جس کی خبر نہ ہوگی۔
فائدہ: اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت امام ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صاحب الامر یعنی مہدی رضی اللہ عنہ ان ہی گھاٹیوں میں چھپ جائیں گے آپ نے وادی ذی طویٰ کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا اسی کے موافق ہے وہ ابو عبد اللہ الحسین کا قول کہ بعض لوگ کہیں گے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے الخ کیونکہ ظہور کے بعد چھپ جانا وہی ہے جس سے وفات کا گمان کیا جاتا ہے۔

رد شیعہ:

وہ جو شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ مہدی محمد بن الحسن العسکری رضی اللہ عنہ ہیں غلط ہے وہ کہتے ہیں کہ مہدی ایک دفعہ چھپ گئے تو آپ کے خواص شیعہ کو معلوم تھا کہ آپ کہاں ہیں دوسرے بار چھپے تو اسے آپ کے خواص شیعہ نے انہیں دیکھا اس کی تردید یوں ہے کہ جب آپ کو بعض خواص شیعوں نے دیکھا تو یہ چھپنا (مخفی ہونا) نہ ہوا یہ تو ظہور ہوا کیونکہ کسی شے کا بعض کیلئے ظاہر ہونے کا نام ظہور المہدی نہیں ہو سکتا۔

روایۃ الحسین رضی اللہ عنہ کا رد:

اوپر کی روایت میں ہے کہ امام مہدی کی غیبت کو کوئی نہیں جانتا تھا اپنے نہ بیگانے سوائے آپ کے خواص کے تو یہ بھی صحیح نہ ہوا کہ جو کسی کو معلوم کر لے کہ وہاں ہے تو پھر غیبت کیسی اور امام باقر رضی اللہ عنہ کا اشارہ وادی ذی طویٰ کی طرف کہ وہ اس میں چھپیں گے یہ بھی غلط ہوا اس لئے کہ شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ وہ غار سرمن میں چھپے بیٹھے ہیں۔ (واللہ اعلم)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حج:

امام مہدی رضی اللہ عنہ ظہور کے سال بلا امیر حج ادا فرمائیں گے تمام لوگ طواف کر کے منیٰ میں پہنچیں گے قبائل کی جنگ چھڑ جائے گی حجاج کرام کے مال و اسباب لوٹیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اتنی بڑی خونریزی ہوگی کہ خون بہہ کر جمرۃ العقیقہ (بڑا شیطان) تک پہنچ جائے گا۔

آغاز بیعت امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ:

سات وہ علماء جو مختلف ملکوں سے آئے ہوں گے وہ بیعت لیں گے مختلف لوگوں میں سے سات سو افراد ان کی بیعت کریں گے اس کے بعد وہ مکہ معظمہ میں آ کر کہیں گے اس رنگ (مہدی ؑ رضی اللہ عنہ) کی تلاش کریں جن کے ہاتھ سے تمام فتنے ختم ہوں گے۔ قسطنطنیہ فتح ہوگا ہم اس کا اور اس کے باپ اور ماں کا نام جانتے ہیں۔

فائدہ: بڑی تجسس و تلاش کے باوجود ہمیں امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ کی والدہ مکرمہ کا نام کہیں نہیں ملتا (یہ مصنف کا خیال ہے بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ والدہ کا نام آمنہ ہوگا (اویسی غفرلہ) تلاش کیلئے مکہ معظمہ میں وہ ساتوں علماء پہنچ کر تلاش امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ میں لگ جائیں گے۔

لاخر آپ کو پالیں گے عرض کریں گے آپ فلاں بن فلاں ہیں؟ آپ فرمائیں گے میں ایک انصاری ہوں وہ ان سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے لیکن وہ علماء ان لوگوں کو (جو امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ کے اوصاف سے واقف ہوں گے) بتائیں گے لوگ کہیں گے وہی تو ہیں امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ جن کی تمہیں تلاش ہے لیکن امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ تو مدینہ طیبہ پہنچ چکے ہوں گے یہ علماء انہیں مدینہ طیبہ جا کر ملیں گے آپ اس وقت بھی اپنے ظہور سے گریز کرتے ہوئے مکہ معظمہ واپس آ جائیں گے وہ علماء بھی آپ کے پیچھے مکہ معظمہ آ جائیں گے پھر آپ مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اس طرح مکہ معظمہ و مدینہ پاک میں تین بار آنا جانا ہوگا۔

بیعت امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ:

حاکم مدینہ کو معلوم ہوگا کہ لوگ امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ہیں اور وہ مکہ معظمہ میں ہیں لہذا ایک لشکر بھیجے گا اور حکم دے گا کہ تمام ہاشمیوں کو ملیں اور وہ ساتوں علماء بھی ان کے ساتھ ہو لیں گے۔ تیسری بار ان کی امام مہدی ؑ رضی اللہ عنہ سے رکن (حجر اسود) کے ساتھ ملاقات ہوگی، عرض کریں گے ہمارا گناہ اور ہمارے خون آپ کی گردن پر ہوں گے اگر آپ ہاتھ بٹھا کر ہماری بیعت قبول نہیں فرماتے۔ دیکھئے سفیانی کا لشکر ہمارا پیچھا کر رہا ہے اگر بیعت قبول نہیں فرماتے تو لشکر کا ایک سخت آدمی ہے جو ہمیں قتل کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ (ہم سب مارے گئے تو پھر.....)

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر بیعت لینے کیلئے بیٹھ جائیں گے آپ کا ظہور نماز عشاء کے وقت ہوگا آپ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اور آپ کی تلوار مبارک ہوگی۔

خطبہ امام مہدی رضی اللہ عنہ:

جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز عشاء سے فراغت پائیں گے تو مقام ابراہیم میں دو رکعت پڑھ کر منبر پر رونق افروز ہوں گے اور بلند آواز سے طویل خطبہ دیں گے (تقریر فرمائیں گے) ”اے لوگو! تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ تم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گے۔ اپنے خطبہ (تقریر) میں سنت کو زندہ کرنا اور بدعت کو مٹانا کی ترغیب دلائیں گے شہدائے بدر کی گنتی کے مطابق اور جالوت کے اس لشکر کے مطابق (جنہوں نے دریا عبور کیا تھا) تین سو تیرہ (۳۱۳) افراد آپ کے لئے کھڑے ہوں گے۔“

اضافہ اویسی غفرلہ:

اسی دوران اصحاب کہف بھی بیعت میں حصہ لیں گے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان صحاب الكهف اعوان المهدي انتهى۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج ۱۶، ص ۲۹ کتاب احادیث الانبیاء علیہم السلام فتح الباری شرح البخاری ج ۶)

بے شک اصحاب کہف حضرت امام محمد بن عبداللہ المہدی رضی اللہ عنہ کے مددگار ہوں گے۔

اصحاب کہف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک بزرگ ہیں۔

محققین علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرات اصحاب الکہف موسیٰ علیہ السلام کے دور کے ہیں ان کا ذکر تورات شریف میں اس طرح مرقوم ہے:

مکتوب فی التورۃ والاء نجیل ان عیسیٰ ابن مریم عبداللہ ورسولہ

وأنه یمر بالروحا حاجاً و معمرأ ویجمع اللہ حواریه اصحاب الکہف

والرقیم فیمرون حجا جافانہم لم یحجوا لم یموتوا۔

(تفسیر الصاوی جلد ۴، ص ۱۱۹۳ للشیخ العلامة الامام احمد بن محمد الصاعی المصری رحمۃ التوفیٰ ۱۲۲۳ھ)

” (آسمانی کتابیں) تورات اور انجیل مقدس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک وہ روحا کے مقام سے گذریں گے حج اور عمرہ کرنے کی غرض سے تو اللہ تعالیٰ اصحاب الکہف کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری بنادے گا تو اصحاب الکہف بھی ان کے ساتھ حج کریں گے کیونکہ انہوں نے تا حال حج نہیں کیا اور نہ ہی فوت ہوئے۔“

یاد رہے کہ علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۵ھ کی تحقیق یہ ہے کہ حدیث ابن عباس کی سند مرفوع ہے۔

وہ ابدال شام و عصاب عراق اور نجائب مصر ہوں گے اور عرض کی کہ ہم بلا میعاد آپ کے ساتھ ہیں وہ یک لخت بہار کے بادل کی طرح سامنے آ کر ظاہر ہو جائیں گے وہ دن کو شیر بہادر اور رات کو عبادت گزار۔ مکہ میں حاکم مدینہ کا لشکر آ کر ان سے جنگ کرے گا یہ حضرات (تین سو تیرہ) لشکر اہل مدینہ کو شکست دے کر ان کا پیچھا کرتے ہوئے مدینہ طیبہ میں پہنچ کر مدینہ طیبہ ان کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں لے لیں گے۔

سوال: بیعت تو عاشوراء کی شب کو ہوئی حج کے بعد تین بار مذکورہ بالا حضرات کا مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کیسے آنا جانا ہوا (بظاہر یہ تو مشکل ہے کیونکہ اس وقت تیز سواریاں تو نہیں تھیں) مناسک حج کی ادائیگی کے بعد عاشوراء (۱۰ محرم الحرام) تک تقریباً بیس یا پچیس دن بنتے ہیں حریم طیبین کے درمیان دس یا اس سے زائد مراحل ہیں۔ (تفصیل دیکھئے شرح حدائق بخشش، حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو۔ اویسی غفرلہ) اس حساب سے بظاہر مشکل ہے کہ وہ عادت کے طور پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ چلیں اور پھر امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور صرف کریں۔

جواب: ان کا درمیانی سفر (مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ) کو سواری پر پانچ دن میں طے کرنا کوئی مشکل نہیں اس طرح سے آنے جانے و دیگر مصروفیات کے لئے پچیس دن کافی ہیں علاوہ ازیں یہ حضرات ابدال تھے ابدال کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے اسی لئے ان کے لئے یہ مسافت (ماہین مکہ و مدینہ) طے کرنا مشکل نہ ہوگا یہ بھی ہے کہ وہ اصحاب خطوات ہوں یعنی تیز رفتاری سے یہ مسافت تھوڑے دنوں میں طے کر لیں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

سفیانی کے مقابلے اور اس کا انجام بد:

سفیانی کو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا علم ہوگا تو وہ کوفہ سے اپنا لشکر مقابلہ کیلئے بھیجے گا تو وہ مدینہ پاک پر تین دن تک فساد پھیلاتے رہیں گے اور حرہ میں لوگوں کو شہید کرتے رہیں گے ان کا مقصد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کا ہوگا وہ مدینہ پاک سے نکل کر بیداء (مقام) پر پہنچیں گے تو سارے کے سارے زمین میں دھنس جائیں گے صرف دو آدمی بچ جائیں گے ایک سفیانی کے لشکر کا جو سفیانی کو جا کر حالات سے آگاہ کرے گا دوسرا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا جو آپ کو لشکر سفیانی کے دھنس جانے کی نوید سنائے گا آپ سن کر فرمائیں گے اب دشمنوں سے مقابلہ کا وقت آ گیا ہے۔ آپ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر سب سے پہلے بنو ہاشم کے قیدیوں کو رہائی بخشیں گے اس کے بعد سرزمین حجاز پر آپ کو فتح نصیب ہوگی۔

حارث المنصور اور سفیانی:

ہم پھر خراسانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک من وراء النہر سے خروج کرے گا نام الحارث یا الحراثت ہوگا اس کے لشکر کے سپہ سالار کا نام المنصور ہوگا وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اہل بیت) کی حمایت کرے گا جیسے قریش نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی اس وقت ہر مومن کو اس کی مدد واجب ہوگی یہ مرد ممکن ہے ہاشمی خاندان سے ہو جس کا ذکر آئے گا جس کا لقب الحارث ہوگا جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا لقب الجابر ہے۔ ممکن ہے کوئی اور ہو اہل خراسان کی خراسانی کے ساتھ سخت جنگ ہوگی اور بار بار ہوگی۔

1- تونس میں۔

2- دولاہ الری میں۔

3- تخوم الدرئخ میں۔

جب ان میں جنگ طول پکڑے گی تو اہل اسلام ایک ہاشمی کی بیعت کریں گے اس کی علامت یہ ہوگی کہ اس کی دائیں ہتھیلی پر سیاہ تل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے کام آسان کر دے گا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بھائی یا چچا زاد ہوں گے وہ اس وقت مشرق کے آخر کونہ میں ہوں گے وہ اہل خراسان و طالقان سے مل کر سفیانی کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلیں گے ان کے پاس

چھوٹے چھوٹے سیاہ جھنڈے ہوں گے یہ بنو العباس کے سیاہ جھنڈوں کے علاوہ ہیں اس لشکر کا سپہ سالار تمیم کا آزاد کردہ ایک مرد ہوگا درمیانہ قد، رنگ زرد، داڑھی کے بال کم (کوچ یعنی وہ جس کی ٹھوڑی پر داڑھی ہو رخساروں پر بال نہ ہوں۔ اویسی غفرلہ) اس کا نام شعیب بن صالح تمیمی ہوگا اس کے ساتھ پانچ ہزار کا لشکر ہوگا۔ اس کی خبر سفیانی کو پہنچی گی تو وہ بھی مقابلہ کیلئے آگے بڑھے گا اگر اس کے سامنے مضبوط اور بلند پہاڑ آجاتے تو انہیں مٹا دیتا لیکن یہ شعیب تو منجانب اللہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فتح و نصرت کا پیش خیمہ بن کر آرہے تھے جیسے قریش حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیش خیمہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اذا سمعتم برایات سوداء اقبلت من خراسان فانوها وکوحبوا علی الثلج۔“

”جب تم دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان سے نمودار ہوئے ہیں تم ان کے ہاں جاؤ اگر چہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر میں تالے سے بند شدہ صندوق

میں بند کر دیا جاؤں تو تالہ اور صندوق کو توڑ کر اس جنگ میں شامل ہو جاؤں۔

فائدہ: اس کے حاشیہ پر مولوی زکریا ہند حلوی دیوبندی لکھتا ہے کہ:

فقد اخرج معناه فی مشکوٰۃ بروایۃ احمد عن ثوبان صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس معنی کی روایت مشکوٰۃ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور لکھا کہ سواد سے

مراد کثرة العسا کر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ لشکر حارث و منصور کا ہوگا۔ (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ اس لشکر میں امام مہدی خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہوں گے یعنی ان میں

منجانب اللہ مدد پہنچے گی یہی مراد مناسب ہے اس لئے کہ اس وقت امام مہدی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ

میں ہوں گے۔

تمیمی رضی اللہ عنہ اور سفیانی کی ٹڈ بھیل:

تمیمی رضی اللہ عنہ اور سفیانی کا مقابلہ شروع ہو جائے گا میدان اصطر میں سخت اور بہت بڑی

جنگ ہوگی اور بے شمار لوگ قتل ہوں گے اور اس خونریزی کا یہ عالم ہوگا کہ گھوڑے خون میں دوڑیں گے اور خون ان کے پنڈلیوں تک پہنچے گا اسی دوران ایک بڑا لشکر جستان سے نمودار ہوگا قبیلہ بنی عدی کا ایک مرد اس لشکر کی کمان سنبھالے ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اس کے مددگاروں اور لشکر کو غالب کرے گا۔

فائدہ: روایت کے یہی الفاظ ہیں جنود سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو ہاشمی (تمیمی) کی مدد کیلئے بھیجے گا اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مددگار سفیانی کی تباہی کے لئے بھیجے گا۔
(واللہ اعلم)

مدائن میں جنگ:

رے کے بعد مدائن میں جنگ ہوگی اور عاقر تو قوا میں سخت لڑائی ہوگی اس کی خبر وہی دیں گے جو اس سے نجات پائیں گے یعنی گھسان کی جنگ ہوگی اور سیاہ پانی میں گریں گے۔
فائدہ: حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جھنڈے دریائے دجلہ میں گریں گے۔

لشکر سفیانی کا حال:

جب سفیانی لشکر کوفہ سے نئے گا کہ ہاشمی لشکر کوفہ میں پہنچ رہا ہے تو وہ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگے گا ہاشمی کوفہ میں سب سے پہلے بنو ہاشم کو رہائی دے گا ادھر کوفہ کے گرد و نواح سے لوگ کہیں گے کہ وہ اسلامی لشکر کوفہ میں پہنچ گیا ہے تو وہ چھوٹا سا لشکر لے کر آئے گا اس لشکر کا نام العصب ہوگا۔ لیکن ان کے پاس بہت تھوڑے ہوں گے ان میں بعض وہ بصری بھی ہوں گے جنہوں نے سفیانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔

یہ سب پہلے ان مسلمانوں کو رہائی دلائیں گے جو کوفہ میں قیدی تھے اس کے بعد یہ اپنے سیاہ جھنڈے لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ سے بیعت کیلئے روانہ ہوں گے۔ ادھر امام مہدی رضی اللہ عنہ حجاز سے کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے اور سفیانی کوفہ سے روانہ ہوگا جب اس نے سنا تھا کہ اس کا لشکر بیداء (نواح مدینہ پاک) میں دھنس گیا ہے تو اس سے غصہ کھا کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی ٹھانی اسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے شام سے

بلوائے گا۔ وہ لوگ جو بیعت کے لئے روانہ ہوئے وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو حجاز میں ملیں گے بیعت کر کے سفیانی کے مقابلہ کے لئے شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے وہ لشکر سفیانی جو شام سے آئے گا وہ دھنس جائے گا بعض روایت میں ہے وہ لشکر سفیانی عراق سے آئے گا لیکن اس میں کوئی منافات نہیں جیسا کہ ابن حجر نے فرمایا کیونکہ وہ دراصل شامی ہوں گے اسی لئے عراق سے آنے کے باوجود شام کی طرف منسوب ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اہل بدر کی تعداد کے مطابق اس دوسرے لشکر کے ساتھ جنگ کریں گے آپ کے لشکر کی ڈھال اس وقت اس دن آسمان سے یہ آواز سنی جائے گی:

الَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ اَصْحَابُ فُلَانٍ يَعْنِي الْمَهْدِيَّ۔

خبردار اولیاء اللہ مہدی علیہ السلام کے ساتھی ہیں۔ پس وہ (یعنی سفیانی) قتل کئے جائیں گے ان میں سوائے بھاگنے والے کے کوئی باقی نہ رہے گا پس وہ سفیانی کی طرف بھاگیں گے اسے اس کی شکست کی خبر دیں گے۔

تطبیق الروایات:

ان مذکورہ بالا روایات میں تطبیق یوں ہوگی کہ بعض لوگ تو امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کریں گے بعض آپ سے جنگ کریں گے لیکن شکست کھا جائیں گے۔ یا یہ کہ وہ آپ کے ساتھ جنگ کریں گے جنہیں سفیانی کی مدد کیلئے مدینہ معظمہ کے والی نے امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کیلئے روانہ کئے تھے جس کا پہلے اشارہ گزرا ہے۔

اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اہل بدر کی گنتی کے مطابق ان سے جنگ کریں گے اور آپ کے لشکر کی ڈھالیں برادع ہوں گی یہ صفات ان کی ابتدائی بیعت کے حال کے مطابق ہوگا لیکن سرزمین حجاز پر غلبہ کے بعد آپ کا لشکر بہت زیادہ ہو جائے گا۔

سفیانی کی شرارتیں اور فسادات:

پھر سفیانی زمین میں فساد برپا کرے گا کفر ظاہر کرے گا کھلم کھلا عورت کے ساتھ گھومتا

پھرے گا، جامع دمشق میں مجلس شراب جما کر جماع کرے گا یہاں تک کہ عورت سفیانی کی ران پر آ کر بیٹھے گی اور وہ مسجد کی محراب میں بیٹھا ہوگا یعنی بے حیائی کی انتہاء کر دے گا۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان کھڑے ہو کر کہے گا:

وَيَحْكُمُ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ-

تمہارے لئے افسوس ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔ یہ کام جو تو کر رہا ہے بالکل حرام و ناجائز ہے، سفیانی اٹھ کر اسے مسجد میں ہی شہید کر دے گا اور ان تمام لوگوں کو جو اس کے ساتھ آئے ہوں گے (وہ بھی شہید کر دیئے جائیں گی)۔ اس وقت ایک منادی آسمان سے ندا دے گا اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جابروں و منافقوں کو اور ان کے لشکر کو تباہ و برباد کر کے تمہارا حاکم امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر مقرر فرما چکا ہے اب تم مکہ معظمہ کو چلے جاؤ وہ مہدی ہیں ان کا نام احمد بن عبد اللہ ہے۔ رضی اللہ عنہ

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی جنگ کو روانگی:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر وادی القریٰ تک پہنچیں گے۔ وادی القریٰ یہ وادی شام کی جانب مدینہ طیبہ سے باہر دو مرحلوں کے سفر پر ہے۔ وہاں آپ کے چچا زاد بارہ ہزار لشکر کے ساتھ ملیں گے اور کہیں گے بھئی اس امر (مہدویت) کا زیادہ مستحق میں ہوں میں ہی اولاد حسن سے ہوں اور میں مہدی ہوں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ فرمائیں گے: مہدی میں ہوں۔ حضرت عرض کریں گے آپ کوئی نشانی (کرامت) دکھائیے تاکہ بیعت کر لوں۔ آپ (مہدی رضی اللہ عنہ) ایک پرندے کو اشارہ فرمائیں گے وہ آپ کے ہاتھ پر آ کر بیٹھے گا آپ ایک خشک ٹہنی کو زمین میں گاڑ دیں گے وہ اسی وقت سرسبز ہو جائے گی اور اس پر پتے آگ آئیں گے۔ حسی عرض کریں گے بھائی واقعی اس امر کے مستحق آپ ہی ہیں۔

نوٹ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ حسی ہیں رضی اللہ عنہ اور حسی آپ کے چچا زاد ہیں او پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ خلافت اولاد الحسن میں ہوگی (رضی اللہ عنہم) خود امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی دعویٰ کریں گے:

أَنَا ابْنُ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہما ہوں۔ اس دعویٰ کی دو دلیلیں ہیں:

- 1- امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اس لئے آپ کی خلافت کی حقدار آپ کی اولاد ہے۔
- 2- امام حسن رضی اللہ عنہ صرف مسلمانوں کے خون بچانے کے ارادہ پر دستبردار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں خلافت آپ کی اولاد میں مقرر فرمائی۔

انتباہ: ان دونوں دلیلوں کے معارض ہیں۔

1 امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کلی تو نہ تھی صرف بعض علاقہ کے لوگوں نے بیعت کی مثلاً اہل عراق و اہل مشرق اور اہل یمن، اہل شام و اہل مغرب و اہل مصر نے آپ کی بیعت نہیں کی تھی حالانکہ ان کے بعض نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بھی بیعت کی تھی۔

2- امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کے حصول کے بعد اسے چھوڑ دیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت کے حصول کا ارادہ فرمایا لیکن نہ پاسکے اسی لئے حق باقی تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو عطا فرمایا (لیکن یہ صرف مناظرانہ معارضے ہیں حقیقت وہی ہے جو پہلے ثابت ہو چکا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بھی ہیں یعنی باپ سے حسنی اور ماں سے حسینی رضی اللہ عنہ۔

اشکال:

اس کی تقریر یہ ہے کہ اگر یہ حسنی وہی ہیں جو سیاہ جھنڈے لے کر آئے اور انہیں خود امام مہدی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی بیعت کیلئے بھیجا تھا۔ تو پھر اس حسنی کو حجاز میں نہیں آنا تھا ان کی ملاقات تو بیت المقدس میں ہونی چاہئے اگر یہ وہ حسنی نہیں کوئی اور ہے تو پھر اس کا جھگڑنا (مخالفت) کیسی جبکہ تمام اہل حجاز اور اہل مشرق اور اہل عراق حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو چکے تھے۔ (تو یہ حسنی کہاں سے نکل آیا؟)

جواب: جو جھنڈے سیاہ لے کر آئیں گے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہوں گے اور یہ حسنی ان کا غیر ہے اس وقت اس غیر کا یہ دعویٰ اس معنی پر ہے کہ مہدی اہل بیت سے ہوگا خواہ وہ کوئی ہو چونکہ وہ اہل بیت سے ہوگا اسی لیے دعویٰ کر دیا کہ وہی مہدی ہے اس کا مقصد یہ ہوگا کہ میں اہل بیت سے ہوں اور بیعت اہل بیت کے کسی فرد سے ہوگی نہ کہ کوئی مخصوص شخص، اس کا جھگڑا ذاتی طور خلافت کے متعلق نہیں رہا۔ ہاں جب امام مہدی کی کرامت دیکھ لی تو

فوراً بیعت کر لی اور یقین کر لیا کہ آپ ہی مہدی ہیں ﷺ

دوسرے پہلو کا جواب:

اگر ہم کہیں یہ جھگڑنے والا ہے تو آپ کا چچا زاد لیکن اس حسنی کا غیر ہے جسے امام مہدی ﷺ نے کوفہ بھیجا تھا اس کا جواب اوپر گزرا۔ اگر یہ احتمال ہو کہ یہ وہی حسنی ہے جو کوفہ گیا تھا تو اب اشکال ملاقات کے متعلق باقی رہے گا تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ حجاز خود ملنے نہیں آئے گا بلکہ بارہ ہزار لشکر امداد کے طور بھیجا اور ساتھ یہ احتیاط بھی سمجھا دی کہ ممکن ہے کہ حجاز سے آنے والا مہدی وہ نہ ہو جس کے ظہور کی بشارتیں دی جاتی رہی ہیں۔ اسی لئے بھیجی ہوئی فوج کے سربراہ کو یہ کہہ کر بھیجے گا کہ پہلے آنے والے مہدی سے خلافت پر جھگڑنا پھر ان سے امتحان لینا اگر وہ امتحان میں صحیح اتریں پھر میری طرف سے بیعت قبول کر لینا اگر وہ امتحان میں پورے نہ اتریں تو میری بیعت کی دعوت دینا تو اس کا لشکر بھیجنا تردد تھا۔ یقینی نہیں جب بیعت قبول کر لی گئی اب کہا جاسکتا ہے کہ یہ لشکر امام مہدی ﷺ کی بیعت کے لئے بھیجا گیا اور اسی طریق سے مجاز مہدی لقب ہوا۔ یہی وہ ہے جو اس مقام پر مجھ پر ظاہر ہوا۔
(واللہ تعالیٰ اعلم)

امام مہدی ﷺ کا سفیانی کو قتل کرنا:

حضرت امام مہدی ﷺ سفیانی سے جنگ کے لئے روانہ ہو کر حد شام تک تشریف لائیں گے اس جگہ کا نام أنفذ ہے یہ حجاز و شام کے درمیان واقع ہے۔ یہاں آگے جانے کو مناسب نہ سمجھیں گے فرمائیں گے میرا اپنے چچا زاد کو خط لکھتا ہوں اگر وہ میری اطاعت سے انکار کرے گا تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں چاہو لے جاؤ جب اس کے پاس خط پہنچے گا تو لوگ اسے کہیں گے کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے وہ تجھے بیعت کا فرماتے ہیں اگر تو قبول کرے گا تو بہتر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے وہ بیعت قبول کر کے بیت المقدس آجائے گا حضرت امام مہدی شام سے آنے والوں کو اہل ذمہ کے سپرد کر دیں گے باقی لوگوں کو جہاد کیلئے فرمائیں گے پھر ایک مرد بنو کلب سے خروج کرے گا اسے کنا نہ کہا جائے گا وہ اپنی قوم کو لے کر ضحری یعنی امام مہدی کے چچا زاد کے پاس آ کر کہے گا ہم نے تمہاری بیعت کی اور

تمہارا ساتھ دیا اور تو نے بڑی شوکت حاصل کر لی اس کے باوجود تو نے مہدی کی بیعت کر لی اس پر اسے عار و ننگ دلا کر کہیں گے اللہ تعالیٰ نے تجھے خلافت کی قمیض پہنائی تو نے اسے اتار پھینکا وہ کہے گا اب کیا مشورہ ہے کیا میں بیعت توڑ دوں وہ کہیں گے ہاں۔ تمام لوگ تیرے ساتھ ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جو تیرا ساتھ نہ دے۔ ان کا مشورہ قبول کر لے تمام لوگ امام مہدی علیہ السلام کے خلاف جنگ کے لئے چل پڑیں گے یہاں تک کہ تمام قبیلہ عامر کے لوگ اس کے ساتھ ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تین سال کے بعد عہد توڑ کر بیعت واپس لے لے گا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے جنگ لڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا ادھر ان کے مقابلہ کیلئے امام مہدی اپنے جھنڈے کا رخ اس کی طرف پھیر دیں گے دونوں فوجوں کا آئنا سا ہوگا قبیلہ کلب کے لوگ بھاگ کھڑے ہوں گے امام مہدی کا لشکر ان پر ٹوٹ پڑے گا بعض کو قتل کریں گے بعض کو قیدی بنائیں گے ان کی نوجوان کنواری لڑکیاں صرف آٹھ درم میں بکلیں گی صحری یعنی سفیانی گرفتار ہو کر امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں لایا جائے گا آپ اسے صحرہ پر کنیسہ کے قریب بطن وادی میں ایسے ذبح کریں گے جیسے بکری ذبح کی جاتی ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ کلب کی غنیمت میں سے جو کوئی کچھ لے گا اگر چہ نکیل کی رسی تو وہ خائب و خاسر ہوگا عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اموال غنیمت کیوں اور انہیں قیدی کیسے بنایا جائے گا جب کہ وہ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا کہ ان کا کفر شراب و زنا کو حلال سمجھنے کی وجہ سے ہوگا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہاشمی آٹھ ماہ بعض روایات میں اٹھارہ ماہ تک برسر پیکار رہے گا بالآخر قتل کیا جائے گا اور اس کا مثلہ (یعنی بعد انتقال جس کو ناک اور کان کاٹ دیئے جائیں) ہوگا لوگ کہیں گے معاذ اللہ ایسا آدمی اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہو ایسا نہیں ہو سکتا! اگر وہ فاطمی ہوتا تو ہم ضرور اس پر رحم کرتے اللہ تعالیٰ اسے بنو عباس اور بنو امیہ کی طرف منسوب کرے۔ ان کے ساتھ نصیبین (جگہ کا نام) کے کسی علاقہ میں اور ان کے ساتھ حران (جگہ کا

میں نزول اور امام مہدی سے بیعت کیلئے لشکر کو بھیجنے کے بعد مدت مراد ہے۔ (یہ تطبیق حسن ہے اور حرج بھی کوئی نہیں)

تطبیق دیگر:

روایات اخیرہ میں تطبیق یوں ہوگی کہ لفظ ”علی بعد“ کے ”یموت“ کی ضمیر سفیانی کی طرف راجع ہے اب معنی یہ ہوا کہ ہاشمی مہدی رضی اللہ عنہ کو نہیں ملے گا یہاں تک کہ سفیانی مرجائے گا یا ضمیر ہاشمی کی طرف راجع ہے اور جھنڈا لے کر آنے والا اگرچہ تمیمی ہوگا لیکن اس کی نسبت ہاشمی کی طرف مجازاً اس لئے ہے کہ اس کا سبب وہی ہے یا کہ وہی جھنڈے لائے گا اور شام کو فتح کرے گا اور اس کے اجتماع سے تھوڑا عرصہ پہلے مرجائے گا۔

ہاں اس کا جھنڈا لے کر آنا اور اس کی طرف پہنچنے کی روایات اکثر واشہر ہیں ان کے جمع ہونے کا اگرچہ امکان نہ ہوگا لیکن وہ پہلے پہنچ جائے گا۔ قاعدہ ہے کہ روایات ایک دوسری کے معارض ہوں تو وہ ساقط ہو جاتی ہیں یونہی فتح و نصرت اور غلبہ کی روایات شکست کی روایات سے اکثر واشہر ہیں یہ تمام تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اگرچہ وہ فوج بھی جمع کرے گا تب بھی بعض دفعہ شکست کھائے گا۔ پھر اسے کسی وقت غلبہ حاصل ہوگا۔ (واللہ اعلم)

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی فتح کلی:

امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے تمام روئے زمین پر غلبہ آسان ہوگا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام ہوگا تمام روئے زمین کے بادشاہ آپ کی اطاعت قبول کریں گے آپ خطہ ہند کی طرف لشکر بھیجیں گے تو ہندوستان فتح ہوگا شاہان ہند آپ کی طرف تابع ہو کر حاضر ہوں گے ان کے تمام خزانے بیت المقدس کو منتقل کر کے انہیں کے خزانے سے بیت المقدس کو آراستہ و پیراستہ کیا جائیگا۔ آپ بیت المقدس میں چند سال بسر فرمائیں گے۔

جنگ عظیم:

سفیانی کی موت کے بعد رومی لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو ہدایہ و تحائف بھیج کر امن و سلامتی اور صلح کا پیغام دیں گے، بعض روایات میں ہے کہ اس صلح و سلامتی کی کل مدت نو سال

ہے پھر مسلمان ان سے جنگ کریں گے کیونکہ وہ درپردہ مسلمانوں کے دشمن ہوں گے مسلمان فتح یاب ہو کر مال غنیمت جمع کر کے ذی تلوم کی آبادی میں آجائیں گے۔

فائدہ: فتح کے بعد عیسائی کہیں گے صلیب کی برکت سے فتح ہوئی مسلمان کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ دونوں گروہ اسی کی رٹ لگاتے رہے گے یہاں تک کہ بعض مسلمان جذبہ سے مغلوب ہو کر صلیب پر ٹوٹ پڑیں گے جو ان کے نزدیک ہوگی وہ صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے عیسائی مذہبی غیرت سے صلیب کے توڑنے والوں کو قتل کر دیں گے اس پر مسلمان بپھر جائیں گے اسلحہ لے کر عیسائیوں سے لڑائی کریں گے اللہ تعالیٰ اس گروہ کو شہادت سے نوازے گا۔ اور وہ سارے شہید ہو جائیں گے۔

رومیوں کی مسلمان دشمنی:

رومیوں نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ اہل عرب کے شر سے ہمیں نجات کیوں نہیں دلواتے؟ ہم ان کے تمام بڑوں کو قتل کر دیں گے اب انتظار کس بات کا ہے براہ کرم جلد اجازت دیجیے۔ عیسائی بادشاہ سے اجازت لے کر نو ماہ تک تیاری کرتے رہیں گے چنانچہ وہ میدان کارزار میں اسی طرح بڑے جھنڈے لہراتے ہوئے جمع ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں غایہ ہے ایک میں بند معنی ایک ہے یعنی بڑا جھنڈا۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد تھے وہ اعماق یا دابق میں اترے (یہ دونوں حلب و انطاکیہ کے قریب جگہیں ہیں) القاموس میں ہے العمق (دونوں متحرک) نواحی حلب میں ایک علاقہ ہے اور کہا کہ اعماق انطاکیہ و حلب کے درمیان ایک جگہ ہے یہاں بہت زیادہ پانی جمع رہتا ہے یہ سوائے سردیوں کے کبھی خشک نہیں ہوتی عمق پانی کے جمیع اجزاء کو کہا جاتا ہے۔

اہل مدینہ سمیت لشکر امام مہدی رضی اللہ عنہ کا رومیوں سے مقابلہ:

عیسائیوں کے جنگ کا ارادہ سن کر مدینہ پاک کے ممتاز لوگ ان کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے یہ حضرات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ سے آئے تھے۔ عیسائی کہیں گے ہمیں وہ عرب چاہیے جو ہماری قید میں ہیں یعنی ہمارے ساتھ میں رہتے ہیں تم بیرون علاقہ کے لوگ ہو ہمارا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔ مسلمان جواب دیں گے ہم

انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ ہمارے اسلامی بھائی ہیں ہم ان کا ساتھ دیں گے۔

اہل اسلام کی شکست اور فتح علم غیب:

اس مقابلہ میں اسلامی لشکرتین حصوں میں بٹ جائے گا

1- ایک تہائی جنگ سے بھاگ جائیں گے ان کی توبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے قبول فرمائے گا۔

2- ایک تہائی شہید ہو جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔

3- فتح یاب ہوں گے اس کے بعد ہمیشہ کیلئے ہر فتنہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان تحفے اور صلح ہوگی یہاں تک کہ آپس میں جنگ کریں گے اور غنیمتیں تقسیم کریں گے۔ پھر رومی مسلمانوں سے جنگ خوب کریں گے قتل ہوں گے اور ان کے بچے قیدی بنائیں گے۔ رومی کہیں گے غنیمتیں ہمارے لئے تقسیم کرو جیسے تم نے آپس میں تقسیم کی ہیں اور مشرکین کے قیدی بھی۔ مسلمان کہیں گے کہ ہم مسلمان قیدی تمہیں نہیں دے سکتے۔ رومی کہیں گے تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ رومی قسطنطنیہ کے والی کے پاس شکایت کریں گے کہ مسلمانوں (عرب) نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ حالانکہ ہم گنتی میں ان سے زیادہ ہیں اور ساز و سامان کے اعتبار سے بھی مکمل ہیں اور طاقت اور قوت کے لحاظ سے ہم آپ ہماری مدد فرمائیے تاکہ ہم ان سے جنگ کریں میں ان سے دھوکہ تو نہیں کرتا لیکن وہ چونکہ ہم پر بڑے عرصہ سے غلبہ پارہے ہیں اسی لئے ہم آپ لوگوں کی ضرور مدد کریں گے۔

پھر وہ صاحب رومیہ آ کر خبر دیں گے وہ اس ڈھارس کے سہارے اسی ۸۰ جھنڈے روانہ کریں گے ہر جھنڈے کے ہمراہ بارہ ہزار فوجی ہوں گے اور وہ کشتیوں کا سفر کر رہے ہوں گے اور انہیں کہے گا کہ جب تم سواحل شام کے کنارے لگ جاؤ تو کشتیاں جلا دینا تاکہ تمہیں واپسی کا خیال نہ آئے اور تمام شام کے ملک میں پھیل جاؤ جنگوں اور دریاؤں میں ڈیرہ جمالو سوائے دمشق و معشق کے کسی جگہ کو نہ چھوڑو وہ، بحکم والی رومیہ شام میں پہنچ کر

بیت المقدس کو فتح کریں گے۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی دمشق و شام میں مسلمانوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! دمشق ان کے لئے اتنا وسیع ہو جائے گا جیسے ماں کا پیٹ بچے کیلئے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! معتنق کیا ہے؟ فرمایا وہ حمص کا شام میں ایک پہاڑ ہے نہر کے کنارے اسکا نام الاریط ہے۔ (نعیم بن حماد)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

عقیدہ صحابی رضی اللہ عنہ کونہ بھولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم کلی کا عقیدہ رکھتے تھے یعنی نہ ذرہ ذرہ کے متعلق یہاں تک کہ یہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ ان کے قلوب کی کیفیت کیا ہوگی؟ اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے اہلسنت کا عقیدہ یوں ظاہر فرمایا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

جنگ کے حالات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر:

مسلمانوں کے بچے معتنق پہاڑ پر اور مسلمان نہر اریط پر ہوں گے رومیوں سے شب و روز صبح و شام جنگ میں مصروف ہوں گے جب صاحب قسطنطنیہ مسلمانوں کا حال دیکھے گا وہ تین لاکھ بری فوج قسریں کی طرف بھیجے گا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس یمن کے ایک لاکھ آدمی آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ایمان کی دولت سے نوازے گا ان کے ساتھ چالیس ہزار فوج حمیر قبیلہ کے ساتھ ہوں گے وہ بیت المقدس میں آکر رومیوں سے جنگ کریں گے اور انہیں شکست دیں گے اور ان کے لشکروں کو شام سے نکالیں گے یہاں تک کہ ان کے پاس (مادۃ الموالی) پہنچ جائیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مادۃ الموالی

کون ہیں؟ فرمایا وہی تمہارے آزاد شدہ لوگ وہ تمہارے لئے ہوں گے وہ فارس کی جانب سے آئیں گے اور کہیں گے اے گروہ عرب! تم نے گروہ بندی کر رکھی ہے فریقین میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہیں کیا تمہارا کلمہ ایک نہیں ہو سکتا یعنی اتفاق کر کے کیوں نہیں لڑتے ہم نزار ہو کر جنگ کرتے ہیں اور ایک دن موالی جنگ کریں وہ دمشق کی طرف نکلیں گے اور مسلمان نہر پز ہوں گے اسے ایسے ایسے کہا جاتا ہے یعزی اور مشرکین نہر رقیہ پر اتریں گے یہ نہر اسود ہے وہ ان سے جنگ کریں گے اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر اپنی مدد نازل فرمائے گا اور ان دونوں لشکروں پر صبر اور استقامت یہاں تک کہ ایک تہائی مسلمان جنگ کریں گے وہ شہید جائیں گے اور ایک تہائی بھاگ جائیں گے باقی صرف تہائی رہ جائیں گے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ جو شہید ہو جائیں گے ان کا یہ مرتبہ کہ ان کا ایک شہید شہدائے بدر کے دس کے برابر ہے اور شہدائے بدر کا ایک ستر شہیدوں کے برابر شفاعت کرے گا۔ بہر حال یہ مسلمانوں کی فوج تین حصوں پر بٹ جائے گی

1- رومیوں سے مل جائیں گے اور کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس دین اسلام سے کوئی غرض ہے تو اس کی خود مدد کرے

2- عرب مسلمان یہ جنگ سے نکل کر چلے گئے اور کہا ہمارا رومی کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ عربی جنگلوں کی طرف نکل گئے پھر عراق، یمن، حجاز میں پہنچے اور رومیوں سے نہ مدد طلب کی اور نہ ان کا ساتھ دیا۔

3- آپس میں مشورہ کیا کہ عصبیت اچھا کام نہیں مل جل کر کام کریں دشمن پر متفق ہو کر حملہ کریں اللہ تعالیٰ مدد کرے گا لیکن جب تک تعصب میں رہو گے کامیاب نہیں ہو گے یہ مشورہ کر کے متفق ہو کر دشمن سے لڑیں گے۔ یہاں تک کہ ان بھائیوں سے جا ملیں گے جو شہید ہوئے۔

سیدنا جبریل علیہ السلام دولاکھ ملائکہ کے ساتھ:

جب رومی دیکھیں گے کہ کچھ لوگ مسلمانوں سے ان کے پاس آگئے کچھ مارے گئے

اب ان کی تعداد کم رہ گئی ہے اسی لئے دو صفوں کے درمیان جھنڈا لے کر جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور جھنڈا پر صلیب کا نشان بنوایا اعلان کر رہا تھا کہ صلیب نے غلبہ پایا اس کے مقابلہ میں ایک مسلمان دو صفوں کے درمیان جھنڈا لے کر اعلان کرے گا کہ انصار اللہ و اولیاء اللہ نے غلبہ پایا ان پر ناراض ہو جو کہہ رہے ہیں کہ صلیب نے غلبہ پایا۔ اسی دوران سیدنا جبریل علیہ السلام دو لاکھ ملائکہ کو میدان میں لے کر اتریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اے میکائیل! میرے بندوں کی مدد کر، تو میکائیل علیہ السلام دو لاکھ فرشتے لے کر میدان میں اتریں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے گا اور کفار پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترے گا یہاں تک کہ بعض مارے جائیں گے بعض شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ مسلمان فتح پا کر روم کے مقام عمورا پر آئیں گے تو دیکھیں گے عمورا میں بے شمار مخلوق موجود ہے مسلمان کہیں گے رومی اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ان گنت لوگوں کو ہم نے قتل کیا اور ان کے خون بہائے لیکن اس کے باوجود یہاں بھی بے شمار لوگ زندہ موجود ہیں۔ رومی کہیں گے ہمیں امان دو ہم جزیہ ادا کریں گے رومی امان لے کر جزیہ دینے پر متفق ہوں گے۔

دجال کی جھوٹی خبر:

اس کے بعد اطراف سے لوگ آئے اور مسلمانوں کو کہا دجال کا خروج ہو چکا اے گروہ عرب! وہ تو تمہاری اولاد کی مخالفت کر رہا ہے (اور تم یہاں زندگی گزار رہے ہو) حالانکہ یہ خبر غلط ہوگی رومی کہیں گے جو تم میں سے جانا چاہیں تو اسے خطرہ نہیں کیونکہ تم ہمیشہ غالب رہے اور نہ ہی مال اسباب لے جانے کی ضرورت ہے۔ عرب لوگ یہ خبر سن کر چل پڑیں گے لیکن وہ خبر تو جھوٹی تھی اور رومیوں نے بہانہ بنایا کہ یہ نکل جائیں گے تو بقایا مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ جھوٹی خبر سن کر اکثر عرب چلے جائیں گے جو باقی بچ جائیں گے ان پر رومی حملہ کر دیں گے اور تمام بقایا مسلمانوں کو تیغ کر دیں گے یہاں تک کہ اب روم میں نہ کوئی مرد بچ سکے گا نہ عورتیں اور نہ بچے۔

مسلمانوں کی فتح:

ان مسلمانوں کو رومیوں کی خبر پہنچے گی جو یہاں سے چلے گئے تھے وہ لوٹیں گے اور

رومیوں پر حملہ کر دیں گے اور ان کے بچوں کو قیدی بنائیں گے اور ان کے اموال بطور غنیمت سمیٹیں گے ان کی فتح کا یہ حال ہوگا کہ جس شہر یا قلعہ میں تین دن گزاریں گے اسے فتح کئے بغیر نہ جائیں گے یہاں تک کہ تمام روم فتح کر لیں گے۔ پھر وہ خلیج پراتریں گے لیکن خلیج پانی سے لبریز ہو جائے گا اس پر عیسائی کہیں گے کہ صلیب نے ہماری دریا کے ذریعے مدد کی اور ہمارے حامی و ناصر مسیح علیہ السلام ہیں لیکن صبح کو اٹھیں گے تو خلیج خشک ہو چکا ہوگا تب بھی کہیں گے صلیب نے ہماری مدد کی ہے۔ لیکن مسلمان حمد و تسبیح و تکبیر کہتے ہوئے جمعہ کی شب کو عیسائیوں کو گھیر لیں گے۔ صبح تک یہ سلسلہ جاری رہے گا عیسائیوں کو وہاں سے نکلنے نہیں دیا جائے گا۔ چاہے کوئی نیند میں ہوگا یا بیدار سب مسلمانوں کے محاصرہ میں ہوں گے جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے یکجا نعرہ تکبیر بلند کیا، اس پر بر جوں کا درمیانی حصہ گر پڑے گا۔ عیسائی کہیں گے پہلے ہم مسلمانوں۔ ے جنگ کرتے تھے اب ہماری جنگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس نے ہمارا شہر ان کے لئے گرا دیا اور ان کی خاطر ویران کر دیا پھر مسلمان ان کا سونا ہاتھوں میں لے کر ڈھالیں بھرتے رہیں گے اور ان کے بچوں کو قیدی بنا کر آپس میں تقسیم کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک ایک مجاہد کو تین تین سونو جوان عورتیں حصہ میں آئیں گی اس کے بعد جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا مسلمان ان کے مال و اسباب و کنیزوں اور غلاموں سے نفع اٹھاتے رہیں گے۔ اس کے بعد حقیقتاً دجال کا خروج ہوگا۔ اس کی تفصیل آئے گی۔

فائدہ: قسطنطنیہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کے ہاتھوں فتح کرائے گا جو اولیاء اللہ ہوں گے ان سے اللہ تعالیٰ موت و مرض اور بیماریاں اٹھالے گا یعنی امن و سکون اور آرام سے زندگی بسر کریں گے یہاں تک کہ ان میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے یہی لوگ ان کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کریں گے۔

نوٹ: یہ طویل حدیث امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”الجامع الکبیر“ میں نقل فرمائی ہے۔

قولہ، رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جائے گی یہاں تک کہ ان رومیوں کے ساتھ مل کر روم کے دشمنوں سے جنگ لڑیں گے۔ اسی روایت کی ضمیر رومیوں کی طرف راجع ہے اب یہ معنی ہوگا کہ مسلمان رومیوں کے ساتھ مل کر روم کے دشمنوں سے جنگ لڑیں گے

اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس عبارت میں لفظ مسلمین کی تصریح ہے۔ اور مال غنیمت ہمارے لئے ویسے تقسیم کرو جیسے ہم نے تمہارے لئے تقسیم کی اور فارس مسلمانوں کے دشمن ہوں گے۔ اور یہ تو امام مہدی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے مسلمان ہوں گے جیسے مسلمان ایک دوسرے سے ملک کی خاطر جنگ کرتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ وہ تقسیم غنیمت کے وقت کہیں گے کہ ہم تمہیں مسلمانوں کے بچے ہوئے مال کی غنیمت میں نہیں دیتے یا یہ کہ ان لوگوں نے اسلام کے بعد کفر کو اختیار کیا ہوگا اور یہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کے بعد وہ اموال اور مشرکین کی اولاد آپس میں تقسیم کریں گے اور یہی معنی مناسب ہے اس لیے کہ انہوں نے رومیوں سے ان پر جنگ کے لئے مدد مانگی اور رومی کافر تھے اور کافروں سے مسلمانوں پر جنگ کی امداد ناجائز ہے۔ اور بچوں کی قید کرانا یوں ہو کہ انہوں نے اطراف میں سے مسلمانوں کے بچے قید کئے ہوں گے جب انہوں نے ان پر غلبہ پایا تو پھر انہوں نے اس سے مسلمانوں کے بچوں کا مطالبہ کیا اور رومیوں نے ان میں تقسیم کا مطالبہ کیا اس لئے کہ یہ بچے کفار کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رومی دریا کی جانب سے آئیں گے اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ مقام دابق والاعماق میں پہنچے کیونکہ یہ دونوں مقام حلب کے قریب ہیں اس سے کفار کا جملہ مسلمانوں پر غلبہ ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ بھی جو اس وقت (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانہ میں دارالاسلام ہے یہ بھی دارالکفر ہو جائے گا (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ ہمیشہ اسلام سے معمور رہا۔ یاد رہے کہ اس سے قسطنطنیہ کبریٰ مراد ہے (جس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ)

اس توجیہ پر اشکال ہے وہ یہ کہ آگے آرہا ہے جب صاحب قسطنطنیہ اسے دیکھے گا تو وہ جنگل کی جانب سے تین لاکھ جنگی لے کر قسطنطنیہ کو جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہوا کہ قسطنطنیہ کا حاکم یہ لشکر مسلمانوں کی مدد کیلئے بھیجے گا۔ اسی لئے اب کوئی اشکال نہ رہا۔ یہ لشکر اس لئے بھیجے گا کہ اس وقت مسلمانوں کا لشکر تھوڑا ہوگا کیونکہ تین لاکھ ۸۰ لاکھ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جب کہ وہ لشکر اسی ۸۰ گروہوں میں ہوگا ان کے ہر ایک جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ

ہزار جنگی ہوں گے۔ اس معنی پر مسلمانوں کی تین لاکھ کی فوج بہت تھوڑی ہے، یہ اس وقت ہے جب مسلمانوں میں جو پہلے شہید ہو چکے ان میں سے جو باقی رہے ان میں سے بعض رومیوں سے مل گئے تو اسی لئے یہ تین لاکھ باقی تھے، جنہیں مدد کی ضرورت تھی جو قسطنطنیہ کے والی کی طرف سے مددگار ہوگا۔ یا یہ کہا جائے گا کہ اہل قسطنطنیہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طرف آئے اور کچھ کافر اپنے شہروں میں بچ رہے پھر مسلمان انہیں گرفتار کریں گے جیسے اہل شام کو اس سے پہلے ملک شام سے گرفتار کئے۔ یہی مطلب واضح ہے۔

قسطنطنیہ کی تحقیق:

القاموس میں ہے کہ قسطنطنیہ یا تو زائدہ مشددہ کے ساتھ کبھی طاء اولیٰ کو مغموم کر کے پڑھا جاتا ہے ملک روم کا دار السلطنت ہے اور طاء کی مفتوح بھی آئی ہے اس کی فتح قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اسے رومیہ بھی کہا جاتا ہے اور بوزنطیا بھی۔ اس کی دیوار کا طول ۲۱ ہاتھ ہے اور اس کے کنیسے (گرجے) طویل ہیں اور اس کی ایک جانب لمبے چارستون ہیں اور یہ چارستون دیواروں پر نصب ہیں جن کی لمبائی تقریباً چار ہاتھ ہے۔ اس کے ہر سرے پر تانبے سے گھوڑے کا مجسمہ ہے جس پر ایک سوار بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے جس کے ہاتھ میں سونے کا کوڑا ہے۔ اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں کھلی کر کے اشارہ کیا جا رہا ہے اور یہ دراصل قسطنطنین شہر کے بانی کی تصویر ہے۔

قولہ ماخلد دمشق:

یہ اس کے موافق ہے جو ایک روایت میں ہے۔ جنگ عظیم کے دوران مسلمانوں کا خیمہ دمشق میں ہوگا اور خروج دجال کے وقت ان کا خیمہ بیت المقدس میں ہوگا۔
فائدہ: الاریط القاموس میں ہے برزق زبیر ایک جگہ کا نام ہے اس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے اور وہ حمص کے نزدیک ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ایک نہر ہے یا وہ جگہ کا نام ہے جس کی طرف نہر منسوب ہے۔

قولہ فشہیدہم کشہید عشرة الی قولہ بسبعین شہیداً۔ (الحدیث)

اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت میں ان کا ہر ایک شہید شفاعت کرے گا اور بدر کا ہر ایک

شہید ستر شہیدوں کے برابر شفاعت کرے گا۔ اور اس دور کا شہید اہل بدر کے دس شہیدوں کے برابر شفاعت کرے گا گویا اس دور کا ایک شہید سات سو ۷۰۰ شہیدوں کی شفاعت کرے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اس ارشاد گرامی کی طرح ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ان کے ایک کا اجر و ثواب تمہارے پچاس کے اجر و ثواب کے برابر ہوگا۔

ازالہ وہم:

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ (دور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین و شہداء) اہل بدر سے مطلقاً افضل ہو گئے اس لئے کہ صحبت نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی فضیلت کے ابر تو کوئی فضیلت ہو بھی نہیں سکتی۔

فائدہ: آئندہ اوراق میں اس کی تفصیل آئے گی کہ فضیلت کی کئی قسمیں اور وجہیں مختلف ہیں اسی معنی پر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین و شہداء کی فضیلت کی وجہ اور ہے اور مجاہدین و شہدائے بدر کی فضیلت کی وجہ اور۔ یا یہ کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین و شہداء کے ایک کی مشقت دس اہل بدر کے مجاہدین کی مشقت کے برابر ہوگی کیونکہ ان کا رومیوں سے واسطہ ہوگا اور رومیوں کی تعداد بدر کے کفار کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔ علاوہ ازیں بدر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے جس میں ایک گونہ فرحت و سرور ہوگا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مجاہدین نبوت سے صدیوں بعد جنگ کر رہے ہوں گے جنہیں نبوت کی حاضری کا سرور و فرحت حاصل نہ ہوگا۔

فائدہ: اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بدر میں صرف تین ہزار ملائکہ کی مدد کا بیان ہے اور تین لاکھ جنگی ہیں گویا اس گنتی کو سامنے رکھ کر مذکورہ بالا اجر و ثواب کا بیان ہے۔

سوال: ایک جگہ پر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے معاون و مدد ملائکہ تین ہزار مذکور ہیں اور آپ تین لاکھ لکھ رہے ہیں۔

جواب: تین ہزار ایک خاص جنگ عظیم کی بات ہے ویسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مجموعہ تعداد امداد ملائکہ تین لاکھ ہے۔

عمورہم نے تین نسخوں میں اس لفظ کو دیکھا ہے تو ان میں تاء تانیث (جو وقف کے وقت ہا بن جاتی ہے) اور ہائے نسبی نہیں ہے اور القاموس وغیرہ میں اسے عموریہ ہاء کے ساتھ ہے شاید اس کی ایک لغت یہی ہے یا بعض نسخوں میں زوائد (الفاظ) کی کمی واقع ہوئی ہے۔

فائدہ: روم کا بار اول کہنا۔ (مَدْلَنَد) اس کا معنی ہے۔ خلیج ہمارے لئے بڑھی یعنی خلیج کا پانی بڑھا اور وہ پانی سے بھر گئی دوسری بار ان کا اس سے انکار ہے بلکہ اس قول کی تکذیب ہے جو اوپر مذکور ہوا اس کی تطبیق یوں ہے کہ یہاں عبارت میں ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے۔ اس پر اس کا قول دلالت کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے:

كنا نقاتل العرب فالآن نقاتل ريند

”پہلے ہم عرب سے لڑتے تھے اب ہم اپنے رب سے لڑ رہے ہیں۔“

اصل کلام یوں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے اسی لئے ہم ان سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اس سے خود کو قیدی بننے کو تسلیم کر رہے ہیں۔ (واللہ اعلم)

قوله ياليس و يجس البحر:

یعنی وہ خلیج کو بند کر رہا ہے اسے دوسری روایت میں فلق البحر سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اس میں علماء کرام کے اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ جس نبی علیہ السلام سے جس طرح کا معجزہ ظاہر ہوا اس طرح کا بلکہ اس سے بڑھ کر عظیم معجزہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔ (واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم)

فائدہ: اس کے بعد کے الفاظ حدیث آسان اور ظاہر ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں میں جنگ میں ہر ایک نے موت کی شرط لگائی کہ یا فتح کر کے دم لیں گے یا مرجائیں گے اسی لیے دن بھر لڑتے رہتے یہاں تک رات کی تاریکی انہیں جنگ کو بند رکھتی۔ اس دوران کوئی بھی کسی پر غلبہ نہ پاسکا تین دن تک یہی حال رہا۔ مسلمان انہی سابق شرط پر قائم رہے یہاں تک کہ چوتھے روز بقایا مسلمانوں کی مدد کیلئے پہنچے اس پر اللہ تعالیٰ کفار پر شکست طاری کر دے گا اب ایسی سخت جنگ ہوگی کہ دیکھی اور سنی نہ گئی یہاں تک کہ اگر پرندے بھی ان کے قریب سے گزرتے تو وہ بھی بچ کر نہ نکلتے اس جنگ میں ایک قبیلہ کے سو آدمی جنگ

میں جاتے تو بیچ کر نہ آتے ایک یا دو سوائے ایک یا دو حالانکہ جاتے وقت گنتی کر کے جاتے۔ پھر نہ تو ان کی میراث تقسیم ہوتی نہ وہ مال غنیمت سے خوشی محسوس کرتے۔ اس جنگ کے بعد ایک مرد پچاس عورتوں کا کفیل ہوگا۔

حل لغات:

الشرطۃ (بالضم) لشکر کا ایک گروہ جو جنگ کیلئے بھیجا جاتا فوج کے مقدمہ الجیش کے نام سے مشہور ہے۔ ونہدالیہم بمعنی ان کے بالمقابل کھڑا ہو گیا۔ الدرۃ بمعنی الہزیمة یعنی شکست جنباتہم جیم نون مفتوح پھر باء موحده یعنی ان کے کناروں سے پرندوں گزرتے "لا یخلفہم بتشدید الام" یعنی وہ انہیں اپنے پیچھے چھوڑتا یعنی وہ پرندہ ان سے تجاوز نہ کر پاتا یہاں تک کہ اڑنے سے رک جاتا یعنی مرجاتا ان کے جنگ کے دائرہ میں اور ان کی بکثرت مار دھاڑ سے اور ان کے ایک دوسرے کے پے درپے قتل کرنے سے یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ جانے کے، یہاں قسطنطنیہ سے بڑا قسطنطنیہ یعنی دار الخلافہ مراد ہے۔

فائدہ: عقد الدار میں ہے کہ قسطنطنیہ کے سات قلعے ہوں گے ساتواں قلعہ ان چھ قلعوں کو محیط ہوگا اس کا عرض اکیس ہاتھ ہوگا اور اس کے سوا ابواب (دروازے) ہوں گے اور وہ قلعہ جو شہر کے قریب ہوگا اس کا عرض دس ہاتھ ہوگا۔ اور وہ اس خلیج پر جس کا پانی بحر رومی میں گرے گا اور یہ خلیج بلاد رومیہ و اندلس کے متصل ہوگی۔

کرامات امام مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کی فتوحات:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ (قسطنطنیہ کی فتح کے دوران) ایک مقام پر اپنا جھنڈا گاڑ کر نماز صبح کے وضو کیلئے دریا کے کنارے پر بیٹھیں گے تو دریا کا پانی آپ سے پیچھے کو ہٹنے لگے گا آپ اس کے پیچھے چلیں گے تو دریا اپنی جگہ دے گا یعنی دریا کا پانی خشک ہو جائے گا آپ اعلان فرمائیں گے کہ اے لوگو! تمہارے لئے دریا ایسے خشک ہو گیا ہے جیسے بنی اسرائیل کیلئے خشک ہو گیا۔ آپ لشکر کے آگے اور لشکر آپ کے پیچھے دریا کی خشکی میں چل پڑیں گے دریا پار کر کے نعرہ تکبیر بلند کریں گے ان کے نعرہ تکبیر سے شہر کی دیواریں گر پڑیں گی تین

نعروں سے دیواریں گر جائیں گی ان کی تیسری تکبیر سے قلعہ کی بارہ برجوں کے درمیان کی دیوار گر جائے گی اس طرح سے شہر فتح کر کے اس میں ایک سال مقیم رہ کر مساجد تعمیر فرماتے پھر آگے چل کر دوسرے شہر میں داخل ہو کر فتح یاب ہوں گے۔ اسی دوران جب کہ وہ اس شہر کا مال غنیمت ڈھالوں میں ڈال رہے ہوں گے تو بلند آواز سے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ دجال تمہارے پیچھے مٹام میں آ گیا ہے وہ تمہاری اولاد کو قیدی بنا رہا ہے وہ اعلان سن کر واپس لوٹیں گے تو یہ جھوٹا اعلان ثابت ہوگا سخت شرمسار ہوں گے پھر ایک ہزار کشتی عکا (ایک جگہ کا نام) سے تیار کر کے رومیہ کی طرف روانہ ہوں گے ان میں اہل مشرق بھی ہوں گے اور اہل مغرب بھی اور شامی بھی ہوں گے حجازی بھی ایک ہی ان کا سربراہ ہوگا۔

علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن کبیر المازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بھتیجے! شاید تم قسطنطنیہ کا زمانہ پالو تو خبردار اس کی غنیمت کو ہاتھ مت لگانا اور اس کی فتح اور خروج دجال کے درمیان سات سال کا عرصہ ہوگا۔ (رواہ بخیم بن حماد فی "الفتن")

فائدہ: بیت المقدس کا خزانہ نکالا جائے گا اور زیورات بھی جسے طاہر بن اسماعیل نے بنی اسرائیل سے جنگ کر کے چھینے تھے اور بنی اسرائیل کو قیدی بنایا تھا اور بیت المقدس کے زیورات پر قبضہ کر لیا تھا پھر انہیں آگ سے جلا دیا۔

یہ خزانہ سات سو کشتیوں پر لاد کر رومیہ لایا جائے گا۔

علم غیب:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ خزانہ نکال کر بیت المقدس کی طرف واپس لوٹائیں گے۔

رومیہ کا تعارف:

رومیہ ملک روم کا ام البلاد تھا جو اسی کا سربراہ ہوتا ہے الباب (آج کی اصطلاح میں با کہا جاتا ہے) کہا جاتا (اور آج کے دور میں اس کا فاتیکان ہے۔ اویسی غفرلہ) وہ دین نصرانیہ کا پابند ہوتا ہے یوں سمجھئے جیسے مسلمانوں میں خلیفہ ہوتا ہے یونہی نصرانیوں کا سربراہ کا

لقب باب ہوتا (جیسے آج کل بابا کہا جاتا ہے) (عقد الدرر)

فائدہ: اس رومیہ کے متعلق مورخین ایسے عجائب و غرائب بیان کرتے ہیں جو ہم نے اس دنیا میں اس جیسا شہر کوئی نہیں سنا۔

فتح القسطنطنیہ:

رومیہ کے قریب ہی قسطنطنیہ ہوگا وہاں چار تکبیریں کہیں گے تو اس کی دیواریں گر پڑیں گی یہاں چھ لاکھ آدمیوں کو قتل کریں گے اور وہاں سے بیت المقدس کے زیورات اور وہ صندوق جس میں سیکنہ اور ماندہ بنی اسرائیل اور تختیوں کے ٹکڑے اور سیدنا آدم علیہ السلام کی پوشاک اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور منبر سلیمان اور وہ من و سلوئی (جو نبی اسرائیل پر اترے تھے جو نہایت سفید ہوں گے) کی دو روٹیاں نکالیں گے اس کے بعد القاطع شہر میں آئیں گے جس کا طول ایک ہزار میل اور عرض پانچ سو میل ہوگا اور اس کے تریسٹھ دروازے ہوں گے ہر دروازے سے ایک ہزار جنگی نکلیں گے اور وہ شہر دریا کے کنارے پر ہوگا اس میں کشتیاں نہیں ہوں گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دریا میں کشتیاں کیوں نہیں ہوں گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ یہ دریا اتنا گہرا نہیں ہوگا اسے چھوٹی کشتیوں کے ذریعے عبور کم یں گے اللہ تعالیٰ نے اس میں بنی آدم کیلئے بیشتر منافع رکھے ہیں۔ ہاں اس کے بعض مقامات گہرے ہوں گے اس میں کشتیاں چلیں گی۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا لشکر اس شہر میں داخل ہوتے ہی چار بار نعرہ تکبیر بلند کرے گا ان سے شہر کی دیواریں گر جائیں گی یہ لشکر مہدی رضی اللہ عنہ اس کے اموال و اسباب کو غنیمت بنا لیں گے۔ اور اس میں سات سال مقیم رہیں گے پھر وہاں سے منتقل ہو کر بیت المقدس میں آجائیں گے یہاں انہیں خبر ملے گی کہ دجال نے یہود و نصیبان سے خروج کیا۔ ابو عمر والدانی نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

تمام دنیا کو محیط بحیرہ اخضر:

ایک روایت میں ہے کہ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ) شہر قاطع میں تشریف لائیں گے یہ بحیرہ اخضر پر واقع ہے اور بحیرہ اخضر تمام دنیا کو محیط ہے اس کے پیچھے بس اللہ ہی اللہ) اس کا طول ایک ہزار اور عرض پانچ سو میل ہے یہاں تشریف لا کر تین بار نعرہ تکبیر بلند کریں گے ان کے

نہروں سے شہر کی دیواریں گر جائیں گی یہاں ایک لاکھ نفوس کو قتل کریں گے وہاں سے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ بیت المقدس کو ایک ہزار کشتی پر تشریف لے جائیں گے شام کے ملک فلسطین میں تشریف لائیں گے فلسطین، عکا، صور، عسقلان وغزہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کا تمام مال و اسباب غنیمت لے جائیں گے پھر آپ بیت المقدس میں رونق افروز ہوں گے خروج دجال تک یہیں پر قیام پذیر رہیں گے۔

فائدہ: مسلمانوں کے خیمے اس جنگ عظیم میں دمشق میں نصب کئے جائیں گے اور آپ خروج دجال کے وقت بیت المقدس میں ہوں گے اس کے بعد آپ آفاق، جملہ عالم دنیا کا دورہ کریں گے ذوالقرنین سکندر رضی اللہ عنہ کی طرح کوئی شہر ایسا نہ ہوگا جس میں آپ داخل نہ ہوں گے اور اس ملک کی خوب اصلاح فرمائیں گے کوئی ظالم و جابر بادشاہ ایسا نہ ہوگا۔ جسے آپ تباہ نہ کریں گے۔

چار بادشاہ:

حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر دنیا کے دو مومن اور دو کافر بادشاہ ہوئے

مومن:

1- حضرت ذوالقرنین سکندر رضی اللہ عنہ۔

2- حضرت سلیمان علیہ السلام۔

کافر:

1- نمرود

2- بخت نصر۔ عنقریب پانچواں میری عترت (اولاد) سے ہوگا وہ امام مہدی ہیں رضی اللہ عنہ۔

اصحاب الکہف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اصحاب الکہف امام مہدی رضی اللہ عنہ کے یار و مددگار ہوں گے۔ (ابن مردویہ)

نکتہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ اصحاب الکہف کا اتنا عرصہ دراز کے بعد امام مہدی رضی اللہ عنہ

کے ساتھ ہونے کی تاخیر کی حکمت یہ ہے کہ وہ امت محمدیہ ﷺ میں داخل ہو سکیں یہ ان کیلئے اکرام و اعزاز کے طور ہے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کا پہلا جھنڈا:

سب سے پہلا جھنڈا جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے تیار ہوگا وہ ہے جو آپ ترکوں کے مقابلہ میں تشریف لے جائیں گے۔

فائدہ: یہ فتوحات روم کے تحائف بھیجنے پھر ان کے جنگ کے دوران ہوں گی کیونکہ آپ کی ان کے ساتھ مشغولی کے باعث اور کسی فتح کے لئے فارغ نہ ہو سکیں گے یا یہ کہ آپ خود دوسری جنگوں میں اپنی شرکت کی بجائے سرایا بھیجا کرتے ہوں گے اس معنی پر آپ کا ہر ملک میں داخل ہونے کی نسبت مجازی ہوگی۔

علم غیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال کی مدت صرف سات ماہ ہوگی۔ ایک روایت میں سات سال ہے۔

ابوداؤد نے فرمایا کہ ایک سال میں اور یہ روایت سات سال والی سترہ مہینے والی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

مدت خلافت مہدی رضی اللہ عنہ:

آپ کی خلافت کی مدت کے بارے میں مختلف روایات ہیں پانچ یا سات یا نو سال کم از کم پانچ سال تو ضرور ہے اور زیادہ نو سال بعض روایات میں انیس سال اور چند ماہ بعض میں بیس سال بعض میں چوبیس سال بعض میں تیس سال بعض میں چالیس سال ان میں نو سال میں وہ دور شامل ہے جس میں رومی آپ کو تحائف بھیجتے رہے اور امن و سلامتی سے گزارا۔

تطبیق الروایات:

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نے ”القول المختصر“ میں لکھا کہ بشرط صحت روایات ان کی تطبیق یوں ہے کہ آپ کی بادشاہی مختلف اوقات میں ظہور میں آئی اور کسی وقت قوت و طاقت

بڑھ جاتی کسی وقت کمزوری ہو جاتی۔ بعض نے کہا کہ زیادہ عرصہ اس لئے روایت میں آیا ہے کہ آپ کی جملہ مدت خلافت مراد لی گئی ہے اور کم از کم مدت ظہور کے اعتبار سے ہے اور اوسط مدت وہی درمیانی وقفے کہ کسی وقت شاہی زور پکڑ جاتی کسی وقت کمزور ہو جاتی۔

تحقیق المصنف رحمہ اللہ:

آپ نے فرمایا علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی تقریر کی چند وجوہ ہیں۔

1- حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بالخصوص اہل بیت کرام کو بشارات سنائیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر ظالموں کے ظلم و ستم کا بدلہ عدل و انصاف سے نوازا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مدت عدل اتنا زیادہ مقدار میں ہو کہ انہیں ظلم و ستم اور فتنے ذہن سے اتر جائیں اور سات و نو سال کی خلافت مہدی رضی اللہ عنہ کی مدت کم از کم سات یا نو سال ہے۔

2- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تمام دنیا کو اس طرح فتح کریں گے جیسے سیدنا سلمان علیہ السلام اور ذوالقرنین رحمہ اللہ نے فتح کیا پھر آپ دنیا کا دورہ کریں گے جیسا کہ بعض روایات میں ہے اس میں شک نہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ تمام (آبادی) روئے زمین کا صرف چار پانچ سال میں دورہ فرمائیں۔ بلکہ اس کیلئے طویل مدت چاہیے قطع نظر اس کے کہ آپ نے جہاد بھی کیا اور جہاد کیلئے عساکر (بہت زیادہ لشکر) بھی تیار فرمائے اور لشکروں کو جہادوں کی تربیت بھی دی اور ہر ملک کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مساجد بھی بنوائیں وغیرہ وغیرہ۔

3- آپ کے دور میں عمر بڑی بھی ہوتی تھیں جیسا کہ آپ کی سیرت میں گذرا اور عمروں کی درازی آپ کی عمر کی درازی کی مقتضی ہے اور نو سال اور اس سے کم مدت اتنی لمبی عمر نہیں۔

4- رومیوں نے نو سال آپ کو تحائف و ہدایا بھیجے اور امن و سلامتی کا مظاہرہ کیا اور آپ نے قسطنطینیہ میں ایک سال قیام فرمایا اور شہر القاطع میں سات سال اور ان کے پاس دوبار آنا جانا ہوا اسی دور میں واپس بیت المقدس دوبارہ تشریف لائے۔

اس کیلئے کچھ مدت درکار ہے پھر سفیانی کے ساتھ جنگ کی مدت بھی ساتھ ملا لیجئے وہ تین سال کے بعد بیعت توڑ دے گا آپ نے اسی مدت مذکورہ کے دوران ہندوستان اور دیگر ممالک اور بہت سے شہر فتح فرمائے ان تمام حالات کو ملایا جائے تو آپ کی مدت خلافت کے لئے سالہا سال چاہیے (جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہے) اس معنی پر تو آپ کی مدت خلافت نو سال سے زائد ہونی چاہیے۔

فائدہ: ہاں سات سال کی مدت بائیں معنی ہے کہ آپ نے تمام دنیا پر قبضہ رکھا۔ اس دوران کوئی دیگر معاملات درپیش نہ آئے۔ اس تقریر پر حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ سات سال تمام روئے زمین کے بلا شرکت غیر مالک رہے۔ سات مسلسل شہر القاطع کی فتح کے بعد اور نو سال قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد کا زمانہ مراد ہے سفیانی کو قتل کرنے اور جملہ اہل اسلام کا آپ کی خلافت قبول کرنے کے بعد انیس سال مراد ہیں۔ اس لئے کہ رومیوں نے نو سال تو آپ کے ساتھ صلح اور امن و سلامتی سے گزارے اس کے بعد آپ نے اس سے جنگ کی اور اپنے تابع کیا اس کی بھی مدت (کم و بیش چند ماہ) دس سال ہے۔ اور چونیس سال اس اعتبار سے ہے کہ آپ ملک شام میں تشریف لے گئے اسی دوران سفیانی نے آپ کی بیعت کی (پھر ہوا جو کچھ ہوا) اور تیس سال بائیں معنی ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں اپنے خروج کا اظہار فرمایا اور پھر حجاز پر قبضہ کیا وغیرہ اور چالیس سال بائیں معنی ہے کہ آپ نے پہلے طائف سے خروج کر کے امیر مکہ کو قتل کیا اس کے بعد آپ ایک عرصہ غائب رہے پھر خراسان میں ہاشمی نے سر اٹھایا تو اس کے مقابلہ کیلئے بہتر ماہ (تک تلوار کا ندھے پر رکھی یعنی ہاشمی کے ساتھ برسر پیکار رہے

اللہ ورسولہ اعلم ^{صلی اللہ} ^{علیہ وسلم}:

مصنف ^{رحمۃ اللہ علیہ} نے فرمایا کہ میری تقریر مذکورہ اس سے بہتر ہے کہ بعض روایات کو ساقط کر دیا جائے (یا ضعیف قرار دیا جائے) اور قاعدہ ہے کہ ترجیح عدم اسقاط کو ہے یعنی حتی الامکان روایات میں تطبیق دی جائے (جیسے سیدنا امام ابوحنیفہ ^{رضی اللہ عنہ} کا طریقہ ہے اور وہ طریقہ غلط ہے جو بعض روایات کو ساقط کر دیا جائے یا ضعیف کہا جائے جیسے غیر مقلدین کا طریقہ ہے

آخر میں مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا: واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم۔

الحمد للہ! یہ طریقہ آج کل اہلسنت کو نصیب ہے یہاں تک کہ اکثر سنی مفتیان کرام (سدا سلامت ہوں) اپنے فتاویٰ کے آخر میں لکھتے ہیں (واللہ ورسولہ اعلم بالصواب) یہی طریقہ اسلاف رحمہم اللہ ہے اور الحمد للہ اسلاف رحمہم اللہ کے قدم بہ قدم سنی حضرات ہیں۔
(اضافہ اویکیہ غفرلہ)

آخری جواب:

علاوہ ازیں نو سال یا اس سے کم جن روایات میں وارد ہے ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ان دونوں حضرات کامل کروقت گزار نامراد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام و جال کو قتل کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سلطنت میں دخیل نہ ہوں گے کیونکہ قاعدہ ہے کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے اور آپ ان کے تابع ہو کر رہیں گے نہ کہ مستقل حاکم (امیر) اسی لئے آپ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آپ ان کی اقتداء کریں گے جیسا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں گے کہ نماز کی امامت سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو فرمائیں گے تمہارے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اسی امت کی تکریم و اعزاز ہے۔

سوال: بعض روایات میں وارد ہے کہ وہی نماز امام مہدی رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے پھر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امام بن کر نمازیں پڑھائیں گے۔

جواب: وہی ایک نماز پڑھا کر امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز کا امام مقرر کر دیں گے۔ کیونکہ جب ان کی خلافت و امارت ثابت ہو جائے گی پھر ان کے لئے جائز ہے کہ وہ جسے چاہیں نماز کا امام مقرر فرمائیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور آپ کی افضلیت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منافی نہیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ مفضول کی خلافت افضل کی موجودگی میں جائز ہے بالخصوص جب خلیفہ قریش سے ہے۔

حوالہ قاعدہ مذکورہ:

امام قسطلانی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ المتوفی ۵۹۷ھ نے فرمایا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام از خود امام بن کر نماز پڑھاتے تو اشکال ہوتا لیکن یہاں تو یہ ہے کہ وہ نائب اور مبتدی شرعی ہو کر امامت کر رہے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماموم مقتدی ہوئے تاکہ اس شبہ کا غبار بھی مٹ جائے کہ ”لابی بعدی“ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سہی لیکن اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائے ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ قریش سے ان کا ملک سلب ہو جائے گا اس کا مطلب یہ کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کیونکہ جو اختصاص قریش کو حاصل تھا وہ نہ رہا عیسیٰ علیہ السلام کے واپس تشریف لانے کے بعد اس کے ساتھ سوائے رجوع کرنے کے کوئی خصوصیت نہ رہی یہ اس حدیث کے بھی منافی نہیں کہ یہ امر خلافت قریش میں رہے گا جب تک کہ دنیا میں دو آدمی موجود ہوں۔ اس کا اشارہ شیخ اکبر رحمہ اللہ کی فتوحات مکیہ شریف کی تقریر میں آئے گا، ان شاء اللہ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وجہ سے بہت سے اشکال مندرج ہو جاتے ہیں اس وجہ سے کہ ان دونوں (حضرت عیسیٰ، حضرت مہدی علیہما السلام) کا زمانہ برکت اور امن سے موصوف ہے کیونکہ وہ زمین کو عدل سے بھریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے کیونکہ زمانہ ایک یہی ہے اس لئے یہ کام کبھی ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور کبھی ان کی طرف سے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل پکڑی جاتی ہے ارشاد گرامی ہے کہ ”تم اس وقت کیسے ہوں گے جب تم میں ابن مریم فیصلہ کرنے والے حاکم بن کر اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔“

پس احتمال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان انصاف کا فیصلہ کرنے والے حاکم سے امامت مراد ہو۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احتمال کو اپنے ہی فرمان سے دفع کر دیا کہ فرمایا ”تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اس امامت سے مراد نماز کی امامت نہیں کیونکہ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع میں اثبات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

حضور ﷺ کے خلیفہ کی رعیت ہونا اور حضور ﷺ کی امت سے ایک امتی ہونا ہے۔

فتوحات مکیہ شریف کی تقریر:

مصنف رحمہ اللہ تاملہ کا عنوان دے کر لکھتے ہیں کہ ذیل میں چند فوائد کا ذکر ہوگا جو احادیث مبارکہ کے مضامین پر مشتمل ہیں ان فوائد کی تائید اس کشف صحیح سے ہوتی ہے:

جو انام المحققین رئیس المکاشفین حضرت محی الدین والمملۃ محمد بن العربی الطائی الحاتمی
الاندلسی قدس سرہ المتوفی ۶۳۸ھ۔

(آپ کے تعارف کے لئے فقیر کی تصنیف سوانح الشیخ الاکبر، زیر طبع مطالعہ فرمائیں۔
اویسی غفرلہ) نے فتوحات مکیہ کے تین سو چھیا سٹھویں (۳۶۶) باب میں فرمایا ہے:

بیشک اللہ تعالیٰ اپنا خلیفہ (مہدی رضی اللہ عنہ) اس وقت بھیجے گا جب زمین جو رو ظلم سے بھر جائے گی وہ خلیفہ زمین کو عدل و انصاف سے پر فرمائے گا وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر ہوں گے ذرہ برابر بھی قدم مصطفیٰ ﷺ سے خطانہ کریں گے ان کی رہبری ایک فرشتہ کرے گا جسے نہ دیکھیں گے۔ بیواؤں و محتاجوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور ضعیف اور کمزوروں کو تقویت بخشیں گے مشکلات حق پر اعانت فرمائیں گے جو کہیں گے اس پر عمل کریں گے اور وہ کریں گے جو منہ سے نکالیں گے اور وہ بات کہیں گے جو وہ جانتے ہوں گے اور ان کا علم مشاہدہ سے ہوگا رات کو اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے گا وہ ظلم اور ظالموں کی جڑ کاٹ کر رکھ دیں گے۔ دین کو قائم کریں گے اور اسلام میں روح پھونکیں گے اسے ذلت کے بعد عظمت بخشیں گے اس کی موت کے بعد اسے زندہ فرمائیں گے جو پہلے جاہل، بخیل اور بزدل ہوں گے آپ کی برکت سے وہ لوگوں میں بڑے علم اور مکرم تر اور بہت بڑے بہادر ہو جائیں گے جزیہ معاف کریں گے تلوار کے ساتھ دعوت حق دیں گے جو انکار کرے گا وہ مارا جائے گا جو ان سے جھگڑے گا وہ رسوا و ذلیل ہوگا۔ دین کی وہ باتیں ظاہر ہوں گی جو اس کے لائق ہیں اگر اس دور میں رسول اللہ ﷺ زندہ (ظاہراً) موجود ہوتے تو آپ ﷺ بھی اسی طرح احکام صادر فرماتے جس طرح امام مہدی رضی اللہ عنہ جاری فرمائیں گے تمام مذاہب (مختلف ٹولے اور مختلف ادیان جیسے بدھ مذہب عیسائیت و یہودیت) زمین سے مٹا کر

خالص دین باقی رکھیں گے ان کے دشمن وہی مولوی ہوں گے جو اپنے لیڈروں کے اجتہاد پر عمل کرتے ہوں گے نہ وہ علماء کرام جو ائمہ کرام (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد حنبلی رضی اللہ عنہم) کی تقلید میں ہوں گے وہ مولوی (بد مذہب) آپ کے حکم کے تحت مجبوراً داخل ہو جائیں گے آپ کی تلوار کے خوف سے اور آپ کے دبدبہ اور اس حسن سلوک سے جو آپ کے ارشادات میں ہوگا آپ کے صرف وہ فقہاء مخالف ہوں گے جن کی فقہت اصول اسلام کے خلاف ہوگی کیونکہ آپ کی وجہ سے ریاست کی سبج دھج خاک میں مل جائے گی اور عوام پر جو سکہ جماتے ہوں گے وہ ختم ہو جائے گا اُن کیلئے کسی حکم کا کوئی علم باقی نہ رہے گا مگر تھوڑا سا اور عالم میں اس امام کے وجود کی وجہ سے اختلاف اٹھ جائے گا۔ اگر آپ کے ہاتھ میں حق کی تلوار نہ ہوگی تو ایسے فقہاء غلط کار آپ کے قتل کا فتویٰ صادر فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے لطف اور تلوار حق سے انہیں غلبہ بخشے گا پھر وہ آپ سے طمع کریں گے اور خوفزدہ ہوں گے وہ ظاہراً تو آپ پر ایمان لائیں گے لیکن دل میں آپ کے مخالف ہوں گے آپ سے خواص سے زیادہ خوش ہوں گے۔ اس دور میں زیادہ سعادت مند اہل کوفہ ہوں گے آپ کے ہاتھ پر عارف باللہ حضرات یعنی اہل الحقائق مشاہدہ و کشف و معرفت الہی سے بیعت کریں گے۔ اس کے حامی خاص بندگان خدا ہوں گے وہی آپ کی دعوت قبول کریں گے اور آپ کی دل و جان سے مدد کریں گے۔ وہی آپ کے وزراء ہوں گے وہی آپ کی مملکت کے بوجھ کو اٹھائیں گے اور ہر طرح سربکف ہو کر آپ کی مدد کریں گے ان میں نو (۹) ایسے ہوں گے جو اقدام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کے لئے فرماتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ (پ ۱۲۱ الاحزاب ۲۳)

”مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔“

اضافہ اویسی غفرلہ:

در اصل یہ آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی چنانچہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب وغیرہم رضی اللہ عنہم نے نذر کی تھی کہ وہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے

تو ثابت رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں گے ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا۔ (خزائن العرفان) اب یہ حکم ہے جیسا کہ علم التفسیر کا قاعدہ ہے کہ نزول خاص ہوتا ہے لیکن حکم عام ہوتا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

وہ عجمی لوگ ہوں گے ان میں کوئی عربی نہ گا لیکن وہ عربی میں گفتگو کریں گے ان کے محافظ ہوں گے جو ان کے جنس سے نہ ہوں گے (وہ محافظ ایسے ہوں گے) جنہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی ہوگی (وہ نو ۹ حضرات آپ کی اس امامت کی اتباع کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو نصیب ہوگی۔ اور وہ محافظ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کریں گے) یہی نو ۹ آپ کے خاص وزراء اور افضل الامین ہوں گے یعنی یہ محافظ کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ معصوم صرف انبیاء علیہم السلام ہیں وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آپ کے مخصوص وزیر ہونگے، ہاں امام مہدی رضی اللہ عنہ کی عصمت کے بارے میں اشارہ بعد میں آئے گا یہ اشارہ فرشتے کی طرف ہے جو اسے راست کی طرف رہنمائی کرے گا اس کی تائید ان کا یہ قول کرتا ہے کہ وہ محافظ ان کی جنس سے نہ ہوگا وہ یہ کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم میں ہیں لیکن وہ محافظ جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے گا اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہوں گے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یا وہ فرشتہ ہوگا جو آپ کی رہبری اور تائید کرے گا۔

سوال: اگر محافظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اوپر کہا گیا ہے کہ وہ ان کی جنس سے نہیں ہوں گے حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کی جنس سے ہیں یعنی بشر ہیں۔

جواب: کبھی جنس سے مراد نوع بھی ہوتا ہے اب مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نوع سے نہیں کیونکہ آپ بنی اسرائیل سے ہیں اور اعاجم سے ہیں (عجمی ہیں، عربی نہیں اگرچہ لفظ عجم ماسوی العرب کو کہتے ہیں لیکن عجمی کا غالب اطلاق اہل فارس پر ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی جنس سے نہیں یعنی ان کی نوع سے نہیں) (واللہ اعلم) کسی شاعر نے کہا:

الا ان ختم الاولیاء شہید وعین امام العالمین فقیہ

هوالمصيرم الهندي حين يبيدُ
هوالمصيرم الهندي حين يبيدُ
هوالمصيرم الهندي حين يبيدُ
هوالمصيرم الهندي حين يبيدُ

”خبردار ختم الاولياء شہید ہیں اور امام العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا عین ہیں یعنی آپ کے عین نقش قدم پر ہیں وہ امام مہدی آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ کاٹنے والی ہندی تلوار ہیں۔ جب وہ کاٹتے ہیں وہ سورج ہیں۔ جو ہر غم سے جلا بخشتے ہیں وہ موسلا دھار بارش ہیں بہار کی بارش کی طرح جب سخاوت کرتے ہیں۔“

فائدہ: ختم الاولياء سے امام مہدی، امام العالمین سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، الصارم سے تلوار الوابل سے موسلا دھار بارش، الوسی سے بہار کا موسم مراد ہے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا وقت آ گیا اس کا وقت آ گیا اس کا وقت تمہارے سروں پر سایہ فگن ہے وہ ظاہر ہوں گے قرن رابع (چوتھا) میں جو تین قرون گذشتہ سے لاحق ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ صحابہ کرام کا زمانہ ہے پھر وہ جو اس کے متصل ہے پھر وہ جو اس کے قریب ہے یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں ثم الذین یلونہم تین بار کہا گیا لیکن یہ خیر القرون قرنی کے بعد مراد ہوگا ایک روایت میں تین بار مسلسل اور ایک بار تہا وارد ہوا ہے اس معنی پر چوتھا ان تینوں سے ملحق ہوگا پھر تیسرے اور چوتھے قرن کے درمیان امور مذکورہ (جو باب ۳) میں تفصیل گزری ہے حادث ہوں گے اور خواہشات نفسانی اور مذہبی فتنے پھیلیں گے، خونریزی ہوگی اور مذہبی بھیڑیے شہروں میں پھیل جائیں گے۔ فسادات پھوٹ پڑیں گے ظلم جوش مارے گا یہاں تک کہ خون ٹھاٹھیں مارے گا ظلم کی وجہ سے عدل کا دن منہ پھیر جائے گا جب ظلم کی رات آئے گی (تو عدل کا دن ڈوب جائیگا) اس دور کے شہداء بہترین شہداء ہوں گے اس کے اماناء بہترین امانت دار ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کے لئے ایک ایسے گروہ کو بھیجے گا جسے اس نے پردہ غیب میں چھپا رکھا ہے انہیں حقائق سے کشفاً و شہوداً آگاہ فرمائے گا۔ ان کے اس وقت بندوں کے کام مشوروں پر ہوں گے اور وہ فیصلہ خدائی فیصلہ ہوگا۔

وہ عارف باللہ لوگ ہوں گے جو وہاں کے لائق ہوگا اسے خوب سمجھتے ہوں گے دراصل

یہ برکت تو حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ہوگی آپ حق کی تلواریں اور سیاست اصلہ کے عامل ہوں گے آپ اللہ تعالیٰ سے ہی معاملات اور امور کی خوب معرفت رکھتے ہوں گے جتنا انہیں ضرورت ہوگی ان کے مراتب و منازل سے خوب واقف ہوں گے، چونکہ آپ خلیفہ حق ہیں اسی لیے انہیں منجانب اللہ کلی ہدایت و ارشاد نصیب ہوگی۔ اسی لئے تمام حیوانات اور پرندوں کی بولیاں بھی جانتے ہیں آپ کا عدل و انصاف انسانوں و جنات تک اثر رکھتا ہوگا یہ آپ کے وزراء کی نصرت و فراست کا نتیجہ ہوگا جو منجانب اللہ یہ حضرات وزراء مقرر ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کیلئے فرماتا ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ (پ ۲۱، الروم ۴۷)

”اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔“

یہ ان حضرات کے نقش قدم پر ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا وَاللَّهُ عَلَيْهِ۔ (پ ۲۱، الاحزاب ۲۳)

”کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔“

فائدہ: اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ انہیں وہ اسرار و رموز عطا فرمائے گا جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں اور وہ رات کو قصے کہانیوں میں مست رہتے ہیں۔ لیکن امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وزراء فضائل علم الصدق کو حالاً اور ذوقاً جانتے ہوں گے یہی علم الصدق سے یہی سیف اللہ زمین پر لٹکتی رہے گی جب تک کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کے وزراء میں سے کوئی زمین پر زندہ موجود رہے گا اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا رہے گا کیونکہ صدیق اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صادق اس کا فاعل ہے جب امام مہدی رضی اللہ عنہ اس نکتہ تک پہنچ جائیں گے تو وہ اسی کے مطابق عمل کریں گے اسی لئے آپ اپنے ہم عصر تمام لوگوں سے زیادہ صادق ہوں گے آپ کے وزراء ہدایت والے ہوں گے اور آپ مہدی (اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت یافتہ) اتنا قدر و معرفت و علم الہی انہیں ہوگا تو اس کے اسباب و برکات آپ کے وزراء ہوں گے۔

ان الامام الی الوزير فقیر وعلیہا فلک الوجود دیدور

والمملک ان لم تستقم أحوالہ بوجود ہذین فسوف یبور

الا الاله الحق فهو منزّه
 ما عنده فيما يريد و زير
 جلّ الاله الحق في ملكوته
 عن ان يراه الخلق وهو فقير
 ”امام مہدی رضی اللہ عنہ اپنے وزیر (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کے محتاج ہوں گے ان
 دونوں کے گرد فلک الوجود کی چکی گھومے گی۔
 تمام ملک کے احوال اگرچہ مستقیم نہیں رہیں گے اور جملہ ملک (دنیا) ان دونوں
 کے ساتھ مٹ جائیں گے سوائے اللہ تعالیٰ کے کہ وہ فناء سے منزہ ہے اور وہ جو
 ارادہ کرتا ہے وہی اس کے ہاں حاضر و موجود رہے گی اور بس۔
 حق تعالیٰ بزرگی والا ہے جملہ ملکوت سے وراء ہے کہ کوئی اسے دیکھ سکے کیونکہ
 ہر ایک اس کا محتاج ہے۔“

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے امور مخصوصہ

1- نفوذ البصر:

تاکہ آپ کی دعوت الی اللہ مدعوالیہ میں علی وجہ البصیرة اثر کرے نہ کہ مدعو میں۔ اللہ تعالیٰ
 نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا کہ:
 ادْعُوَالِي اللّٰهِ عَلٰی بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِيْ - (پ ۱۱۳ یوسف ۱۰۸)
 ”میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں
 رکھتے ہیں۔“

علی وجہ البصیرة میں اور وہ جو میرے تابعدار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 اور امام مہدی رضی اللہ عنہ اور آپ کے تابعدار رضی اللہ عنہم دعوت الی اللہ میں خطا نہ کریں گے آپ کا
 تابعدار اس لئے خطا نہ کرے گا کہ وہ آپ کے نقش پا پر ہوگا۔

2- القاء کے وقت معرفت الہی نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يَّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحِيًّا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ
 رَسُوْلًا - (پ ۱۲۵ الشوریٰ ۵۱)

”اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے۔“

3- اللہ تعالیٰ کی طرف حق کی ترجمانی: یہ اسے نصیب ہوتی ہے جو القاء وحی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو اسی لیے حق کا ترجمان صور حروف لفظیہ و مرقومہ موجود کیلئے تیار ہوتا ہے ان صورتوں کی روح براہ راست کلام الہی ہوتا ہے نہ کہ کوئی غیر۔

4- والیان امور کے لئے مراتب کی تعیین: وہ مصالح میں سے جس مرتبہ کیلئے پیدا کیے گئے ہیں اس کے استحقاق کو جاننا ایسا صاحب علم اس شخص کی ذات میں دیکھتا ہے کہ اسے ملک کا والی بنائے تو اس کے مرتبہ کے درمیان میزان (ترازو) رکھتا ہے جب اسے دیکھتا ہے کہ یہ مرتبہ کے پلڑے پر اعتدال کے طور یعنی مرتبہ کے مطابق اترتا ہے تو اسے ملک کا والی بناتا ہے اگر مرتبہ کا پلڑا اس پر بھاری ہو جاتا ہے تو پھر اسے ملک کا والی نہیں بناتا۔

5- الرحمة فی الغضب:

(غصہ و غضب میں رحمت) یہ صرف حدود شرعیہ اور تعزیر ہوتی ہے اور ان کے ماسوا کسی پر غضب میں رحمت کی کوئی شے نہیں ہوتی۔

6- علم کہ جتنا بادشاہ کو وظائف مخلوق کی ضرورت ہوتی: یعنی پہلے وہ اصناف عالم کو معلوم کرے اور عالم صرف دو ہیں۔

عالم الصور، عالم الانفس۔

جو ان صور کیلئے تدبیر کریں کہ ان کی حرکت و سکون میں تصرف کر سکیں ان دونوں صنفوں کے سوا باقی کسی بھی عالم پر ان کا کوئی حکم جاری نہیں، ہاں اگر وہ اس عالم پر تصرف کرنا چاہیں تو کر سکیں جیسے عالم جن (کہ ان میں ان کا تصرف حکم نہیں لیکن چاہیں تو جنات پر بھی ان کا تصرف ہو سکتا ہے)۔

7- علم تداخل الامور بعض کا بعض پر: یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ہے:

تَوَلَّجُ اللَّيْلِ فِي النَّهَارِ وَتَوَلَّجُ النَّهَارِ فِي اللَّيْلِ۔ (پ ۳ آل عمران ۲۷)
 ”تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے۔“

موج زہے اور موج فیہ مادہ اور یہ علوم میں صرف علم نظری میں ہوتا ہے اور محسوسات میں نکاح حیوانی ونباتی میں ہوتا ہے۔ اور سدی واللحام نہ ہو تو شقہ کے لئے عین ظاہر نہ ہوگا۔ اور یہ قاعدہ جمیع صنائع عملیہ و علمیہ میں جاری و ساری ہے۔ یہ وہی میزان ہے جو عالم میں معانی و محسوسات کے لئے وضع کیا گیا ہے امام زمان کیلئے یہی متعین ہے کہ وہ جو بطریق تنزیل الہی علم حاصل ہو کے درمیان اور جو بطریق قیاس علم حاصل ہو کے درمیان جمع (تطبیق) کر سکے دوسروں کیلئے مشکل ہے۔ اور وہ ایسا علم اس لئے رکھتا ہے تاکہ وہ خطا سے اجتناب کر سکے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ جو فیصلے فرمائیں گے وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتہ القاء کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر مقرر کر رکھا ہوگا تاکہ وہ آپ کی سیدھے راستہ کی طرف رہبری کرے اور یہ وہی شرع حنفی محمدی ہے کہ اگر اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں ظاہری زندگی کے ساتھ موجود ہوتے تو بھی ایسے حکام کے فیصلے اسی طرح کرتے جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ کریں گے اس معنی پر اللہ تعالیٰ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خود ہی بتائے گا کہ یہی ہے شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) الف الف مرۃ) اسی لئے ان پر قیاس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوگا کہ جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نصوص موجود ہوں گی اسی لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں سے ایک صفت یہ بھی ارشاد فرمائی ہے کہ وہ (امام مہدی رضی اللہ عنہ) میرے نقش قدم پر چلے گا اس کے لئے خطا کا شائبہ تک نہ ہوگا۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر آئیں گے مستقل شریعت کے اجراء کے لئے نہیں تشریف لائیں گے یعنی مقبوع ہوں گے شرع نہیں۔ وہ معصوم ہوں گے لیکن اس سے معصوم فی الحکم مراد نہیں بلکہ معصوم عن الخطاء کیونکہ یہ صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کہ ان کی طرف خطا منسوب نہ ہو۔ کیونکہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بگر بولتے ہیں تو وحی سے بولتے ہیں جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

یعنی نبی اپنے حکم میں معصوم ہوتا ہے اس کے علاوہ باقی حالات میں دوسرے اولیاء کرام کی طرح محفوظ ہوتے ہیں نہ کہ معصوم، کیونکہ عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اور امام مہدی ؑ نبی نہیں ہوں گے بلکہ وہ اولیاء میں سے ایک ولی ہوں گے اور اولیاء کرام محفوظ ہوتے ہیں معصوم نہیں ہوتے۔

8- عوام کی ضروریات کو مکمل طور پر پورا کرنا:

اور یہ عہدہ صرف امام مہدی ؑ کے لئے متعین ہے نہ کہ باقی دوسرے لوگوں کیلئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسی لئے اپنی مخلوق کے لئے مقرر فرمائیں گے تاکہ لوگوں کی مصالح میں سعی فرمائیں اور جسے ایسی سعی نصیب ہوگی وہ نہایت ہی عظیم الشان اور جملہ ائمہ کی ہر حرکت غیروں کیلئے ہوگی ان کی ذات کیلئے نہ ہوگی جس بادشاہ کو دیکھو کہ وہ رعیت کے امور اور ان کی ضروریات سے ہٹ کر امور سلطنت میں مصروف ہے تو یقین کر لو کہ وہ اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا ہے عوام اور اس میں کوئی خاص فرق نہیں۔

9- اس علم الغیب پر آگاہ ہونا جس کا وہ دنیا میں اپنی مدت خاص تک محتاج ہے: (علم الغیب کے اطلاق علی غیر اللہ یعنی نبی ؑ و ولی اللہ سے وہابی دیوبندی گھبراتے ہیں ان کے رد کیلئے ؑ اکبر ؑ کا یہ جملہ کافی ہے تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ جامع الخیر فی اخلاق علی علم الغیب علی الغیر زیر طبع، اویسی غفرلہ)

فائدہ: یہ نوائے مسائل ہیں کہ ان کی امام کو خصوصیت سے ضرورت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق خبر دی ہے ”کہ ہر دن وہ نئی شان میں ہے وہ وہی ہے کہ عالم میں جو کچھ ہونا ہے وہ اسی یوم میں ہونا ہے اور اس امام مہدی ؑ کو اس کے ہر مسئلہ پر منجانب حق تعالیٰ آگاہی ضروری ہے تاکہ وہ جس حق امر کا ارادہ رکھتے ہیں اس کی انہیں تائید ہو اور نئی شانوں میں ہر شان کی ہر شے کے وجود میں آنے سے پہلے آگاہی ہو پھر جس میں رعیت کا فائدہ ہو اس پر وہ اللہ کا شکر کریں اور اس کے اظہار سے خاموش رہیں اور اگر اس میں رعیت کو سزا کے طور کوئی بلاء عام کا نزول ہو ای مخصوص معین لوگوں پر بلاء مصیبت کے نزول کا خطرہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں وہ (امام) سفارش کریں اور ان کے لیے خیر و

امان کی دعا کریں اور عجز و زاری کریں تاکہ ان سے وہ بلا و مصیبت نکل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امام کو ان بلاؤں اور مصائب کے نزول سے پہلے آگاہ فرمادے گا پھر انہیں ان شؤن سے آگاہ فرمائے گا جو اشخاص معینہ پر نازل ہونے والی ہوں گی۔ امام (مہدی رضی اللہ عنہ) کو اللہ تعالیٰ ان اشخاص معینہ کے خلیئے اور شکلیں پہلے دکھا دے گا جن پر ان مصائب وغیرہ کا نزول ہونے والا ہوگا یہاں تک کہ جب امام نہیں دیکھے گا تو اسے کوئی شک تک نہ ہوگا کہ وہی اشخاص ہیں جن پر نزول بلا و مصیبت ہونا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ امام کو اس امور نازلہ کے ختم کرنے کے لیے اس حکم مشروع سے مطلع فرمائے گا جو اپنے نبی کریم علیہ السلام کو آگاہ فرماتا تھا کہ اس بارے میں یہ حکم فرمائیں وہ اسی حکم کے مطابق فیصلہ فرمائے گا اس میں وہ ہرگز خطا نہ کرے گا۔

اگر بعض نوازل میں اللہ تعالیٰ ان پر حکم پوشیدہ فرمادے اور اس کے لیے کشف نہ ہو تو کم از کم حکم بالمباح کے زمرے میں اسے ضرور لاحق فرمائے گا۔ ایسے نوازل میں حکم شرع کے عدم تعریف کو وہ جانتا ہوگا اس لیے کہ وہ رائے و قیاس فی الدین میں معصوم ہوگا کیونکہ قیاس کرنا اس کا جو نبی نہیں ہے یہ حکم لگانا ہے دین اللہ تعالیٰ پر اس کا کہ وہ نہیں جانتا یہ علت کا اجراء ہے تمہیں کیا معلوم کہ اس طرف علت کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں اگر وہ اس کا ارادہ رکھتا ہوتا تو اس کے اجراء کا اپنے نبی پر ظاہر کرتا اور اس کے اجراء کا حکم فرماتا۔ یہ اس کے لیے ہے کہ جب نفس کسی قضیہ میں شرع نے اس پر نص فرمائی ہو۔ ورنہ تم خود جانتے ہو کہ وہ مسئلہ جو فقیہ اور عالم دین نے اپنے طور استخراج کیا ہے اس طرف نہیں دیکھا کہ شرع نے اس کا حکم نہیں فرمایا اس کے باوجود وہ فقیہ اس کا اجراء کر دیتا ہے تو شرع سے تحکم ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں بخشی اس بنا پر امام مہدی رضی اللہ عنہ دین الہی میں قیاس سے منع فرمائیں گے بالخصوص انہیں علم ہوگا کہ ایسے امور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ایسے مواقع میں تکلیف میں منجانب اللہ تخفیف ہے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہوتی اسی لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: ”جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تم مجھے چھوڑے رکھا کرو“ یہی وجہ ہے کہ آپ دین کے معاملہ میں سوال سے کراہیت فرماتے کہ کہیں اس سوال سے

امت کے لیے کوئی حکم زائد متعین نہ ہو جائے۔ جس حکم سے وہ خاموش ہو جائیں تو وہ کسی خاص حکم پر آگاہ نہیں کیے گئے ہوں گے کہ جس کے لیے کہا جاسکے کہ اس کا حکم اصل حکم جیسا ہے اور ہر وہ حکم جس پر انہیں اللہ تعالیٰ کشف و تعریف سے آگاہ فرمائے وہی اس مسئلہ میں حکم شرع محمدی ہوگا۔ (علیہ السلام)۔ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ آگاہ فرمائے گا کہ یہ حکم مباح ہے اور اس کا یہ انجام ہے اور ہر وہ امر جو رعایا کے لیے بہتری کا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ فرمائے گا کہ وہ اس کے لیے سوال کریں اور ہر وہ امر جو فساد پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ رعایا کو اس میں مبتلا کر دے تو بھی اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ فرمائے گا کہ ایسا ہونے والا ہے لیکن وہ آگاہ اس لیے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے دفعیہ کی دعا فرمائیں کیونکہ وہ رعایا پر ایک قسم کی سزا و عقوبت ہے۔ جسے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی دعا سے دفع فرمائے گا۔

بہر حال امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے ایک رحمت ہوں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین کے لیے رحمت ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (پ ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔“

اور امام مہدی رضی اللہ عنہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں گے اسی لیے وہ خطا نہ کریں گے اس معنی پر آپ کا رحمت ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ کلام:

یہ جملہ نو (۹) امور کسی بھی امام اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے لائق نہیں سوائے امام مہدی رضی اللہ عنہ اور یہ تا قیامت ایسے رہے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ دین میں سے کسی امام کے لیے نہیں فرمایا کہ وہ آپ کے بعد آکر آپ کا وارث ہوگا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے گا اور کوئی خطا بھی نہیں کرے گا سوائے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے آپ نے ان کی عصمت کی گواہی دی ہے کہ وہ احکام میں معصوم ہوں گے (ایسی عصمت کی تفصیل گزر چکی ہے) جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلیل عقلی سے بتایا گیا ہے کہ آپ ان جملہ امور میں معصوم ہیں منجانب اللہ آپ کو حکم ہوتا ہے کہ یہ حکم مشروع امت کو پہنچائیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ المتوفی ۶۳۸ھ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کی جامع مسجد (اموی) کے شرقی مینارہ سفید میں آسمان سے زمین کی طرف نمازِ عصر کے وقت نازل ہوں گے اور لوگ اس وقت نماز شروع کر رہے ہوں گے اس وقت نماز کا امام پیچھے ہٹ جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔

سوال: احادیث صحیحہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فجر کی نماز میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے اور فرمائیں گے یہ نماز کی اقامت آپ کے لیے ہی کہی گئی ہے، فلہذا اس کی امامت آپ ہی کریں؟

جواب: قصہ دجال میں ان روایات مختلفہ کی تطبیق آئے گی یہاں اجمالی جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں اتریں گے تو اس وقت امام مہدی رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر (حاکم) ہوں گے اور یہ عصر کا وقت ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے پر تمام مسلمان اور یہود و نصاریٰ جمع ہو جائیں گے اس امید پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری تائید فرمائیں گے اور یہاں جس حدیث سے سوال کیا گیا ہے یہ نماز فجر ہے اور اس میں صرف مسلمان ہوں گے اور اس نماز میں امام مہدی رضی اللہ عنہ ہی امامت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوں گے۔ (و باللہ التوفیق)

سوال: پہلے گزر چکا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نزول کی متقاضی ہے پھر دونوں کا ایک وقت میں ہونا کیسا حالانکہ حدیث شریف صراحتاً ان کے جمع ہونے کی نفی کرتی ہے۔

خضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا، وَالْمَهْدِي وَ عِيسَى فِي آخِرِهَا۔

”وہ امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی جس کے اول زمانہ میں میں ہوں اور درمیان میں

مہدی رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔“

جواب: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور پہلے ہو چکا ہوگا جسے تیس سال کا عرصہ گزرے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی خلافت و حکومت کے دور میں تشریف لائیں گے اس وقت تیس سے چند سال اوپر کا وقت گزر چکا ہوگا، گویا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے تیس اور اس پر چند سال کے بعد ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین میں تشریف لائیں گے اور احادیث میں وارد ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں چالیس سال رہیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام سات یا نو سال مل کر گزاریں گے ان کے علاوہ کی مدت افتراق کی ہے کہ چند سال امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے گزار چکے ہوں گے پھر آپ کے وصال کے بعد چند سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں بسر فرمائیں گے۔

انکارِ مہدی کفر ہے:

یقین سے تم نے جان لیا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور و خروج آخر زمانہ میں ہوگا اور یہ بھی یقین ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے یہ دونوں باتیں معنوی حد تو اتر تک پہنچ چکی ہیں فلہذا اس کا انکار کوئی جواز نہیں رکھتا، حدیث شریف میں ہے:

مَنْ كَذَّبَ بِالذَّجَالِ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ كَذَّبَ بِالْمَهْدِيِّ فَقَدْ كَفَرَ۔

(رواہ ابو بکر الأسکافی فی فوائد لا خیاروا أبو القاسم سہلی فی شرح السیر)

”جس نے دجال کی تکذیب کی وہ کافر ہوا اور جس نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تکذیب کی وہ بھی کافر ہوا۔“

لطیفہ: یہ دونوں امور اتنے یقینی ہیں کہ علمِ غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے منکر نجدی بھی قائل ہیں ایک دفعہ فقیر کا ان کے ایک بڑے سے سامنا ہوا اس کا خیال تھا کہ اویسی کو کسی طرح جیل میں ڈالا جائے۔ اس نے ایک سوال یہ اٹھایا کہ تم لوگ (اہل سنت بریلوی) علمِ غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کو کافر کہتے ہو۔ میں نے کہا اس فتویٰ میں تو آپ (نجدی) لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ اس نے کہا وہ کیسے۔ میں نے کہا جو ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ اور خروجِ دجال کا منکر ہو وہ کافر ہے اس نے کہا یہ صحیح ہے میں نے کہا یہی علمِ غیب ہے کہ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور اس کا منکر تمہارے ہمارے سب کے نزدیک کافر ہے۔

وہ میری بات سن کر میرا منہ دیکھتا رہ گیا۔ (اویسی غفرلہ)

سوال: حدیث شریف میں ہے:

انه لا مهدى الا عيسى بن مريم۔

”مہدی سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی نہیں؟“

جواب ۱: یہ حدیث ضعیف ہے محدثین نے اس کا ضعف واضح فرمایا ہے اور حدیث ضعیف احکام میں ناقابل عمل ہے ہاں فضائل میں قابل قبول ہے۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ، حدیث ضعیف کی علمی تحقیق، زیر طبع، اویسی غفرلہ)

جواب ۲: حدیث مؤول ہے اس کی تاویل یوں ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کریں گے یہ اس وقت ہے جب ہم کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وزیر ہوں گے۔

جواب ۳: ”لا مهدی میں لا نفی جنس علی الاطلاق“ ہے یعنی مہدی کامل جوہر طرح سے معصوم ہو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ”المطلق اذا اطلق يراد به الفرد الكامل“ اور عصمت میں فرد کامل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور بس اور امام مہدی رضی اللہ عنہ معصوم فی الاحکام ہیں فقط۔ (جس کی تفصیل پہلے گزری ہے)

جواب ۴: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی مہدی (خلیفہ) برحق نہ ہوگا بادشاہ ہی بادشاہ ہوں گے جو مختلف طور طریقے رکھتے ہوں گے اس میں اگر بعض باتیں اچھی ہوں گی تو بہت زیادہ بری ہوں گی اور بعض بھڑپا شر ہی شر ہوں گے۔

سوال: شرح العقائد میں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مطلقاً مہدی کی نفی کی ہے؟

جواب: پہلے گزر چکا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور صحاح کی روایات کو ٹھکراتی ہے اور قاعدہ ہے جو صحیح حدیث کو حدیث ضعیف ٹھکرائے تو حدیث ضعیف قابل عمل نہیں رہتی۔

حدیث ”لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم“ کے ضعف کے حوالہ جات:

المنار میں حافظ ابن اہم نے لکھا کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی

سندیوں ہے:

محمد بن خالد الجندی، عن ابان بن صالح، عن الحسن، عن
انس بن مالك، عن النبي ﷺ۔

اس حدیث کی روایت میں محمد بن خالد سے ابن ماجہ منفرد ہیں۔ فلہذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

ابن ماجہ صحاح ستہ کی ایک صحیح کتاب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحاح ستہ میں بھی ضعیف احادیث مروی ہیں اور ابن قیم نے اس کے ضعف کا ایک سبب یہ بتایا ہے کہ ابن ماجہ محمد بن خالد جندی سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابن قیم اپنے شیخ ابن تیمیہ کی طرح حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور اس کے معمولی سے سقم سے (اگرچہ وہ سقم نہیں) بھی حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں حالانکہ قاعدہ حدیث ہے کہ جو روایت کسی محدث نے بطور تفرّد روایت کی ہو وہ حدیث اگر کسی دوسری سند سے مستند ہو جائے تو وہ حدیث حسن بن جاتی ہے جیسے انگوٹھے چومنے و دیگر احادیث کا حال ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کی تصنیف لطیف ”منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین“ میں تصنیف ۱۳۰۱ھ ”انگوٹھے چومنے کا ثبوت“ بہت خوب ہے۔

2- محمد بن الحسن الأسنوی مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں کہ یہ محمد بن خالد اہل صناعت محدثین کے نزدیک غیر معروف ہیں نہ انہیں اہل علم جانتے ہیں نہ اہل نقل حالانکہ متواتر روایات رسول اللہ ﷺ ان سے مروی ہیں جیسا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے اہل بیت سے ہوں گے۔

3- امام بیہقی رحمہ اللہ المتوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا کہ اس سند میں محمد بن خالد منفرد ہیں۔

4- ابو عبد الحاکم نے فرمایا کہ یہ مجہول راوی ہے اس میں اختلاف بھی ہے کہ کس سے روایت کرتے ہیں ایک سندان کی یوں ہے:

عن ابان بن ابی عیاش عن الحسن عن النبي ﷺ۔

فائدہ: اس حدیث کا دارو مدار محمد بن خالد پر ہے اور وہ مجہول ہیں پھر یہ ابان بن ابی عیاش سے روایت کرتے ہیں وہ متروک ہیں اور وہ حسن سے روایت کرتے ہیں وہ منقطع ہیں۔

فیصلہ حق:

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کی روایت سند کے لحاظ سے صحیح تر ہے مثلاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی رہ گیا تو بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرمادے گا یہاں تک کہ ہمارے میں سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے کسی ایک کو مبعوث نہ فرمائے۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے اہل بیت سے مبعوث نہ فرمائے۔ (رواہ ابوداؤد و الترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ظہور مہدی سے متعلق روایات مروی ہیں۔ (۱) حضرت علی۔ (۲) حضرت ابوسعید (۳) حضرت ام سلمیٰ (۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ راوی لکھ کر امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

مزید برال:

ابن قیم نے کہا یہ روایت مزید دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے۔ (۱) حذیفہ بن الیمان (۲) ابو امامہ الباہلی (۳) عبدالرحمن بن عوف (۴) عبداللہ بن عمر بن العاص (۵) ثوبان (۶) انس بن مالک (۷) جابر بن عبداللہ (۸) ابن عباس وغیرہم (رضی اللہ عنہم) واللہ اعلم۔

سوال: حدیث از ابن سیرین رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ”أَنَّ الْمَهْدِيَّ خَيْرٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ“۔

بیشک مہدی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر (افضل) ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا وہ ابوبکر سے بھی بہتر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہوں گے۔ ایک اور روایت حضرت ابن سیرین سے مروی ہے کہ مہدی رضی اللہ عنہ پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کوئی فضیلت نہیں رکھتے۔

جواب: حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”العرف الوردی“ میں لکھا کہ ہذا اسناد صحیح اس روایت کی سند صحیح ہے اور یہ پہلی سند ابن سیرین سے خفیف تر ہے اور فرمایا یہ دونوں روایتیں مؤول ہیں ان کی اس طرح تاویل ہے، جیسے حدیث میں ہے کہ اے صحابہ! تمہارے پچاس میں سے آخری دور کے لوگوں کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا، اس میں فضیلت کے اجر و ثواب کی بات

ہے اس لیے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں بہت بڑے اور سخت فتنے ہوں گے۔

مصنف کتاب کا جواب:

یہ فضیلت جزوی ہے اور قاعدہ ہے کہ ایک دوسرے کے تفاضل مختلف ہوتے ہیں۔ ہمیں حق نہیں کہ ہم علی الاطلاق کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت دیتے پھریں۔ ہاں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت کا تاج پہنائیں اس سے بھی ہمیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ قاعدہ ہے کہ مفضول میں کسی اور وجہ سے ایسی فضیلت پائی جاتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی (یہی قاعدہ شیعہ کے جواب میں اہل سنت کو یاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ بعض جزوی فضائل حضرت علی المرتضیٰ کو اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے افضل نہیں بنا دیتے۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: پہلے ہم شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی تحقیق الفتوحات (المکبہ) نقل کر چکے ہیں کہ حضرت امام مہدی معصوم فی الحکم ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں گے اسی لیے ان سے ہمیشہ تک خطا نہ ہوگی اور اس میں شک نہیں کہ یہ صفت شیخین رضی اللہ عنہم میں نہیں تھی۔ علاوہ ازیں نو (۹) صفات جو ہم نے شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سے نقل کئے ہیں وہ مجموعی طور کسی بھی خلیفہ اسلام کو نصیب نہیں اس معنی پر اگر امام مہدی رضی اللہ عنہ کیلئے شیخین رضی اللہ عنہم پر جزوی فضیلت کا قول مان لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں وہ صحبت (صحابی ہونا) اور مشاہدہ وحی اور ایمان و اسلام کی سبقت و دیگر بعض ایسے فضائل جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کو نصیب نہیں اس معنی پر شیخین رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

فائدہ: شیخ علی القاری رحمہ اللہ نے "المشرب الوردی فی مذہب المہدی" میں لکھا کہ امام مہدی کی شیخین رضی اللہ عنہم پر فضیلت کی جزوی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کا لقب دیا ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صرف خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ جزوی فضیلتیں کتنی ہی بڑھتی چلی جائیں امام مہدی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہم پر مطلقاً فضل نہ کہا جائے گا صحیح مذہب یہی ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہم سے امام مہدی رضی اللہ

عنه سے افضل ہیں جزوی فضیلت اگر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوگی تو جزوی فضیلت سے کلی فضیلت کا ثبوت نہیں پہنچے گا۔ فافہم و تدبر۔ اویسی غفرلہ)

خاتمہ: قیامت کی بقایا نشانیاں

چونکہ بڑی نشانیوں میں سب سے بڑی اور پہلی نشانی ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے اسے ہم نے تفصیل سے عرض کر دیا ہے، اب ہم اور نشانیاں عرض کرتے ہیں ان کے متعلق چند اجمالی احادیث بھی بیان کریں گے اس ایفائے عہد پر کہ اہل اسلام کو ہم احادیث مبارکہ بیان کریں اور وہ انہیں یاد کر کے اپنے ایمان و اسلام کا تحفظ فرمائیں۔

(۱) سونے کے پہاڑ سے دریائے فرات کا کھل جانا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک فرات سونے کے پہاڑ سے کھل نہ جائے اور اس پر لوگوں کی خونریزی نہ ہو اس میں دس سے نو تہائی لوگ مارے جائیں گے۔ (رواہ ابن ماجہ و احمد و مسلم)

فائدہ: روایت کے آخر میں ہے کہ جب تک اس میں سو آدمیوں میں سے ننانوے (۹۹) قتل نہ ہو جائیں۔ (رواہ مسلم)

اور اسی سے شیخین نے روایت کی اور ابو داؤد بھی مختصراً قریب ہے کہ دریائے فرات خزانہ سے کھل جائے گا جو اس وقت موجود ہو چاہیے کہ وہ اس سے کچھ نہ لے۔

ایک روایت نعیم بن حماد میں ہے کہ اس وقت ہرنو میں سے سات آدمی قتل ہوں گے جب تم ایسا وقت پاؤ تو اس خزانہ اور جنگ و جدال کے قریب نہ جانا۔

(۲) نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

احادیث مبارکہ:

1- حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نفس زکیہ شہید کیا جائے گا تو قاتلین پر

آسمان کے اور زمین کے لوگ پر غیظ و غضب کریں گے، پھر لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر انہیں ایسے سنگاریں گے جیسے دلہن کو پہلی شب دولہا کے لیے سنگارا جاتا ہے۔ (رواہ ابن شیبہ)

2- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب نفس زکیہ اور اس کا بھائی مکہ معظمہ میں بلاوجہ شہید کر دیئے جائیں گے تو ایک منادی آسمان سے ندا دے گا بے شک تمہارا امیر (حاکم) فلاں ہے اور وہ امام مہدی ہیں وہ زمین کو عدل و حق سے بھر دیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

انتباہ: یہ نفس زکیہ وہ نہیں جو المنصور (خلیفہ) عباسی کے دور میں شہید ہوئے انہیں عیسیٰ المنصور کے بچانے شہید کیا ان کا نسب نامہ یہ ہے:

محمد النفس الزکیة بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنیٰ بن
الحسن السبط بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

ان سے اہل مدینہ نے خلافت پر بیعت کی حضرت نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کی پاک دامنی اور دینی خدمات کے پیش نظر لوگ آپ کو امام مہدی رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے۔

آپ (نفس زکیہ رضی اللہ عنہ) مدینہ پاک میں شہید کیے گئے اور آپ کے برادر محترم حضرت ابراہیم بن عبد اللہ عراق میں شہید ہوئے اور ان کے والد گرامی رضی اللہ عنہم نے جیل میں شہادت پائی۔

(۳) خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈوں کا ظاہر ہونا

احادیث مبارکہ:

1- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیاہ جھنڈے مشرق سے ظاہر ہوں گے وہ تمہارے ساتھ سخت سے سخت تر جنگ کریں گے ان جیسی تمہارے ساتھ کسی نے جنگ نہ کی ہوگی جب تم انہیں دیکھو تو ان کی بیعت کر لو اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر کیونکہ وہی اللہ کا خلیفہ مہدی (رضی اللہ عنہ) ہوگا۔ (رواہ

ابن ماجہ والحاکم و صححہ)

فائدہ: اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا مہدی ہونا باپس معنی ہے کہ جھنڈے اس کے لیے آئیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک قوم مشرق سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ ابھرے گی وہ تم سے خیر کریں گے، خیر و بھلائی کے خواہاں ہوں گے تم انہیں نہیں دو گے تو وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے تو وہ مدد لیے جائیں گے پھر تم انہیں وہی دو گے جس کا وہ مطالبہ کریں گے تو وہ قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ ایک مرد جو میرے اہل بیت سے ہوں گے کے سپرد کریں گے وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے معمور فرمائے گا جیسے انہوں نے اسے جور و ظلم سے بھر پور کیا ہوگا۔ تمہارے میں سے جو بھی اسے پائے تو وہ اس کے لشکر کے پاس جائے اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ و ابن ماجہ)

فائدہ: اس کے حاشیہ پر مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتا ہے کہ اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوع لکھا لیکن علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث موضوع نہیں صحیح ہے۔ (القول المسدود، صفحہ ۴۵)

اضافہ اولیٰ غفرلہ:

اس سے ثابت ہوا کہ ایک محدث کسی حدیث کو موضوع یا ضعیف کہہ دے تو ضروری نہیں کہ وہ لازماً موضوع یا ضعیف ہو۔ ہاں کہنا ہوگا کہ یہ حدیث اسی محدث کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہے تو وہ بات ان کے علم کی چار دیواری تک محدود ہوگی۔ ان سے بڑھ کر کسی دوسرے محدث کا علم ان سے زائد ہوگا تو وہ اسی حدیث کو صحیح و غیرہ ثابت کرے گا صدق اللہ العلیٰ العظیم۔ ”وفوق کل ذی علم علیم“ یہ قاعدہ ہر سنی بریلوی کو یاد رہنا ضروری ہے کہ وہابی، دیوبندی صرف ایک محدث کا قول دکھا کر اپنی من مانی منواتے ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کا رسالہ ”شرح حدیث لولاک“ کا مطالعہ کیجئے۔ (اولیٰ غفرلہ)

انتباہ: یہ وہ سیاہ جھنڈے نہیں جو بنو العباس (خلفائے عباسیہ) کی مدد کیلئے آئے اگر یہ

دونوں مشرق سے اور اہل خراسان سے آتے۔ اور بنو امیہ سے جنگ کی ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں ان کی ٹوپیاں تو سیاہ ہوں گی لیکن جھنڈا سفید ہوگا اور بنو امیہ کے بالمقابل جھنڈے والوں کا لباس بھی سیاہ ہوگا۔

2- ان کے بڑے بڑے جھنڈے ہوں گے اور جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں ان کے جھنڈے چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔

3- اس لشکر کے آگے آگے شعیب بن صالح تمیمی ہوں گے اور بنو امیہ کے مقابلہ والے سیاہ جھنڈوں والے لشکر کے آگے آگے ابو مسلم خراسانی تھا۔

4- جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ بنو ابی سفیان (سفیانی) سے لڑیں گے اور بنو الخلفاء العباسیہ کے سیاہ جھنڈوں والے بنو مروان سے لڑیں گے۔

فائدہ: اس کی صریح حدیث موجود ہے وہ ہے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنو عباس کے سیاہ جھنڈے مشرق سے نکلیں گے پھر جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا ٹھہریں گے پھر چھوٹے چھوٹے سیاہ جھنڈے نکلیں گے وہ ابو سفیان کی اولاد میں سے ایک (سفیانی) کے ساتھ لڑیں گے جو کہ مشرق سے آئے گا انجام بکار اس پر غلبہ پا کر اس کو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طاعت پر مجبور کر دیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

(۴) زمین کا اپنے جگر کے ٹکڑے سنونے اور چاندنی کے باہر اگلنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک یہ دین (اسلام) مکمل ہوگا لیکن وہ نقصان (کمی) کی طرف مائل ہوگا اس کی چند نشانیاں ہیں۔

1- قطع رحمی عام ہوگی۔

2- ناجائز طریقے سے مال لیا جائے گا۔

3- ناحق خون بہایا جائے گا۔

4- رشتہ دار اپنے اعزہ و اقارب کی شکایت کرتا ہوا نظر آئے گا باوجود شکایت کے رشتہ دار اس کی طرف مائل نہ ہوگا۔

5- گداگر، سائل خوب چکر لگائے گا لیکن خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

- 6- وہ اس حال میں ہوں گے یعنی مذکورہ بالا نشانیاں بدستور موجود ہوں گی تو اچانک زمین بیل جیسی آوازیں نکالے گی ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ ہمارے ہاں سے آواز آرہی ہے۔
- 7- وہ اسی حال میں ہوں گے تو زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی سے اُگلے گی حالانکہ اس کی کوئی شے لوگوں کو فائدہ نہ دے گی نہ سونا نہ چاندی۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

(۵) خزانے کے نزدیک لوگوں کا دھنس جانا

احادیث مبارکہ:

- 1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مختلف مقامات پر زمین سے خزانے نکلیں گے، ایک خزانہ حجاز کے قریب سے نکلے گا سب سے بڑا شریرا سے لینے آئے گا اسے لوگ فرعون کے نام سے موسوم کرتے ہوں گے وہ اس طرح اس خزانہ کو لوٹ رہے ہوں گے کہ اچانک سونا ظاہر ہوگا انہیں اس جگہ کا خزانہ خوب لبھائے گا وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ وہ فرعون اور دوسرے سونے کے طالب لوگ سب زمین میں دھنس جائیں گے۔ (رواہ الحاکم و صححہ)
- 2- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چار فتنے آئیں گے۔
- (i) دکھ اور سکھ کا۔
- (ii) ایسا ایسا فتنہ۔
- (iii) آپ نے اس سونے کے فتنہ خزانہ کا ذکر بھی فرمایا۔
- (iv) آخر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ایک مرد کا ظہور ہوگا اس ہاتھ تمام لوگوں کے جملہ امور سنور جائیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد بسند صحیح علی شرط مسلم)

(۶) بستی غوطہ کا دھنس جانا یہ بستی دمشق کے غربی جانب واقع ہے

حضرت خالد بن معدان نے فرمایا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور نہ ہوگا جب تک بستی غوطہ زمین میں دھنس نہ جائے اس کا دوسرا نام حرستا ہے۔ (رواہ ابن عساکر)

(۷) بیداء میں دھنسننا

احادیث مبارکہ:

1- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعجب ہے کہ میری امت کے چند آدمی قریشی کے گھر میں آئیں گے وہ ایک شخص کے لیے وہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے جس نے اس قریشی کے گھر میں پناہ لے رکھی ہوگی جب مقام بیداء تک پہنچیں گے تو وہیں پر دھنس جائیں گے ان میں بعض وہ ہوں گے جو ان کی مدد کیلئے آ رہے ہوں گے بعض مجبور ہو کر بعض مسافر۔ لیکن تمام وہیں پر ہلاک ہو جائیں گے لیکن ہر ایک کی اپنی مراد ہوگی اسی لیے قیامت میں اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیات پر اٹھائے گا۔ (رواہ البخاری و مسلم)

2- ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس گھر (بیت اللہ شریف) کی جنگ سے نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ایک لشکر جنگ کے لیے آئے گا اور مقام بیداء میں دھنس جائے گا اول سے لے کر آخر تک سب زمین میں دھنس جائیں گے ان کا درمیانہ لشکر بھی بچ کر نہیں نکلے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مجبور ہو کر آئے اس کا کیا ہوگا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیات پر اٹھائے گا۔ (رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ، ورواہ احمد و مسلم و الطبرانی، عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

3- ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلیفہ شام سے چھ سو آدمیوں کا لشکر بھیجے گا ان میں اکثر لوگ مسافر ہوں گے ہاشمیوں کی طرف جو مکہ معظمہ میں ہوں گے جب وہ بیداء (مقام) تک پہنچیں گے تو چاندنی رات میں کہیں بستی میں ڈیرہ ڈالیں گے اچانک ایک چرواہا آئے گا اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر تعجب کرے گا اور کہے گا کہ اہل مکہ پر افسوس ہے کہ وہ اتنے بڑے لشکر سے کیسے بچ نکلیں گے۔ پھر وہی چرواہا دوبارہ اسی جگہ پر آ کر دیکھے گا تو وہ تمام لشکر زمین میں دھنس گیا ہوگا، کہے گا سبحان اللہ! یہ لوگ کتنے بڑے جلد باز تھے کہ منٹوں میں جلدی سے چلے گئے پھر وہ ایک قطیفہ (گرم چادر) پائے گا جس کا

ایک حصہ زمین میں دھنسا ہوگا اور دوسرا حصہ ظاہر ہوگا وہ اسے باہر نکالنے کی کوشش کرے گا لیکن وہ نکل نہ سکے گی اسی سے وہ سمجھے گا کہ وہ لوگ (بڑا لشکر) زمین میں دھنس گئے پھر وہ چرواہا والی مکہ کو جا کر خوشخبری سنائے گا وہ کہے گا الحمد للہ! یہ وہی علامت ہے جس کی تم خبریں دیئے جاتے رہے۔

(رواہ احمد و مسلم و النسائی و ابن ماجہ و رواہ نعیم بن حماد)

ایک روایت میں ہے کہ صرف دو آدمی بیچ نکلیں گے ایک بشیر (خوشخبری سنانے والا) دوسرا نذیر (خوفناک خبر سنانے والے) بشیر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنانے جائے گا اور نذیر خوفناک خبر سفیانی کو سنانے جائے گا اور وہ دونوں قبیلہ کلب سے ہوں گے۔

سوال: روایات مختلف کیوں جب کہ ایک میں دو مردوں کے بھاگنے کا ذکر ہے ایک اور روایت میں ہے کہ چرواہا آ کر حالات دیکھے گا؟

جواب: یہ روایات مختلف نہیں اس لیے کہ دو مرد لشکر کے دھنستے ہی بھاگ نکلیں گے اس کے بعد چرواہا آئے گا جب تمام لشکر کو دھنسا ہوا دیکھے گا تو خوشخبری لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے گا۔

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ ان کی ایک تہائی لوگ زمین میں دھنس جائیں گے دوسری تہائی مسخ ہو جائے گی ان کے چہرے گردن کی طرف پھر جائیں گے وہ اسی حالت میں پیچھے ہٹ کر لشکر کے سردار کے پاس واپس جائیں گے اور ان کا ایک تہائی مکہ معظمہ کو جائے گا۔

سوال: روایات کا اختلاف کیوں؟

جواب: یہ کوئی اختلاف نہیں پہلے یہ روایات اس نہج کی نہیں کہ ان کا اختلاف مضر ہو اگر روایات صحیح مان بھی لیں تو موؤل میں ایک تاویل یہ ہے کہ لشکر کے حسف میں تکرار ہوگا کبھی ایسا جو پہلے مذکور ہوا کبھی ویسا جو بعد کو مذکور ہوا اسی تاویل کے قریب یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ امیر المدینہ سفیانی کے لشکر کی طرف اس کی مدد کے لیے مدینہ پاک سے لشکر بھیجے گا کیونکہ وہ امیر مدینہ سفیانی کی طرف سے مدینہ کا امیر مقرر ہوگا اسی لیے بعض روایات میں یہ مضمون امیر مدینہ کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے تو اس نسبت کی وجہ یہی ہے جو ہم نے اوپر عرض کی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

(۸) رمضان شریف میں سورج گرہن اور چاند گرہن ہونا

1- حضرت امام محمد بن علی باقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمارے امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ایسی دو نشانیاں ہیں جو جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمائے ہیں وہ نشانیوں کا ظہور کبھی نہیں ہوا۔

(i) رمضان کی پہلی شب میں چاند گرہن ہوگا۔

(ii) اسی ماہ رمضان کے نصف آخر میں سورج گرہن ہوگا۔ یہ علامتیں جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوتیں۔ (رواہ الدارقطنی)

2- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج ایک آیت خصوصی نشانی بن کر طلوع نہ کرے گ۔ (رواہ البیہقی و نعیم بن حماد)

(۹) قون ذوالسنین کا طلوع

حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب عباسی خراسان پہنچے گا تو مشرق سے ایک سنگ ذوسنین نکلے گا اور اس کا سب سے پہلے قوم نوح کی ہلاکت کے وقت طلوع ہوا جب انہیں اللہ تعالیٰ نے طوفان میں غرق کیا پھر اس وقت طلوع ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا پھر جب فرعون مع قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام شہید ہوئے۔ اے خدا کے بندو! جب اس کا طلوع دیکھو تو فتنوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور اس سنگ کا طلوع سورج اور چاند گرہن کے بعد ہوگا پھر کچھ عرصہ نہ گزرے گا یہاں تک کہ اربع مصر میں طلوع کرے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

(۱۰) دُمدار ستارے کا طلوع

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے مشرق کی طرف دُمدار چمکیلے ستارے کا طلوع ہوگا۔ (اخرجہ نعیم)

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دُمدار ستارے کا طلوع ۵۷۵ھ ماہ جمادی الثانیہ میں ہوا وہ

دو ماہ رہا پھر گم ہو گیا۔ (دمدار ستارے کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ اویسی غفر لہ)

(۱۱) رمضان میں چاند گرہن کا دوبارہ ہونا

حضرت شریک رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے

پہلے چاند گرہن رمضان میں دوبارہ ہوگا۔ (رواہ نعیم)

(۱۲) مشرق سے آگ کا نکلنا

1- حضرت ابو عبد اللہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تم آسمان سے بڑی آگ کی نشانی مشرق سے دیکھو کہ وہ رات کے وقت ابھرنی ہے، پس اس کے نزدیک لوگوں کیلئے کشادگی ہوگی یہی نشانی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے کا وقت ہے۔

2- حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم تین یا سات دن مشرق سے آگ دیکھو تو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادگی کی امید رکھو۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مدینہ شریف میں عظیم بارش:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں عظیم بارش ہوگی جو احجار الزیت (ایک مقام ہے) کو ڈبو دے گی حرہ (شرقیہ) اس میں ایسے نظر آئے گا جیسے ڈنڈا، پھر مدینہ شریف سے از خود دو برید دور ہٹ جائے گی اس کے بعد امام مہدی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگی۔ (رواہ نعیم)

فائدہ: احجار الزیت مسجد شریف کے باب السلام کے قریب ہے باب السلام سے باہر نکل کر دائیں طرف مڑ جائیں تو تھوڑے سے فاصلے پر جو مکان ہے وہی احجار الزیت ہے۔ (لیکن اب تو میدان ہی میدان ہے) علامہ سمودی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ خلاصۃ الوفاء میں لکھتے ہیں کہ احجار الزیت حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ہے وہاں پر تیلی حضرات اپنے مشکیزے رکھا کرتے تھے۔ اس پر مٹی چڑھ گئی تو وہ جگہ مٹ گئی۔

استسقاء کے لیے مقام نبوی ﷺ:

حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زوراء کے قریب مقام اجار الزیت کے قریب بارش کی دعاء مانگتے دیکھا تھا۔ (ابوداؤد ترمذی)

خلاصہ کلام کعب الاحبار یہ ہے کہ اجار الزیت حرہ کے قریب ایک جگہ ہے جو منازل بنو عبد الاشہل میں واقع ہے، یہیں پر واقعہ حرہ رونما ہوا۔

(۱۳) نداء از آسمان

1- حضرت عاصم بن عمر الجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک آدمی کا نام لے کر پکارا جائے گا، اس کا انکار کسی دلیل سے نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی دلیل اس کے وقوع سے مانع ہے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

2- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آسمان کا منادی ندا دے تو اس وقت یقیناً حق آل محمد ﷺ میں ہوگا اس وقت لوگوں کے منہ میں ہوگا کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا اور لوگ ان کی محبت سے سرشار ہوں گے اس وقت لوگوں میں امام مہدی ﷺ کا چرچا ہوگا۔ (رواہ نعیم)

3- حضرت سعید بن المسیب (تابعی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دور میں فتنہ آئے گا اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے اول میں بچوں کا کھیل ہوگا وہ کھیل اس طرح جاری رہے گا یہاں تک کہ آسمان سے تین بار منادی ندا دے گا، خبردار! فلاں امیر ہے اور وہ امیر حق ہے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

4- حضرت امام ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آسمان سے منادی ندا دے گا کہ خبردار! حق آل محمد ﷺ میں ہے ایک منادی زمین سے ندا دے گا کہ خبردار! حق آل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میں ہے یا فرمایا کہ حق آل عباس میں ہے، راوی کا شک ہے، زمین کی آواز شیطانی ہوگی اور آسمانی آواز رحمانی ہوگی اور یہی کَلِمَةُ اللَّهِ الْعُلَيَاءِ ہے۔ (رواہ نعیم)

5- انہی سے مروی ہے فرمایا کہ جب رمضان میں شب جمعہ آواز آئے کہ سنو! اور اطاعت

کرو! پھر شام کو ابلیس لعین کی آواز میں نداء دی جائے گی خبردار! فلاں مظلوم ہو کر شہید ہو گیا یہ اس لیے آواز دے گا تا کہ لوگ شک میں پڑ جائیں اور فتنہ میں مبتلا ہوں۔ اس دن بہت سے لوگ شک میں متخیر ہوں گے (اے امتیو!) جب تم رمضان میں شب جمعہ کی آواز سنو یعنی پہلی آواز میں شک نہ کرنا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز ہوگی اس کی علامت یہ ہے کہ وہ حضرت امام مہدی اور ان کے والد گرامی کا نام لے کر پکاریں گے۔

6- حضرت اسحاق بن یحییٰ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک فتنہ ایسا آئے گا جو لوگوں کو ہلاک کر دے گا اور اس فتنہ کا معاملہ تہ وبالا رہے گا یہاں تک کہ آسمان سے ندا آئے گی فلاں کو لازم پکڑو۔ (رواہ نعیم بن حماد)

7- حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم میں منادی نداء دے گا کہ خبردار! اللہ تعالیٰ کا منتخب بندہ فلاں ہے اس کی بات سنو۔ اور سنة الصوت (آواز کا سال) اور معمعة (بانس وغیرہ جلنے کی آواز لڑائی میں بہادروں کا شور و گرمی کی شدت۔ المنجد) (رواہ نعیم)

8- پہلے گزرا ہے کہ یہ آواز نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت سنی جائے گی جیسا کہ عمار کی روایت میں ہے۔ عقد الدرر میں ہے کہ یہ نداء اہل زمین کو عام ہوگی جسے تمام اہل زبان اپنی اپنی زبانوں میں سنیں گے۔

9- حضرت حکم بن نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب لوگ منیٰ و عرفات میں ہوں گے تو منادی نداء دے گا (اس وقت قبائل ایک دوسرے سے باہم جنگ میں مصروف ہوں گے) خبردار! بیشک وہ میرا حق سچ ہے۔

ازالہ وہم:

تکرار نداء کا کوئی حرج نہیں کہ ایک آواز رمضان شریف میں ہوگی، ایک آواز ذوالحجہ میں، ایک آواز محرم میں، جیسا کہ روایات مختلفہ مذکور ہوئیں۔

(۱۴) آسمان سے جھاگ کا ظہور

- 1- حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مختلف فرقے اور لوگوں میں اختلافات ہیں یہاں تک کہ آسمان سے جھاگ نکلے گی اور منادی نداء کرے گا کہ تمہارا امیر فلاں ہے۔
- 2- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس دن کی نشانی ہے کہ جھاگ آسمان سے نیچے لٹکے گی اسے لٹکتا ہوا لوگ دیکھیں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد)

(۱۵) کعبہ معظمہ کے خزانے کا نکالنا

- 1- امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس وقت مشورہ دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بخدا! مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ میں کعبہ کا خزانہ اور اس کے ہتھیار اور مال و اسباب ساتھ لے جاؤں یا اسے راہِ خدا میں تقسیم کر دوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے اس کی کوئی کارروائی نہیں کرنی اور نہ یہ آپ کے لائق ہے یہ کارروائی آخری زمانہ میں ہمارا ایک نوجوان قریشی کرے گا۔ وہی اس خزانہ وغیرہ کو راہِ خدا میں لٹائے گا۔

(۱۶) جنگِ عظیم

- 1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اہل روم اعماق یا دابق میں نہ اتریں ہوں ان کی طرف ایک لشکر مدینہ پاک سے آئے گا۔ الحدیث۔
رواہ مسلم و الحاکم و صححہ، اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔
- 2- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگِ عظیم میں اہل اسلام کے خیمے غوطہ میں ہوں گے یہ غوطہ دمشق کی جانب ہے اور دمشق شام کے تمام شہروں سے بہتر ہے۔ (رواہ ابو داؤد و الحاکم و صححہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

غوطہ: شام میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں پانی اور درخت بہت ہیں اس کو غوطہ دمشق بھی کہا جاتا ہے۔

3- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ نہ میراث تقسیم ہو سکے گی نہ غنیمت سے کسی کو خوشی ہوگی پھر فرمایا کہ لوگ اہل شام کیلئے جمع ہوں گے اور اہل شام اہل اسلام کیلئے جمع ہوں گے یعنی روم کیلئے یہاں تک کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ہلاکت نازل کرے گا وہ ایک دوسرے سے عظیم جنگ لڑیں گے اس جنگ جیسی جنگ دیکھی نہ سنی گئی ہوگی خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور ایسی خطرناک کہ پرندہ بھی وہاں سے گزرے تو بچ کر نہ نکلے کہ وہیں پر گر کر ڈھیر ہو جائے ایک باپ کے سو بیٹے ہوں گے اس جنگ میں سب کام آئیں گے صرف ایک بچ جائے گا۔ غور فرمائیں اسے غنیمت سے خاک خوشی ہوگی اور میراث کیسے تقسیم ہوگی۔ (رواہ مسلم)

4- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی چھ نشانیاں ہیں۔ (۱) میرا وصال (۲) فتح بیت المقدس (۳) یہاں تک فرمایا کہ روم دھوکہ کرے گا پھر تم ایک سو لشکر جھنڈے والے دیکھو گے ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار کاشکر۔

(رواہ احمد و ابن ابی شیبہ و طبرانی)

5- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری امت! تمہارے میں قیامت کی چھ نشانیاں واقع ہوئیں پانچویں نشانی یہ بتائی کہ جنگ کے بعد تمہاری (مسلمانوں) کی اور بنی الاصفہر (گورے، عیسائیوں) کی صلح ہو جائے گی وہ تمہارے ساتھ عورت کے محل کی مقدار نو ماہ متفق رہیں گے پھر وہ تمہارے ساتھ دھوکہ کریں گے۔ (رواہ احمد)

(17) ایک مرد پچاس (۵۰) عورتوں کا منتظم ہوگا

(18) میراث سے خوشی ہوگی نہ غنیمت سے

فائدہ: یہ دونوں جنگ عظیم ہوں گی، یہاں تک کہ ایک باپ کے سو بیٹوں میں سے

صرف ایک بچے کا سب جنگ میں کام آجائیں گے (اسے غنیمت سے خاک خوشی ہوگی اور کس پر مال تقسیم کرے اور یہی ایک گھر کی پچاس عورتوں کا منتظم ہوگا۔

فائدہ: صحاح ستہ (سوائے ابوداؤد) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مرد کم ہوں گے عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا انتظام سنبھالنے والا ہوگا پہلے بار بار گزرا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال میراث تقسیم نہ ہوگا اور نہ ہی مال غنیمت سے خوشی ہوگی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا کیا کہنا کہ جنگ عظیم کا نقشہ بھی کھینچ دیا اور مرنے والوں کے حالات بھی بتائے اس مرد کا پتہ بھی دیا کہ جس کی تمام اولاد جنگ میں کام آئے گی ان میں سے ایک بچنے والے کی خبر دے کر عورتوں کی کفالت بھی بتادی، پھر اور کیا چاہئے۔

انتباہ:

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ عورتوں کی کثرت کا سبب فتون کی کثرت ہے، جو مردوں کے قتل کا موجب ہیں کیونکہ جنگ مرد لڑتے ہیں نہ کہ عورتیں اس حدیث پر جنگ عظیم دلالت کرتی ہے لیکن امام ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری باب العلم میں فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث شریف میں صرف علامت بتائی ہے کوئی اور سبب نہیں، بتایا بلکہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے آخری زمانہ میں اکثر عورتیں بانجھ ہوں گی یا یہ عورتیں زرینہ اولاد کم جنیں گی ان سے زیادہ بچیاں پیدا ہوں گی۔ اور فرمایا عورتوں کی کثرت ہونا علامات قیامت سے ہے جو جہالت کے ظہور اور علم کے اٹھ جانے کے وقت ذکر کیا جائے (مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی کثرت سے علم اٹھ جائے گا) ہم نے جنگ عظیم کی مناسبت سے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل ہے کہ آج کل عورتوں سے بچیوں کی ولادت

بہت کثرت سے ہو رہی ہے پھر عوام کا رجحان اس طرف ہے کہ بچے دو ہی اچھے۔ گولیاں، ٹیکے، ادویات استعمال کئے جا رہے ہیں منصوبہ بندی کی شرارت کا حکومت اور عوام پر خبا سوار ہے، اس کے باوجود کوئی نہیں سمجھتا تو اسے خدا سمجھے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ پچاس (۵۰) عورتوں کے متعلق خاص گنتی مراد ہو حقیقتہً تو بھی جائز ہے اور اس سے مجازاً کثرت مراد ہو تو بھی مجازاً جائز ہے (جیسے فن حدیث کا قاعدہ ہے) مجاز کی تائید حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے کہ فرمایا تم دیکھو گے ایک مرد کے پیچھے چالیس عورتیں ہوں گی یعنی وہ ان کا کفیل ہوگا۔

(19) فتح قسطنطنیہ اور رومیہ

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے ایسا شہر سنا ہے جو ایک طرف سے جنگل میں دوسری طرف سے دریا میں صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ستر ہزار بنو اسحاق جنگ کریں گے۔ (الحدیث: رواہ مسلم والحاکم اور حاکم نے فرمایا یہ شہر قسطنطنیہ ہے)

فائدہ: علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ نے فرمایا کہ اصول مسلم میں لفظ بنو اسحاق ہے اور مشہور و محفوظ بنو اسماعیل ہے اس پر حدیث کا سیاق بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عرب ہیں اور عرب بنو اسماعیل ہیں نہ کہ بنو اسحاق۔

حضرت امام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض نے فرمایا کہ صواب بنو اسماعیل ہے جیسا کہ اس پر دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں:

2- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امتیو! تم میں قیامت کی چھ نشانیاں ہوں گی چھٹی کے متعلق فرمایا کہ فتح مدینہ، میں نے عرض کی کونسا مدینہ (شہر) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا قسطنطنیہ۔

3- حضرت کثیر بن عبد اللہ المزنی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم بنو الاصفیر (گورے

یعنی نصاریٰ) سے جنگ کرو گے ان کی طرف بنو الاصفہر (گوروں) کی طرف اہل حجاز سے مسلمانوں کا ایک کمزور گروہ نکلے گا ان سے جہاد کریں گے انہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق کسی ملامت گر کی ملامت نہ روک سکے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو فتح دے گا کہ وہ قسطنطنیہ اور رومیہ کو تسبیح، تکبیر پڑھتے ہوئے ان کا قلعہ توڑیں گے اس پر ان کی فتح ہوگی۔ الحدیث (رواہ ابن ماجہ والحاکم)

4- ابی قبیل فرماتے ہیں کہ ہم قسطنطنیہ اور رومیہ کی فتح کا آپس میں ذکر کر رہے تھے کہ ان میں کون سا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے ہرقل کا شہر فتح ہوگا یعنی قسطنطنیہ۔ (رواہ احمد والحاکم اور اسے صحیح کہا)

علم غیب رسول ﷺ

ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کا واضح ثبوت ہے اور صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا جب کہ رومیہ و قسطنطنیہ کی فتح کا یقین کر کے یہ پوچھنا کہ ان میں کونسا پہلے فتح ہوگا صحابہ کرام کا آپ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ تھا تو پوچھنا تھا کیونکہ سوال علم والے سے کیا جاتا ہے جو بے خبر ہو اس سے سوال کیسا؟ (اویسی غفرلہ)

فتح قسطنطنیہ کی تفصیل:

مولوی زکریا کاندھلوی دیوبندی المتوفی ۱۳۰۲ھ نے حاشیہ میں لکھا کہ قسطنطنیہ حضرت امیہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں فتح ہوا۔ (تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۲۹۴) اسی موقعہ پر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی دو جنگوں کے ذکر میں یہی دوسری جنگ ہے اس کے الفاظ ہیں ”کالمملوک علی الاسرۃ“ مفتی الشافعیہ بمکہ حضرت علامہ سید احمد بن سید زینی دحلان مکی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۰۲ھ کی ”الفتوحات الاسلامیہ“ جلد ۲ صفحہ ۱۷ میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ شہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھوڑا سا فتح کیا اس کی مکمل فتح سلطان محمد از آل عثمان (ترکی) کے دور میں حاصل ہوئی بروز بدھ ۲۰، جمادی الآخر ۸۵۷ھ ترکوں کا اس پر اکاون دن محاصرہ رہا۔ مسلمانوں کو

اس جنگ میں اتنا بے شمار اموال اور جانور حاصل ہوئے کہ کبھی ایسا سنا نہیں گیا۔

مذہب برائے امام مہدی رضی اللہ عنہ:

حافظ ابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ نے المنار میں لکھا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں

چار مختلف اقوال منقول ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسیح بن مریم علیہ السلام اور وہی حقیقہ مہدی ہیں اور اس قول کے قائلین نے محمد بن خالد الجندی کی متقدم حدیث سے استدلال کیا اور ہم نے اس کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس حدیث میں اس بات پر کوئی دلالت نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل مہدی اعظم پس مسیح یہ ہے کہ کہا جائے کہ فی الحقیقہ ان کے سوا کوئی مہدی نہیں اور اگر ان کے سوا مہدی ہے یعنی مہدی کامل معصوم۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مہدی وہ ہے جو بنو عباس میں سے والی ہوا، اور اس قول کے قائلین نے اس روایت سے استدلال کیا جسے امام احمد نے اپنی ”مسند“ میں روایت کیا، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ وہ خراسان سے آرہے ہیں تو تم اس میں آؤ اگرچہ برف پر گھٹنوں کے بل۔ کیونکہ اس میں خلیفۃ اللہ المہدی ہوگا۔

جواب: یہ روایت ضعیف ہے اس لئے کہ اس کی سند میں علی بن زید ہے اس سے منا کیر مروی ہیں اس کی روایت ناقابل حجت ہے۔ جب وہ اس میں منفرد ہو۔ اور ابن ماجہ نے حدیث ثوری سے اس طرح روایت کی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس کی متابعت کی عبدالعزیز بن المختار نے از خالد رضی اللہ عنہ۔

2- بنو العباس سے مہدی ہوگا ذیل کی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میرے اہل بیت میرے بعد بلاؤ مصائب اور دربدری کی تکالیف پائیں گے یہاں تک کہ اہل مشرق سے سیاہ جھنڈے آئیں گے۔ (الحدیث، رواہ ابن ماجہ فی سنن)

جواب نمبر ۱: اس روایت کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ سیسی الحفظ ہے آخری عمر میں اس کی عقل میں اختلاط آ گیا تھا اور فلوس (پیسے) قبول کر لیتا تھا۔

جواب نمبر ۲: اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تب بھی ثابت نہیں ہوگا کہ اس کا حاکم ضروری ہے کہ وہ مہدی ہو۔ علاوہ ازیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی سیاہ جھنڈے خراسان سے آئیں گے، یہ سیاہ جھنڈے ان سیاہ جھنڈوں کے علاوہ ہیں جو کہ خراسان سے بنو العباس کے لئے آئیں گے۔ (واللہ اعلم)

3- صحیح وہی ہے جو اہلسنت نے کہا کہ وہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوں گے آخری زمانہ میں پیدا ہوں گے آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نہ ہوں گے آخری زمانہ میں جب زمین جو راور ظلم سے بھر جائے گی آپ اسے عدل و انصاف سے پر کریں گے اس حق مذہب پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔

3- روافض و امامیہ:

ان کے اپنے چار قول ہیں:

1- محمد بن الحسن العسکری المنتظر مہدی ہے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے نہ کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے، وہ دنیا کے شہروں میں کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں۔ پانچ سو سال سے سامرا کی غار میں داخل ہو کر غائب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو کسی نے نہ دیکھا اور نہ کہیں سے کوئی خبر آئی۔ عرصہ سے شیعہ اس مہدی کا انتظار کر رہے ہیں بلکہ ان کے بعض روزانہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اس غار کے منہ پر کھڑے ہو کر زور زور سے بلاتے ہیں ”اخرج یا مولانا، اخرج یا مولانا“ اے ہمارے مولیٰ باہر تشریف لائے۔ لیکن ہمیشہ خائب و خاسر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔ یہی ان کا طریقہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا اور خوب کہا:

ما آن لسرداب ان یلد الذی

کلمتموه لجهلکم ما آنا

فعلی عقولکم العفاء فانکم

ثلثتموا العنقاء والغیلانا

”کیا سرداب (غار) سے ابھی وقت نہیں آیا جو وہ بچہ جنے، جس کی تم جاہلانہ

باتیں کرتے ہو، ابھی وقت نہیں آیا، تمہاری عقلوں پر افسوس ہے تم نے تیسرا بنا دیا ہے۔ عنقاء اور غیلان غائب ہیں۔ یہ تمہارا اسلام کیلئے سیاہ داغ اور عار ہے کہ تم نے مسخرہ پن کیا۔“

مدعیان مہدویت:

اسلاف علیہم السلام میں ایک قوم نے دعویٰ کیا کہ حضرت محمد بن عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ یعنی النفس الزکیہ مہدی ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں تھا صحیح وہی ہے جو اہلسنت کے عقیدہ میں مذکور ہے۔

محمد بن تو مرت:

یہ مغار بہ کا مہدی مشہور ہے یہ شخص جھوٹا ظالم اس پر باطل غالب تھا۔ ظلماً بادشاہ ہوا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور مسلمانوں کی عورتوں کیلئے زنا حلال قرار کیا اور ان کے بچوں کو قیدی بنایا اور ان کے اموال و اسباب لوٹ لئے ملتِ اسلامیہ میں یہ حجاج بن یوسف سے زیادہ برا تھا۔

ظلم کا نمونہ:

زندہ لوگوں کو قبروں میں بٹھا کر اعلان کراتا کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ یہ وہی مہدی ہے جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری سنائی تھی جب وہ اعلان سے فارغ ہوتے ان پر مٹی ڈالوا دیتا اس طرح وہ زندہ درگور موت کے گھاٹ اتر جاتے یہ اس لئے کرتا تا کہ وہ قبروں سے باہر نکل کر اس کا پردہ فاش نہ کر دیں۔ خود اس نے اپنا نام مہدی المعصوم مشہور کر رکھا تھا۔

عبید بن میمون القداح الملحد:

اس کا دادا یہودی تھا جو مجوسی کی لڑکی سے پیدا ہوا تھا وہ اہل بیت کی طرف کذب و بہتان منسوب کرتا تھا۔ کہ وہ وہی مہدی ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری سنائی تھی۔ بادشاہ بن کر غلبہ پایا اس کا معاملہ اتنا بڑھا کہ اس کی اولاد ملاحدہ منافقین اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن تھے، بلاد مغرب و مصر و حجاز و شام پر چھا گئے۔ اسلام پر سخت غربت اور نہایت ہی زبوں حالی ہو گئی وہ بدنہاد خدا ہونے کے مدعی تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ شریعت کا ایک باطن ہے جو ظاہر کے خلاف ہے (ہمارے دور میں بعض جاہل

پیر عوام کو یہی پٹی پڑھاتے ہیں) یہ بدنہاد لوگ ملوک فاطمیہ باطنیہ اعدائے دین تھے یہ ظاہر میں رافضی اور خود کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے درحقیقت پکے ملحد تھے۔ ان کا یہ معاملہ بہت عرصہ تک رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے چھٹکارا دیا اور اسلام کی حضرت صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۹۳ھ سے مدد فرمائی۔ سلطان نے ان سے ملت اسلامیہ کو بچایا اور ان بدنہادوں کو تباہ و برباد کیا اور مصر فاطمیوں کے دور میں دارنفاق والحاد بنا ہوا تھا سلطان نے ازسرنو اسے دارالاسلام بنایا۔

ہند کا مہدی منتظر:

شیخ علی متقی نے اپنے رسالہ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا کہ ان کے زمانہ میں ایک مرد ہند میں ظاہر ہوا جو اپنے لئے مہدی منتظر کا دعویٰ کرتا تھا بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کی اور اس نے خوب ترقی کی اور اس کی بہت بڑی شہرت ہوئی لیکن تھوڑے عرصہ بعد فوت ہو گیا لیکن اس کے ماننے والے اس کے اعتقاد پر قائم رہے۔

ہند کا ایک اور مہدی:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہندوستان سے آنے والے صالحین اور علماء کرام سے میں نے حرمین شریفین میں سنا کہ تاہنوز اس کے عقائد خبیثہ کے ماننے والے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں وہ فرقہ مہدویہ کے نام سے مشہور ہیں اور قتالیہ کے نام سے زیادہ شہرت یافتہ ہیں اس لئے جو بھی انہیں کہے کہ تمہارا اعتقاد باطل ہے تو وہ اسے قتل کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کا ایک بھی کسی مسلمانوں کے اجتماع میں ہو اسے کوئی کہہ دے کہ تیرا اعتقاد باطل ہے تو وہ اسے مجمع میں قتل کر دیتا ہے وہ نہیں دیکھتا کہنے والے مسلم ہے غیر مسلم اور یہ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ اکیلا ہے یا دوسرے لوگ بہت زیادہ، اس کے علاوہ اور بھی بدعات سیئہ ہیں جس نے انہیں راہ مستقیم سے ہٹا دیا ہے۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا اہل ہند کے معتبر بزرگوں سے سنا ہے۔

شہروز کا مہدی:

جبال شہروز کا ایک شخص مہدی ہونے کا مدعی ہوا مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اس

وقت بچہ تھا ازک بستی ازک میں محمد نامی ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا (ازک بفتح الہمزہ آخر میں کاف) اس جھوٹے مہدی کے کثیر لوگ تابع ہوئے اس علاقہ کے امیر (حاکم) احمد خان کردی کو غیرت نے ابھارا اس نے اس شخص پر حملہ کیا تو وہ خود تو بھاگ گیا لیکن اسکا بھائی پکڑا گیا حاکم وقت نے اس کی بستی کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کے بے شمار ماننے والوں کو قتل کیا اس طرح سے اس کی شان و شوکت خاک میں مل گئی اور وہ ذلیل و خوار ہوا۔ کردی علماء نے متفق ہو کر اس کیلئے کفر کا فتویٰ جاری فرمایا اور حکم دیا کہ اس پر سچے دل سے توبہ کر کے تجدید ایمان و عقد نکاح ضروری ہے چنانچہ اس نے علماء کے فتویٰ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ظاہری طور پر توبہ کا اعلان کیا لیکن اس کے بعض ماننے والوں نے کہا کہ وہ سچے دل سے اپنے اعتقاد باطل سے تائب نہیں ہوا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

فرمایا کہ ۱۰۷۰ھ میں میں اس سے ملا تو میں نے اسے بہت عبادت گزار ریاضت شعار طعام کھانے، پینے اور لباس پہننے کے بارے میں پرہیز گار پایا طریقہ خلوتیہ پر اور اوراد و وظائف کا پابند تھا لیکن وہ اس کا بھائی جو گرفتار ہو کر جیل میں بند تھا وہ اس کا سخت منکر تھا بلکہ اس کو بہت زیادہ غلط کار سمجھتا تھا لیکن میں نے جس طرح اسے دیکھا صحیح تھا اسی حالت میں وہی فوت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مہدیت کا دعویٰ کیا اور بعض بے وقوف ان کے پیروکار ہوئے جن سے دین میں بہت سے فتنے و فساد پیدا ہوئے۔

حسینی مہدی:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری اس کتاب کی تالیف سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک شخص کردوں میں سے جبال عقربا عماد یہ میں ظاہر ہوا اس کا نام عبداللہ تھا وہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ حسینی سید ہے اس کا ایک چھوٹا بچہ بارہ سالہ تھا یا اس سے کم و بیش عمر تھی اس کا نام اس نے محمد اور لقب مہدی رکھا ہوا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جس مہدی کا انتظار تھا وہ یہی ہے اس کے بھی

تابعدار بکثرت ہوئے بلکہ بہت بڑے قبیلے اس کے ماننے والوں میں سے تھے اس نے بہت سے قلعوں پر قبضہ جمارکھا تھا اسی طرح اس نے آگے بڑھ کر موصل پر چڑھائی کر دی اہل موصل اور اس کے درمیان بہت جنگ ہوئی خون کی ندیاں بہہ گئیں اس نے شکست کھائی اور اسے اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے استنبول میں ترکی کے بادشاہ کے ہاں لے آئے۔

سلطان ترکی نے ان دونوں کو معاف کر دیا لیکن اسے ان کے شہر کو واپس جانے سے منع فرمایا چنانچہ وہ دونوں اسی شہر میں فوت ہوئے۔

دجال

1- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یثرب کی ویرانی کے بعد بیت المہدی آباد ہوگا اور یثرب کی ویرانی جنگ عظیم میں پیش آئے گی اور جنگ عظیم پر قسطنطنیہ فتح ہوگا قسطنطنیہ کی فتح پر دجال کا خروج ہوگا۔

(رواہ ابن ابی شیبہ و احمد و ابوداؤد الحاکم و صحیح)

2- امام بیہقی نے اپنے شیخ حاکم سے بیان کیا کہ ظہور کے لحاظ سے سب سے پہلی نشانی ظہور مہدی کے بعد خروج دجال ہے پھر نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پھر خروج یاجوج و ماجوج پھر ظہور دابۃ پھر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

فائدہ: کلام حاکم سے آئے گا کہ خروج دابۃ طلوع الشمس کے بعد ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ ہم باذن اللہ تعالیٰ اسی ترتیب سے بیان کریں گے (وبن اللہ التوفیق وعلیہ التکلان) ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ قرب قیامت کے وہ فتنے جو زمانہ مہدی رضی اللہ عنہ میں واقع ہوں گے اور قیامت کی بڑی نشانیوں سے ہیں اور انہی کے بعد قیامت قائم ہوگی وہ خروج الدجال ہے اور اس کی خبریں اس قدر بے شمار ہیں کہ اس پر مستقل ضخیم تالیف لکھی جاسکتی ہے۔

فائدہ: بعض متعدد علماء نے مستقل تصانیف لکھی ہیں ان میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ بھی ہیں جنہوں نے الدر المنثور میں آیت کریمہ **وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهٖ**۔ (پارہ ۶، النساء آت ۱۵۹) کے تحت طویل بیان تحریر فرمایا ہے۔

3- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان سب سے بڑھ کر خروج الدجال سے کوئی واقعہ نہیں۔ (رواہ مسلم)

4- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں سے روایات کرتے ہیں کہ تین ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے ظہور کے بعد کسی کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا۔ (۱) دجال (۲) دابہ (۳) سورج کا مغرب سے طلوع۔ (رواہ الترمذی وصححه)

5- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ
 ”اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ مسیح الدجال کی پناہ مانگتا ہوں۔“

قرآن مجید میں دجال کا ذکر:

تفسیر بغوی میں ہے کہ دجال کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ۔ (پارہ ۲۳، المؤمن ۵۷)

”بیشک! آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے۔“

الناس سے یہاں دجال مراد ہے۔ یہ اطلاق الكل على الجزو کے قبیل سے ہے۔

6- صحیح بخاری میں ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے دجال سے اپنی امت کو نہ ڈرایا ہو۔

روایت معمر میں مزید ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔

7- حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی نبی سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد نہیں گزرا

جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ (ابوداؤد، الترمذی وحسنہ)

8- احمد کی روایت میں ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی

امتوں کو دجال سے ڈرایا۔ (ابوداؤد، الترمذی وحسنہ)

فائدہ: دجال کے نام اور اس کے نسب و مولد و حلیہ اور سیرت و فتنہ اور اس کے خروج کا

مقام اور اس کا وقت اور مدت اور کیفیت اور اس سے نجات کی کیفیت اور کون اسے قتل کرے

گا۔ اپنے مقامات میں مستقل بحث آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

ظہور مہدی رضی اللہ عنہ کب؟:

امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

(ملفوظات صفحہ ۱۱۲، مطبوعہ مدینہ پیشنگ باب المدینہ کراچی)

دجال کا نام و نسب و مولد:

اس کا نام صافی بن الصیاد یا صائد ہے اس کا مولد مدینہ ہے یہ اس وقت مانا جائے کہ ابن الصیاد دجال ہے اس پر بحث آئے گی (ان شاء اللہ) لیکن یاد رہے ابن الصیاد اور ہے اور دجال اور۔

وہ شیطان بندھا ہوا ہے بعض جزائر میں یا وہ شق کاہن کی اولاد سے ہے اور وہ کاہن مشہور ہے یا وہ خود شق کاہن ہے اور اس کی ماں جنیہ ہے وہ شق کے باپ پر عاشق ہوئی اسی سے اس شق کو جنا۔ اسی کو شیاطین غرائب (عجائب) عمل کر کے دکھاتے۔ اسے حضرت سلیمان نبی علیہ السلام نے قید کر دیا اور اس کا لقب مسیح ہے اور صفت دجال ہے مشتق از دجل بمعنی کلام کو غلط ملط اور اس میں التباس ڈالنا اور دھوکہ کرنا دجال کا معنی ہے دھوکہ باز اور لوگوں میں باتوں سے التباس کرنا اس لغوی معنی کا اطلاق نبی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے نکاح کیلئے مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کر چکا ہوں اور وہ دجال نہیں ہوگا یعنی نہ دھوکہ باز اور نہ ہی یہ امر تم پر ملتبس ہے۔

مسیح کا مطلب:

1- چونکہ اس کی آنکھ بالکل صاف تھی گویا اس پر ہاتھ پھیرا گیا کہا جاتا ہے رجل مسیح الوجہ یہ اس کیلئے بولا جاتا ہے کہ جس کی ایک آنکھ مع ابرو کا گوشت برابر کر دیا گیا ہو (یک چشم جس کا نشان تک ختم کر دیا گیا ہو)۔

- 2- چونکہ تمام روئے زمین کو مسیح یعنی طے کرے گا اسی لئے اسے مسیح کہا گیا۔
- 3- ابوالہیثم نے کہا مسیح بروزن سکین جس کی ظاہری صورت پر ہاتھ پھیر کر بدل دیا گیا ہو۔
- 4- بعض نے کہا وہ مسیح ہے خاء معجمہ کے ساتھ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہیں خاء مہملہ کے ساتھ۔

فائدہ: فتح الباری میں ہے کہ قاضی ابن العربی نے اس پر مبالغہ کیا اور فرمایا وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اسے خاء معجمہ سے پڑھتے ہیں۔

- 5- بعض مسیح کے سین کو مشدد بتلاتے ہیں تاکہ مسیح عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح دجال کے مابین فرق ہو۔ اور فرمایا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق بتلایا ہے کہ دجال کیلئے فرمایا مسیح الضلالة کہ وہ گمراہی کا مسیح ہے، اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسیح الہدایۃ ہیں، ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم پر حدیث کی تحریف کر دی کہ مسیح میں خاء سے کہا یا سین کو مشدد کہا۔

فائدہ: المجدد القاموس میں لکھتے ہیں کہ مسیح کی وجہ تسمیہ میں ہمیں پچاس (۵۰) اقوال ملے (امام قرطبی نے صرف دس کا ذکر کیا ہے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح اس معنی پر ہیں کہ آپ کوڑھی پر ہاتھ پھیر کر اسے تندرست بنا دیں گے یا اس لئے کہ ان کے قدموں میں لکیریں نہیں ہوں گی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے مسیح القدمین یا اس لئے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کے منہ میں دودھ کے نشانات تھے یا اس لئے کہ آپ تمام روئے زمین کو طے کریں گے۔ اسلام پھیلائیں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

دجال کا حلیہ:

وہ نوجوان مرد ہے ایک روایت میں شیخ (بوڑھا) کا لفظ بھی آیا ہے اور ان دونوں کی سند صحیح ہے اس کا جسم سرخ ہوگا ایک روایت میں ایضاً امہق (بہت زیادہ سفید) اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت طبرانی میں ہے کہ وہ گندمی رنگ کا ہوگا، فتح الباری میں ہے ممکن ہے کہ اس کا گندمی رنگ ہونا بایں معنی ہے کہ کبھی اسے حمرة (سرخ) سے

موصوف کیا جاتا ہے کیونکہ اس رنگ سے ہونٹ سرخ ہوں گے۔ جعد الراس، ققط، (چھوٹے اور گھنگریالے بالوں والا) دائیں آنکھ بعض روایت میں بائیں آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے یک چشم ہوگا اور حدیث طبرانی میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور اسے ابن حبان و حاکم نے کہا کہ وہ مسح العين اليسرى ہوگا ایک روایت میں اعور العين مطمو سہا ولیست جحراء۔

فتح الباری نے علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ المتوفی ۵۴۴ھ سے نقل کیا کہ اکثر سے مروی ہے اور اسے جمہور نے صحیح کہا اخفش نے اس پر جزم کیا طافیہ بغیر ہمزہ۔ بعض شیوخ نے ہمزہ سے نقل کیا بمعنی نائتہ نتوء العنبہ بعض نے اس کا انکار کیا لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں۔ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ اس کی دائیں طافیہ بغیر ہمزہ کے اور مسحہ تھی یعنی اس کی آنکھ کی روشنی نہ تھی یہی معنی حدیث ابوداؤد کا ہے۔ اس میں ہے کہ مطمو س العين لپست بناتنة ولا جحراء یعنی نہ وہ اونچی تھی اور نہ گہری۔ اسی طرح صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اس کی بائیں آنکھ طافیہ ہمزہ کے ساتھ جیسا کہ اس کی روایت میں ہے بمعنی جاظظہ گویا وہ ستارہ ہے اور گویا وہ نخاعہ ہے دیوار میں یعنی وہ سبز ہے یہ تمام بیان احادیث میں وارد ہے فرمایا علاوہ ازیں وہ اعور العینین بھینگی آنکھوں والا ہوگا یعنی ہر دونوں آنکھیں بھینگی ہوں گی اس لئے کہ بھینگا پن عیب ہے اور بھینگا ہر طرح سے عیب دار ہوتا ہے۔ اور دجال کی تو دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی ایک نور کے نہ ہونے کی وجہ سے دوسری بوجہ اپنی جگہ سے ہٹ جانے اور سبز ہونے کے۔

امام نووی رحمہ اللہ المتوفی ۶۷۶ھ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ غایت حسن کی دلیل ہے لیکن اس کی آنکھ پر غلیظ ناخنہ (آنکھ کی بیماری) ہوگا ناخنہ ایک موٹا چمڑہ ہوتا ہے جو آنکھ کو ڈھانپ دیتا ہے اگر اسے نہ کاٹا جائے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے، قاضی بیضاوی رحمہ اللہ المتوفی ۶۸۵ھ نے فرمایا کہ الظفرۃ (ناخنہ) ایک گوشت کا لوٹھرا ہوتا ہے جو آنکھ کے کونہ میں نکلتا ہے (نہایت خطرناک ہوتا ہے) بعض نے کہا وہ گوشت کا لوٹھرا جو ناک کی جانب آنکھ کے

کونہ میں نکلتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں وارد ہے کہ اس کی دونوں (آنکھوں) پر

خنہ مذکورہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۱: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کا ڈھیلہ باہر

نکلا ہوگا یعنی پوشیدہ نہ ہوگا یہ نہایت ہی قبیح محسوس ہوتا ہے گویا وہ ایک منکا ہے جو چونکا گج

دیوار میں پیوست کیا گیا ہے اور اس کی بائیں آنکھ گویا ایک چمکتا ستارہ ہے۔ (رواہ احمد)

جواب نمبر ۲: حدیث میں ہے کہ اس کی ایک آنکھ گویا سبز شیشی ہے۔ (رواہ احمد والطرانی)

طافیہ کی تحقیق:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مجموعہ اخبار کا خلاصہ یہ ہے کہ طافیہ کے متعلق تحقیق یہ

ہے کہ وہ بغیر ہمزہ کے ہے اور حضرت عبداللہ بن مغفل و سمرہ والی بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں

تصریح ہے کہ اس کی بائیں (آنکھ) بالکل مسموحہ ہوگی، طافیہ بارزہ بمعنی یعنی ظاہری غیر

مسموحہ لیکن اس کا ڈھیلہ نکلا ہوگا۔

یہ بھی جائز ہے کہ اسکی دونوں آنکھوں میں ایسے ہو کیونکہ یہ نہ طمس (مٹنا) کے منافی

ہے نہ اپنی جگہ سے ہٹنے کے۔ اور اس کی بائیں آنکھ میں روشنی نہ ہوگی اور بڑی عیب دار ہوگی

آنکھ اپنی جگہ پر سہی لیکن ہوگی تو معیوب (خدا کی پناہ)۔

دجال کا جسمانی حلیہ:

چھوٹا قد۔ أفحج (بفاء ساکنہ اس کے آخر میں جیم) یہ أجح سے ہے بمعنی دوپنڈلیوں

کے مابین تباعد (دوری) بعض نے کہا کہ دونوں قدموں کا اگلا حصہ ایک دوسرے کے قریب

اور ساتھ ہی دونوں گٹوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا (یہ بھی بڑا عیب ہے) جفال الشعر

؟

بضم الجیم و تخفیف الفاء زیادہ بالوں والا۔

ہجان بکسر الاول و تخفیف الجیم سخت سفید۔ ضخم فیلمانی: بفتح الفاء

وسکون التحتانیۃ عظیم الجثۃ سخت موٹا گویا اس کا سر کسی درخت کی ٹہنیاں ہیں۔ سر کے

بال بہت زیادہ متفرق اور قائم ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ اس کے سر کے پیچھے کے بال بکھرے ہوں گے، جعوۃ سے ہے یعنی جیسے پانی اور ریت پر ہوا کا جھونکا آئے تو وہ بکھر جاتے ہیں۔

فائدہ: ”نہایہ“ میں ہے کہ پہلے گزرا ہے کہ وہ بعد۔ ققط۔ گھونگھریا لے سے بالوں والا گھنے اور پیچیدہ بالوں والا۔ یہ وہی ہے جو پہلے گزرا کہ دجال بعد۔ ققط۔ علامت دجال (ک۔ف۔ر) دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا (ک۔ف۔ر) حروف مقطعه کے ساتھ اسے ہر پڑھا لکھا ان پڑھ مسلمان پڑھ سکے گا لیکن کفار نہ پڑھ سکیں گے اس کی اولاد نہ ہوگی نہ وہ مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ میں داخل ہو سکے گا اس کی ایسی قوم اتباع کرے گی گویا ان کے چہرے پر تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ہے مجان مطرقہ ڈھال ہے اس کے ساتھ اصہبان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جن پر لنگی ہوگی اطلیسان یعنی سبز چادر (اس کی تشریح آتی ہے)، ایک روایت میں ہے کہ ان پر سیجان (یعنی) سبز چادر۔

فائدہ: ”نہایہ“ میں ہے کہ سیجان ساج کی جمع ہے ایک قسم کی چادر (غیاث) یعنی سبز چادر دوسرے معنی میں طلیسان ہے بمعنی وہ سبز چادر جس کو علماء و مشائخ استعمال کرتے ہیں۔ (المجد) **عجوبہ:** فقیر نے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے تشریحی الفاظ میں عمداً دیگر حوالہ جات (مثلاً طلیسان کا معنی غیاث اور المجد) کی تصریح کی ہے تاکہ دین کے دشمن دھوکہ نہ دیں چنانچہ فقیر نے رسالہ سبز عمامہ کا جواز، مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز کراچی، میں ایک ظالم مفتی کا حوالہ لکھا ہے اس نے ”دعوت اسلامی“ کی دشمنی میں حدیث کی تحریف کر ڈالی اور لکھ مارا کہ دجال کے ساتھ سبز عمامہ والے ہوں گے۔ (استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) حالانکہ سبز عمامہ کا یہاں تصور تک نہیں بلکہ طی ان ہے اور طلیسان بمعنی تمام اہل اہل اغت نے سبز چادر لکھا ہے پھر ساتھ ہی طلیسان کو مقور سے موصوف کیا ہے یعنی ان کی وہ سبز چادر نئی رکی سے بنی ہوئی ہوگی۔ (ایسی غفرلہ)

بعض نے کہا ساج کا الف واو سے منقلب ہے بعض کے نزدیک یاء سے منقلب ہے۔

صفات دجال:

اس کی آنکھیں نیند میں لگی لیکن دل بیدار ہوگا اس کے باپ کا قد لمبا اور گاڑھے

گوشت والا اس کی ناک گویا چونچ ہے اس کی ماں فرضاً حیۃ یعنی: زیادہ گوشت اور بڑے پستانوں والی ہوگی اس کا گدھا گاڑھے اور زیادہ بالوں والا ہوگا اس کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا جہاں نگاہ پڑے گی وہاں اس کا قدم پہنچے گا (گویا راکٹ سے تیز)

خروج دجال کے متعلق علم غیب

حدیث نمبر ۱: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے مروی ہے کہ دجال گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا پلید پر پلید سوار ہوگا۔ (ابن ابی شیبہ)

حدیث نمبر ۲: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دجال خروج کرے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار حاکم کے افراد ہوں گے، حاکم ایک جگہ ہے ان کے آگے ایک بہت زیادہ بالوں والا آدمی ہوگا جو کہہ رہا ہوگا ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ۔ (رواہ الدیلمی) ”بروبرو“ یہ فارسی کا کلمہ ہے اس کا ترجمہ ہے: جگہ فراخ کرو۔

حدیث نمبر ۳: امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال کا قد ۴۰×۴۰ دراز ہوگا وہ ایک سخت سفید گدھے پر سوار ہوگا اس کے قدم سے دوسرے قدم تک ایک رات دن کی مسافت ہوگی اس کے لئے چشمہ در چشمہ سے زمین لپیٹ لی جائے گی وہ بادل اپنے سیدھے ہاتھ میں رکھے گا اور غروب کی طرف سورج اس کے آگے چلے گا۔ وہ دریا میں داخل ہوگا تو پانی اس کے دونوں ٹٹوں تک پہنچے گا (یہ حدیث طویل ہے)

تطبیق الروایات:

اس روایت میں منافات نہیں جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اس کا چھوٹا قد ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ موٹے پن کی وجہ سے چھوٹا قد محسوس ہوگا اس کے موٹاپے کا تقاضا ہے کہ قد پست محسوس ہوگا یا یہ پیدائش کے بعد ابتدائی دور میں فی نفس الامر چھوٹا قد ہوگا پھر جب کفر ظاہر کرے گا اور پھر الوہیت کا دعویٰ کر کے دین کی دعوت دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا قد طویل اور موٹا کر دے گا یہ بندوں کے لئے آزمائش اور دوسرے فتنوں کی طرح ایک فتنہ ہو گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

دجال کا ابتدائی دور اور غلط دعویٰ:

خروج کے ابتدا میں ایمان اور اعمال صالحہ کا دعویٰ کر کے دین کی دعوت دے گا لوگ اس کی اتباع کریں گے اس طرح سے شہرت پائے گا پھر کوفہ چلا جائے گا یہاں بھی دین اور اعمال صالحہ ظاہر کرے گا اس کی لوگ اتباع کریں گے اس طرح سے شہرت پائے گا اور عوام کا محبوب بن جائے گا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے دعویٰ سے عقلمند لوگ گھبرا جائیں گے فوراً اس سے علیحدگی اختیار کریں گے کئی دن ٹھہر کر خدا ہونے کا مدعی ہوگا۔

(انا لله وانا اليه راجعون)

دجال کو سزا:

خدا کی دعویٰ کے بعد اس کی آنکھ گوشت سے ڈھانپ لی جائے گی اور ایک کان کٹ جائے گا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (ک-ف-ر) کافر لکھا جائے گا جو ہر مسلمان پر مخفی نہ ہوگا۔ پھر جس کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان ہوگا اس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ (طبرانی نے روایت کیا حضرت عبداللہ بن معتمر رضی اللہ عنہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں)

دجال کا لشکر:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال شام کا رخ کرے گا، جامع مسجد دمشق شرقی منارہ کے قریب اترے گا یہی اس کے خروج کی ابتداء ہے اس کے بعد گم ہو جائے گا تلاش بسیار کے باوجود نہ ملے گا پھر دوبارہ دمشق میں مسجد کے اس مینار کے قریب جو نہر الکسوة کے قریب میں ہے ظاہر ہوگا پھر کہیں چلا جائے گا یہاں تک کہ لوگ اسے بھول جائیں گے پھر مشرق میں ظاہر ہوگا اور خلافت (حکومت) سنبھالے گا اس دوران جادو دکھائے گا پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا عوام (یعنی اہل اسلام) اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے پھر خشک نہر پر کھڑے ہو کر اسے چلنے کا حکم دے گا تو نہر پانی سے پر ہو کر چل پڑے گی پھر حکم دے گا پیچھے کو لوٹ وہ پیچھے کو چلے گی پھر حکم دے گا کہ خشک ہو جا تو وہ خشک ہو جائے گی۔ (رواہ نعیم بن حماد)

ستر ہزار اصہبان کے یہودی اور تیرہ ہزار ان کی عورتیں اور دیگر عوام جو یہودیوں کے تابع ہوں گے اور غلام اور عورتیں اس کا اتباع کریں گے اللہ تعالیٰ اس کے لئے شیاطین بھیجے گا وہ کہیں گے اے دجال! ہم سے جو چاہو کام کرالو ہم تیری مدد کو آئے ہیں وہ کہے گا لوگوں میں پھیل جاؤ اور میرا پرچار کرو کہ میں ان کا رب ہوں۔ وہ شیاطین ملکوں میں پھیل جائیں گے دجال کیلئے اسی قسم کا پرچار کریں گے۔

دجال کے فتنے:

دجال کے بے شمار فتنے ہوں گے چند فتنے ملاحظہ ہوں:

- 1- چلے گا تو اس کے ساتھ دو پہاڑ بھی چلیں گے۔
- 2- اس میں درخت اور پھل فروٹ اور پانی ہوگا۔
- 3- اس میں آگ اور دھواں ہوگا اور کہے گا یہ جنت و دوزخ ہے۔

(رواہ حاکم، رواہ ابن عساکر، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

4- اس کے ساتھ جنت و نار ہوگی

5- لوگوں کو قتل کر کے زندہ کر دے گا

6- اس کے ساتھ ایک پہاڑ ہوگا اس میں روٹیاں اور پانی کی نہر ہوگی۔

(رواہ نعیم عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

سوال: وہ ایک آدمی پر صرف ایک بار مسلط ہوگا اسکے بعد اس کے قتل کرنے پر قادر نہ ہو

سکے گا اور وہ مرد کہے گا یہ میرے بعد کسی کو مارنے اور جلانے کی قدرت نہ رکھے گا؟

جواب: پہلے جو گذرا ہے کہ لوگوں کو قتل کر کے جلانے گا وہ شیاطین ہوں گے اور ان کا قتل

کرنا اور جلانا بھی حقیقی نہ ہوگا بلکہ ظاہری طور صرف عوام کو محسوس ہوگا کہ یہ قتل ہو رہے ہیں اور

مر کر جی رہے ہیں بعض نے کہا کہ اس کا مارنا حقیقی طور ہوگا اور جسے قتل کرے گا وہ حضرت خضر

علیہ السلام ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے صرف ان کو روٹی

ملے گی جو اس کی اتباع کرے گا اسکے ساتھ دو نہریں ہوں گی کہے گا انہیں میں جانتا ہوں کہ

ان میں کیا ہے وہ کہے گا ایک نہر جنت ہے دوسری دوزخ پس جسے وہ جنت میں داخل کرے گا وہ آگ ہوگی اور جسے نار میں داخل کرے گا وہ جنت ہوگی۔

(رواہ احمد وابن خزیمہ والحاکم و سعید بن منصور)

ایک روایت میں ہے کہ میں جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا؟ اس کے ساتھ دو جاری نہریں ہوں گی ایک ظاہری نظر آئے گی وہ سفید پانی ہے دوسری بھی ظاہری طور نظر آئے گی کہ وہ دھواں ہے تم میں جو کوئی اسے پائے تو اس نہر میں جائے جس میں دھواں نظر آئے اس سے آنکھیں بند کر کے پانی پی لے کیونکہ اس میں ٹھنڈا پانی ہوگا۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا، اور مسلم کی روایت میں اضافہ ہے کہ اس کے ساتھ روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ اور ابراہیم کی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ طعام اور نہریں ہوں گی اور یزید بن ہارون کی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ طعام اور پانی ہوگا ایک روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ جنت و نار جیسی ہو۔

اور نسیم کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے ساتھ شور بے کا پہاڑ ہوگا عراقی گوشت گرم گرم ہوگا کہ ٹھنڈا نہ ہو اور نہر جاری ہوگی اور باغات کا پہاڑ اور سرسبز ہوگا۔ اور ایک پہاڑ آگ اور دھوئیں کا ہوگا، کہے گا یہ میری جنت اور یہ دوزخ ہے اور یہ طعام اور یہ میرا پانی ہے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ وہ حقیقی جنت و دوزخ ہوگی یا خیالی۔ ابن حبان کا اس طرف میلان ہے کہ وہ خیالی ہوگی اور اسے صحیح کہا اور ان کا استدلال حدیث مغیرہ بن شعبہ سے ہے جو صحیحین میں ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر سوال دجال کے متعلق کرتا تھا مجھے فرمایا وہ تجھے نقصان نہ دے گا، میں نے عرض کی کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا فرمایا یہ تو اس کیلئے معمولی بات ہوگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی بڑی بات نہیں کہ حقیقتہً روٹیاں اس کے ساتھ کر دے بعض نے کہا کہ یہ خیالی روٹیاں حقیقتاً نہ ہوں گی نظر آئیں گی اس پر سابقہ روایت دلالت کرتی ہے جیسا کہ فرمایا کہ لوگوں کی نظروں میں وہ ایک سفید پانی ہو

گا دوسری میں ان کیلئے پانی آگ کا دھواں محسوس ہوگا۔

بعض علماء کا خیال ہے ان میں قاضی ابن العربی بھی ہیں کہ یہ صرف ظاہری طور ہوگا صرف لوگوں کے امتحان کے طور کہ اللہ تعالیٰ اس سے بندوں کا امتحان لے گا، اب معنی یہ ہوا کہ لوگوں کیلئے آسان ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں یا اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کرے جو دجال سے محبت کرتا ہوگا۔

مصنف رحمہ اللہ کی تحقیق:

میں کہتا ہوں کہ یہ حقیقی طور ہوگا جیسا کہ وہ روایت دلیل ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چاہئے اسے آنکھیں بند کر کے پئے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا، ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی پائے تو چاہئے اس میں واقع ہو جو اسے آگ نظر آئے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ آگ سبز باغ ہوگی اور دجال کی جنت غبار آلود اور دھواں ہوگی ان کے درمیان فرق خرق عادت کے طور ہے اس حیثیت سے کہ اس کی ایک حقیقت ہے جیسے جنت و دوزخ اسے نظر آئے گا جب وہ دار جزا و سزا میں ہوگا۔ اس لئے کہ غیر اللہ کیلئے جنت و دوزخ کا حقیقی ہونا ممتنع ہے بخلاف دوسری خوارق عادت کے۔ (واللہ اعلم) **فتنہ (۵):** نرمی سے زمین اسکے لئے لپیٹی جائے گی ایسے چلے گی جیسے بھیڑ کا چھوٹا بچہ وہ تمام روئے زمین کو صرف چالیس دن میں طے کر لے گا ہر شہر میں جائے گا سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے، جیسا کہ اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ حال ہے جیسے دل کہ اسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو۔

فتنہ (۶): تین سخت آوازیں آئیں گی جنہیں تمام اہل مشرق و مغرب سنیں گے خلاء سے پندے پکڑے گا دھوپ میں ضرورت کی چیزیں پکائے گا۔

(رواہ الحاکم و ابن عساکر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۷): دریا میں تین غوطے لگائے گا اس کا ہر دوسرا غوطہ پہلے سے طویل ہوگا اس کے غوطہ کی طوالت کا یہ حال ہوگا کہ دریا کی تہ تک پہنچ جائے گا اس سے مچھلیاں نکالے گا جتنا چاہے گا۔ (رواہ ابو نعیم عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۸): دین کی خفت (بمعنی ہلکان) اور علم سے روگردانی کے درپے ہوگا اکثر روئے زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جو اس کا علمی مقابلہ کر سکے بلکہ لوگوں کے ذہنوں سے دجال کا خیال محو ہو جائے گا (کہ اس نے بھی آنا تھا) اس کی اتباع میں اکثر دیہاتی مرد عام عورتیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ مرد اپنی ماں، بہن، پھوپھی، بیٹی کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کرے گا یہاں تک کہ انہیں گھر میں رسیوں وغیرہ سے باندھ دے گا کہ کہیں اس کے پاس نہ چلی جائیں۔

دجال کے فتنوں کا نمونہ:

دجال دیہاتی سے کہے گا کہ کیا میں تمہارے لئے قبر سے تمہارے باپ اور ماں کو زندہ اٹھاؤں وہ آکر گواہی دیں کہ میں تمہارا رب ہوں؟ وہ کہے گا ہاں پھر ایک شیطان اس کے باپ کی شکل میں دوسرا اس کی ماں کی شکل میں اس کے سامنے آکر کہیں گے بیٹا دجال کی اتباع کر یہ تیرا رب ہے۔ وہ دجال کی تابعداری کرے گا۔ اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دجال تمہارے دور میں نکلے تو تمہارے بچے بھی اسے کنکریاں ماریں اور ذلیل و رسوا کریں (کیونکہ یہ زمانہ خیر القرون وغیرہ علمی دور ہے) وہ تو اس وقت ظاہر ہوگا جب علم کی کمی ہوگی یا ہوگا ہی نہیں اور دین مٹ جائے گا یا کمزور ہوگا۔

فائدہ: اعراب (دیہاتیوں) سے مراد ہر وہ شخص جو علماء سے دور ہو (اگر وہ مطلب ہے جو اویسی غفرلہ نے لکھا تو اس کی نظیر ہمارے دور میں بھی جاہل عوام ہیں جو فاسق و جابر عالموں، جادوگروں، شعبدہ بازوں کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں ان کے نزدیک علماء کی وہ عزت نہیں جو ان فساق کی ہے، کسی کے تعویذ سے اثر ظاہر ہوا اگرچہ وہ جادوگر ہی کیوں نہ ہو فوراً اس کے گرویدہ ہو گئے۔

لباسِ خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

(اویسی غفرلہ)

جو دیہات اور پہاڑوں میں ہوں گے خواہ وہ عربی ہوں یا ترک یا اکراد یا کوئی اور
کیونکہ ان کے ہاں اس وقت حق و باطل کی تمیز نہ ہوگی ان کے اکثر خوارق (عادات) کی

تصدیق کی طرف مائل ہوں گے۔

علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابو نعیم نے ”الحلیۃ“ میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا کہ حسان بن عطیہ کے حالات میں نقل کیا کہ وہ تابعین میں سے ایک ثقہ تابعی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے فتنہ سے صرف بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں نجات پائیں گے۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) اس روایت میں حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ تابعی ہی اور ثقہ ہیں یہ روایت ایسی ہے کہ عقل سے نہیں کہی جاسکتی فلہذا احتمال ہے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے یا اسے انہوں نے بعض اہل کتاب سے لیا ہے۔

فائدہ: لائق ہے کہ اسے یوں محمول کیا جائے کہ اعراب سے مرد اور عورتیں اتنی مقدار میں نجات پاسکیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ذکر میں گذرا ہے کہ ان کے ساتھ جنگ میں اس سے زائد مرد عورتیں شامل ہوں گی اس کا بعض نے یہ جواب لکھا ہے کہ یہ زائد آپ کو دیکھ کر آپ کے ساتھ ہوں گے لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے۔

لطیفہ: حدیث میں ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر میں آیا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی محبت ہے وہ دجال کی اتباع کرے گا اگر اس کا زمانہ نہ پائے گا تو قبر میں اس پر ایمان لائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کے مطابق ہمارے دور میں جتنے رافضی (شیعہ) ہیں وہ اسی اعتقاد پر ہیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے محبت کرتے ہیں وہ اس پر خوش ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اچھا ہوا۔ (معاذ اللہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ کریم جل شانہ ہمیں حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

موت دے۔ آمین

فتنہ (۹): دجال کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم میں سے کسی دو نبیوں کے مشابہ

ہوں گے ایک اس کے دائیں دوسرا بائیں جانب ہوگا۔ دجال کہے گا اے لوگو! کیا میں تمہارا رب ہوں میں مارتا ہوں جلاتا ہوں۔ ان دونوں فرشتوں میں سے ایک کہے گا کذبت تو (جھوٹا ہے) اس جملہ کو سوائے اس کے ساتھی فرشتے کے کوئی نہ سنے گا، پھر دوسرا فرشتہ اپنے ساتھی سے کہے گا تو نے سچ کہا اسے تمام لوگ سن لیں گے اس سے یہ سمجھیں گے شاید یہ دجال کی تصدیق کر رہا ہے اس پر ان کا یقین بڑھے گا کہ دجال بڑا سچا ہے، یہ بھی لوگوں کیلئے بہت بڑا فتنہ ثابت ہوگا یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مضمون ہے۔ (رواہ نعیم والحاکم)

جب دجال کہے گا کہ میں رب العالمین ہوں، حضرت الیاس علیہ السلام فرمائیں گے تو جھوٹا ہے۔

فتنہ (۱۰): اللہ تعالیٰ دجال کے لئے مشارق و مغارب سے شیاطین بھیجے گا اور وہ کہیں گے ہم سے جو چاہے مدد لے وہ کہے گا روئے زمین پر پھیل جاؤ اور لوگوں کو اعلان کرو کہ دجال تمہارا رب ہے اور وہ تمہارے لئے جنت و دوزخ لے آیا ہے۔ شیاطین یہ سن کر روئے زمین پھیل جائیں گے ایک مرد کے درغلانے کیلئے ایک ایک سو ۱۰۰ سے زیادہ شیاطین جمع ہوگا وہ اس کے باپ اس کی ماں اس کے بھائیوں اور نوکروں اور دوستوں کی شکل میں متشکل ہو کر کہیں گے اے فلاں! کیا انہیں پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں یہ میرا باپ ہے یہ میری ماں ہے یہ میری بہن ہے یا میرا بھائی ہے وہ ان سے پوچھے گا تم دجال کے بارے میں کیا کہتے ہو وہ کہیں گے تو اسے کیا سمجھتا ہے وہ کہے گا یہ دجال اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اس نے خروج کیا ہے۔ اسے شیاطین کہیں گے ٹھہر جا ایسی باتیں نہ کہہ وہ تمہارا رب ہے وہ تمہارے متعلق جو چاہے گا فیصلہ کر سکتا ہے اس کے پاس جنت، دوزخ اس دن اس کے پاس ایسا طعام ہے کہ تم نے پہلے کبھی نہ کھایا ہوگا وہ مرد مسلمان کہے گا تم جھوٹ بول رہے ہو تم شیاطین ہو وہ کذاب ہے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچی ہے فرمایا ہے کہ ایسے ایسے ہمارے ساتھ ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال سے ڈرایا اور اس کی مکمل خبر دی ہے ہم تمہیں خوش آمدید نہیں کہتے تم شیاطین ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لے جائے گا وہ اسے قتل کریں گے شیاطین اس کی تقریر سے ڈر کر غائب و خاسر ہو کر واپس چلے

جائیں گے۔

انتباہ از رسول صلی اللہ علیہ وسلم

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس کی خبر دے رہا ہوں تاکہ سمجھو اور متنبہ رہو اور

اسے خوب یاد کر لو۔ اسی پر عمل کرو جو میں کہ رہا ہوں اور اسکی آنے والوں کو خبر دو پھر وہ آگے آنے والوں کو بتائیں کیونکہ یہ تمام فتنوں سے شدید ترین فتنہ ہے۔ (رواہ نعیم)

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں کہ دجال کے پاس ایک عورت آئے گی اور

کہے گی اے رب! میرے بھائی، میری بیٹی، میرے شوہر کو زندہ کر یہاں تک کہ وہ

شیاطین کو ملے گی جو اس کے گھر کو بھردیں گے یعنی اس کے گھر شیاطین ہی شیاطین ہوں

گے۔ اسی طرح اس کے پاس اعرابی (دیہاتی) آئے گا اور کہے گا اے رب! میرا اونٹ

زندہ کر دے، میری بکری زندہ کر دے، شیاطین اس کے اونٹ جیسے اونٹ اسے دیں

گے اس کی بکریوں جیسی بکریاں دیں گے جو عمر میں اور موٹے پن میں ان جیسی ہوں

گے وہ کہیں گے اگر یہ رب نہ ہوتا تو ہمارے لئے مردے کیسے زندہ کرتا؟ (حاکم)

پہلی حدیث اس مسلمان کیلئے ہے جو دجال کو نہ مانے گا دوسری حدیث اس کے لئے

ہے جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کی اتباع کرے گا۔

فتنہ (۱۱): بادل کو اپنے دائیں بائیں رکھے گا اور تیز رفتاری میں سورج سے بڑھ جائے

گا۔ سمندر میں غوطہ لگائے گا تو صرف اس کے گٹے تک پانی آئے گا اس کے آگے دھوئیں کا

پھاڑ ہوگا اور اس کے پیچھے بھی سبز پہاڑ ہوگا اس کے لئے منادی ندا دے گا جسے ہر دو جانب

درمیان میں ہر کوئی سنے گا۔ میرے دوستو! میری طرف آؤ، میرے محبوب میری طرف آؤ،

میرے اصحاب میری طرف آؤ، میں وہ ہوں جس نے پیدا کیا اور ٹھیک کیا اور جس نے ٹھہرا

دی اور راہ دکھلائی اور میں ہی تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا دشمن جھوٹ بول

رہا ہے تمہارا رب نہیں جیسے یہ ہے۔ ہاں دجال کے تابع دار اکثر یہودی اور حرام زادے ہیں

اور ولد الزنا ہوں گے۔ (زواہ ابن المنادی عن علی کرم اللہ وجہہ)

فتنہ (۱۲): دجال ایک برادری کے پاس آئے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو

بارش کا حکم کرے گا تو بارش ہوگی اس سے کھیتیاں اگیں گی اس پر وہ لوگ خوشحال ہو جائیں گے اور ان کے جانور موٹے ہو جائیں گے اور دودھ والے جانوروں کے دودھ بڑھ جائیں گے انہیں ہر طرح کی خوشحالی ہی خوش حالی ہوگی۔ پھر ایک اور برادری کے پاس جائے گا انہیں دعوت دے گا وہ اس کی دعوت قبول نہ کریں گے ان سے واپس لوٹے گا تو وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے اموال و اسباب سب ختم ہو جائیں گے۔ (رواہ مسلم عن النواس بن سمان)

فتنہ (۱۳): وہ ویرانے سے گزرے گا تو اسے کہے گا اپنے خزانے باہر نکال اس کے کہتے ہی خزانے اسکے پیچھے شہد کی مکھیوں کی طرح آئیں گے۔ (رواہ مسلم عن النواس)

فائدہ: یعاسب یعسوب کی جمع بمعنی شہد کی مکھی کا زلیکن یہاں مطلقاً شہد کی مکھیوں کی جماعت مراد ہے لیکن اس سے شہد کی مکھیوں کا بادشاہ مراد لینا زیادہ موزوں ہے اس لئے کہ وہ جب بھی چلتا ہے تو تمام شہد کی مکھیاں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔

فتنہ (۱۴): وہ ایک نہر پر آ کر کہے گا کہ چل وہ چل پڑے گی اسے حکم کرے گا کہ پیچھے کوچل وہ پیچھے کوچلے گی پھر حکم دے گا کہ خشک ہو جاؤ خشک ہو جائے گی۔

(رواہ نعیم بن حماد، عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۵): جبل طور سیناء اور جبل زیتا کو حکم کرے گا کہ وہ اس کے لئے آٹا دیں چنانچہ وہ آٹے کا انبار لگا دیں گے وہ ہوا کو حکم کرے گا کہ بادل دریا سے لے کر زمین پر بارش برسائے تو وہ اسی طرح کریں گے۔ (رواہ نعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۶): وہ اعلان کرے گا کہ میں رب العالمین ہوں اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے اگر تم چاہو تو چلتے سورج کو روک دوں لوگ کہیں گے ہاں چنانچہ وہ سورج کو روک لے گا یہاں تک کہ ایک دن کو مہینے کا بنا دے گا اور جمعہ کو سال جیسا پھر کہے گا چاہو تو میں اسے چلنے دوں لوگ کہیں گے ہاں چنانچہ دن کو ایک گھنٹے کا کر دے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد والحاکم، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۷): اس کے خروج سے پہلے تین سال خلق خدا پر نہایت ہی سخت گزریں گے ان میں لوگوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کو حکم دے گا کہ وہ تہائی بارش زمین پر برسانا بند کر دے اور اور زمین کو حکم فرمائے گا کہ وہ تہائی سبزہ یا نباتا اگانا روک دے پھر تیسرے سال آسمان کو حکم فرمائے گا کہ وہ بارش بالکل بند کر دے ایک بوند بھی زمین پر نہ

گرے گی اور زمین کو حکم فرمائے گا کہ وہ سبزی اگانا بند کر دے ایسے حالات میں تمام کھروں والے یعنی جانور ہلاک ہو جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے، عرض کی گئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر لوگ کھائیں گے کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح (سبحان اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) لوگوں کو طعام کا کام دیں گی یعنی تسبیح و تکبیر کی کثرت کرنے والوں کو بھوک نہ لگے گی۔

(رواہ ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم، عن ابی اسلمۃ رضی اللہ عنہ)

فتنہ (۱۸): ایک آدمی کو قبضہ میں کر کے اس پر آ رہ چلائے گا اس کے دو حصے کر دے گا اس کے درمیان میں لوگ چلیں گے پھر لوگوں کو کہے گا میں اس کو ابھی زندہ کر دیتا ہوں اس کے وجود یہ مقتول پھر بھی کہتا ہے کہ میرے سوارب کوئی اور ہے چنانچہ بندہ مقتول کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا تو اسے خبیث کہے گا تیرا رب کون ہے؟ کہے گا میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور تو اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال ہے، بخدا مجھے اب کی بار پہلے سے زیادہ بصیرت نصیب ہوئی ہے کہ دجال تو ہے وہ اسے دوبارہ قتل کرنا چاہے گا تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔

(رواہ ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم والفضیاء عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ)

مقام خروج:

دجال کا خروج یقیناً مشرق سے ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ خراسان (افغانستان) سے نکلے گا۔ (احمد والحاکم من حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ہے کہ وہ اصہبان سے نکلے گا۔ (رواہ مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ یہودیہ اصہبان سے نکلے گا۔

(رواہ الحاکم وابن عساکر، من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اس کی مثل احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے)

ایک روایت میں ہے کہ وہ اصہبان شہر کی بستی رستقباد سے نکلے گا۔

(طبرانی من حدیث فاطمہ بنت قیس)

وقت خروج:

فتح قسطنطنیہ کے بعد نکلے گا جب کہ تین سال مسلسل قحط ہوگی جس کی تفصیل دجال کے فتنہ نمبر ۱ میں گزری ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کے خروج کا وقت فتح القاطع کے بعد ہے۔

دجال کا ابتدائی دور فتح قسطنطنیہ کے بعد ہے پھر آگے کی چھلانگیں کہ وہ خلیفہ ہے اور بنی ہے اور خدا ہے کہ دعویٰ فتح القاطع کے بعد ہے اور اس کی سلطنت چالیس دن ہوگی وہ دن بھی انہی دعوؤں کے دوران گزریں گے۔

مدت:

دجال کی کل مدت چالیس دن ہے پہلا دن سال کا، دوسرا ایک ماہ کا، تیسرا جمعہ کا یعنی ہفتہ کا، باقی دن دوسرے دنوں کی طرح۔ (کذافی حدیث النواہس بن سمعان، احمد و مسلم و ترمذی)

حدیث شریف میں حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس کے چالیس سال ہیں لیکن اس کا ایک سال آدھے سال کے برابر اور اس کا دوسرا سال ایک ماہ کے برابر اور ایک سال ایک جمعہ یعنی ہفتہ کے برابر باقی دن بھی چنگاری کی طرح جلد ختم ہوں گے مثلاً کسی صبح شہر کے دروازہ پر ہوگی تو دوسرے دروازہ تک پہنچتے ہی شام ہو جائے گی۔

(ابن ماجہ، خزیمہ والحاکم والفضیاء)

فائدہ: اس حدیث کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ فتنوں کی یلغار سے لوگ ایسے مشغول ہوں گے کہ انہیں علم تک نہ ہو سکے گا کہ دن کیسے گزر رہے، ان کے نزدیک مشغولی کی وجہ سے دن کا گزرنا ایک گھنٹے جیسا ہوگا اور مہینہ ایک دن جیسا اور سال مہینے جیسا۔

بعض نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ زمانہ سکر جائے گا کہ سال مہینے جیسا ہو جائے گا اور مہینہ ہفتہ جیسا ہوگا اور دن ایک گھنٹہ اور گھنٹہ چنگاری جیسا ہوگا۔

سوال: دو حدیثیں مختلف ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے؟

جواب: حدیث نو اس بن سمعان، اس لئے کہ وہ زیادہ صحیح ہے اگرچہ یہ امام مسلم کے نزدیک زیادہ قوی ہے، لیکن تقدیم پہلی کو ہے اگر تطبیق دی جائے تو اس کی کئی وجوہ ہیں

1- اس کی حکومت چالیس سال ہوگی لیکن یہاں مہینے مراد ہیں سنین (سال) مجازاً کہا گیا ہے، ہاں یہ ہے کہ اس کا پہلا دن ایک سال کا دوسرا ایک ماہ کا تیسرا ہفتہ کا باقی دن

دوسرے دنوں کی طرح اور ایک سال کے دوسرے سال کے دنوں کے متناقض نہیں کیونکہ پہلا سال پورے بارہ ماہ کا دوسرا سال چھ ماہ کا یونہی آگے ہر سال ایک ماہ کا اور مہینہ ایک ہفتہ کا یہاں تک کہ آخری دن چنگاری کی طرح ہوگا یہاں تک کہ صبح شہر کے دروازے پر ہوگی تو دوسرے دروازے تک پہنچتے ہی شام ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ اس کا پہلا ہمارے سالوں جیسا ہوگا یونہی اس کا آخری سال بھی ہمارے سالوں جیسا ہوگا۔

تائید از حدیث شریف:

اس وجہ کی تائید حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جو پہلے گذری ہے کہ وہ کہے گا ”میں رب العالمین ہوں اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے روک لوں یہاں تک کہ ایک دن کو ایک ماہ کا بنا دے گا اور ایک ہفتہ کو ایک سال کا بنا دے گا اور کہے گا چاہوں تو میں سورج کو چلاؤں اسی معنی پر ایک یوم ایک گھنٹہ کا بنا دے گا۔“
(رواہ نعیم والی اکرم)

دجال کے زمانہ میں نمازوں کا حال:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ دجال کے زمانہ میں نمازوں کا کیا حال ہوگا جب کہ اس کا دن کامل سال کا ہوگا کیا ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تمہیں اندازہ کرنا پڑے گا کہ ہر دن کا اندازہ کر کے اس کی پانچ نمازیں پڑھو جیسے تم طویل دنوں میں اپنی نمازوں کا اندازہ کر لیتے ہو اسی طرح ایک دن جو سال کا ہوگا پھر چھ ماہ کا وغیرہ وغیرہ۔

2- حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے دنوں کا سوال ہوا کہ جب اس کے بعض دن چھوٹے ہوں گے (جیسے حدیث شریف میں مذکور ہوا) تو ان دنوں کی نمازیں کیسے ادا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے تم نے اس کے بڑے دنوں میں نمازوں کے متعلق اندازہ کا سمجھا ہے یونہی چھوٹے دنوں کا قیاس کیجئے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس میں پہلے کا عکس ہے کہ پانچ نمازیں چھوٹے دنوں میں دجال کی

گنتی کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اہل اسلام اپنے دنوں پر قیاس کر کے نمازیں ادا کریں۔ (جب گھڑیاں نہ ہوں، ورنہ گھڑیوں کی صورت میں دجال کے چھوٹے دنوں کو چھوڑ کر اپنی گھڑیوں کے مطابق چوبیس گھنٹوں دن رات کا حساب بنائیں) اگرچہ دجال کے اس میں کئی دن بن جائیں۔ (واللہ اعلم)

3- اس وجہ میں ایک مقدمہ ضروری ہے وہ یہ کہ عالم مثال (عند الصوفیہ) موجود ہے وہ حقیقی عالم ہے خیالی جہاں نہیں اور وہ خارج میں محسوس ہے (لیکن اہل مشاہدہ کیلئے)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے المنجلی فی تطور الولی میں امام العلاء القونوی شارح الحاوی سے نقل کیا کہ صوفیہ کرام نے اجساد و ارواح کے درمیان ایک عالم (جہان) ثابت کیا جس کا انہوں نے عالم مثال نام رکھا ہے اس پر انہوں نے اس قاعدہ کی بنیاد رکھی ہے کہ ارواح مختلف اجساد اختیار کر کے عالم مثال میں مختلف صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور انہوں نے اس کا استدلال آیت: **فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا** (پارہ ۱۶ مریم ۱۷) (وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا) سے کیا ہے۔

فائدہ: اس کی مزید تفصیل فقیر کا رسالہ مذکورہ کا ترجمہ ”ولی اللہ کی پرواز مع حواشی“ اور تصنیف ”الانجلاء فی تطور الاولیاء“ میں پڑھئے۔ مطبوعہ لاہور۔ (اویسی غفرلہ)

فتوحات مکیہ شریف کی تقریر:

حضور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ نے فتوحات مکیہ میں باب ۶۳ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص پر اس عالم مثال کی حقیقت کو ظاہر فرمایا تا کہ وہ یقین کرے یہ بندہ عاجز ہے اور اس عالم (مثال) کے بارے میں متحیر ہے اور وہ اپنے خالق کی کنہہ کے علم سے جاہل و اجہل ہے۔ پس تحقیق عقول کو عدم محض لاحق ہوتا ہے اور نہ وجود محض اور نہ امکان محض۔ ہاں انسان اس عالم میں نیند میں پہنچ جاتا ہے یا پھر موت کے بعد اسے معلوم ہوگا اس وقت اعراض کو صورت قائمہ مجسدہ پائے گا جس میں اسے کسی قسم کا شک نہ ہوگا اور اہل کشف بیداری میں وہ امور دیکھتے ہیں جو انسان خواب میں نیند کرنے والا دیکھتا ہے یونہی میت مرنے کے بعد یہ صورتیں دیکھے گا جیسے ہم آخرت

میں اعمال کی صورتیں دیکھیں گے کہ اعمال کا وزن ہو رہا ہوگا اور موت کو ذبح کیا جائے گا یہ جملہ امور اعراض و نسبتیں ہیں اور بس

فائدہ: جیسے دور حاضرہ میں بخار (عرض) کا تھرما میٹر سے وزن معلوم کیا جاتا ہے یعنی اس کے نمبرات معلوم ہوتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: سیدنا شیخ اکبر امام ابن العربی قدس سرہ نے فرمایا کہ بعض حضرات اس خیالی (عالم جو لوگوں کے تصور میں خیالی ہے) کو حسی آنکھ سے پاتے ہیں۔ پھر فرمایا اگر عین (آنکھ) خیالی شے پالے اور اس سے غفلت نہ کرے تو اس کے ارادہ میں تکوینات مختلف نہیں ہوں گی وہ انہیں مختلف مواضع میں پائے گا لیکن درحقیقت وہ ایک ذات ہوگی اور ان میں وہ شک بھی نہ کرے گا اور نہ ذات اکوان مختلفہ میں منقول ہوگی اور نہ متحول ہوگی ایسا صاحب سمجھے گا کہ اس نے ان تکوینات کو حسی بصر سے ادراک کیا ہے کہ جس سے محسوسات کا ادراک ہوتا ہے۔

یہ تقریر جس غرض کی امام ابن العربی قدس سرہ نے بیان کی ہے یہاں ختم ہوئی۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالم مثال خیال محض نہیں بلکہ وہ عالم مثال محسوس ہے اور خارج میں بارہا اس کی تصدیق ہوئی ہے۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ:

عالم مثال حق ہے فقیر اس کی تصدیق ذیل سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ یہ عقل سے سمجھ آنا مشکل ہے اسی لئے مسلمان کو من حیث المسلم سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مسلمان عشق کا بندہ ہے اور کافر کے گلے میں عقل کا پھندا۔

1- مسلمان مانتا ہے کہ عالم ارواح میں ہمارے سے عہد و پیمان لیا گیا، ارشاد بانی ہے:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ
أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا۔ (پارہ ۹، الاعراف، آیت ۱۷۲)

”اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔“

انسان کی عادت ہے جو شے یاد نہ رہے اس کا انکار کر دیتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حجت بھی قائم فرمادی چنانچہ فرمایا:

أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ
 آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝
 وَكَذٰلِكَ نَفْصَلُ الْآيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (ایضاً)

”کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے
 ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر
 ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے
 بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں۔“

فائدہ: نص قطعی سے ثابت ہوا کہ عالم ارواح ایک مستقل جہاں گذرا ہے اور اب بھی ہے
 لیکن اس کا شعور نہیں اس کی تفصیل حاشیۃ القرآن میں شبیر احمد عثمانی دیوبندی المتوفی
 ۱۳۶۹ھ نے لکھی کہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی
 پشت سے ان کی اولاد اور ان سے ان کی اولاد نکالی سب سے اقرار کروایا اپنی خدائی کا۔ پھر
 پشت میں داخل کیا۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ خدا کے رب مطلق ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت
 کرتا ہے۔ باپ کی تقلید نہ چاہئے۔ اگر باپ شرک کرے بیٹے کو چاہئے ایمان لائے۔ اگر
 کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل؟ تو یوں سمجھے کہ اس کی نشانی ہر کسی کے دل
 میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہاں قائل ہے اور جو کوئی
 منکر ہے شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔“ موضح
 القرآن میں ہے کہ ”یہ قصہ یہود کو سنایا کہ وہ بھی عہد سے پھرے ہیں جیسے مشرک پھرتے ہیں۔“

تبصرہ اویسی غفرلہ:

جیسے عالم ارواح ہے لیکن ہمیں یاد نہیں اللہ والوں کو یاد ہے اس طرح عالم مثال بھی
 ہے اس کا ہمیں شعور نہیں لیکن اللہ والوں کے لئے محسوس مشاہد ہے اس کی مثالیں اور دلائل
 فقیر کے رسالہ ”عالم ارواح کی سیر“ زیر طبع میں مطالعہ کیجئے۔ اویسی غفرلہ

حکایت: اس وجہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے مصر میں غسل کی نیت سے نہر میں غوطہ لگایا اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ جب نہر سے باہر نکلا تو خود کو بغداد میں پایا اور شہر میں چلا گیا وہاں کسی عورت سے نکاح کیا اور اولاد پیدا ہوئی اور وہاں سات سال گزارے۔ پھر ایک دن دجلہ (دریائے بغداد) میں نہانے گیا غوطہ لگایا تو خود کو مصر میں اسی جگہ پایا جہاں پہلی بار غسل کیلئے آیا تھا لیکن کوئی تبدیلی نہیں آئی وہی دن وہی گھڑی گھر گیا تو اہل و عیال اور احباب انتظار میں تھے کہ آئیں تو نماز جمعہ کے لئے چلیں۔ عرصہ بعد مصر میں بغداد والی عورت اور بچے لے آیا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس قسم کی ایک حکایت کا فقیر اضافہ کرتا ہے۔ قصص الانبیاء معراج کے بیان میں ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر کے کچھ واقعات معراج شریف کے حضرت ابو بکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا کہ صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسی سبب سے ان کا لقب بھی صدیق ہوا۔ اور جب ابو جہل وغیرہ نے سن کر کہا کہ كَذَّبْتَ اسی واسطے خطاب ان کافروں کو کذاب و زندیق و ملعون کا دیا گیا۔ اور جو کوئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بے شک مثل ابو بکر صدیق کے صدیقوں کے مرتبے میں ہے اور جو کوئی منکر معراج ہوگا یہ یقیناً مطابق ابو جہل کے لعین اور مردود ہوگا۔ اور اس محفل میں ایک یہودی گنوار نے معراج کا حال سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر بازار میں آ کر ایک بڑی مچھلی مول لے کر اپنی بیوی کو دی اور اس سے کہا کہ جلدی اس مچھلی کے کباب بنا میں بھوک سے بیتاب ہوں اور مجھے سخت بے قراری ہو رہی ہے اتنا دن آیا اب تک نہار منہ ہوں۔ جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھانا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہ کر لب دریا چلا گیا اور اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اتر اور پھر اس نے غوطہ لگایا جب اس نے اپنا سر اٹھایا اپنے تئیں ایک عورت جو ان صورت پایا اور کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گرداب تیر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آ کر آبرو کے سبب آنکھوں سے

اپنی آبرو پر رو کر آنسو بہایا، بار بار ہاتھ پر ہاتھ اور اپنے منہ سے ہیہات ہیہات پکارتا اور اپنا ننگا بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزرا کہ ایک عورت حسین خوبصورت ننگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنے ہمسایہ کی عورتوں کے ساتھ دریا پر نہانے کو گئی اور جس جگہ پر اس نے پہلے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی بار بھی اتار کر رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھا کر اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے ہوئے تھے وہاں پر وہیں پائے۔ اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی بازار سے لا کر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ تڑپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی تھی اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی اور ابھی تک وہ پونی اس کے ہاتھ میں تمام نہ ہوئی تھی پھر اس نے عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک مچھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے۔ وہ عورت بولی کیا خیر تو ہے کچھ پی کر آئے ہو ابھی مچھلی لائے ہو۔ ایک لمحہ میں کہیں مچھلی پکتی ہے پھر اس نے اپنی بیٹی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا۔ وہ بولی! جی ابھی بہت دور ہے اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو۔ اس نے یہ بات سن کر جی میں جانا کہ حال معراج کا سچ نہ جانا تھا، اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا سمجھا تھا اسی سبب سے یہ حال مجھ پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔ اور دین اسلام برحق ہے۔ الغرض حاصل کلام یہ کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا دیکھا معراج شریف کا حال بیان فرما رہے ہیں اس نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میں جھوٹا جانتا تھا اس کی تعزیر پائی اس کے کہنے پر صحابہ کرام نے اس سے پوچھا کیا تو نے کوئی تعزیر پائی؟ تب اس یہودی نے سب حقیقت مچھلی اور غسل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت پر آنے کی کیفیت

بیان کی یہ بات سن کر تمام صحابہ کرام سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجلائے اور پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ معجزہ خاص کر آپ کے واسطے ہے ایسا معجزہ عنایت ہوا۔ آخر وہ یہودی ایمان لایا اور ابو جہل کو کچھ اثر نہ ہوا اور پھر اس نے کہا کہ یہ سب فریب بازی ہے اور افترا سازی ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَلَآ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَآ هَادِيَ لَهُ۔

”جس کو اللہ تعالیٰ راہ ہدایت دے پھر کوئی نہیں بہکانے والا اس کا اور جس کو

اللہ تعالیٰ بہکا دے اس کو کوئی راہ دینے والا نہیں۔“

جب تمہید سمجھ لی گئی تو اب مسئلہ سمجھئے کہ دجال کا معاملہ بھی اسی قبیل سے ہوگا کہ بعض لوگوں کیلئے دجال کے دن محسوس ہوں گے اور بعض کو کامل سال اور یہ دونوں اپنے مقام پہ حق ہیں جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کے لئے یَوْمًا أَوْ بَعْضُ يَوْمٍ تھا لیکن دوسرے لوگوں کے لئے ایک سو سال۔ یا جیسے شب معراج کہ اہل دنیا کیلئے قبیل طرفة العین تھا اور حضور سرور عالم ﷺ کیلئے ہزاروں سال جب کہ مکہ معظمہ سے تاعرش پھر لا مکان اور دنسی فتدلسی وغیرہ وغیرہ۔ (اویسی غفرلہ)

اسی قاعدہ پر احکام مرتب ہوں گے اور نمازوں کا وجوب اور ان کی ادائیگی اسی طرح جیسے حدیث گزر چکی ہے۔ یہاں ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے لیکن چونکہ وہ ان دونوں وجہوں سے بعید تر ہے اسی لئے اسے ہم بیان نہیں کرتے۔ (واللہ اعلم)

دجال کی کیفیت خروج:

اس میں روایات مختلف ہیں اس میں زیادہ بسیط حدیث نو اس رضی اللہ عنہ ہے جو مسلم وغیرہ میں مروی ہے اور حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ جسے ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم والضیاء نے روایت کی۔ اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ نعیم بن حماد اور الحاکم نے روایت کی اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ جسے مسلم اور بخاری اور حاکم نے نقل کی۔

دجال کے واقعات کا خلاصہ از خروج تا موت:

ہم یہاں پر خلاصہ کے طور وہ تمام احادیث بیان کرتے ہیں جو دجال کے بارے

میں ہیں اس میں حسب استطاعت ہم احادیث کے اختلاف میں تطبیق کی کوشش کریں گے اور واقعات کی تکمیل کے لئے چند اضافے بھی کریں گے۔

1- نبی پاک ﷺ نے اپنے خطبہ مبارکہ میں فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کا سلسلہ جاری فرمایا ہے دجال کے فتنہ سے اور کوئی بڑھ کر فتنہ نہیں ہے۔

2- ہر نبی علیہ السلام نے دجال کے فتنہ سے اپنی اپنی امت کو ڈرایا، میں آخری نبی ہوں ﷺ اور تم آخری امت ہو تم میں دجال کا خروج لازماً ہوگا اس پر آپ ﷺ کی آواز مبارک دھیمی پھر اونچی ہوئی ہم نے سمجھا شاید (سامنے والی) کھجوروں کے جھنڈ میں ہوگا جب ہم اس جھنڈ (کھجوروں) کی طرف جانے لگے آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس دجال کا غیر ہے مجھے اس کا بہت خطرہ ہے اگر میرے زمانہ میں ہو تو میں تمہارے ساتھ اس کا مقابلہ کروں گا اور ہر مسلم کی طرف سے۔ اگر میرے بعد اس کا خروج ہو تو ہر انسان اس کا مقابلہ کرے اللہ تعالیٰ میرا نگہبان ہر اہل اسلام کیلئے۔

3- دجال کا خروج حطہ یعنی شام و عراق کے درمیانی راستے سے ہوگا وہ روئے زمین پر فساد پھیلانے گا اور دائیں بائیں اپنا لشکر اور سرایا بھیجے گا اس کے لشکر کا مقدمہ الجیش اصہبان کے ستر مرد یہودی ہوں گے ان کا سالار بڑے بالوں والا مرد ہوگا وہ کہتا جائے گا (راستہ دو، راستہ دو) فرمایا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا میں اس کے ایسے اوصاف بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کئے وہ ظاہر ہو کر پہلے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر دعویٰ کرے گا وہ تمہارا رب ہے۔ حالانکہ مرتے دم تک نہیں دیکھو گے (اس کا دیدار قیامت میں ہوگا) اور وہ بھیگا (یک چشم) ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ منزہ مقدس ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا (کافر) اسے ہر مومن پڑھا لکھا اور ان پڑھ، پڑھ لے گا یعنی حروف ہجا (ک، ف، ر) سے صاف لکھا ہوگا جیسے کہ اس کی بعض روایات میں تصریح ہے۔

4- اس کے فتنوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت و دوزخ درحقیقت اس کی جنت دوزخ ہوگی اور دوزخ جنت جو اس کی دوزخ میں مبتلا ہو تو وہ سورۃ الکہف کی

ابتدائی آیات پڑھے تو اس پر اس کی دوزخ (نار) گلزار (ٹھنڈی) اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار ہو گئی تھی اس کے فتنوں میں ایسے ایسے اور بہت کچھ ہوگا (اسے پہلے مفصل لکھ آئے ہیں) اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے وہ لوگوں کو ڈرائیں گے کہ یہ مسیح کذاب ہے۔ اس سے ڈرو! اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

5- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اتنی تیز رفتاری عطا فرمائے گا کہ اسے دجال نہیں پائے گا۔

مکہ و مدینہ میں دجال کا داخلہ ممنوع:

روایت میں ہے کہ ابراہیم کے آگے دو آدمی ہوں گے جو دجال سے اہل قریہ کو ڈرائیں گے ان کے جانے کے بعد دجال کا لشکر داخل ہوگا۔ دجال تمام بستیوں میں جائے گا سوائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جب وہ مکہ معظمہ کے قریب جائے گا تو وہاں ایک عظیم شخصیت کو دیکھے گا اس سے پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ وہ کہے گا میں میکائیل علیہ السلام ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں مدینہ پاک میں داخل نہ ہونے دوں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ زمین کے چپہ چپہ پر دجال جائے گا سوائے مکہ شریف اور مدینہ پاک کے کہ وہاں پر چوراہے پر فرشتے تلوار نیام سے نکالے کھڑے ہوں گے جب وہ مکہ شریف کے قریب پہنچے گا تو میکائیل علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے ڈر کے بھاگ جائے گا اور ایک زوردار چیخ مارے گا اس کی چیخ سن کر اہل مکہ کے منافقین مکہ سے نکل کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

مدینہ پاک کی وادی جرف میں دجال کا نزول:

مکہ شریف کے بعد مدینہ طیبہ روانہ ہو کر مدینہ طیبہ کے باہر سرخ ٹیلہ (جو کہ شوریلی زمین کے آخری حصہ پر واقع ہے) پر اترے گا۔

اضافہ اویسی غفرلہ:

یہی وادی جرف ہے اور سرخ ٹیلے سے اس کے قریب کی پہاڑی مراد ہے جہاں

ملک فہد (سعودی عرب کے سربراہ، بادشاہ) نے ایک بہترین اور مضبوط اور کئی کمروں پر مشتمل بڑا محل بنوایا ہے گویا اس نے اپنے سربراہ دجال کے لئے پہلے سے ہی اس کی رہائش گاہ تعمیر کرادی ہے جو حضرات جبل احد شریف کو جائیں تو اس جبل شریف کی غربی جانب وادی جرف کو آنکھوں سے دیکھ کر ملک فہد کے تعمیر کردہ محل کو دیکھ کر یقین کریں کہ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ نے کیا ہی آنکھوں دیکھا حال بتایا۔ اسے اہلسنت علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں اس سے سعودیوں نجدیوں کی گمراہی اور دجال کی ٹولی ہونے کا کامل ثبوت مل گیا۔ (اویسی غفرلہ)

دجال کے دور کلمدینہ پاک:

دجال مکہ معظمہ سے فراغت پا کر مدینہ پاک کے ایک کنارہ پر اترے گا اس وقت مدینہ پاک کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو فرشتے پہرہ دار ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ شریر لوگوں کو مدینہ پاک سے نکال دے گا۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ، کتاب التوحید، وفی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

نکتہ: کسی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ سعودی (نجدی) حق پر نہ ہوتے تو مدینہ پاک پر مسلط نہ ہوتے۔ میں نے کہا یہ ان کی حقانیت کی دلیل نہیں اس لئے کہ کعبہ معظمہ پر بھی بت پرست مسلط رہے مدینہ پاک پر بھی باغی اور یزیدی وغیرہ وغیرہ قابض رہے۔ اگر یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تو اس حدیث شریف پر غور کیجئے کہ دجال کے دور میں پرفتن اور شرارتی لوگوں (کو مدینہ شریف) سے نکالا جائے گا اور یقین کریں وہ یہی لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ پہلے ہوں گے تو نکالے جائیں گے۔ (اویسی غفرلہ)

حضرت خضر علیہ السلام اور دجال کا مقابلہ:

اہل اسلام میں ایک مرد خدا مسلمانوں کو کہے گا میں اسے دیکھتا ہوں کیا یہ وہی تو نہیں جس سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ڈرایا تھا یا کوئی اور ہے؟ لوگ کہیں گے اکیلے نہ جائیں کہیں وہ آپ کو شہید نہ کر ڈالے ہم ساتھ چلتے ہیں، کہیں وہ آپ کو فتنہ میں ڈال کر نقصان نہ پہنچائے اگر وہ آپ کو شہید کرنا چاہے گا تو ہم آڑے آجائیں گے۔ وہ مرد مؤمن کہے گا کوئی فکر نہ کرو مجھے اس کے پاس جانے دو۔ وہ مرد خدا چل کر دجال کے محلات میں داخل ہو جائے گا دجال

کے دربان کہیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ مرد مؤمن کہے گا میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں جس نے خروج کیا ہے دربان کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان رکھتا ہے؟ مرد مؤمن کہے گا ہمارا رب مخفی نہیں دربان کہیں گے اسے قتل کر دو۔ پھر وہ آپس میں کہیں گے کیا ہمارے رب نے نہیں روکا کہ اس کے سوا کوئی کسی کو قتل نہ کرے اس پر دربان دجال کو خبر دیں گے کہ ایک شخص ایسے ایسے کہتا ہے ہم نے اسے پکڑ لیا ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو اسے قتل کر دیں یا آپ کے پاس لے آئیں دجال کہے گا اسے میرے پاس بھیج دو۔ جب مرد مؤمن دجال کو دیکھے گا تو اعلان فرمائے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کیلئے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ دجال حکم دے کر اپنی طرف کھینچے گا۔ پھر کہے گا کہ میری اطاعت قبول کرو ورنہ ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

مرد مؤمن کا دوبارہ زندہ ہونا:

ایک روایت میں ہے کہ مرد مؤمن کا پاؤں سیدھا کر کے اس کی رپڑھ کی ہڈی پر آ رہ رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا۔ اور دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ایک تیر کے پھینکنے کی مسافت پر رکھ دے گا پھر دجال دو حصوں کے درمیان چل کر اپنے ساتھیوں کو کہے گا کہ اب تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے۔ پھر دجال اس مرد مؤمن کے ایک حصہ پر مٹی یا کوئی شے مار کر کہے گا اٹھ کھڑا ہو، چنانچہ وہ مرد مؤمن سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ جب دجال کے ساتھی یہ منظر دیکھیں گے تو دجال کی تصدیق کرتے ہوئے کہیں گے ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ تو ہمارا رب ہے۔ جو تیرا حکم ہو گا ہمارے سر آنکھوں پر اور ہم آپ کی تہہ دل سے ہر طرح کی تابعداری کریں گے۔ جب مرد مؤمن دوبارہ زندہ ہو جائے گا اسے دجال کہے گا کیا اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لاتے مرد مؤمن کہے گا اب مجھے اور زیادہ مستحکم یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد مؤمن کہے گا اب تیرے اس کرشمہ سے مجھے بہت زیادہ سخت یقین ہو گیا ہے کہ تو دجال ہے۔ اور مسیح کذاب ہے اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ اب میرے بعد تو اس طرح کے کرشمے نہیں دکھا سکے گا دجال کہے گا مجھے قسم ہے! کہ اگر تو میری اطاعت نہ کرے گا تو تجھے ذبح کر دوں گا یا آگ میں پھینک دوں گا۔ اس کے بعد دجال مرد

مؤمن کی گردن سے ترقوۃ تک چھرا گھونپ دے گا۔ اس پر دجال قدرت نہ پائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال اس مرد مؤمن کے جسم پر چھرے وغیرہ مارے گا لیکن اس کے تمام ہتھیار بیکار رہ جائیں گے پھر وہ اس مرد مؤمن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر آگ میں ڈالے گا ظاہر میں تو وہ اس کی دوزخ ہوگی لیکن حقیقت میں وہ اس مرد مؤمن کیلئے جنت بن جائے گی۔

ارشادِ نبوی ﷺ:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

”سب سے مراتب و درجات میں زیادہ میرے قریب یہی مرد مؤمن ہوگا اور شہداء میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی مرد مؤمن بہت بڑا ہے۔“

احادیث مبارکہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

”مجھے امید ہے کہ دجال کو پائے گا بعض وہ جس نے میری زیارت کی ہوگی یا میرا کلام سنا ہوگا۔“ (رواہ ابن حبان فی کتاب التوحید من صحیح)

فائدہ: اس بعض سے حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں مندرجہ ذیل امور اس کے دلائل میں سے ہیں۔

1- اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والوں میں سے اب کوئی زندہ موجود نہیں سوائے حضرت خضر و عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام کے اور اس مرد مؤمن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو مراد نہیں ہو سکتے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خود دجال کو قتل کریں گے اور اس مرد مؤمن کو دجال شہید کرے گا فلہذا ماننا پڑے گا کہ مرد مؤمن سے خضر علیہ السلام مراد ہیں۔

2- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا اجل مؤخر کیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ دجال کی تکذیب کریں گے (رواہ الدار القطنی الافراد) پس ”صحیح مسلم“ میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو اسحق وہ ابراہیم بن محمد بن سفیان الزہد جو صحیح مسلم کے ان سے روایت کرنے والے ہیں، کہا جاتا

ہے کہ وہ مرد (جسے دجال قتل کرے گا) وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔
3- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ دجال کو بعض وہ جس نے مجھے دیکھا ہوگا

یا میرا کلام سنا ہوگا۔ الحدیث (ابن حبان)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے جس نے استدلال کیا ہے کہ مرد مومن سے حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں یہ حدیث صحیح ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر دجال میں بیان فرمائی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کے بعض صحابہ کرام دجال کو پائیں گے اور دارقطنی کی روایت میں جس مبہم مرد مومن کا ذکر ہے اس سے حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام صحابی ہیں:

ان مجموعہ دلائل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام صحابی ہیں اور ان کی موت موخر کی گئی ہے تاکہ وہ دجال کی تکذیب کریں اور مذکورہ روایات سے واضح ہے کہ جسے دجال قتل کرے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

4- بعض روایات میں وہ مرد مومن جسے دجال قتل کرے گا وہ قتل سے پہلے اعلان کرے گا کہ اے لوگو! یہ وہی ہے جس کی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان فرمائی، جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا۔

فائدہ: حدیث (ہمیں رسول اللہ ﷺ) نے حدیث فرمائی میں حقیقی معنی مراد ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بلا واسطہ حدیث ارشاد فرمائی ہوگی۔ اور جن روایات میں سند میں وسائط ہیں وہاں مجاز مراد ہوگا۔

کشفی نبوت:

اسی طرح محققین صوفیہ جیسے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بعض نے کہا کہ اصحاب کہف میں سے کوئی ایک ہوگا اور یہ بھی گزرا ہے کہ اصحاب کہف امام مہدی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے ہیں لیکن یہ پچھلا قول ضعیف ہے صحیح وہی ہے جو احادیث اور کشف سے ثابت ہے کہ مرد مومن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے نہ کہ بعض اصحاب کہف۔

مدینہ پاک میں زلزلہ:

دجال کے زمانہ میں مدینہ پاک میں تین زلزلے آئیں گے مدینہ پاک سے تمام منافق مرد اور عورتیں نکل جائیں گے اسی دن مدینہ پاک اپنے اندر کا خبث ایسے صاف کرے گا جیسے بھٹی لوہے کا رنگ صاف کرتی ہے آخری مدت تک اس کے ہاں عورتیں زیادہ آئیں گی یہاں تک کہ مرد اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی کو رسی سے باندھے گا اسی خطرہ سے کہ وہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ یوم الخلاص کیا ہے؟ تمہیں معلوم ہے کہ یوم الخلاص کیا ہے؟ تین بار فرما کر ارشاد فرمایا کہ دجال آتے ہی جبل احد شریف پر چڑھ کر ادھر ادھر جھانک کر شہر مدینہ کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہے گا یہ سفید محل کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ حضرت احمد رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے قبل از وقت خبر دے دی کہ آپ کی مسجد اونچی ہوگی اور چوڑی گچ سفید ہوگی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسجد چھڑیوں وغیرہ سے تھی اور یہ جو آپ نے بتایا اس طرح ہوا اور ہوگا کہ آپ کی مسجد شریف دور سے دکھائی دیتی ہے اور اس کے مینار سفید چمکتے ہوئے دور سے نظر آتے ہیں۔ واللہ اعلم

فائدہ: یہاں تک کہ اب مدینہ پاک سے 10 کلومیٹر دور میقات ذوالحلیفہ جس کا نام اب ابیار علی ہے سے ہم اپنی آنکھوں سے دور سے زیارت کرتے ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

اضافہ اویسی غفرلہ:

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دجال کے خروج کا اب وقت قریب ہے کیونکہ اب مسجد اور مینار دور سے نظر آتے ہیں۔ لیکن اب بھی دیر ہے اس لئے کہ گنبد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شریف سبز ہے لیکن اس وقت سفید ہوگا۔ فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ اس کاروائی میں نجدی سعودی لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح یہ گنبد خضراء سفید ہو جائے، چنانچہ ایک کام کر چکے ہیں کہ مسجد

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شریف کے سرخ حصہ کو سفید کر لیا ہے اب گنبد شریف کی باری ہے ممکن ہے اس صدی کے آخر میں یا آئندہ ہو۔ نجدی کریں یا کوئی اور، گنبد سفید ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔

مدینہ شریف پر پہرہ:

دجال مدینہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا لیکن اس وقت اس کے ہر کونے پر فرشتہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر مدینہ شریف کی حفاظت کے لئے پہرہ دار ہوگا گویا اس وقت فرشتوں کی فوج بحر مومج مدینہ پاک میں پڑاؤ ڈالے ہوگی۔ دجال یہ منظر دیکھ کر وادی جرف کے ویرانہ میں آجائے گا (اس کے لئے ابھی سے ملک فہد نے بہترین اور طویل محل تیار کر رکھا ہے تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔)

ایک روایت میں ہے کہ وہ وادی قناتہ کی گذرگاہ میں اترے گا، وہیں پر اپنے خیمے نصب کرے گا پھر مدینہ پاک میں تین زلزلے آئیں گے اس وقت مدینہ شریف میں سے تمام منافق مرد اور منافق عورتیں اور تمام فاسق مرد اور فاسق عورتیں نکل کر دجال کے پاس آجائیں گے اس وقت مدینہ پاک خالص پاک لوگوں کے لئے ہوگا اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔ (رواہ احمد والحاکم عن مجن بن الادرع)

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تقریر سن کر اُمّ شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خالص کہاں ہوں گے؟ فرمایا خالص عربی ہوں گے مگر تھوڑے۔ زیادہ خالص عربی بیت المقدس کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کا امام حضرت مہدی ہوں گے۔ مہدی وہ مرد صالح ہے ملک شام کی طرف متوجہ ہوں گے تو لوگ جبل الدخان کی طرف بھاگ جائیں گے۔ جبل الدخان ملک شام میں ہے امام مہدی ان کا پیچھا کر کے انہیں محصور کریں گے ان لوگوں پر حصار سخت ہوگا اور امام مہدی ان کے تابع کرنے کے لئے سخت جدوجہد کریں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ لوگ دجال کے بارے میں شک میں پڑ جائیں گے جب وہ مرد صالح کو دوبارہ قتل نہ کر سکے گا (جس کی تفصیل گزری ہے) تو وہ مرد صالح بیت المقدس میں آجائے گا جب وہ عقبہ ایتھن پر چڑھے گا تو اس کا سایہ مسلمانوں پر پڑے گا تو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کہا نہیں تان لیں گے ان کا سب سے قوی وہ ہوگا جو گھنٹوں کے بل چلے گا یا بیٹھ سکے گا باقی لوگ زمین پر پڑے ہوں گے اٹھ نہ سکیں گے جیسے دجال کے فتنے میں (اس کی تفصیل گزری ہے) اس دوران مومن کی تسبیح و تہلیل و تکبیر قوت لایموت (زندگی کا سہارا) ہوگی اسی ذکر مبارک کی برکت سے انکی گذراوقات آسان ہو جائے گی۔

دجال کے مقابلہ کی تیاری اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور:

جب مسلمانوں کو محصور ہوئے کافی وقت گذرے گا تو وہ مرد صالح کہے گا کب تک یہ مشقت اور حصار سر پر اٹھاؤ گے۔ اٹھو! اس دشمن (دجال) کا مقابلہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے اٹھو! اس سے لڑو شہادت نصیب ہوگی یا فتح۔ تمہیں ان دونوں میں سے ایک نصیب ہوگی، تو تمہارا فائدہ ہے شہادت عین مراد اور نہ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہے، لوگ مرد صالح کی تقریر سے متاثر ہو کر اس کی بیعت کر لیں گے اور یہ دجال کے مقابلہ کی بیعت ہوگی، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بیعت ان کی مبنی بر صدق ہوگی اور وہ سچے دل سے بیعت ہوں گے۔ اسی دوران ان پر ایسی تاریکی چھا جائے گی کہ لوگ اپنا ہاتھ تک نہ دیکھ سکیں گے اسی حال میں ان کی آنکھوں اور دائیں بائیں تاریکی چھٹ جائے گی ان کے سامنے ایک مرد نظر آئے گا جس پر لامہ ہوگی کہیں گے کون ہیں آپ؟ وہ مرد فرمائے گا میں اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور فرمائیں گے کہ ان تینوں میں سے ایک کا انتخاب کرو۔ (۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر پر سخت عذاب بھیجے (۲) انہیں زمین میں دھنسا دے (۳) ان پر تمہیں مسلط کر دے اور ان کے ہتھیار تم سے روک دے لوگ کہیں گے یا حضرت رسول خدا یہی ہمارے سینوں کے لئے زیادہ شافی ہے اس دن یہودی طویل القامت اور مضبوط تر اور موٹا و فربہ کے ہاتھ میں تلوار ان کے رعب سے نہ ٹھہر سکے گی۔ وہ لوگ قلعہ سے اتر کر ان پر مسلط ہو جائیں گے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز:

اسی دوران امام مہدی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر صبح (فجر) کی نماز پڑھائیں گے اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے ساتھ آکر صبح کی نماز پڑھیں گے امام مہدی مصلیٰ سے پیچھے نہیں گئے تاکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز پڑھائیں، عرض کیا جائے گا اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیں کہنے والا وہ ہوگا جس نے ابھی تکبیر تحریر نہیں کہی ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے اسی لیے وہی نماز پڑھائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آپ نماز پڑھائیں آپ کے لئے ہی اقامت کہی گئی ہے۔ جب امام مہدی رضی اللہ عنہ لوٹ کر مصلیٰ پر آئیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز شروع فرمائیں گے وہ نماز شروع کریں گے تو ان کے پیچھے دجال ستر ہزار یہودیوں سمیت کھڑا ہو گا اور یہودی تلواروں کو نیام سے خالی کر کے ساتھ ہوں گے جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔ اس پر وہ بھاگے گا اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرا تیرے لئے ایک وار کافی ہے اور یہ وار تیرے سے پہلے کسی کو نہیں پہنچا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے یہاں تک کہ اسے مقام لڈ پر قتل کریں گے اور یہود شکست کھا کر بھاگیں گے۔

تعارف:

لڈ: بضم اللام وتشدید الدال المهملة بوزن مُدّ۔ بیت المقدس کے نواح میں ایک شہر کا نام رملہ اور اس کے درمیان بطرف دمشق ایک فرسخ (تین میل) کا فاصلہ ہے لدا اور رملہ کے کھجوروں کے باغات آپس میں قریب قریب ہیں۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

مسلم شریف میں ہے کہ اس دوران کہ دجال یونہی ہوگا (یعنی اپنے مذکورہ بالا کاموں میں ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق کی جامع مسجد (بنو امیہ) کے سفید مشرقی منارہ پر اتریں گے جو درمیان مہر اور ذمین کے واقع ہے، ذمین ذال معجمہ وہملمہ کے ساتھ یعنی وہ دونوں ہلدی یا زعفران یا ورس (زررد) سے رنگے ہوئے ہوں گے

اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو ان کے بالوں سے پانی کے قطرات گریں گے سر اٹھائیں گے تو ہر بال سے پانی کے قطرے سفید موتی کی طرح جھڑیں گے (الجمان ای بضم الجیم وتخفیف المیم، چاندی کے دانے جو بڑے موتیوں کی شکل پر بنائے جاتے ہیں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو جس کا فر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا آپ کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک آپ کی نگاہ پہنچے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر کر دجال کی تلاش میں نکلیں گے یہاں تک کہ اسے لد میں پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت سحر اتر کر اعلان کریں گے اے لوگو! تمہیں کون سی شے مانع ہے کہ کذاب و خبیث (دجال) کی طرف نکلو، لوگ آپ کی آواز سن کر کہیں گے جاء کم الغوث تمہارا غوث (فریادرس) آگیا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام کو غوث (فریادرس) ماننا تا قیامت اہل اسلام کا طریقہ ہے اور آج یہی طریقہ اہلسنت کو نصیب ہے۔ ثابت ہو اور حاضر میں اہلسنت کے سوا تمام مذاہب باطل ہیں کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں تمام بد مذاہب مٹ جائیں گے ان کے ساتھ صرف اہل حق ہوں گے اور ان کے عقائد و معمولات یہی ہوں گے جو آج اہلسنت (بریلوی حضرات) کو نصیب ہیں۔ (الحمد لله علی ذلك)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بعد نزول شغل کیا ہوگا؟

لوگ کہیں گے یہ آواز دینے والا شکم سیر ہے (قوی اور مضبوط ہے) اس کی آمد سے زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوگئی ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترتے ہی کہیں گے۔ مسلمانو! اپنے رب تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرو کیونکہ یہی حمد و تسبیح ان کی روزی رزق رہی۔ (جیسے پہلے گزرا ہے) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے دجال کے ماننے والے راہ فرار اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ ان پر زمین تنگ کر دے گا تو مقام لد تک آدھے گھنٹے میں پہنچتے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل جائیں گے۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اپنے بعض ساتھیوں سے کہے گا اقم الصلوٰۃ نماز کیلئے اقامت کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

خوف سے کہے گا آپ کو کہے گا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! نماز کی اقامت کہی جا چکی ہے، آپ فرمائیں گے اے دشمن خدا! کیا تیرا گمان ہے کہ تو رب العالمین ہے؟ جب تیرا یہ گمان ہے تو پھر تو کس کی نماز پڑھتا ہے یہ کہہ کر اسے چابک مار مار کر قتل کر دیں گے۔

تطبیق الروایات:

مذکورہ بالا بیان میں روایات مختلف طریقوں سے مروی ہوئی ہیں ان کے درمیان تطبیق یوں ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی منارہ پر اتریں گے اور یہ منارہ اب بھی موجود ہے (فقیر اویسی اور مولانا الحاج حافظ محمد عبدالکریم اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی کی طرح جو بھی دمشق ملک جائے شام گئے ہیں سب نے اس منارہ مشرقی کی زیارت کی ہے جس سال ہم گئے اس کا مسجد کی طرف سے دروازہ مقفل تھا وجہ یہ بتائی گئی کہ کوئی جھوٹا اوپر چڑھ کر دعویٰ نہ کر دے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دن کو اتریں گے اس وقت دن کے چھ گھنٹے گزر چکے ہوں گے جیسا کہ فتوحات مکیہ کا بیان گذر چکا ہے، آپ اترتے ہی ظہر کی نماز پڑھائیں گے اس سے احتمال ہوتا ہے کہ آپ ظہر کے بعد اتریں گے یہود و نصاریٰ کو زود و کوب کی مشغولی کی وجہ سے عصر کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ آپ جامع مسجد اموی (دمشق) میں عصر کی نماز پڑھا میں نے، پھر بیت المقدس کے مسلمانوں کے لئے غوث (فریادرس) بن کر تشریف لے جائیں گے۔

عبارت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

الی بیت المقدس غوثاً للمسلمین۔

”پھر بیت المقدس کی طرف مسلمانوں کے غوث (فریادرس) بن کر تشریف

لے جائیں گے۔“ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ دار المنہاج، جدہ، سعودیہ)

بیت المقدس میں صبح کی نماز کے وقت پہنچیں گے اس وقت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی امامت کے لئے صبح کی نماز میں اقامت کہی جا چکی ہوگی تمام یا بعض تکبیر کہہ کر نماز میں مشغول ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر جنہوں نے ابھی تکبیر تحریر نہیں کہی ہوگی آپ

کا استقبال کریں گے آپ نماز کیلئے آئیں گے تو امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز میں ہوں گے آپ کا سن کر امام مہدی رضی اللہ عنہ مصلیٰ سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھانے کا وہ لوگ عرض کریں گے جنہوں نے ابھی تکبیر تحریمہ نہیں کہی ہوگی کہ آپ امامت کرائیں، آپ کہیں گے تمہارا امام نماز پڑھائے گا۔

یہ سارا معاملہ یوں ہوگا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ عملاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کی عرض کریں گے اور جنہوں نے تکبیر تحریمہ نہیں کہی ہوگی وہ آپ کو قوالاً عرض کریں گے یہ تاویل ہم نے اس لئے عرض کی ہے تاکہ عملاً و قوالاً دونوں طرح سے حدیث کی تطبیق ہو جائے صبح کی نماز ہو جائے گی تو آپ دجال والوں کا پیچھا کریں گے تو زمین ان پر تنگ ہو جائے گی آپ ان کے پیچھے چلتے چلتے مقام لد تک پہنچ جائیں گے اس وقت تک ظہر کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ دجال حیلہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہے گا یہیں نماز کی اقامت کہو جب وہ ملعون دیکھے گا کہ اس سے بھی چھٹکارا نہیں ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خوف سے نمک کی طرح پگھلے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام اسے پکڑ کر قتل کر دیں گے یا یہ کہ بے وقت نماز کیلئے ساتھیوں کو کہے گا یہی زیادہ مناسب ہے اس کی گمراہی اور اللہ تعالیٰ سے جہالت کی یہی بہتر دلیل ہے۔ اسی کے قریب وہ حدیث ہے جو ابن المتادی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دجال کو اللہ تعالیٰ شام میں عقبہ افیق پردن کے تین گھنٹے گزرنے کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کرائے گا۔

فائدہ: القاموس میں ہے کہ افیق امیر کی طرح ہے اسی سے عقبہ افیق (گائی) ہے۔

تحقیقی قول:

یہاں ایک تحقیق اور ہے وہ یہ کہ پہلے گذرا ہے کہ دجال کے چھوٹے دنوں میں یہی آخری دن ہوگا اور ان دنوں میں نماز اندازہ اور تخمینہ سے ادا کی جائے گی اس معنی پر دجال کا نماز کے لئے کہنا اسی اندازہ پر ہوگا جو کہ مسلمانوں کے لئے وہ عصر کی نماز کا وقت ہوگا۔ علاوہ ازیں اس میں بھی اشکال نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق میں دن کے چھ گھنٹے گزرنے پر اتریں گے اور آپ انہیں عصر کی نماز پڑھائیں گے کیونکہ اس تطبیق

سے واضح ہو گیا کہ یہ تمام امور دجال کی وجہ سے تخمینہ کے طور طے ہوں گے۔ یہی تحقیقی جواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حق کی ہدایت دیتا ہے اور وہی سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔

دجال اور یہود کو شکست:

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے یہود اور دجال کے ساتھیوں کو شکست دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ہر شے کہ جس سے یہودی چھپنے کی کوشش کرے گا تو وہ کہے گی اے مسلمان! یہودی میرے میں چھپا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس وقت ہر درخت ہر پتھر ہر دیوار ہر جانور بولے گا۔

يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمِ! هَذَا يَهُودِيٌّ-

”اے مسلمان بندہ خدا! یہودی یہ ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ ہر شے کہے گی:

هَذَا دَجَالٌ فَتَعَالُ فَاقْتُلُوهُ

”دجال یہ ہے ادھر آ کر اسے قتل کر دے، غرقہ (درخت) کے سوا باقی تمام شے دجال اور یہودیوں کے لئے بولے گی۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں حاکم عادل اور امام انصاف والے ہوں گے (اس کا کامل و مکمل واقعہ آگے آئے گا ان شاء اللہ۔ فقیر اویسی غفرلہ کا اس بارے میں رسالہ ”اعلام ارباب العقول بشغل عیسیٰ علیہ السلام بعد النزول“ عرف نزول کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مشاغل۔ مطبوعہ صدیقی پبلشرز، گلستان جوہر، کراچی، قابل مطالعہ ہے۔ اویسی غفرلہ)

دجال سے نجات کی کیفیت:

دجال سے نجات کے لئے دو طریقے ہیں (۱) علم (۲) عمل۔ علم سے تو نجات یہ ہے کہ دجال خدائی دعویٰ کرے گا لیکن علم سے یقین ہوگا کہ وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے جب کہ وہ کھاتا پیتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے منزہ (پاک) ہے اور علم سے معلوم ہوگا کہ دجال

اعور (بھینگا) ہے اور اللہ تعالیٰ منزہ مقدس ہے وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ علم بتائے گا کہ اللہ تعالیٰ موت سے پہلے کسی کو نظر نہیں آئے گا (اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ دنیا و آخرت میں عقلاً ممکن ہے لیکن یہ رویت دنیا میں ہمارے نبی علیہ السلام کے سوا کسی اور کے لئے واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ”فرائض الاسلام“ از شیخ الاسلام والمسلمین للمخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۷۲ھ میں ہے۔ اویسی غفرلہ) اور دجال تو سب کو دکھائی دے گا۔ اور ہر ایک سے موت سے پہلے دیکھ رہا ہوگا وغیرہ وغیرہ بڑی تفصیل سے اس کی علامات گزری ہیں جن سے یقین ہوگا کہ یہ وہی دجال کذاب خبیث ہے جس کی نشانیاں احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔

عمل سے معلوم ہوگا کہ یہ دجال ہے:

- 1- دجال حرمین شریفین کے داخلہ کی کوشش کرے گا لیکن ناکام رہے گا۔
 - 2- مسجد اقصیٰ یا مسجد طور میں بھی بعض روایات کے اعتبار سے نہ داخل ہو سکے گا۔
 - 3- جو سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات کی تلاوت کرے گا اس پر دجال کا کوئی اثر نہ ہوگا۔
 - 4- دجال پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگے گا کیونکہ دجال اکثر دیہات وغیرہ میں جائے گا۔
- حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک قوم دجال کے ساتھ وقت گزار رہی گی اور کہیں گے کہ ہم دجال کے ساتھ وقت گزارتے ہیں اور ہاں ہمیں یقین ہے کہ وہ کافر ہے۔ ہم اس کی صحبت میں رہتے ہیں ہم اس کے طعام سے کھاتے پیتے ہیں اور ہم درختوں سے بکریاں چراتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ان سب پر عذاب نازل ہوگا تو کوئی بھی عذاب سے نہ بچ سکے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو دجال کو ملے تو اس کے منہ پر تھوک دے۔ (رواہ الطبرانی)

- 5- تسبیح و تکبیر و تہلیل سے نجات پائی جاسکے گی کیونکہ یہ اور آدمومن کی قحط کے دوران قوت (روزی) ہوں گے۔ اگر کوئی فتنہ دجال میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ ثابت قدم رہے اور صبر کرے کیونکہ وہ اگر کسی کو آگ میں ڈالے تو آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کی مدد

سے آگ میں چھلانگ لگا دے اس پر وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگی۔
اگر دجال کسی کو قتل کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اسے عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔

(الحمد لله رب العالمین)

سبق: المحازلی فرماتے ہیں کہ دجال کی حدیث معلم (مدرسہ و اسکول میں) نصاب میں شامل کر کے بچوں (شاگردوں) کو ابتداء سے ہی بتائے۔ تاکہ ان کے دماغ میں شروع سے ہی اس کا تصور یقینی ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

فائدہ: دجال کے خروج کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اس کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آئے گا تو منبروں پر ذکر بھلا دیا جائے گا (یعنی واعظین حضرات عوام الناس کو دجال کے بارے میں بتانا چھوڑ دیں گے)

خاتمہ: صحابہ کرام اور ان کے بعد ائمہ کا اختلاف ہے کیا وہی ابن صیاد ہے یا اس کا غیر؟ اس پر دو قول ہیں، ہر ایک کے دلائل ہیں۔ ہم پہلے اسے شروع کرتے ہیں کہ جو راجح ہے بعون اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ۔

اس بارے میں جو سب سے زیادہ جامع ہے وہ امام حافظ قاضی القضاة شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ کا قول ہے جو آپ نے فتح الباری شرح البخاری میں بیان فرمایا ہے۔ ان کے مقاصد بیان کرتے ہیں اس میں کفایت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

احادیث: آپ نے فرمایا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ دلیل ہے اس کی کہ دجال وہی ابن صیاد ہے۔
1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ دجال یہی ابن صیاد ہے اور فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا انہوں نے قسم کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا کہ دجال یہی ابن صیاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہ فرمایا۔ (رواہ البخاری)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابن صیاد کو دو بار ملا ہوں ایک دفع اس کی ملاقات کا ذکر کیا پھر دوبارہ بھی۔ (رواہ مسلم و عبدالرزاق بسند صحیح)

ابن صیاد کی بدنما آنکھیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن صیاد کی آنکھ سے سخت نفرت ہوئی کیونکہ

وہ اونٹ کی آنکھ کی طرح چشمہ خانہ سے باہر نکلی ہوئی تھی میں نے اس سے کہا کہ کب سے یہ تیری آنکھ خراب ہوئی؟ کہا مجھے کوئی خبر نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے میں نے کہا عجیب بات ہے تمہیں اس کا علم نہیں جب کہ یہ تیرے سر میں ہے اس نے کہا انشاء اللہ یہ عنقریب تیرے عصا میں ہوگی پھر اس نے آنکھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار گدھے جیسی بلکہ اس سے بھی سخت آواز نکالی جسے میں سن رہا تھا میرے ساتھیوں کو گمان ہے کہ میں نے اپنا عصا سے مارا جو میرے پاس تھا، میرا عصا میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھ میرے عصا میں تھی اور عصا اس کے مارنے پر ٹوٹ گیا۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابن صیاد کے ساتھ یہودی تھا اور یہودی کا گمان تھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ابن صیاد کے سینہ پر مار کر کہا اخساء (دفع ہو) تیرا قدر ہرگز آگے نہ بڑھے گا۔ میں نے یہ ساری داستان اپنی ہمشیرہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنائی انہوں نے فرمایا تیرا اس سے کیا کام تھا کیا تم نے نہیں سنا کہ دجال اللہ تعالیٰ کے غضب کے وقت خروج کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں پر بھیجے گا جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔

3- ابن صیاد کا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی واسطہ پڑا تھا وہ بھی دجال کے معاملہ جیسا ہے۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابن صیاد (یعنی لوگ میرے متعلق باتیں کرتے ہیں) سے میری ملاقات ہوئی اس نے مجھے کہا کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ مجھے لوگوں سے پہنچ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے رسی سے جکڑ کر اسے ایک درخت سے لٹکا دوں پھر وہ مجھ سے بول پڑا۔ اے ابوسعید رضی اللہ عنہ! لوگوں کا گمان ہے کہ میں ہی دجال ہوں ان کا یہ خیال غلط ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجال یہودی ہوگا اور میں نے تو اسلام قبول کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجال حرمین شریفین میں نہیں جاسکے گا اور میں تو خود مدینہ پاک میں پیدا ہوا ہوں اور ابھی مکہ معظمہ جانے کا پروگرام ہے اور یہ بھی ہے کہ دجال کی کوئی اولاد نہ ہوگی اور میری اولاد ہے۔

فائدہ: اس سے واضح ہو کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اور۔ (اویسی غفرلہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں نے جو اس کے ساتھ زیادتی کی تھی اس کی معذرت کر لوں ہاں میں ابن صیاد کو جانتا ہوں اور اس کی ولادت گاہ کو بھی اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے؟ ایک روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی وہ میرے سامنے آجائے تو میں اس سے کراہت نہ کروں گا یعنی چونکہ میں اسے دیکھ چکا ہوں اس لئے اس سے غیر مانوسی محسوس نہ کروں گا۔

نتیجہ الروایات:

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ان روایات سے صراحت ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس بارے میں یہ نص ہے کہ ابن صیاد وہی دجال ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تردد کے طور پر یہ بھی فرمایا ان یکن ہو اگر ابن صیاد وہی دجال ہے وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں فرمایا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے خبر دی تو آپ نے بالجزم فرمایا کہ دجال وہی ہے جو زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے جسے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت مفصل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

سوال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ابن صیاد وہی دجال ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر انکار نہ فرمایا (تو واضح ہو کہ ابن صیاد وہی دجال ہے)

جواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں متردد تھے جب ابتدائی دور تھا یعنی ہجرت کے اوائل میں تھا لیکن تعین بعد میں فرمایا (اور اس طرح کے مضامین اور بھی ہیں اسی لئے علمائے اہلسنت نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تفصیلی تدریجاً ظہور میں آیا، اس قاعدہ کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”غایۃ المامول فی علم الرسول“ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور، میں پڑھئے۔ اویسی غفرلہ)

سوال: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا تمہارے موقف کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت جابر کا قسم کھانا حضرت ابن عمر کی قسم پر اعتماد کی وجہ سے ہے (اور یہ بھی احادیث میں عام ہے کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کے اقوال پر اعتماد کر کے قسم کھاتے تھے اور

مضامین بھی بیان فرماتے وغیرہ۔ (اویسی غفرلہ)

سوال: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بھی تمہارے موقف کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کو معین دجال نہیں فرمایا مطلق دجال فرمایا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ابن صیاد بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے اور اس بڑے دجال کا ایک پیروں ہے (اور یہ بھی علم حدیث کے قواعد سے ہے کہ معروف لفظ کا استعمال کر کے اس سے مطلق (لغوی و مناسبتی معنی) مراد لیا جاتا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

جواب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ والی حدیث حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہوگی اور نہ ہی انہیں کسی دوسرے واسطے سے یہ حدیث پہنچی ہوگی۔

سوال: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سوالیہ طور پر حدیث نقل فرماتے ہیں کہ ابو داؤد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ دجال کے والدین کو تیس سال تک اولاد نہ ہوئی پھر ایک بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی بھینگا (یک چشم) جس کا ضرر زیادہ نفع کم اس کی آنکھ سوتی تھی لیکن دل بیدار رہتا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ماں اور باپ کا تعارف بھی بیان فرمایا۔ اور فرمایا ہم نے سنا کہ ایک بچہ یہودیوں میں پیدا ہوا میں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اسے دیکھنے گئے ہم اس کی ماں و باپ کے پاس گئے واقعی وہ بچہ اسی طرح تھا جس کی نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں ہم نے اس کے باپ اور ماں سے پوچھا کیا تمہارا کوئی اور بیٹا بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہم سے تیس سال تک کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تیس سال کے بعد یہی بچہ اعور (کانا، نیک چشم) پیدا ہوا ہے اس سے نفع کم اور ضرر زیادہ ہے۔ (الحدیث)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اس سوالیہ سے سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بن دیکھے بچہ کی علامات بتادیں۔ اسے علم غیب نہ کہیں تو کیا کہیں، ہاں بن دیکھے بھی میں نے عرفا کہہ دیا ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شے اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں، جیسا کہ طبرانی کی روایت میں ہے:

أَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ہے کہ یہاں نظر حقیقی معنی میں ہے نہ کہ مجاز۔
تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف، تفریح الخواطر فی تحقیق الحاضر و الناظر
عرف دلوں کا چین۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور۔ (اویسی غفرلہ)

سوال کا جواب ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۱: اس سوال مذکور کے جواب میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا کہ اس روایت میں علی بن زید بن جدعان راوی منفرد ہے اور وہ قوی بھی نہیں (ضعیف ہے)
جواب نمبر ۲: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث تاریخی حدیث سے بھی کام کی نہیں، اس لئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ توفی طائف کے وقت اسلام لائے یعنی جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے طائف کا محاصرہ فرمایا اہل طائف نے پناہ چاہی اس پر وہ لوگ قلعہ سے نیچے اترے ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو مسلمان ہوئے یہ ۸ھ کا واقعہ ہے اور سوالیہ بیان اس ۸ھ سے پہلے کا ہے۔

فائدہ: صحیحین کی روایت میں ہے کہ جب دجال حضور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں کے باغ میں ملا تو وہ اس وقت نوجوان بالغ جیسا معلوم ہوتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ قریب البلوغ تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ولادت مدینہ کا دور نہیں پایا۔ اور نہ ہی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قبل مدینہ پاک کی سکونت اختیار فرمائی تھی ہاں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دو سال بعد مدینہ پاک میں اقامت پذیر ہوئے پھر انہیں کیسے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دجال نوجوان بالغ جیسا معلوم ہوتا تھا؟ بہر حال اعتماد اسی پر ہے جو صحیحین میں ہے اور اس روایت کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۸ھ نے فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں زیادہ سے زیادہ سکوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف استدلال کیا جاسکتا ہے اور سکوت کا جواب ہم پہلے بار بار لکھ آئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت اس بارے میں تردد کے اظہار کے طور تھا جیسے آپ کی عادت کریمہ تھی کہ جس امر کو آئندہ چل کر یقینی طور بیان فرمائیں گے اسے پہلے

لفظ تردد سے ظاہر فرماتے ہیں (اس کے لئے فقیر نے پہلے عرض کر دیا ہے)

فائدہ: آپ ﷺ نے اس مسئلہ میں تشبیت من اللہ تعالیٰ کا اظہار بعد کو فرمایا کہ ابن صیاد دجال نہیں جس کا خطرناک فتنہ ظاہر ہوگا جیسا کہ قصہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا تقاضا ہے۔

سوال: قصہ تمیم داری کی روایت میں بھی فاطمہ بنت قیس منفرد ہیں اسی لئے یہ روایت بھی قابل قبول نہ ہو؟

جواب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اس روایت میں فاطمہ بنت قیس منفرد نہیں اس لئے کہ ان کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے۔

توثیق روایت:

حضرت ابو ہریرہ کی روایت احمد و ابوداؤد ابن ماجہ و ابویعلیٰ سے مروی ہے حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت وہی حدیث ہے جو فاطمہ مذکور سے مروی ہے چنانچہ اس کی سند یوں ہے عن الشعبي، قال لقيت القاسم بن محمد فقال اشهد على عائشة حد ثنتي كما حدثت فاطمة بنت قيس (رضي الله عنهم اجمعين)۔ حدیث جابر کو ابوداؤد نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو امام مسلم و ابوداؤد اور ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت تمیم داری:

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کا اعلان سنا کہ الصلوة جامعة میں مسجد کی طرف نکلا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی آپ نماز کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے ہنستے ہوئے فرمایا ہر نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کسی کام کی

غیب اور کسی امر سے ترہیب کے طور جمع نہیں کیا صرف اسی لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داریؓ ایک نصرانی مرد تھا وہ میرے پاس آ کر مسلمان ہوا اور وہ بیان کیا جو میں تمہیں دجال مسیح کذاب سے متعلق بیان کرتا رہتا ہوں اس کا بیان میرے بیان کے مطابق ہے (حضرت تمیم داریؓ نے آنکھوں دیکھا حال بتایا جو نبی پاک ﷺ نے خدا داد علم غیب سے بتایا اسی لئے اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کو علم غیب ہے کہ جو امور لوگوں سے اوجھل ہیں آپ کے لئے یوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ اس کی ایک دلیل یہی تمیم داریؓ کا حال بھی ہے۔ (اویسی غفرلہ)

حضرت تمیم داریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میں تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں دریائی سفر کو روانہ ہوا، دریا کی موجوں نے ایک ماہ تک موجیں دکھائیں بالآخر ہمیں ایک جزیرہ میں پناہ ملی اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا وہ ایک چھوٹی کشتی (جو بڑی کشتی کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے باندھی جاتی ہے) پر بیٹھ کر جزیرہ میں آگئے انہیں وہاں ایک جانور ملا جو سخت اور زیادہ بالوں والا تھا، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ وہاں مجھے ایک عورت ملی جو اپنے بال کھینچ کر چلتی تھی اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تیرے لئے افسوس ہے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں الجاسة ہوں (بضم الجیم و تشدید السین الاولى) یہ اس نام سے اسی لئے موسوم ہے کہ خبروں کا تجسس کرتی ہے۔

تعارف جساسہ:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ جساسہ یہ وہی دابة الارض جانور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو کر لوگوں سے کلام کرے گا۔

اس نے کہا: اس بت خانہ میں چلو۔ وہاں ایک مرد تمہاری خبر کا منتظر ہے، ہم ڈر گئے کہ یہ کوئی شیطان تو نہیں بہر حال ہم اس کے کہنے پر جلدی سے اس بت خانہ کی جانب چل پڑے وہاں ہم نے ایک عظیم انسان دیکھا کہ اس جیسا انسان ہم نے نہیں دیکھا وہ زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا جس طرح وہ جکڑا ہوا تھا ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا، ہم نے کہا افسوس ہے تو کون ہے؟ کہا کہ میرے لئے تم نے اندازہ کر لیا ہوگا لیکن تم بتاؤ تم کون ہو؟ ہم

عرب لوگ ہیں ہم کشتی پر سوار ہوئے پھر اپنا سارا حال سنایا۔ اس نے کہا مجھے نخلستان بیسان کا حال سناؤ (بیسان بفتح الباء الموحده اسے بالکسر نہ پڑھا جائے) یہ شام (ملک) میں ایک بستی ہے۔ پھر اس نے پوچھا بیسان کا باغ پھل دیتا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں دیتا ہے اس نے کہاں عنقریب وہ پھل دینا بند کر دے گا، پھر پوچھا بحیرہ طبریہ کا حال سناؤ کیا اس کا پانی جاری ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا اس کا پانی جاری ہے اور بہت زیادہ۔ اس نے کہا عنقریب وہ خشک ہو جائے گا۔ پھر پوچھا کہ چشمۂ زغر کا کیا حال ہے؟

(زغر: بضم الزاء و فتح الغین المعجمتین علی وزن صرد) یہ ایک مشہور شہر ہے جو شام سے قبلہ کی جانب واقع ہے۔ اس نے پوچھا کیا اس چشمہ میں پانی ہے یا نہیں اور لوگ اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا اس میں بہت زیادہ پانی ہے لوگ خوب کھیتی باڑی کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ وہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا ان کا ظہور مکہ میں ہوا اور اب آپ یشرب (مدینہ طیبہ) کو ہجرت فرما گئے ہیں اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا؟ ہم نے کہا کہ عرب کا گرد و نواح ان پر ایمان لایا ہے اور آپ کی خوب اطاعت ہو رہی ہے اس نے کہا کہ یہ ان کیلئے بہتر ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور بیشک میں تمہیں خبر دوں کہ میں ہی مسیح (الکذاب) ہوں عنقریب مجھے خروج کا اذن ہونے والا ہے میں یہاں سے نکل کر تمام روئے زمین کا دورہ کروں گا زمین کی کوئی بستی نہ چھوڑوں گا ان سب کا چالیس راتوں میں دورہ کر لوں گا۔ سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے۔ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں یعنی میں وہاں نہ جاسکوں گا۔ اگر ان میں سے کسی کا ارادہ کروں گا تو میرے مقابلہ میں فرشتہ تلوار نیام سے نکال کر سامنے کھڑا ہوگا اور مجھے ان میں داخلے سے منع کرے گا اور ان دونوں کے ہر چوک پر فرشتہ ہو گا۔ فرشتے ہی ان دونوں کے نگران ہوں گے جو مجھے داخلے سے روکیں گے۔

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عصایا لکڑی سے جو کہ ہر فرشتے یا خطیب کے پاس ہوگا اس سے منبر پر تین بار اشارہ کر کے کہے گا یہ طیبہ (مدینہ) ہے محضرة (بکسر المیم) بمعنی عصایا

لکڑی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا وہ (دجال) بحر الشام میں یا بحر یمن میں نہیں بلکہ مشرق کی جانب ہے کہیں بھی۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ نے فرمایا کہ لفظ ما حدیث مذکور میں کلام کا صلہ ہے نافیہ نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دجال مشرق کی جانب ہے اور امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ بے شک وہ شیخ (بوڑھا) ہے اس کی سند صحیح ہے۔

فائدہ: امام بیہقی نے فرمایا کہ دجال اکبر آخر زمانہ (قرب قیامت) میں خروج کرے گا یہ ابن صیاد کا غیر ہے اور ابن صیاد منجملہ دجالوں کذابوں میں سے ایک ہے یعنی جن دجالوں کذابوں کے خروج کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے ان میں ایک ابن صیاد بھی ہے۔

ازالہ وہم:

جن لوگوں نے ابن صیاد کو دجال اکبر سمجھ رکھا تھا انہوں نے تمیم داری کا واقعہ نہیں سنا ہو گا۔ اگر کوئی اس واقعہ سے بے خبر ہے تو اس کے لئے مختلف روایات کی تطبیق مشکل ہے ورنہ وہ اس کی تطبیق کیسے دے گا جب کہ مروی ہے کہ دجال حضور سرور عالم ﷺ کی ظاہری زندگی میں بتایا گیا کہ وہ جوان قریب البلوغ ہے پھر آپ کی آخری زندگی میں اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ جزیرہ بحر میں لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور بوڑھا ہے۔

پہلی روایت میں اس کا رسول اللہ ﷺ سے آپ کی ابتدائی زندگی مبارک میں اجتماع ثابت ہو رہا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جزیرہ بحر میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور حضور سرور عالم ﷺ کے متعلق پوچھتا ہے کہ کیا آپ ﷺ کا ظہور ہوا ہے یا نہیں؟ بہر حال آسان اور خلاصہ تطبیق یہی ہے کہ ابن صیاد دجال اکبر نہیں بلکہ دوسرے دجالوں میں سے ایک ہے اور جس نے دجال اکبر اسی کو سمجھا اس کے پاس تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت پہنچی نہیں۔

سوال: ابن صیاد اگر دجال اصغر ہے تو اس کا اسلام لانا اور اس کا حج و جہاد کیسا جب کہ دجال

تو سر اسر شر ہی شر ہوتا ہے؟

جواب: یہ امور خیر اس کے ابتدائی دور کے ہیں جیسے دجال اکبر کا ابتدائی دور اچھا ہوگا دارو مدار خاتمہ پر اور آخری زندگی پر ہے اور ابن صیاد کا آخری دور شر ہی شر ہے۔ خلاصہ یہ کہ ابن صیاد اور ہے اور دجال اکبر اور۔

ابن صیاد کی گمشدگی:

1- حسان بن عبدالرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے اصہبان کو فتح کیا تو ہمارے لشکر اور یہودیوں کے درمیان صرف ایک فرسخ (تین میل) کا فاصلہ تھا ہم ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن میں ان کے یہاں گیا تو دیکھا ان کے ہاں شادی جیسا سماں ہے اور خوشیوں سے ڈھول باجے پیٹ رہے ہیں، میں نے ان میں سے اپنے ایک دوست سے اس کا سبب پوچھا؟ تو اس نے کہا ہمارا بادشاہ یہاں موجود ہے ہم اس کی وجہ سے فتح پائیں گے وہ عنقریب عرب میں داخل ہوگا میں نے اس کے ہاں مکان کے چھت پر شب باشی کی صبح کی نماز بھی وہاں ادا کی جب سورج طلوع ہوا تو لشکر کی جانب سے ایک شور (ونج) بپا ہوا میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے اس پر پھلوں کا قبہ بنا ہوا ہے اور یہودی خوشیاں منا رہے ہیں میں نے اس مرد کو غور سے دیکھا تو وہ ابن صیاد تھا۔ پھر وہ مدینہ پاک میں داخل ہو کر ایسا گم ہوا کہ تا حال واپس نہیں لوٹا۔ (رواہ ابو نعیم "تاریخ اصہبان")

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حسان بن عبدالرحمن کو نہیں جانتا باقی جملہ راوی ثقہ ہیں

2- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے ابن صیاد کو یوم الحمرہ (یعنی یوم حرہ جس میں یزید کی فوج نے اہل مدینہ پر حملہ کیا) میں گم پایا۔ (رواہ ابوداؤد بند صحیح وغیرہ سند حسن)

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس روایت کو ضعیف کرتی ہے جس میں ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں مرا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور اس کا چہرہ کھولا گیا وغیرہ وغیرہ اور روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت حسان بن عبدالرحمن سے موافقت نہیں کرتی جو کہ اوپر مذکور ہوئی کہ اصہبان کی فتح کے موقع پر ابن صیاد موجود تھا وغیرہ وغیرہ اسی لئے کہ اصہبان تو امیر

المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا۔ جیسا کہ اسے ابو نعیم نے اپنی ”تاریخ میں“ ذکر کیا ہے۔

علاوہ ازیں حرہ کی جنگ اور شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے کیونکہ یہ جنگ یزید کے دور میں ہوئی (تو پھر کس طرح دونوں زمانوں میں ابن صیاد کا موجود ہونا ثابت ہوگا؟)

بہترین تطبیق:

جس قصہ کا مشاہدہ حسان بن عبدالرحمن نے کیا وہ فتح اصہبان کے بعد ہے اور یہاں عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ فتح کے بعد میں یہود کے پاس آتا جاتا تھا تو وہاں ابن صیاد کا ذکر چھڑ گیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ابن صیاد وہاں موجود تھا۔

خروج دجال کا مقام:

1- طبرانی نے ”الأوسط“ میں مرفوعاً حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت کی ہے بے شک دجال اصہبان سے خروج کرے گا، حدیث عمران بن حصین کا مضمون بھی اسی طرح ہے۔

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دجال یہود یہ اصہبان سے خروج کرے گا۔

(رواہ احمد بسند صحیح)

فائدہ: ابو نعیم نے فرمایا کہ یہود یہ اصہبان کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ اسے یہود یہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ یہودیوں کیلئے خاص تھی یہاں تک کہ یہاں ایوب بن زیاد امیر مصر نے زمانہ المہدی بن المنصور العباسی کے دور حکومت میں شہر بسایا اور اس میں مسلمانوں کو ٹھہرایا گیا یہودیوں کیلئے اس میں ایک چھوٹا حصہ رہ گیا۔ (کلام ابن حجر کا خلاصہ یہاں ختم ہوا)

آخری فیصلہ:

صحیح ترین ہے کہ دجال (اکبر) اور ابن صیاد اور ان دونوں میں بعض امور میں مشارکت ہے۔

- 1- دجال اَعُوْر (کانایا بھیڑگا) بھی اور ہوگا اور ابن صیاد بھی اَعُوْر تھا۔
- 2- وہ بھی یہودیوں سے ہوگا اور ابن صیاد بھی یہودیوں سے تھا۔
- 3- ابن صیاد یہودی اصیبان کا ساکن تھا اور دجال اکبر بھی یہاں سے خروج کرے گا وغیرہ۔ علاوہ ازیں ابن صیاد کی احادیث متحمل ہیں کہ شاید یہی دجال اکبر ہو حدیث جو پہلے گذری ہے وہ دجال اکبر کے بارے میں نص ہے، اسی لئے متحمل پر نص کو مقدم کیا جائے گا جیسے علم الحدیث کا قاعدہ ہے۔

مصنف جی اللہ کی تحقیق:

مذکورہ بالا تحقیق کے علاوہ قصہ تمیم داری قصہ ابن صیاد سے مؤخر ہے وہ گویا اس کیلئے بمنزلہ ناسخ کے ہے لہذا ترجیح اسی کو ہے کہ دجال اور ہے اور ابن صیاد اور۔ علاوہ ازیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت فرمایا ہے کہ ابن صیاد بحر الشام یا بحر الیمین میں نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب میں ہے اس وقت ابن صیاد مدینہ منورہ میں تھا اگر ابن صیاد دجال اکبر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ وہ مدینہ پاک میں ہے۔

سوال: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوف سے ابن صیاد کی بحیثیت دجال اکبر کے نشاندہی نہیں کی تاکہ اسے قتل نہ کر دیں صرف وہ خبر دی جو انجام کی حیثیت سے ہے۔

جواب: یہ سوال صرف ایک وہم ہے اور کچھ نہیں کیونکہ کون ہے جو کسی کو اس کے اجل سے پہلے قتل کر سکے حالانکہ دجال اکبر کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہ اسے سیدنا عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام قتل کریں گے اگر یہ بات ہوتی تو اس خارجی کے قتل کیلئے نہ فرمایا ہوتا کہ اس کی نسل سے خوارج ہوں گے آنے والی نسلوں میں اس کے ایسے ایسے ساتھی ہوں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

گنجه، موٹی پنڈلی پر چادر وغیرہ جس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی وہابیوں دیوبندیوں کی نشانی“۔ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، میں عرض کی ہے۔
(اویسی غفرلہ)

یونہی قاتل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تصریح نہ کی ہوتی کہ وہ آپ کی داڑھی خون آلود کرے گا اور کھوپڑی پر وار کرے گا اور آپ حکم بن ابی العاص کیلئے ظاہر نہ فرماتے کہ اس کی پشت سے ایک ننگ پیدا ہوگا جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبدیل کر کے رکھ دے گا۔

ایک اور مضبوط دلیل:

جبیر بن نفیر و شریح بن عبید و عمر بن الاسود اور کثیر بن مرہ کے طرق سے نعیم بن حماد نے روایت کیا اور سب نے متفق ہو کر کہا کہ دجال انسان نہیں بلکہ وہ شیطان ہے زنجیروں سے جکڑا ہوا ستر حلقے لو ہے اس پر مضبوطی سے باندھے ہوئے ہیں وہ یمن کے بعض جزائر میں ہے نامعلوم اسے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے باندھا تھا یا کسی اور نے۔ جب اس کے ظہور کا وقت قریب آئے گا تو ہر سال اللہ تعالیٰ اس کا ایک حلقہ توڑے گا جب ظاہر ہوگا تو اس کے سامنے ایک گدھا حاضر ہوگا اتنا بڑا گدھا کہ اس کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا اس پر پیتل کا منبر بچھایا جائے گا دجال اس پر بیٹھے گا اس کے پیچھے جنات کے قبائل نکلیں گے اور ان کیلئے زمین کے خزانے ہوں گے۔

نتیجہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ اس روایت سے واضح ہوا کہ ابن صیاد دجال اکبر نہیں ہو سکتا ابن صیاد کے راوی تمام ثقہ صحیح لیکن انہوں نے روایت تو یہود سے لی ہیں۔

ازالہ وہم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول گرامی کہ وہ دجال اکبر جزائر الیمین سے خروج کرے گا، یہ دوسری روایات کے اس لئے منافی نہیں کہ آپ کا یہ ارشاد گرامی جو قصہ تمیم داری رضی اللہ عنہ میں ہے کہ وہ قبل المشرق سے خروج کرے گا تو یہ آخری وہ قول ہے جو دجال خروج کرے گا دوسرے اقوال اس کے خروج کے مبادی ہوں گے۔

دجال کا باپ اور ماں:

ابن وصیف المؤرخ نے ذکر فرمایا ہے کہ دجال مشہور شق الکاہن کا بیٹا ہے اور یہ بھی

ہے کہ شق خود دجال ہو اسے اللہ تعالیٰ نے گمراہی کیلئے مہلت دے رکھی ہو دجال کی ماں حنیہ ہے وہ دجال کے باپ پر عاشق ہوئی تو اس سے دجال شق (گوشت کا لوٹھڑا) پیدا ہوا۔ شیطان اس سے عجائب و غرائب امور کراتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے قید کر کے کسی جزیرے میں باندھ دیا۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت واہ (بیکار) ہے۔

تطبیق:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ والی روایت دجال اکبر کیلئے ہو جسے انہوں نے زنجیروں سے جکڑا ہوا دیکھا تھا اور ابن صیاد بھی دجال تو ہو لیکن دجال اکبر کا غیر۔ اس کا ظہور دجال کے دور میں اصح معنی پر ہو کہ شیطان ابن صیاد کی شکل میں متشکل ہو کر دجال کے خروج کے وقت موجود ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

سوال: ابن صیاد کو کیسے کافر کہا جاسکتا ہے چہ جائیکہ اسے دجال کہا جائے اس لئے کہ اس کا مسلمان ہونا اور جہاد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے؟

جواب: پہلے بھی عرض کیا گیا کہ یہ امور اس کے گمراہ ہونے سے پہلے کے ہیں موت سے پہلے دجال بن گیا تھا اور دار و مدار خاتمہ اور آخری عمر کا ہوتا ہے۔

تحقیق مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

میں کہتا ہوں کہ حدیث ابو سعید خدری میں ہے کہ وہ اس سے کراہت نہیں کرتا تھا کہ اسے دجال کہا جاتا اگر اسے یہ لقب پیش کیا جاتا تو وہ اسے ضرور قبول کر لیتا اور اس کے عدم اسلام کی دلیل اس کا باطن ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو دعویٰ ربوبیت و دعوائے نبوت کیوں کرتا؟ یہ امور وہ ہیں جن سے کہا جائے کہ وہ کافر تھا بلکہ کافروں کا سرغنہ۔ (دالہ اعلم باللہ التوفیق)

دجال کا قصہ قیامت کی چند نشانیوں پر مشتمل ہے:

وہ یہ ہیں:

1- تین سال متواتر قحط شدید اس کے متعلق حدیث گزری ہے اسی حدیث میں اشارہ ہے

کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تین سال دھوکوں کے آئیں گے کہ ان میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔

2- زمانہ گھٹ جائے گا کہ سال مہینہ جیسا اور مہینہ ہفتے جیسا اور جمعہ (ہفتہ) ایک دن جیسا اور دن ایک گھنٹہ جیسا اور گھنٹہ چنگاری کی مقدار محسوس ہوگا۔

3- زمین سے خزانے نکلنا یہ ہر تینوں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہما اور دجال کے زمانوں میں ہوگا ہر ایک کیلئے کچھ نہ کچھ زمین سے خزانہ نکلے گا لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں برکت ہی برکت ہوگی۔

4- خروج شیاطین اور ان کا جھوٹی خبر پھیلانا اور لوگوں کے سامنے قرآن خوب پڑھنا اس کی تفصیل احادیث کی صورت میں بیان ہو چکی ہے۔

5- قوموں کا ایمان کے بعد کافر ہو جانا بلکہ بت پرستی کی طرف لوٹ جانا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بعض لوگ بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ نہ جائیں کہ وہ بدستور پہلے کی طرح بتوں کی پوجا کریں گے (طیلسی) اس کے متعلق احادیث کثیرہ ہیں۔

نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام:

قرب قیامت کی ایک نشانی نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

1- **وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِمْ** (پ النساء، آیت ۱۵۹)

”اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔“

2- **وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهِ** (پ الزخرف، آیت ۶۱)

”اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا۔“

فائدہ: شاذ قرأت میں لغلم بفتح العين و اللام ہے بمعنی علامت۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی

کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب حاکم عادل ہوں گے۔

اتریں گے، وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ مقرر کریں گے۔

(الحدیث، رواہ الشیخان)

2- مسلم شریف کی روایت میں ہے بخدا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل ہو کر اتریں گے اور وہ صلیب کو توڑیں گے۔

3- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جنگ کرتا رہے گا اور تا قیامت فتح یاب ہوتا رہے گا۔ پھر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے امت کا امیر کہے گا آئیں نماز پڑھائیں وہ فرمائیں گے نہیں۔ تمہارے بعض دوسروں پر امیر ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اکرام بخشا ہے۔ (رواہ مسلم)

نوٹ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہم چند مقامات متعین کرتے ہیں آپ کا حلیہ و سیرت اور نزول کا وقت اور محل اور ان کے دور میں کتنی جنگیں ہوں گی ان کا دنیا میں رہنے کی مدت و حیات ہاں ان کا نام و نسب و مولد سب کو معلوم ہے بعض ان میں گذشتہ اوراق میں گذرا ہے۔

حلیہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ اور گھنگریالے بالوں والے چوڑے سینے والے ہوں گے۔ (رواہ البخاری)

ایک روایت میں ہے گندمی رنگ حسین ترین ایسے کہ جیسے تم گندمی رنگ والے دیکھتے ہو۔ گھنگریالے بالوں والے جس سے پانی کے قطرے گریں گے ینطف: بکسر الطاء المهملة بمعنی یقطر ایک روایت میں ہے ان کیلئے لمة (بکسر اللام و تشدید المیم) مثل حسین ترین کے کہ جیسے تم زلفیں دیکھتے ہو جنہیں کنگھا کیا جائے۔ رجلاھا متشاید اللام بمعنی سر جھا نہیں کنگھا کی جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی زلفیں دونوں کاندھوں کے درمیان ہوں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا موزوں خلقت والے، سرخی و سفیدی والے، گنگھریالے لوں والے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ گویا وہ دیماس یعنی حمام (غسل خانہ) سے نہا کر ابھی نکلے ہیں۔

ازالہ وہم:

سرخی اور گندمی رنگ میں کوئی مناسبت نہیں کیونکہ اس کا گندمی رنگ ہونا نہایت ہی صاف ہوگا جیسا کہ دجال کے بارے میں گذرا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس جس کافر پر پڑے گی وہ مرجائے گا آپ مہر و ذقان ہوں گے وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں آپ کے بارے میں گزر چکی ہیں

سیرت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوتے ہی صلیب توڑیں گے اور خنریوں اور بندروں کو قتل کریں گے اور جزیہ مقرر کریں گے کوئی مذہب قبول نہ کریں گے سوائے اسلام کے۔ دین میں اتحاد بیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی صدقہ ترک کریں گے۔ یعنی زکوٰۃ ختم ہوگی جب کہ اس وقت لینے والا کوئی نہ ہوگا، آپ کے زمانہ میں زمین کے خزانے ظاہر ہوں گے کسی کو ذخیرہ اندوزی اور مال جمع کرنے کی ہوس نہ ہوگی کیونکہ انہیں علم ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے۔ بخل اور ایک دوسرے سے بغض اٹھ جائے گا کیونکہ بغض کے اکثر اسباب ختم ہو جائیں گے، ہرزہروالی شے (سانپ، بچھو وغیرہ) سے زہر مٹ جائے گا یہاں تک کہ سانپ وغیرہ سے بچے کھلیں گے اور بھیڑینے اور بکریاں ساتھ چریں گے وہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے اور زمین سلامتی سے بھر جائے گی جنگیں منعدم ہو جائیں گی اور زمین انگور اگائے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ کی طرح یہاں تک کہ چند آدمی انگور کے ایک گھچے کو مل کر کھائیں گے تو وہ ایک گچھا ان کا پیٹ بھر دے گا یونہی انار کا حال ہوگا، گھوڑے چھوڑ دیئے جائیں گے جب کہ جنگ نہ ہوگی تو وہ کس کام کے اور بیل مہنگے ہو جائیں گے کیونکہ تمام روئے زمین پر کھیتی باڑی ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت نبویہ کیلئے مقرر ہوں گے۔ کیونکہ وہ رسول بن کر نہیں آئیں گے بلکہ ایک امتی حیثیت سے ہوں گے اور وہ آسمان میں امر الہی سے جان لیں گے کہ میں نے زمین پر امتی

بن کر جانا ہے۔ ہاں یہ انہیں نزول سے پہلے علم تھا کہ وہ نبی ہیں لیکن زمین پر امتی بن کر رہیں گے۔ اس معنی پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور صحابی ہیں کیونکہ وہ شب معراج حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے اسی لئے وہ اس وقت افضل الصحابہ ہوں گے۔

پہلی:

اسی مسئلہ پر امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۶ھ نے عربی میں پہلی لکھی ہے۔

من باتفاق جمیع الخلق افضل من

خیر الصحاب ابی بکر ومن عمر

ومن علی ومن عثمان وھو فتی

من امة المصطفیٰ المختار من مضر

وہ یوں ہیں جو بالاتفاق جمیع مخلوق خیر الصحابہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی بن ابی طالب سے افضل ہیں

وہ نوجوان امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے برگزیدہ نبی کے امتی ہیں۔

جواب: وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (جس کی تفصیل اوپر گزری پہیلیوں کی تفصیل فقیر کی

تصنیف، اسلامی پہیلیاں۔ مطبوعہ سبز واری، پبلشرز کراچی، میں پڑھئے۔ اویسی غفرلہ)

قریش سے ان کا ملک سلب کر لیا جائے گا:

فائدہ: امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے "القول المختصر" میں ان سے پہلے امام

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ "القناعة" میں لکھا ہے کہ قریش کا اختصاص ختم ہوگا سیدنا عیسیٰ

علیہ السلام کے نزول کے بعد۔

سوال: حدیث شریف میں ہے کہ امر حکومت ہمیشہ قریش میں رہے گا اگرچہ لوگوں میں

صرف دو ہی بچ جائیں؟

جواب: یہ حکم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے کیلئے ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ ان کا امیر (امام مہدی بنی ہاشم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائیں گے آئیے نماز پڑھائیے، وہ

فرمائیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امیر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کا اکرام و

احترام ہے۔

سوال: امام مہدی رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی موجود ہوں گے؟
جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن امور کیلئے آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے وہ انہی کا حق ہے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امیر پہلے سے مقرر تھے وہ ان کا حق تھا۔ یہی طریقہ تطبیق الروایات میں موزوں ہے۔ یہ بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کی بات ہے (ورنہ جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو جائے گا اس کے بعد مستقل طور پر کئی حکومت خلافت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوگی)

سوال: حدیث ”لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ“ یہ امر (حکومت اور خلافت قریش کیلئے ہمیشہ ہے یہاں تک کہ لوگوں میں اگرچہ صرف دو آدمی رہ جائیں) کیسے صادق آسکتی ہے جب کہ آج کل صدیوں پہلے اور بعد کو بھی صدیاں گزر رہی ہیں قریش حاکم خلفاء نہیں عوام میں سے حکومتیں کر رہے ہیں۔

جواب: اس سے استحقاق مراد ہے کہ خلافت کے مستحق قریش ہیں اگر ظالم ظلم کے طور انہیں خلافت و حکومت نہ دے تو وہ اور بات ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کمال عدل ظاہر کریں گے اسی لئے ان کے قریش سے حق چھیننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
(وبالله التوفيق)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا محل اور نزول کا وقت:

محل نزول کے بارے میں روایات کا اختلاف بیان ہو چکا اور اس کی تطبیق بھی اسی طرح وقت نزول کے متعلق بھی تفصیل گزر چکی ہے یہاں پر ہم صرف اختلاف روایات کی تطبیق اجمالاً عرض کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد اموی دمشق کے مشرقی سفید مینارہ پر نزول اجلال فرمائیں گیا اور یہ مینارہ تا حال موجود ہے (جس کی تفصیل گزر چکی ہے) اپنی دونوں ہتھیلیاں ملائکہ کے پروں پر رکھے ہوں گے دن کے چھ گھنٹے گزرے ہوں گے کہ دمشق کی جامع مسجد (اموی) میں تشریف لا کر منبر پر رونق افروز ہوں گے تمام مسلمان مسجد میں آجائیں گے۔ یونہی نصاریٰ و یہودی بھی آئیں گے سب کو یہ امید ہوگی کہ انکے مذہب کا اعلان کریں

گے اور مسجد میں اتنا ہجوم (رش) ہوگا کہ انسانوں کے سر ہی سر نظر آئیں گے کوئی شے اوپر سے گرائی جاتی تو انسانوں کے سروں پر گرتی۔ مسلمانوں کی طرف مؤذن اور یہودی اپنا بوق اور نصاریٰ ناقوس بجائیں گے۔ پھر وہ قرعہ اندازی کریں گے تو مسلمانوں کے نام قرعہ نکلے گا اس پر مسلمانوں کا مؤذن اذان کہے گا اور یہود و نصاریٰ مسجد سے نکل جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو عصر کی نماز پڑھائیں گے اس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ عصر سے تو بہت پہلے نزول ہوگا لیکن نماز عصر پڑھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی روایت صحیح نہیں۔ اس کا جواب تفصیل سے گزرا ہے کہ نزول کے بعد دوسرے مشاغل ہوں گے ان سے فراغت کے بعد عصر کا وقت ہو جائے گا اب عصر کی نماز پڑھائیں گے۔

قتل دجال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز صبح پڑھا کر دمشق کے لوگوں کے ساتھ دجال کی تلاش میں مسجد سے باہر چل پڑیں گے آپ نہایت وقار و سکون کے ساتھ چلیں گے آپ کے لئے زمین سمٹتی جائے گی آپ کی سانس جہاں تک جائے گی کافر مریں گے آپ کی سانس آپ کی نگاہ پہنچنے کی جگہ تک پہنچے گی۔ آپ کی نگاہ لوگوں کے قلعوں اور بستیوں تک پہنچتی ہوگی یہاں تک کہ آپ بیت المقدس میں تشریف لائیں گے صدر درازہ مقفل ہوگا جسے دجال نے بند کر کے رکھا ہوگا آپ صبح کی نماز کے وقت بیت المقدس میں پہنچیں گے (اس کی تفصیل گزری اور دجال لعین کے قتل کا بیان بھی) یا جوج و ماجوج آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی دعا سے ہلاک ہوں گے اس کا تفصیلی ذکر آئے گا یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں زندگی کی مدت:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نزول فرمائیں گے تو لوگوں میں چالیس سال بسر فرمائیں گے۔

(رواہ الطبرانی وابن عساکر)

2- دجال خروج کرے گا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اسے قتل کریں گے پھر وہ زمین پر امام عادل و حاکم ہو کر چالیس سال زندگی بسر فرمائیں گے۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال زمین پر گزار کر وفات پائیں گے مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا (روضہ اقدس، مدینہ طیبہ) میں مدفون ہوں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ و احمد ابن جریر و ابن حبان)

4- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے (دجال پر لعنت ہو خدا تعالیٰ کی) چالیس سال لوگ مزے کی زندگی گزاریں گے اس دوران کسی پر موت نہیں آئے گی مرد اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا جاؤ مزے سے جہاں چاہو چرو۔ جانور کھیتوں میں جائیں گے وہ خوشے نہیں کھائیں گے صرف گھاس چریں گے (انہیں پتہ ہوگا کہ خوشے آدمیوں کا حق ہے) سانپ و بچھو کسی کو اذیت نہ پہنچائیں گے، درندے آدمیوں کے دروازوں پر پھریں گے لیکن کسی کو ایذا نہ دیں گے آدمی ایک مد (ایک پیمانہ کا نام ہے جو اہل عراق کے نزدیک دور طل کا ہوتا ہے) بیج لے کر زمین میں بوئے گا اس میں ہل چلانے کی ضرورت نہ ہوگی محض بیج ڈالنے سے بلا تکلف ایک مد سے سات سو مد اناج پائے گا اسی طرح لوگ چین سے زندگی گزاریں گے یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج دیوار توڑ کر باہر آجائیں گے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ و الحاکم فی المستدرک)

5- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے۔ اور وہ زمین پر امام عادل اور حاکم انصاف کرنے والے ہو کر چالیس سال گزاریں گے۔ (رواہ احمد و ابو یعلیٰ و ابن عساکر)

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال بسر فرمائیں گے اگر وہ پتھر ملی زمین کو فرمائیں کہ وہ شہد بہائے تو وہ شہد بہائے گی۔

(رواہ احمد فی الزہد)

فائدہ: ایک روایت میں ہے پینتالیس (۴۵) سال زندگی بسر فرمائیں گے۔ قاعدہ حدیث ہے کہ قلیل کثیر کے منافی نہیں ہوتا جن روایات میں چالیس کا ذکر ہے ان میں کسر متروک ہے۔ چالیس (۴۰) کے عدد میں کسر نہیں ہے اور پینتالیس (۴۵) میں کسر ہے اسی کی وجہ

سے اس مندرجہ بالا روایات میں ۳۵ کو ترک کر دیا گیا۔

سوال: ایک روایت میں سات سال کا ذکر ہے اوپر کی روایات میں چالیس سال ہے؟

جواب: بعض نے کہا ہے کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ کی عمر تینتیس (۳۳) سال تھی اور نزول کے بعد سات گزاریں گے اس طرح سے چالیس سال ہوئے پہلے عرض کیا گیا ہے کہ قلیل کثیر کے منافی نہیں ہوتا اب تطبیق کی ضرورت بھی نہیں۔

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ بن مریم زمین پر نزول فرما کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، ان کے لئے نماز باجماعت کا اہتمام ہوگا، عوام کو اتنا مال دیں گے کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا، خراج معاف کریں گے، روحاء وادی پر نازل ہو کر حج و عمرہ کریں گے یا دونوں کو (حج و عمرہ) اکٹھا کریں گے۔ (رواہ احمد و ابن جریر و ابن عساکر)

8- حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فحج روحاء سے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھیں گے یا دونوں (حج و عمرہ) اکٹھا ادا کریں گے۔ (رواہ مسلم)

فائدہ: الفج بمعنی الطريق (راستہ) الروحاء مدینہ پاک کے درمیان ایک جگہ اور وادی صفراء مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے۔

9- حضرت ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل اور امام انصاف بن کرا ترین گے اور راستہ میں ٹھہریں گے حج یا عمرہ کے ارادہ پر اور میرے مزار پر آئیں گے الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ (رواہ الحاکم و صحیحہ و ابن عساکر)

تبصرہ اولیٰ غفرلہ:

1- اس روایت میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت ہے۔

2- براہ راست مزار کی حاضری کا ذکر ابن تیمیہ اور نجدیوں و ہابیوں کے منہ پر طمانچہ ہے کہ براہ راست مزار کی زیارت کے سفر کا عزم، جب کہ یہ صاحبان کہتے ہیں براہ راست مزار کا سفر حرام ہے مسجد نبوی کی نیت ہو پھر طفیلی طور مزار پاک کی زیارت ہو۔ اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کا ذکر تک نہیں فرمایا۔

3- نبی پاک ﷺ کی حیات حقیقی واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام کا جواب عنایت فرمائیں گے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھائیو! اگر تم انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو تو کہنا آپ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سلام عرض کرتے ہیں۔

10- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہیں میری جانب سے سلام کہہ دے۔ (رواہ الحاکم)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح:

حدیث میں وارد ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نکاح کریں گے اور ان کے بچے پیدا ہوں گے پھر وہ مدینہ پاک میں وفات پائیں گے۔

فائدہ: شاید آپ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات حج اور زیارت نبی ﷺ کے بعد ہوگی ورنہ اس سے قبل تو وہ بیت المقدس میں ہوں گے۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں حضور نبی ﷺ کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور یہ بھی مکتوب ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ (رواہ الترمذی وحسنہ وابن عساکر)

2- سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدفون ہوں گے روضہ اقدس میں چوتھی قبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ (رواہ البخاری فی تاریخہ، طبرانی وابن عساکر)

3- بقاعی نے ”سر الروح“ میں لکھا کہ ابن المرائی نے ”تاریخ المدینہ“ میں اور ”المختصر“

میں ابن الجوزی نے لکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے نکاح و بیاہ کریں گے، اور آپ کے بچے پیدا ہوں گے، پینتالیس سال زمین پر گزاریں گے پھر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔ قیامت میں میں اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) مزار سے اکٹھے اٹھیں گے درمیان ابو

بکر و عمر کے رضی اللہ عنہما۔ اس روایت کو القزطبی نے تذکرہ کے آخر میں ابو حفص المیاشی کی طرف منسوب کیا ہے۔

رد حنفی جہلاء کا:

عوام جہال احناف سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہوں گے۔ بلاد ہند (مشرکہ پاک و ہند) میں اپنی تصنیف فارسی (مکتوبات امام ربانی) میں بعض مشائخ (سیدنا امام احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۱۰۳۳ھ کذا قال امام احمد رضا خان مجدد دوراں فاضل بریلوی رحمہ اللہ فی حواشی رد المحتار) نے ذکر فرمایا کہ ہمارے ملک (مشرکہ ہند و پاک) میں یہ عام جاہل حنفیوں میں مشہور ہے بعض غلط قسم کے مدعیان طریقت بلکہ درس و تدریس کے میاں مٹھو اس غلط قول کو مشہور کرتے ہیں بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ روضہ نبویہ میں درس و تدریس کے دوران بیان کرتے ہیں۔ مجھ (امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) سے ہندی علماء (جہلاء) کے متعلق پوچھا تو میں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ ایسا کہنے والوں اور ناقلوں کی سخت تردید کی اور انہیں جاہل کہا ان ظالموں کو جب میرے متعلق معلوم ہوا تو مشہور کر دیا کہ یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتا ہے۔ پناہ بخدا! بخدا اگر یہ بات امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتی تو آپ اس شخص کے بارے میں تعزیر بلکہ تکفیر کا فتویٰ صادر فرماتے۔ ایک مدت کے بعد میں (مولف الاشامہ) حضرت شیخ ملا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ نزیل مکہ معظمہ کی تصنیف لطیف "المشرب الروی فی مذهب المہدی" سے آگاہ ہوا تو انہوں نے بھی اس قول کی سختی سے تردید فرمائی اور قائل کی شاعت اور جہالت کا اظہار فرمایا۔ میں (مولف) نے اس قائل کے درس کی مجلس میں کتاب بھجوائی تو اس کے درس میں یہ کتاب پڑھی گئی تو اپنے تلامذہ کے سامنے سخت شرمسار ہوا۔

تقریر حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱۳ھ:

یہاں میں (مولف) حضرت ملا علی القاری حنفی رحمہ اللہ کی کتاب سے اختصار کر کے عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ عوام حنفیہ کے قبول کرنے کے لئے معاون ثابت ہو کیونکہ یہ اپنے

اہل مذہب کی نقول کے مقلد جامد ہیں اگرچہ ان نقول کو فقہ سے دور کا واسطہ بھی کیوں نہ ہو۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ قضیہ یعنی مسئلہ مذکورہ تقلید مذکورہ میرے سامنے پیش ہوا تو میں نے سمجھ لیا کہ اس کا قائل فضیلت علمی سے بالکل کورا ہے۔ اور جن کتابوں سے اپنے مجموعہ میں نقل کیا ہے وہ قطعی طور پر اس کا بطلان کرتی ہیں اسی پر کوئی جان سکتا ہے یہاں تک کہ عقل سے کوتاہ بھی۔ علاوہ ازیں جس کتاب کا حوالہ دیا ہے وہ مجہول ہے یہاں تک کہ امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۶۱ھ نے اس کے متعلق عدم نقل کی تصریح فرمائی ہے اور علوم اصلیہ و نقلیہ کے علاوہ غیر کتب متداولہ میں بھی اس کی صراحت نہیں پائی جاتی پھر اس کا ضعف لفظی و معانی خود اس کے بطلان کی دلیل کافی ہے۔ میں اس کی عبارت بعینہ نقل کرتا ہوں تاکہ یقین ہو جائے کہ ناقل کو وبال و عذاب خداوندی کا ذرہ برابر بھی خوف نہیں۔ اس جاہل ناقل نے شریعت و کرامت کے ساتھ صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو خاص کیا ہے۔

منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ پانچ سال ”حضرت خضر علیہ السلام، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے امام اعظم کی قبر پر جا کر تکمیل علم کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی، پھر تکمیل علوم پر حضرت خضر علیہ السلام نے پچیس سال لگا دیئے تکمیل کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا الٰہی! اب کیا کروں؟ حکم ہو میرا حکم آنے تک عبادت میں مشغول رہو۔ اسی دوران ماوراء النہر کے ایک شہر میں ایک نوجوان امام ابو القاسم قشیری کا ظہور ہوا جو اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ماں سے اجازت مانگی کہ وہ طلب علم کے لئے سفر اختیار کریں، ماں نے کار خیر سے روکنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے بادل ناخواستہ اجازت دے دی اور پھر بیٹے کو الوداع کر کے دروازے پر بیٹھ گئیں، روتی رہیں اور بیٹے کے غم میں غمگین تھیں، عرض کرنے لگیں اے اللہ تعالیٰ! جب تک میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں مجھ پر یہاں سے اٹھنا اور کھانا حرام ہے چنانچہ اتنا قلیل قشیری ایک منزل طے کرنے کے بعد قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تو نجاست سے ان کے کپڑے آلودہ ہو گئے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کی اجازت سے واپس گھر آ گئے، ازاں بعد حضرت خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ چونکہ

تم نے والدہ کی خدمت کے پیش نظر طلب علم کے لئے سفر کا ارادہ ترک کیا ہے لہذا جو علم میں نے امام ابوحنیفہ سے پڑھا ہے وہ تجھے پڑھاؤں گا، چنانچہ امام قشیری تین سال تک ان سے پڑھنے کے بعد بہت بڑے فاضل بن گئے اور انہوں نے ایک ہزار کتب تصنیف کر کے اپنے خاص شاگرد کو صندوق میں بند کر کے دیں کہ وہ دریائے جیحون میں ڈال دے، اولاً تو وہ دو تین مرتبہ جھوٹ بولتا رہا لیکن آپ پر اسکا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔ چنانچہ آخری دن جب اس نے صندوق دریا میں ڈالا تو ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے وہ صندوق پکڑ لیا، شاگرد کے پوچھنے پر امام قشیری نے راز بتایا کہ جب قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ایک طرف انجیل رکھی ہوگی تو آپ فرمائیں گے کہ کتب محمد یہ کہاں ہیں کیونکہ مجھے بارگاہ الہی سے ان کتب کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور میں انجیل سے فیصلہ نہیں کروں گا۔ جگہ جگہ تلاش کے باوجود کتب نہیں ملیں گی تو ارشاد باری ہوگا اے عیسیٰ! علیہ السلام دریائے جیحون کے پاس جا کر دو نفل ادا کریں اور آواز دیں اے امام قشیری کے صندوق کے امین! میں عیسیٰ بن مریم ہوں لہذا وہ صندوق میرے حوالے کر دے، چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے تو صندوق باہر آئے گا، چنانچہ آپ ان کتب کے مطابق فیصلہ کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ امام قشیری نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو آپ فرمائیں گے کہ اپنے ماں کی خدمت کی وجہ سے۔ (انیس الجلساء)

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت واقعہ کا رد فرمایا اور کہا کہ یہ بعض ملحدین کا افتراء ہے جو دین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان سے علم حاصل کیا تو کس طرح آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہو سکتے ہیں؟ اس کی تفصیل آتی ہے۔ اہلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”انیس الجلساء“ نامی کتاب غیر معروف ہے اور اس کا مولف بھی مشہور نہیں اور نہ ہی کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

(تعلیقات رضا بر حاشیہ الطحاوی علی الدر المنثور مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور سن اشاعت ۱۹۸۲ء۔ اویسی غفرلہ)

قصہ مذکورہ کاردار ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

اس عبارت کا ضعف اور عربیت سے جہالت کے علاوہ واضح ہے کہ بعض ملحدین کی کارستانی ہے جو فساد دین میں کوشاں رہتے ہیں حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام وہ اعلیٰ مقام کے مالک ہیں کہ جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّنْ لَّدُنَّا
عِلْمًا (پارہ ۱۵، الکہف ۶۵)

”تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔“

ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے برگزیدہ پیغمبر نے علم حاصل کیا ایسی برگزیدہ شخصیت کے استاذ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں بتایا جا رہا ہے۔ (حیف درحیف)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولعزم نبی کے لئے ثابت کیا جا رہا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کے شاگرد سے احکام اسلام سیکھیں گے (توبہ، توبہ) اور اس شاگرد کی کتنی تیز فہمی بیان کر دی کہ اس نے تین سالوں میں وہ تمام علوم حاصل کر لئے جو اس کے استاد حضرت خضر علیہ السلام نے تیس سالوں میں امام ابوحنیفہ کی زندگی اور بعد وفات کے علوم حاصل کئے۔

تعب بالائے تعجب یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں آپ کی زیارت کی آپ سے شرائع اسلام نہ سیکھے بھرنہ صحابہ کرام میں اکابر علماء مثلاً حضرت علی جو باب مدینۃ العلم ہیں اور صحابہ میں سب سے بڑے اور اعلیٰ فیصلہ کنندہ اور حضرت زید جو تمام صحابہ سے علم المیراث کے بڑے اور حضرت ابی بن کعب جو سب سے بڑے تجوید دان اور حضرت معاذ بن جبل جو حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم رضی اللہ عنہ سے کچھ نہ سیکھا ان کے بعد اکابر تابعین اور عظیم ترین فقہاء مثلاً فقہاء سبعہ اور حضرت سعید بن مسیب مدینہ پاک میں اور حضرت عطاء مکہ معظمہ میں اور حضرت حسن بصری بصرہ میں مکحول شام میں سے کچھ حاصل نہ کیا اور معاذ اللہ ان کی جہالت پر راضی رہے یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی آخری عمر میں مسائل شریعت سیکھے (کتنی بڑی جہالت اور قائل کی بیوقوفی ہے)۔ ملا علی قاری

جس نے آخر میں فرمایا کہ یہ وہ بات ہے کہ کسی سے مخفی نہیں رہ سکتی یہاں تک کہ کم عقل اور بیوقوف آدمی پر بھی، یہاں تک کہ علمائے مذہب نے ایسی کہانی پر مسخریاں کیں اور اسے طائفہ حنفیہ کی قلت عقل کی دلیل بتائی۔

حالانکہ ان حضرات کو معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس واقعہ سے راضی نہیں، اگر قائل کی تصنیف کی علمی، لفظی، معنوی غلطیوں کی نشاندہی کروں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے اور واضح ہوگا کہ اس کا قائل پاگل ہے اسے انسانی حیثیت سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں لیکن اس سے درگزر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔ (پارہ ۱۹ اعراف ۱۹۹)

”اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔“

ثابت ہوا کہ قائل کا قول باطل بلکہ جو اس نے ظاہر کیا اس سے وہ کافر ہو گیا بالخصوص اس کے اس اظہار سے جو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے بارے میں جب آپ اپنی سابق نبوت پر برقرار ہیں اور بعد نزول بھی اپنی نبوت میں برقرار ہوں گے۔ جو بھی آپ کی نبوت کے سلب کا قائل ہے وہ یقیناً کافر ہے جیسا کہ امام سیوطی علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے کہ:

فَإِنَّ النَّبِيَّ لَا يَذْهَبُ عَنْهُ وَصْفُ النَّبُوَّةِ وَلَا بَعْدَ مَوْتِهِ۔

”نبی علیہ السلام سے وصف نبوت نہیں جاتی نہ زندگی میں نہ بعد وفات۔“

حدیث: لَا وَحْيَ بَعْدِي۔

”میرے بعد وحی نہیں آئے گی۔“

باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں، ہاں ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس کا معنی علماء کے نزدیک یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آ کر میری شریعت کو منسوخ کرے۔
فائدہ: امام سبکی علیہ السلام المتوفی ۷۶۱ھ نے اپنی تصنیف میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں احکام صادر فرمائیں گے۔

عقیدہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے فرمایا کہ ”وَحِينَئِذٍ يَتَرَجَّحُ أَنَّ اخْذَهُ لِللُّسْنَةِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيقِ الْمُشَافَهَةِ مِنْ غَيْرِ الْوَاسِطَةِ أَوْ بِطَرِيقِ الْوَحْيِ وَالْإِلْهَامِ“ اس وقت ترجیح اس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سنت سے احکام اخذ بایں معنی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ بلا واسطہ احکام حاصل کریں گے یا بطریق وحی والہام احکام صادر فرمائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

بالمشافہ کے لفظ پر غور ہو کہ اسلاف صالحین کا عقیدہ یہی تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باحیات حقیقی حسی زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(حدائق بخشش)

نوٹ: اسی موضوع پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”اعلام الاعلام“ خوب ہے۔ فقیر نے ان کے فیض و برکت سے رسالہ تیار کیا ہے ”اعلام ارباب العقول بشغل عیسیٰ علیہ السلام بعد النزول“ قابل مطالعہ ہے۔ مطبوعہ صدیقی پبلشرز جامعۃ المدینہ کراچی۔ (اویسی غفرلہ)

فضیلت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

مروی ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث بکثرت مروی ہوئیں تو بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری موت سے پہلے تشریف لائیں تو ان کو میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سناؤں گا تو وہ میری تصدیق فرمائیں گے۔

فائدہ: فیصد قنی (تو وہ میری تصدیق فرمائیں گے) کا جملہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ سنتوں کے عالم میں انہیں یہ محتاجی نہیں کہ وہ کسی...

سے وہی مسئلہ سیکھیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی محتاج ہیں کہ ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تصدیق فرمائیں کہ ابو ہریرہ جو روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں سچ ہیں حق ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق و تائید فرمائیں گے۔

سوال: کیا کہیں سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کے ہاں وحی آئے گی۔

جواب: ہاں ثابت ہے مسلم شریف میں حضرت نو اس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام لد کے باب مشرقی کے نزدیک دجال کو قتل کریں گے وہ اس حال میں ہوں گے کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے گی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! میں نے اپنے ایسے بندے نکالنے ہیں جن کا مقابلہ کسی سے نہ ہو سکے گا لہذا آپ میرے ان بندوں (جو تیرے تابعدار ہیں) کو پہاڑ پر لیجائیں۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام حائل وحی:

ظاہر یہ ہے کہ یہ وحی لانے والے سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہی ہوں گے بلکہ اس پر ہمارا یقین ہے اس میں ہمیں معمولی شک بھی نہیں۔ کیونکہ وحی لانا انہی کی ڈیوٹی ہے کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفیر ہیں دوسرے ملائکہ میں سے کسی کی ایسی ڈیوٹی نہیں اس پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے، انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے کتب اور وحی کے لئے جبرائیل علیہ السلام کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ (رواہ ابو حاتم فی تفسیرہ)

ازاۓ وہم:

وہ جو عوام میں مشہور ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام حضور بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زمین پر نازل نہ ہوں گے۔ اسکی کوئی اصل نہیں۔

نزول سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا ثبوت:

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص با وضو ہو کر سوائے اس کی موت کے وقت سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لائیں گے اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام بر لیلۃ القدر کوزمین پر آتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام ہی دجال کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے روکیں گے وغیرہ وغیرہ۔

افاضاتِ اعلیٰ حضرت عیسیٰ:

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۴۰ھ نے اس موضوع پر چند بہت بہترین باتیں لکھی ہیں تبرک کے طور حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رے میں تقلید امام ابو حنیفہ کا قول باطل ہے بلکہ قائل نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے ارتکاب کفر کیا ہے، کیونکہ نبی غیر کا مقلد نہیں ہو سکتا۔

ایک حدیث لکھ کر اس کا جواب امام طحطاوی عیسیٰ المتوفی ۱۲۳۱ھ دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں ہے لَا نَبِيَّ بَعْدِي (میرے بعد کوئی نبی نہیں) امام طحطاوی فرماتے ہیں علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی ایسی شریعت لے کر نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے۔ یہ جواب امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ و نانا وار کذرا فرمایا اللہ کی پناہ، اس ترجمہ میں قبیح لغزش واقع ہوئی (وہ معنی نہیں جو امام طحطاوی نے بیان کیا بلکہ) معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، چاہے موافق شریعت کے ساتھ یا مخالف کے ساتھ یا موافقت و مخالفت کچھ بھی نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

تصدیق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث بیان کرنے پر جب لوگوں نے ان پر انکار کیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے وصال سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نزول فرمایا تو میں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کروں گا اور وہ میری تائید فرمائیں گے۔

امام طحطاوی نے اس سے استدلال کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فیصد قنسی فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت کے عالم ہیں اور افراد امت میں سے کسی فرد سے اس بات کے حصول کی انہیں احتیاج نہیں ہے حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان مرویات کی تصدیق کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احتیاج ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس روایت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کے عالم ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عادل ہیں، بات کو یاد رکھنے والے ہیں اور ان کی بات پسندیدہ ہے۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا پھر کتاب الاشارة کے معنی نے ان

لوگوں کا رد بھی کیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے، البتہ صاحب الاشاعہ نے دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ امام مہدی مجتہد مطلق ہوں گے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعض جاہل لوگ تعریف کرتے ہوئے غلو اختیار کر لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلقہ کتب سے ناواقف ہیں چنانچہ وہ من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں جن سے نہ تو خدا راضی ہوتا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند ہے اور اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان باتوں کو سن لیتے تو قائل پر کفر کا فتویٰ لگاتے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کئے گئے صحیح واقعات ہی (مخالفین کو) جواب دینے کیلئے کافی ہیں اور آپ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے من گھڑت واقعات کی کوئی ضرورت نہیں خصوصاً اس قسم کے واقعات جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہوں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب الاشاعہ نے امام قہستانی پر تعجب کیا کہ انہوں نے باوجود اپنے فضل و جلالت کے ان لوگوں کی اتباع میں اپنے خطبہ کی شرح میں خطا کی کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے اور یہ بات ”الفصول الستة“ میں مذکور ہے، اس پر تعجب کر سکتے ہوئے صاحب الاشاعہ کہتے ہیں ”الفصول الستة“ کیا ہے اور یہ قول کیا؟ (غلط اور بالکل غلط ہے، اویسی غفرلہ)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں الفصول الستة مشہور کتاب ہے اور اس کے مصنف حضرت سید خواجہ محمد پارسا قدس سرہ المتوفی ۸۲۲ھ ہیں، اگر سید محمد صاحب کتاب الاشاعہ کشف الظنون کی طرف رجوع کرتے تو انہیں وہاں اس کا ذکر ملتا اور پھر جب اس کتاب اور اس کے مصنف (جو عامل اور صاحب کشف ہیں) کی پہچان حاصل ہو جاتی تو دلیل طلب نہ کرتے کیونکہ کشف ایک عیاں و ظاہر چیز ہے اور ظاہر کو بیان کی حاجت نہیں، علاوہ ازیں عبارت کا مطلب ہرگز تقلید نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا عمل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذاہب کے موافق ہوگا جس طرح کہ خود صاحب الاشاعہ نے اس سے کچھ پہلے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی فتوحات سے نقل کیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات کے

ساتھ) زندہ ہوتے اور پھر یہ اختلاف آپ کی طرف اٹھایا جاتا تو آپ وہی فیصلہ فرماتے جو امام مہدی نے فرمایا اور اسی پر امام شعرانی کا وہ قول بھی دلیل ہے جو علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے ”امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے مجھے شریعت کے چشمہ پر مطلع فرمایا تو میں نے تمام مذاہب کو اس چشمہ سے متصل دیکھا اور چار مذاہب کو حق پایا اور ان تمام مذاہب کو بھی دیکھا جو مٹ چکے ہیں، ان کی نہریں پتھروں سے بھری جا چکی ہیں، میں نے دیکھا کہ ائمہ میں سے سب سے بڑی نہر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے، اس کے ساتھ امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد رضی اللہ عنہم متصل ہیں، سب سے چھوٹی نہر امام داؤد رضی اللہ عنہ کی ہے جو پانچویں صدی میں کٹ چکی ہے پس میں نے اس کی تاویل ائمہ اربعہ کے مذاہب کے عرصہ دراز تک جاری رہنے اور ان (امام داؤد) کے قلیل المدت ہونے سے کی، پس جس طرح سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تدوین ہوئی، اسی طرح آپ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا۔ (ردالمحتار صفحہ ۹۳، جلد ۱)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

غیر مقلدین حنفیوں پر آج بھی یہی الزام لگاتے ہیں کہ حنفیوں کے اکابر لکھ گئے ہیں کہ امام مہدی عیسیٰ علیہما و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے ہم ان کے جواب میں کہتے ہیں لعنة الله على الكاذبين حقیقت اس کے برعکس ہے وہ یہ کہ ہمارے اکابر نے الٹا ایسے عقیدے کا زبردست رد فرمایا ہے جیسا کہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں تفصیل سے لکھا ہے اور فقیر کا اسی پر ایک مستقل رسالہ ہے۔

”مذہب حنفی بمطابق عیسیٰ و مہدی“ اس میں ان عبارات کا جواب ہے جن میں غیر مقلدین نے ثابت کیا کہ حنفی قائل ہیں کہ مہدی عیسیٰ علیہ السلام کا مذہب حنفی ہوگا (معاذ اللہ) بلکہ ان عبارات کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تحقیق منجانب اللہ وہی ہوگی جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کی موید ہوگی۔ اویسی غفرلہ

”ذخائر الہیات“ کے مصنف نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں کہا کہ ”الاشاعہ“ کے

مصنف نے بعض جہلاء خفیوں کا یہ دعویٰ کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے“ نقل کر کے اس کا شدید رد کیا ہے۔ (اور خوب، الحمد للہ فقیر کو اس کے ترجمہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور الحاج حافظ مولانا عبدالکریم قادری اویسی کو اس کی اشاعت کی دولت حصہ میں آئی۔ اویسی غفرلہ)

ہندوستان کے ایک شیخ طریقت نے بھی اپنی ایک مشہور تصنیف میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور جہلاء کا رد کیا، جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام کا نظریہ رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یعنی وہ ہندوستانی مصنف جن کی تصنیف مشہور ہے، امام ربانی مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۲ھ ہیں اور ان کی تصنیف (مکتوبات) فارسی زبان میں ہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح ان جہلاء کا رد کیا ہے جس طرح ”الاشاعہ“ میں کیا گیا ہے اور اس بات کا ذکر آپ نے مکتوبات کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۲۸۲ میں کیا ہے۔ (اردو ترجمہ مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۷۵۲ حصہ پنجم، مطبوعہ ندینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) پھر جلد ثانی میں مندرج مکتوب نمبر ۵۵ میں اس قول کی تاویل کہ ”حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے“ یوں فرمائی کہ حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔ یہی تاویل زیادہ موزوں ہے۔

انتباہ: یہ بیان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے التعليقات علی الطحطاوی میں تحریر فرمایا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو الزام لگاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت حضرت مجدد الف ثانی سیدنا امام ربانی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہیں (معاذ اللہ) ایسے بد لگام لوگوں کے رد میں فاضل محترم حضرت علامہ پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب مجددی (شکر گڑھ، صوبہ پنجاب نے بہترین رسالہ لکھا ہے ”امام ربانی اور امام احمد رضا“ مرکزی مجلس رضالاہور نے شائع کیا ہے، قابل مطالعہ کتاب ہے۔ فقیر نے یہ رسالہ کی صورت میں علیحدہ مواد جمع کر لیا ہے بنام ”امام احمد رضا بریلوی با اقتداء امام مہدی“ کی تائید میں خدا کرے شائع ہو جائے۔ اویسی غفرلہ)

پھر اس تحریر پر واقف ہو جو شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھیجی گئی کہ آخری زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو کیا حافظ القرآن اور عالم بسنة النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے یا قرآن و سنت کو اس دور کے علماء سے حاصل کریں گے۔

تقریر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے مذکورہ بالا تحریر کا جواب لکھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لائق یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن و سنت کا علم حاصل کر کے آپ کی امت میں احکام صادر فرمائیں اسی طرح کہ جیسے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فی الحقیقت ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے۔

فائدہ: یہاں شیخ ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ کی کتاب کی نقل ختم ہوئی اللہ تعالیٰ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے لطف خفی سے نوازے حق یہ ہے کہ آپ کی یہ کتاب ”المشرب الروی“ اس موضوع پر خوب ہے۔ اویسی غفرلہ)

کیا امام مہدی رضی اللہ عنہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہوں گے (معاذ اللہ):

اس کے بعد علامہ ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے قائل کا رد کافی و شافی دلائل سے فرمایا کہ معاذ اللہ امام مہدی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہوں گے۔ (جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء) لیکن ایک بات ایسی لکھی جو ”فتوحات مکیہ“ کی تحقیق کے خلاف ہے وہ یہ کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق ہوں گے۔ حالانکہ امام المکاشفین سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے ”فتوحات مکیہ“ میں لکھا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ قیاس کو جانتے تک نہ ہوں گے کہ اس پر احکام صادر فرمائیں بلکہ وہ قیاس کو اس لئے جانتے ہوں گے کہ آپ اس سے اجتناب کر سکیں۔ ہاں ان کے احکام اس فرشتہ کے توسط سے ہوں گے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کرے گا وہ فرشتہ صرف اس لئے ہوگا کہ وہ منجانب اللہ انہیں صحیح راہ بتائے۔ یہی شرع حنفی محمدی ہوگی کہ اگر اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر زندہ ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایسے احکام پیش ہوتے تو آپ بھی اسی طرح فیصلے فرماتے جیسے امام مہدی رضی اللہ عنہ فرمائیں گے تاکہ یقین ہو کہ یہی شرع محمدی ہے اور بس۔ اس معنی پر تو ان پر قیاس حرام ہوگا کیونکہ جب ان

کے پاس نصوص من اللہ ہوں گی تو پھر وہ قیاس پر عمل کیوں کریں، اسی لئے ان کی صفت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے نقش قدم پر چلیں گے وہ ذرہ برابر بھی خطانہ کریں گے۔ اس سے معلوم ہو کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع (تابعدار ہوں گے) نہ کہ علیحدہ شریعت کا اجراء کرنے والے۔ (فتوحات مکیہ شریف کی عبارت ختم ہوئی)

نوٹ: یہ بھی یاد رہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق بھی نہیں کیونکہ مجتہد قیاس پر عمل کرتا ہے اور آپ پر قیاس حرام ہوگا اس کے علاوہ مجتہد خطا کر سکتا ہے امام مہدی رضی اللہ عنہ ہرگز خطا نہ کریں گے بلکہ احکام کے بارے میں آپ معصوم ہوں گے اس کی شہادت خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، یہ قاعدہ اس پر مبنی ہے جب کہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے قیاس ناجائز ہے۔ لیکن ان کا اجتہاد تعلیم للامۃ کیلئے ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ ”قیاس کا جواز“ پڑھئے۔ (اویسی غفرلہ) یہی تحقیق ہے وباللہ التوفیق۔

جاہل حنفیوں کے رد میں مزید بیان:

جاہل حنفی لوگوں کا مذکور بیان سراسر باطل اور غلط ہے اس کے بارے میں مصنف رحمہ اللہ نے مزید دلائل لکھے ہیں، ملاحظہ ہوں:

- 1- وہی جو حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا۔
- 2- حضرت ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ المتوفی ۴۶۵ھ (صاحب رسالہ قشیریہ) فقہائے شوافع سے ہیں آپ کے مشائخ فی الفقہ والکلام والمتصوف سب کو معلوم ہیں جیسا کہ آپ کا رسالہ (قشیریہ) جو کہ شرقاً غرباً ہر اہل علم کے ہاں متداول ہے (شاہد ہے)
- 3- امام قشیری رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے صرف رسالہ قشیریہ اور تفسیر ہی معروف ہیں باقی معدوم ہیں لیکن زیادہ سے زیادہ ہزار اوراق ہوں گے چہ جائیکہ آپ کی ہزاروں کتابیں ہوں۔

4- امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور مذاہب کے فقہا بھی ہوں گے وہ تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے جانی دشمن ہو جائیں گے جب کہ آپ کی وجہ سے ان کا وقار اور سج دہج ملیا میٹ ہو جائے گا اور اس وقت قرآن مجید باقی ہوگا۔ آسمان پر اسے

نہیں اٹھایا جائے گا۔

5- جب عیسیٰ علیہ السلام نہر جیحون کی طرف کتابیں مذکورہ لینے جائیں گے تو مسلمانوں کے معاملات ڈھپ ہو جائیں گے اور وہ صرف جائیں گے نہیں بلکہ جیحون سے کتابیں نکالیں گے بھی۔

اس میں بھی ان کا وقت صرف ہوگا حالانکہ اس دوران کئی طرح کے حدود و خصوصیات اور واقعات کا وقوع ہوگا انہیں کیسے معطل کیا جاسکے گا وغیرہ۔

6- وہ جو جاہل حنفیوں نے کہا کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے پاس آ کر فرمائیں گے کہ نہر جیحون جا کر کتابیں نکالو یہ عجیب بات ہے کہ وہ نہر جیحون کی رہبری تو کر رہے ہیں لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں سکھاتے تاکہ غیروں کی محتاجی نہ ہو اور کتب ابوالقاسم عیسیٰ کے مطالعہ کی مشقت یا تکلیف سے بھی بچ جائیں۔

7- سیدنا خضر علیہ السلام جو حضرت ابوالقاسم (قشیری) رضی اللہ عنہ کے معلم ہیں وہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت زندہ ہوں گے انہیں دجال شہید کر کے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ خود کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تعلیم نہیں دیں گے اپنے شاگرد کا کیوں محتاج بنا رہے ہیں تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے بچ کر ایک واسطہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہو جائیں (جب کہ علماء کے نزدیک سند عالی اسفل سے زیادہ بہتر ہوتی ہے)

8- جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے اس وقت نماز میں ہوں گے موذن اذان دے گا امام مہدی رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آگے ہو کر نماز پڑھائیے آپ کے لئے اقامت کہی گئی۔ اگر قرآن باقی ہے اور مذاہب بھی باقی ہیں کیسے نماز پڑھائیں گے اور ان کی نماز کیسے جائز ہوگی جب کہ وہ ابھی تعلیم کے محتاج ہیں؟ (معاذ اللہ) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو قرون ثلاثہ کے ساتھ ملحق فرمایا ہے جو خیر القرون ہیں۔

9- حضرت خضر علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ مناجات فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں جواب سے نوازتا ہے اور وہ رب تعالیٰ حضرت خضر علیہ السلام کو نداء بھی فرماتا ہے (مثلاً

یا خضر کذا کذا) تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیوں سوال نہ کر لیا کہ یا رب تعالیٰ مجھے شرائع اسلام کا خود ہی علم دے دے مجھے کسی دوسرے کا محتاج نہ بنا یہاں تک کہ (قبوری مذہب پر بقول نجدی) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان کی قبر پر جا کر علم پڑھے۔

10- حضرت خضر علیہ السلام یا تو شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مامور ہوں گے یا نہیں ہوں گے اگر مامور ہوں گے تو وہ زمانہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک امر الہی کے خلاف کیوں رہے بلکہ ان کی وفات تک بھی جب کہ ان کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ اس سے ترک واجب لازم آتا ہے اور انبیاء علیہم السلام (ایسی غلطی سے منزہ اور پاک یعنی معصوم ہوتے ہیں) اگر اس شرع کے مامور نہ تھے بلکہ انہیں تحصیل الکمال کی حیثیت سے علم مزید پڑھنا پڑا تو انہوں نے اس کمال کی تحصیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ کی حالانکہ ان کے لئے تو یہ ایک نعمت عظیم تھی اگر کہیں کہ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کمال نہیں کمال کا علم انہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وصال تک نہ ہوسکا اور یہ جہل ہے اور انبیاء علیہم السلام کے لئے جہل جائز رکھنا کفر ہے

11- حضرت عیسیٰ علیہ السلام مطلقاً معصوم ہیں اور امام مہدی معصوم فی الاحکام ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق ہیں اور مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے اور مخطی بھی۔ یہاں تک آپ کے تہائی سے اکثر مسائل میں آپ کے صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے مخالفت کی پھر وہ جو کبھی خطا نہ کرے کیسے اس کی تقلید کریں گے جو خطا نہیں کرتے۔

12- امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تمام فقہ کے اصول و فروع کو جمع کیا جائے تو وہ صرف ایک کتاب ہو سکتی ہے یا دو۔ پھر ابو القاسم (قشیری) رضی اللہ عنہ کی ہزار کتب میں کیا ہوگا زیادہ سے زیادہ یہی کہ ان میں معرفت الہی اور حقائق یا سلوک وغیرہ ہوں گے تو پھر لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) اس سے قبل معرفت الہی سے فارغ تھے ایسا عقیدہ تو کفر ہے اگر ان کے ماسوا کچھ اور ہوگا تو جاہل خفیوں کو بیان کرنا چاہئے۔

13- امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں ہے کہ کفار سے جزیہ قبول کیا جائے اور زکوٰۃ نکالی

جائے اور علیہ عیسائیوں کے لئے باقی رکھی جائے اور خنزیر کو عیسائیوں کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے وہ ان کے قبضہ میں ہو تو رہنے دیا جائے، دو نمازوں کو جمع نہ کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نہ جزیہ قبول فرمائیں گے اور نہ زکوٰۃ نکالیں گے اور صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور نماز ان کیلئے جمع کی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ مسائل ابوالقاسم (قشیری) رضی اللہ عنہ کی کتابوں میں ہیں تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا اور وہ مجتہد مطلق ہوں گے اس وقت فضیلت ابوالقاسم برامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ لازم آتی ہے۔ اگر یہ مسائل ان کی کتابوں میں نہیں تو لازم آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کریں گے اور شاگرد استاد کے خلاف کیسے کرے گا؟ ان کے علاوہ بی شمار مفاسد لازم آتے ہیں ان کے لئے یہ اوراق حامل نہیں جو ہماری بیان کردہ احادیث کو پڑھے گا وہ خود بخود ایسے مفاسد پر آگاہ ہو جائے گا۔

ایسے جاہل حنفیوں کا مطمع نظر صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اگرچہ ایسے بیان سے جس کی کوئی اصل نہ ہو اگرچہ وہ انہیں کفر کی طرف لے جائے کیا انہیں ان کتب کا علم نہیں جو امام حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل سے پر ہیں (مثلاً مناقب الموفق اور مناقب الکردری اس کا اردو ترجمہ فقیر اویسی غفرلہ نے کیا ہے اور مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور نے اسے بہت خوبصورت اور اعلیٰ شائع کیا ہے اس کے علاوہ بھی دیگر کتب فضائل امام پر دنیا کی ہر زبان میں دستیاب ہیں اور اگر کوئی اردو میں تحقیقی اور مفصل مقالات کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ ”انوار امام اعظم از صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی“ مطبوعہ مکتبہ امام غزالی کراچی کو ملاحظہ کرے۔ (اویسی غفرلہ) کیا یہ لوگ جھوٹے انسانوں سے خوش ہیں کیا وہ صرف ایسے افتراآت پر نظر رکھتے ہیں جن سے نہ اللہ تعالیٰ راضی ہے نہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بلکہ اگر وہ ان کی حرکتوں سے آگاہ ہو جائیں تو آپ ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمائیں۔

آخری فیصلہ:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل خود ایسے جاہلوں کے رد کے لئے کافی ہیں ایسی فضیلت

ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہے۔ اور ان کے اقوال کا ذبحہ سراسر افتراء ہے اور بس۔

افسوس ہے کہ قہستانی بایں معنی اپنی فضیلت و جلالت کے باوجود وہ بھی ایسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں انہوں نے بقایہ کی شرح کے مقدمہ میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے جیسا کہ الفصول الستہ میں ہے۔ الفصول الستہ کیا شے ہے؟ اور اس کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خیر خواہانہ نصیحتیں:

عزیزو! اتباع سنت غراء (روشن) کو لازم پکڑو کیونکہ یہ خواہشات اور غلط آراء کیلئے بہت بڑا مضبوط قلعہ ہے اور شیطان سرکش کے تیروں کی ڈھال ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور خبردار ایسے خیالات باطلہ کے پھندے میں آکر مغرور نہ ہونا اور تعصب سے دور رہو کیونکہ یہ شیطان رجیم کے ابواب میں سے ایک باب ہے۔

دعاء: اے اللہ تعالیٰ! ہم شیطان کے شر اور وسوسہ اور مکر سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور تجھ سے اس عمل کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہیں اور جن سے تو راضی ہوتا ہے۔

والحمد لله رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد الامین و علی آلہ الطیبین واصحابہ اجمعین آمین۔

(بجاء حبیبہ طہ و یسین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین)

اضافہ اویسی غفرلہ:

باوجودیکہ ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ اتنے بڑے زبردست دلائل سے ثابت کر رہے ہیں کہ احناف کا اس سے دامن پاک ہے لیکن غیر مقلدین بہتان تراشی سے باز نہیں آتے وہ اپنی تصانیف میں بار بار اس قصہ پارینہ کو دہراتے ہیں اور بہتان افتراء کا مجرم نام کا حنفی ضرور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں اور ایسے حنفی پہلے بھی بہت بڑے ہیں کیا بعض معتزلہ خود کو حنفی نہیں کہلاتے تھے اور ہمارے دور میں دیوبندی فرقہ تو

خود کو پکے حنفی کہلاتے ہیں خود غیر مقلدین بھی صرف انہیں حنفی سمجھتے ہیں حالانکہ عقائد میں وہ پکے وہابی ہیں حنفی صرف نام کے ہیں کام کے نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ”دیوبند وہابی ہیں“ مطبوعہ قطب، دہلی پبلشرز کراچی۔ (اویسی غفرلہ)

خروج یا جوج و ماجوج

یہ سب سے عظیم فتنہ ہے، قرآن مجید میں یا جوج و ماجوج کا متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

1- قَالُوا يَا أَيُّهَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّ يَا جُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ -

(پارہ ۱۶، الکہف، آیت ۹۴)

”انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یا جوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں۔“

2- حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ -

(پارہ ۱۷، الانبیاء آیت ۹۶)

”یہاں تک کہ جب کھولے جائیں یا جوج و ماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔“

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔

(i) طلوع از مغرب (ii) دخان (دھواں) (iii) دابہ (iv) یا جوج و ماجوج (v) نزول

عیسیٰ بن مریم علیہا السلام (vi) تین خسوف (vii) نار (آگ) جو قصر عدن سے نکلے گی۔

(الحدیث، رواہ ابن ماجہ، عن حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ)

اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں جو یا جوج و ماجوج کے نسب، حلیہ، سیرت،

خروج فساد و ہلاکت کے بیان میں آئیں گی۔ (انشاء اللہ)

نسب یا جوج و ماجوج:

وہ بنو آدم ہیں از بنو یافث بن نوح علیہ السلام اسی پر وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے جزم فرمایا اسی

پر بہت سے متاخرین نے اعتماد کیا ہے۔ بعض نے کہا وہ ترک سے ہوں گے۔ یہی ضحاک نے کہا اور بعض نے کہا کہ یا جوج ترک سے ہوں گے اور ماجوج دیلم سے۔

عجوبہ: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بنو آدم سے ہیں لیکن بی بی حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو نیند میں احتلام ہوا آپ کا نطفہ گر کر مٹی میں مل گیا اللہ تعالیٰ نے اس سے یا جوج ماجوج کو پیدا فرمایا لیکن یہ قول مردود ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام احتلام سے پاک ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے وہ احتلام ناجائز ہے جو خواب میں کسی سے جماع کیا جائے اگر یہ احتمال ہو کہ ان کا خواب میں صرف نطفہ ٹپک کر نکلے تو وہ جائز ہے یہ ایسے جیسے پیشاب کیا جائے۔

تحقیقی قول:

حضرت حافظ ابن حجر (عسقلانی) رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری میں فرمایا کہ پہلا قول قابل اعتماد ہے اس لئے کہ اگر وہ سیدنا آدم علیہ السلام کے نطفہ سے نہیں تو پھر طوفان نوح علیہ السلام کے وقت کہاں تھے؟

یا جوج و ماجوج ہمارے اخیانی بھائی:

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ میں فرمایا کہ یا جوج و ماجوج ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد لیکن وہ سیدہ بی بی حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں ہیں جمہور علماء کا قول ہے اس معنی پر ہمارے اخیانی بھائی ہوئے۔ (اخیانی وہ بھائی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا۔ اویسی غفرلہ)

فائدہ: مذکورہ بالا روایت صرف حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بس، بلکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کعب الاحبار کے قول کا رد حدیث مرفوع میں ہے فرمایا کہ یا جوج و ماجوج ذریعہ نوح ہیں اور سیدنا نوح علیہ السلام قطعاً ذریعہ حواء سے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔

(i) سام (ii) حام (iii) یافث۔ سام سے عرب و فارس و روم ہیں۔ حام سے قبط، بربر، سوڈان ہیں۔ یافث سے یا جوج و ماجوج، ترک، صقالیہ ہیں۔

فائدہ: حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے۔

حلیہ یاجوج و ماجوج:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج تین قسم کے ہیں۔ (i) ان کے اجسام ارز کی طرح ہیں (ارز بفتح الہمزہ وسکون الراء پھر زاء) وہ ایک بڑا درخت ہے۔ (ابن ابی حاتم)

”نہایہ“ میں ہے کہ ارز ایک لکڑی مشہور ہے بعض نے کہا یہی صنوبر ارز ہے۔ (ii) چار ہاتھ لمبے چار ہاتھ چوڑے ہیں۔ (iii) ان کی ایک قسم ایسی ہے کہ ایک کان ان کا زمین پر ہوتا ہے دوسرے سارے جسم کو ڈھانپتے ہیں۔ حدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں ایسے ہی وارد ہوا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج میں سے بعض کا قد صرف ایک بالشت بعض کا دو بالشت سب سے لمبا صرف تین بالشت۔

(والحاکم من طریق ابی الجوزاء)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کے بائیس (22) قبیلے ہیں۔ حضرت سلطان سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے اکیس (21) کے آگے دیوار کھینچ دی تھی ایک قبیلہ جنگ سے بھاگ نکلا وہ یہی ترک ہیں ان کے اکیس (21) قبیلوں کو دیوار حائل ہے۔

سدی نے فرمایا کہ ترک یاجوج و ماجوج کے سرایا میں سے ایک سریہ ہے وہ عرصہ سے غائب ہے۔ حضرت سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے یاجوج و ماجوج کے آگے دیوار کھینچی تو باہر والے باہر رہے۔ (ابن مردویہ)

حضرت خالد بن عبد اللہ بن حرمہ اپنی خالہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ تمہارا کوئی دشمن نہیں (یہ خام خیالی ہے اس لئے) کہ تم دشمنوں سے لڑتے رہو گے یہاں تک کہ تمہاری آخری جنگ یاجوج و ماجوج سے ہوگی۔ وہ چوڑے چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے، سخت بالوں والے، وہ ہر ڈھلان سے نیچے اتریں گے گویا ان کے چہرے المجان المطرقہ ہیں۔ (احمد، طبرانی)

مصنف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ترک یا جوج و ماجوج کے قبائل سے ایک قبیلہ ہے۔ سخت قسم کے سرخ و سیاہی کے درمیان میں ہوں گے۔

سیرت یا جوج و ماجوج:

- 1- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یا جوج بہت کم ہے کہ یا جوج و ماجوج ایک ہزار اولاد چھوڑ کر مرتا ہے۔ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)
- 2- عمرو بن اوس اپنے والد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ یا جوج و ماجوج جتنا چاہیں جماع کریں ان میں کوئی ایک مرتا ہے تو ایک ہزار اولاد چھوڑ جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ۔ (رواہ النسائی)
- 3- یا جوج و ماجوج کیلئے غورتیں ہوں گی وہ ان سے جتنا چاہیں جماع کریں اور ان کیلئے درخت ہیں جتنا چاہیں ان میں بیج ڈالیں۔ (رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ)
- 4- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یا جوج و ماجوج اولاد آدم علیہ السلام سے ہیں ان کے علاوہ تین گروہ ہیں ان میں جو بھی مرتا ہے ایک ہزار یا اس سے زائد اولاد چھوڑ کر مرتا ہے۔ (رواہ الحاکم و ابن مردویہ)
- 5- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے انہوں نے اس پر اضافہ کیا اور ان تین گروہ کے نام بتائے ہیں۔ (i) تاویل (ii) تارلیس (iii) منسک۔
(رواہ الطبرانی و ابن مردویہ و البیہقی و عبد بن حمید)
- فائدہ: عبد بن حمید نے یہی روایت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی اور یہ روایت صحیح سے مروی ہے۔
- 6- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جن و انس کے کل دس اجزاء ہیں ان میں نو حصے یا جوج و ماجوج ہیں باقی ایک حصہ جملہ انسان۔ (رواہ ابن ابی حاتم)
- 7- یا جوج و ماجوج سید سکندری کو روزانہ کھودتے ہیں۔ (رواہ الترمذی و حسنہ ابن حبان و الحاکم اور ان دونوں نے اسے صحیح کہا ہے)

8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یا جوج و ماجوج روزانہ سد سکندری کو کھودتے ہیں یہاں تک کہ قریب ہے کہ وہ اسے توڑ ڈالیں ان کا سر براہ کہتا ہے چلو اسے کل ہی توڑ ڈالیں گے اللہ تعالیٰ دوسرے روز اسے پہلے سے بھی زیادہ سخت بنا دیتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ انہیں لوگوں پر بھیجے تو آخر میں ان کا سردار کہے گا چلو کل انشاء اللہ پڑھا ہوگا پھر جب اسی کل آئیں گے تو دیوار اتنا باقی ہوگی جہاں اسے چھوڑ کر گئے تھے اسے توڑ کر لوگوں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ (الحدیث)

فائدہ: حضرت حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ رواہ الترمذی وابن ماجہ، الحاکم و عبد بن حمید وابن حبان از قتادہ اور ان کے بعض رجال رجال الصحیح ہیں۔

تین نشانیاں:

حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ نے فرمایا کہ اس حدیث میں تین نشانیاں ہیں:

1- سد سکندری کو رات دن روزانہ کھودتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں روک رکھا ہے کہ وہ اسے توڑ سکیں۔

2- انہیں روک رکھا ہے کہ وہ دیوار پر سیڑھی لگا کر اوپر چڑھیں یا کسی اور طریقہ سے اوپر چڑھیں اس کا نہ انہیں الہام فرماتا ہے یا کوئی انہیں اس کا علم ہو سکے گا۔ یعنی بروایت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ ان کے بڑے بڑے درخت اور کھیتیاں اور دیگر آلات ہیں۔

3- انہیں اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ کہنے سے روک رکھا ہے یہاں تک کہ وقت مقررہ آئے۔

فائدہ: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان میں بڑے کارگر اور صاحب تصرفات ہیں

اور بہت بڑی رعایا ہے جو کام میں اپنے سردار کے مطیع ہیں اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرفان بھی رکھتے ہیں اور اس کی قدرت کاملہ کے قائل بھی ہیں۔

عجوبہ: اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ انشاء اللہ ان کے سردار سے بلا ارادہ نکل جائے گا اس

کا اسے معنی بھی معلوم نہ ہوگا لیکن اس کلمہ (انشاء اللہ) کی برکت سے ان کا مقصد پورا ہو

جائے گا، ان دونوں احتمالوں سے حدیثیں وارد ہیں۔

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا تو بعض کی زبان پر بے ساختہ جاری ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل اس کام سے فراغت پائیں گے۔

(رواہ عبد حمید)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کل واپس دیوار توڑنے آئیں گے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب ارادہ فرمائے گا کہ یہ (یا جوج و ماجوج، خروج کرے) ان میں سے ایک کو اسلام کی دولت سے نوازے گا وہی مؤمن کہے گا کل ان شاء اللہ تعالیٰ اس دیوار کو توڑ ڈالیں گے چنانچہ جب کل کے دن آئیں گے تو دیوار توڑ ڈالیں گے۔ (رواہ ابن مردویہ)

لیکن اس کی سند میں ضعف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کا کلام یہاں ختم ہوا۔

خلاصہ یہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے سب سے بڑے قوی کو القاء ہوگا اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان میں سے ایک کو دولت اسلام نصیب ہوگی جیسا کہ ہر دونوں احتمال کی روایات مذکور ہوئیں۔

شب معراج یا جوج و ماجوج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسراء اللہ تعالیٰ نے مجھے یا جوج و ماجوج کو دعوت اسلام دینے کیلئے بھیجا، میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے میری دعوت سے انکار کیا اور وہ دوزخ میں جا پئیں گے ان بنو آدم کے ساتھ جو میرے نافرمان ہیں اور اولاد ابلیس کے ساتھ۔

(رواہ نعیم بن حماد)

سوال: اوپر کی حدیث میں ایک کا اسلام لانا تو ثابت ہے؟

جواب: یہ معراج شریف کے واقعہ کے بعد ہے دوسرا یہ کہ وہ ایک ہے اور وہ کالمعدوم۔ (للاکثر حکم الكل قاعدہ مشہور ہے)۔ (اویسی غفرلہ)

خروج یا جوج و ماجوج کا وقت:

خروج یا جوج و ماجوج کے بارے میں احادیث وارد ہیں۔

1- حضرت نواس بن سمران رضی اللہ عنہ نے دجال کے ذکر اور اس کی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد ذکر فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئے گی جنہیں دجال سے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہوگا ان کے چہروں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ پھیر کر ان کے جنت میں درجات بیان فرمائیں گے وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ ان کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں میرے ان بندوں (جو آپ کے پاس حاضر ہوں گے) کو پہاڑ پر لیجائیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو خروج کا حکم فرمائے گا وہ لوگوں پر خروج کریں گے آتے ہی تمام پانی پی جائیں گے اور لوگ (مؤمن) ان سے بچ کر قلعوں میں محفوظ ہو جائیں گے اور اپنے مویشی (جانور) بھی ساتھ لیجائیں گے یاجوج و ماجوج تمام روئے زمین کا پانی چٹ کر جائیں گے یہاں تک کہ ان کا کوئی کسی نہر سے گذرے گا تو وہ اکیلا ہی تمام نہر کا پانی پی جائے گا یہاں تک کہ وہ نہر خشک ہو کر رہ جائے گی لوگ ان کے بعد وہاں سے گذریں گے تو کہیں گے یہاں تو پانی کی نہر تھی مؤمن لوگ سب کے سب قلعوں میں محفوظ ہوں گے یا شہروں میں ہوں گے۔

یاجوج و ماجوج بحیرہ طبریہ سے گزریں گے تو اس کا تمام پانی نکل جائیں گے یہاں تک کہ ان کے بعد بعض لوگ گزریں گے تو کہیں گے یہاں تو بڑی نہر (طبریہ) تھی لیکن اس وقت اس میں معمولی سا پانی ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء قلعوں میں محصور ہوں گے خوراک وغیرہ سب ختم ہو جائے گی اس وقت نیل اور گدھے کا ایک سر سودینا رت زیادہ بہتر ہوگا۔ (رواہ مسلم)

مسلم شریف وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ یاجوج و ماجوج کہیں گے ہم نے تمام اہل زمین کو مار ڈالا اب چلو آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس کرے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ یاجوج و ماجوج کا کوئی ایک اپنا حربہ لہرا کر آسمان کی طرف

پھینکے گا تو اس کی طرف خون آلود ہو کر واپس آئے گا یہ بھی ایک بڑی آزمائش اور فتنہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور آپ کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کریں گے اللہ تعالیٰ کیڑے بھیجے گا جو یا جوج و ماجوج کی لردنوں میں لٹک جائیں گے)

یاجوج و ماجوج کی ہلاکت:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یا جوج و ماجوج کیلئے کیڑوں جیسی شے بھیجے گا اور وہ کیڑوں کی طرح ہوگی جیسے اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں ہوتی ہے۔ (نغف بفتح النون و الغین المعجمہ وہ کیڑا جو اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں ہوتا ہے)

یاجوج و ماجوج صبح کے وقت مرے پڑے ہوں گے گویا وہ ایک ہی آن میں تمام ہلاک ہوں گے ان کی کسی قسم کی آواز سنائی نہ دے گی۔ مسلمان کہیں گے کوئی ہے جو جان کی بازی لگا کر ان دشمنوں (یا جوج و ماجوج) کی خبر لے آئے۔ ایک مرد مولیٰ اپنی جان اللہ کے نام پر قربان کر کے نیچے اترے گا اسے یقین ہوگا کہ میں بچ کر واپس نہیں لوٹ سکوں گا جب وہ اترے گا تو دیکھے گا کہ وہ (یا جوج و ماجوج) ایک دوسرے پر مرے پڑے ہیں وہاں سے پکارے گا مسلمانو! مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری دشمن سے کفایت کی ہے۔ تمام لوگ اپنے شہروں اور قلعوں سے نکل کھڑے ہوں گے اور اپنے مویشی (جانور) بھی ساتھ لائیں گے لیکن ان جانوروں کیلئے ٹھاس وغیرہ نہ ہوگا بس اب ان کا اپنا گوشت ہی ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خود بخود ہی موٹے ہو جائیں گے ایسے کہ جیسے بہترین جانور موٹے ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رفقاء سمیت زمین کی طرف تشریف لائیں گے زمین کے پیپہ پیپہ پر یا جوج و ماجوج کی بدبو پھیلی ہوگی لوگوں کو وہ بدبو کھار ہی ہوگی وہ اس وقت کہیں گے اس جینے سے موت بھلی۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے اللہ تعالیٰ آٹھ دنوں تک غبار آلود ہوا بھیجے گا لوگوں پر غبار اور دھواں ہی ہوگا اس سے وہ زکام (نزلہ وغیرہ) میں مبتلا ہو جائیں گے اس کے بعد تین دنوں کے بعد نجات پائیں گے۔ وہ ہوا یا جوج و ماجوج کے مردار کو دریا میں پھینک دے گی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جیسے اونٹ کی گردن ہوتی ہے وہ یا جوج و ما جوج کے مردار اٹھا کر لے جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہیں آگ میں پھینکیں گے۔ اس میں منافات نہیں اس لئے کہ انہیں دریا میں پھینکیں گے تو وہ دریا آگ کا بن جائے گا۔ قیامت میں بھی ایسا ہوگا کہ کفار کیلئے آگ کے دریا ہوں گے۔

رحمت کی بارش:

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا کوئی گھر مٹی کا یا بالوں کا ایسا نہ ہوگا جہاں وہ بارش نہ پہنچی ہوگی تمام روئے زمین بارش دھو ڈالے گی اب زمین آئینے کی طرح ہوگی یہاں تک کہ اس میں آدمی اپنا چہرہ دیکھے گا جیسے آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔ پھر زمین کو حکم ہوگا اپنی کھیتی اگا اور پھل وغیرہ نکال اور اپنی برکت واپس لوٹا۔ اس وقت اتنی برکت ہو جائے گی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکوں سے دھوپ سے بچنے کیلئے چھتری کا کام لیں گے۔ لوگ جوج و ما جوج کے تیروں ڈھالوں وغیرہ کو سات سال تک ایندھن کی طرح جلائیں گے۔

جوج و ما جوج کی لغوی تحقیق:

یا جوج و ما جوج کے اشتقاق میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اجج النار سے ہے بمعنی آگ کا شعلہ بعض نے کہا الأجة (بالتشدید) سے ہے بمعنی اختلاط یا سخت گرمی بعض نے کہا الاج سے ہے بمعنی تیز دوڑنا۔

بعض نے کہا الأجا جة سے ہے بمعنی سخت کڑوا پانی۔ بہر حال جو بھی ہے یا جوج و ما جوج وزن یفعول مفعول ہیں، یہی عاصم کی قرأت ہے، یہی واحد امام ہیں جو انہیں ہمزہ پڑھتے ہیں باقی ائمہ تجوید الف مہملہ از ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں، بعض نے کہا کہ یہ دونوں بروزن فاعول یسبج و مہج۔ بعض نے کہا کہ یہ یا جوج و ما جوج سے ہے بمعنی اضطرب اس کا وزن مفعول ہے یہ ابو حاتم نے کہا ہے اور فرمایا کہ یہ دراصل مؤجوج تھا (ہمزہ الف سے تبدیل ہوا)

جملہ اشتقاقیات ان کے حال کے مطابق ہیں بعض نے کہا کہ ان کا اشتقاق ماج سے موزوں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے فرمایا:

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجٌ فِي بَعْضٍ - (الکہف آیت ۹۹)

”اور اس دن ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا (سیلاب کی طرح) آوے گا۔“

فائدہ: یہ ان کا وہ حال ہے جو سد سکندری کو توڑ کر باہر آئیں گے۔

بقایا نشانیاں دور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام میں:

ہم یہاں پر قیامت کی وہ نشانیاں بیان کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں واقع ہوگی۔

یہودیوں کا قتل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے یہودیوں کو مسلمان قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی حجر و شجر کی اوٹ میں چھپ جائیں گے حجر و شجر بولیں گے اے بندہ خدا! ادھر آ۔ یہودی میری اوٹ میں چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دے سوائے شجر الغرقد کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (رواہ مسلم)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ”ولكن الوهابية قوم لا يعقلون“۔

نشانیاں

(1) یاجوج و ماجوج سے جنگ:

خالد بن حرمہ کی خالہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تم ہمیشہ دشمنوں سے لڑتے رہو گے یہاں تک کہ تم یاجوج و ماجوج کے ساتھ جنگ کرو گے، وہ چوڑے چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے، موٹے بالوں والے، وہ برڈھلان سے نیچے اتریں گے۔ (رواہ احمد و الطبرانی)

(2) ہمہ گیر بارش:

کہ زمین کا کوئی گھر مٹی کا ہو یا بالوں کا ہر ایک میں برابر بارش ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر بارش ہوگی مٹی اور بالوں کے گھروں پر برسے گی۔ (رواہ احمد)

(3) جہاد منقطع ہو جائے گا:

یہاں تک کہ لوگ کھیتی باڑی کے کاموں میں واپس لوٹ آئیں گے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم کسان ہو کرواپس لوٹو گے۔ (رواہ الطبرانی)

(4) ارض مقدسہ میں خلافت کا نزول:

ابن حوالہ سے مروی ہے کہ جب تم دیکھو کہ خلافت کا ارض مقدسہ میں نزول ہوا ہے تو زلزلے اور جھٹکے اور بڑے بڑے امور قریب ہوں گے اس وقت قیامت اتنی قریب ہوگی جیسے تمہارے دونوں ہاتھ سر کے قریب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سر اقدس پر رکھا۔ (رواہ احمد و ابوداؤد و الحاکم)

فائدہ: اگر اس سے مطلق خلافت مراد ہے تو وہ بنو امیہ کے زمانہ میں گزر چکی ہے اور اس کے بعض امور ہم بیان کر چکے ہیں اگر اس سے خلافت کاملہ مراد ہے تو وہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔

اور الامور العظام، بڑے امور جنہیں احادیث میں کہا گیا ہے وہ یہ ہیں (i) دابہ (ii) سورج کا مغرب سے طلوع (iii) آگ (iv) ہوا وغیرہ وغیرہ، اس پر حدیث کا حصہ دلالت کرتا ہے فرمایا آج قیامت بہت زیادہ قریب ہے۔

(5) کثرت مال:

کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہوگی اور دنیا کی ایسی ریل پیل ہوگی کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ کا مال لے کر نکلے گا تو اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ (رواہ احمد)

الشیخان) ایک روایت میں ہے کہ تمہارے میں مال کی کثرت ہوگی۔

فائدہ: یہ ہم نے نشانیوں کی قسم اول میں بھی ذکر کیا ہے اور اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ روایت شنیہ کا اشارہ حضرت عثمان اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ہو اس کا قرینہ حدیث کے لفظ فیکم میں ہے یعنی صحابہ کرام میں مال کی کثرت ہوگی اور روایت اولیٰ کے مطابق ایسا حال بعد کو واقع ہوگا وہ ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ۔ اسی لئے ہم نے یہ حدیث دونوں قسموں میں ذکر کر دی ہے۔ (یعنی جو حالات گزر چکے ان میں بھی اور جو حالات آنے والے ہیں ان میں بھی)

(6) بیل کا سر سونے کے وزن پر میسر ہوگا:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیل کا سر سونے کے برابر ہوگا۔ اور یہ یا جوج و ماجوج کے اس احصار میں ہو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء محصور رہے (ابن ابی شیبہ) جیسا کہ گزرا۔

(7) بچیرہ طبریہ کے پانی کا خشک ہو جانا:

جیسا کہ گزرا ہے کہ اس کا پانی یا جوج و ماجوج ہڑپ کر جائیں گے۔

(8) گھوڑے سستے اور بیل مہنگے:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ گھوڑے چند ٹکوں میں اور بیل ایسے ایسے سودینار میں بکھیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کیوں سستے ہوں گے؟ فرمایا جہاد ختم ہو جائے گا۔ عرض کی گئی تو بیل کیوں مہنگے ہوں گے؟ فرمایا کہ اس وقت تمام روئے زمین پر کھیتی باڑی ہوگی۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ)

(9) برکات کا نزول:

ہوگا اور زہر والے کا زہر چھین لیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

مدینہ پاک کی ویرانی:

قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ قیامت سے چالیس سال پہلے مدینہ پاک

دیران ہو جائے گا۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ شریف) کی ویرانی اور مدینہ پاک کی ویرانی جنگوں کے چھڑ جانے اور جنگوں کے چھڑ جانے سے قسطنطنیہ فتح ہوگا اور فتح قسطنطنیہ پر دجال کا خروج ہوگا۔ (رواہ ابوداؤد)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب بیانی پر غور فرمائیے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بتا رہے ہیں جیسے کوئی دیکھ کر بتاتا ہے یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ (اویسی غفرلہ) لیکن

بے خبر آپ کو بے خبر مانتے ہیں

(معاذ اللہ)

2- مدینہ پاک کی آبادی جبل سلع تک پہنچے گی پھر مدینہ پاک پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسافر یہاں سے گزرے گا تو کہے گا کبھی یہ شہر (مدینہ) بڑا آباد تھا (جیسے اب ہے) یہ اس وقت کہے گا جب مدینہ پاک کو ویران ہوئے عرصہ گزرے گا اور اس کی آبادی کے نشانات تک ختم ہو جائیں گے۔ (رواہ الطبرانی ورواہ احمد باسناد حسن)

3- ایضاً امام احمد نے رجال ثقاہت سے روایت کیا کہ مدینہ پاک کو اہل مدینہ چھوڑ جائیں گے حالانکہ یہ بڑا بارونق ہے، عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر رونق شہر کی تروتازہ چیزوں کو کون کھائے گا؟ فرمایا درندے اور چوپائے۔

4- صحیحین میں ہے مدینہ پاک کو چھوڑ دیا جائے گا جب کہ وہ خیر و بھلائی پر ہوگا، اس کے پھلوں کے گھچے لٹکے ہوئے ہوں گے جنہیں پرندے درندے ہی ڈھانپ لیں گے۔ آخر میں جس کا اس شہر میں حشر ہوگا وہ مزینہ قبیلہ کے دو چرواہے ہوں گے۔ (الحدیث)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

کتنی روشن خبریں ہیں لیکن۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

5- ابن زبالہ نے روایت کی اور ابن النجار نے اس کی متابعت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری اس مسجد پر کتے، بھیڑیے اور بندر قبضہ کر لیں گے۔ کوئی ایک مسجد سے گزرے گا اور ارادہ کرے گا کہ اس میں نماز پڑھے تو نہ پڑھ سکے گا۔ (کیونکہ اس پر موزیوں کا قبضہ ہوگا)

6- ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے مدینہ پاک کو چالیس سال تک درندوں پرندوں کیلئے بیکار چھوڑے رکھیں گے۔

(رواہ ابن زبالہ بخوہ)

7- دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدینہ پاک قیامت سے پہلے چالیس سال ویران رہے گا۔

8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لومڑی منبر رسول اللہ ﷺ پر قبضہ کر کے بیٹھے گی اسے ہٹانے والا کوئی نہ ہوگا۔

9- ابن شیبہ نے روایت کی کہ اہل مدینہ، مدینہ شریف سے نکل جائیں گے پھر واپس آئیں گے پھر دوبارہ نکلیں گے تو حبشہ تک واپس نہیں آئیں گے اور اسے اس وقت چھوڑ جائیں گے جب کہ وہ پر رونق ہوگا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔

فائدہ: قسم اول میں مدینہ پاک کے ایسے حال کی تفصیل گزری ہے (جب کہ یزید خبیث نے اہل مدینہ کو ستایا تھا) یہ دوسری ویرانی قرب قیامت میں ہوگی۔

مدینہ پاک کی ویرانی کا سبب:

واللہ اعلم ویرانی کا سبب کیا ہوگا؟ لیکن ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل مدینہ جہاد کیلئے جائیں گے پھر مدینہ پاک منافقین کو بذریعہ زلزلہ اپنے سے باہر پھینکے گا اور وہ دجال سے جا کر ملیں گے پھر اس میں صرف خالص اہل ایمان باقی رہ جائیں گے لیکن پھر یہ بھی بیت المقدس کو ہجرت کر جائیں گے۔

حدیث شریف میں ہے ہجرت من المکة الی المدینہ ایک بار ہوئی تو پھر دوبارہ مدینہ سے ہجرت ہوگی اس وقت بہترین مہاجرین وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑیں گے۔ پھر بھی جو ان میں باقی بچ جائیں گے تو ٹھنڈی ٹھنڈی اور بھینی بھینی ہوا ان کی ارواح قبض کر لے گی اس ہوا کا ذکر آئے گا اس کے بعد ویرانی چھا جائے گی۔ ویرانی کا ایک سبب یہ بھی ہے اس سے قبل کہ کوئی اور سبب اس کی ویرانی کا موجب بنے۔

ایمان کی پناہ گاہ:

1- المر جانی نے "اخبار المدینہ" میں روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ امر یعنی دین مدینہ پاک کی طرف لوٹ آئے گا جیسے اس کی ابتداء یہاں سے ہوئی ہو یہاں تک کہ ایمان صرف مدینہ میں ہوگا۔

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلامی بستیوں میں ویرانی کے لحاظ سے آخری بستی مدینہ پاک ہے۔ (رواہ التسانی)

اور ابن حبان نے روایت کیا کہ اسلام کی بستیوں میں ویران ہونے کے لحاظ سے مدینہ پاک ہے۔

3- صحیح حدیث میں ہے کہ دین مدینہ پاک میں ایسے واپس آئے گا جیسے سانپ اپنے بل میں آتا ہے۔

ازالہ وہم:

یہ روایات ظاہراً سابقہ روایات کے خلاف معلوم ہوتی ہیں ان دونوں کے درمیان تطبیق کا طریقہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور پر تمام دنیا فتنوں کی لپیٹ میں آجائے گی اور اہل مدینہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پاک میں ہوں گے اس وقت دین سمٹ کر مدینہ پاک میں آجائے گا۔ چونکہ تمام مؤمنین کا ملین خلیفہ حق کی پیروی کریں گے تو جس وقت امام حق موجود بھی ہو اور کوئی انہیں نہ پہچانے یا بیعت نہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ دین مدینہ پاک کی طرف سمٹ کر آجائے گا والی روایت کا یہی محمل ہے۔ پھر مدینہ اپنے سے خبث کو دور فرمائے گا وہ دجال کے زمانہ میں ہوگا۔ کیونکہ اس وقت

منافقین مدینہ پاک سے نکل جائیں گے صرف خالص اہل ایمان ہی بچ جائیں گے یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت کہ ایمان خالص کہ جس میں معمولی طور منافقت کا شائبہ نہ ہو وہ صرف اور صرف مدینہ پاک میں ہوگا کا محل ہے اس کے بعد ٹھنڈی ٹھنڈی بھیننی بھیننی ہوا آئے گی وہ مومن مرد اور مومن عورت کی روح قبض کر لے گی وہ ہوا شام (ملک) سے آئے گی یا یمن سے یا دونوں ملکوں سے یہی طریقہ تطبیق کا ہے۔

فائدہ: جو ہوا شام (ملک) سے آئے گی وہ اہل شام سے ابتداء کرے گی یعنی پہلے شام کے اہل ایمان کی روح قبض کرے گی۔ اور جو یمن سے آئے گی وہ پہلے یمن کے اہل ایمان کی روح قبض کرے گی یہ مدینہ پاک میں تب پہنچے گی جب دونوں اقلیموں کے اہل ایمان کی روح قبض کر چکی ہوگی سب سے آخر میں ہوا اہل مدینہ کے اہل ایمان کی روح قبض کرے گی۔ یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا محمل ہے وہ حدیث نسائی، ترمذی اور ابن حبان میں سے پہلے گزر چکی ہے۔

پھر اس وقت مدینہ پاک میں صرف اہل ایمان ہی ہوں گے کیونکہ دجال کے دور میں تو مدینہ پاک منافقین کو باہر نکال پھینکے گا۔ ان اہل ایمان کی موت کے بعد مدینہ پاک ویران ہو جائے گا باقی دنیا شرارتی لوگوں سے آباد ہوگی اور انہی پر ہی قیامت قائم ہوگی جس کا ذکر آئے گا۔ (انشاء اللہ)

نوٹ: مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کتاب لکھتے وقت یہی تطبیق میرے ذہن میں آئی ہے اور امید ہے کہ یہ تطبیق بعید از صواب نہیں اور میں نے اس پر (یعنی تطبیق دینے پر) کسی کا کلام نہیں دیکھا یہ اگر مبنی بر خطاء ہے تو اسے میری طرف منسوب کرنا کسی دوسرے پر الزام نہ لگانا ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھی راہ کا سوال کرتے ہیں۔

نوٹ از مصنف رحمہ اللہ:

میں نے یہ بحث یہاں لکھ دی حالانکہ اس کا ذکر طلوع الشمس از مغرب اور دابہ کے بعد ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ مدینہ پاک کی ویرانی اس سے لوگوں کے خروج کے بعد ہوگی جیسا کہ احادیث اہل سنت کرتی ہیں اور اہل مدینہ کا خروج از مدینہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔

اسی لئے ہم نے اسے یہاں ذکر کر دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

خروج قحطانی والجہجاء والہیثم والمقعد وغیرہم:

یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد خروج کریں گے۔

احادیث مبارکہ:

- 1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے چالیس سال دنیا میں گذاریں گے کتاب اللہ اور میری سنت پر عمل کریں گے ان کا وصال ہوگا تو لوگ ایک شخص کو خلیفہ مقرر کریں گے وہ بنی تمیمہ سے ہوگا اسے المقعد کہا جائے گا۔ جب المقعد فوت ہو جائے گا تو لوگوں پر ابھی تین سال نہ گزریں گے تو قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا یعنی یہاں تک کہ سینوں سے بھی محو ہو جائے گا اس وجہ سے ان میں نقص واقع ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد مدت دراز تک دین کے موافق زندگی بسر کریں گے۔ (ابوالشیخ)
- 2- علیاء السلمی سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کا بادشاہ غلاموں سے مقرر ہوگا، اسے جہجاء کہا جائے گا۔ (رواہ الطبرانی)
- 3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رات دن نہ گزریں گے یہاں تک کہ لوگوں پر جہجاء نامی بادشاہ مقرر ہوگا۔ (رواہ مسلم)
- 4- قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک مرد قحطان سے خروج کرے گا وہ لوگوں کو ڈنڈے سے چلائے گا۔
- 5- حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے ان کے بعد امراء ہوں گے امراء کے بعد جابر بادشاہ ہوں گے پھر میرے اہل بیت سے ایک مرد ظہور فرمائے گا۔ جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی پھر قحطانی حاکم بنے گا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا! وہ اس سے مرتبہ میں کم ہوگا۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر، ابن مندہ، ابو نعیم، ابن عساکر)
- 6- سلیمان بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ چودہ سال

بیت المقدس میں شاہی کریں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اس کے بعد ایک مرد قوم تبع سے آئے گا اسے منصور کہا جائے گا وہی قحطانی ہے۔ وہ بیت المقدس میں اکیس سال شاہی کرے گا پھر وہ قتل کیا جائے گا اس کے بعد ہیشم المہدی تین سال چار ماہ دس دن شاہی کرے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

7- حضرت کعب بن زہریؓ سے مروی ہے فرمایا کہ امام مہدیؑ فوت ہوں گے پھر ان کے بعد ایک مردان کے اہل بیت سے شاہی کرے گا اس میں خیر بھی اور شر بھی ہے وہ لوگوں کو ناراض کرے گا کیونکہ وہ جماعت میں تفرقہ کی دعوت دے گا اس کی بقا بہت کم ہوگی اس کے اپنے اہل بیت سے اس پر حملہ کریں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔

(رواہ نعیم بن حماد)

8- حضرت زہریؓ نے فرمایا کہ امام مہدیؑ فوت ہوں گے تو ان کے بعد لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے لوگوں کی طرف ایک مرد بنو مخزوم سے آکر ان سے اپنی بیعت لے گا وہ ایک عرصہ تک ٹھہرے گا پھر آسمان سے منادی ندا کرے گا یہ نہ اچھا ہے نہ برا لیکن تم فلاں کی بیعت کرو لیکن ہجرت کے بعد اپنے ٹخنوں کی طرف نہ لوٹو یعنی بیعت نہ توڑنا وہ شش و پنج میں پڑ جائیں گے کیونکہ وہ اس مرد کو نہیں پہچان سکیں گے پھر اس طرح تین بار منادی ندا کرے گا اس کے بعد وہ المنصور کی بیعت کریں گے وہ مخزومی سے لڑنے جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا کہ مخزومی کو وہ قتل کر دے گا۔ (نعیم بن حماد)

9- حضرت کعب بن زہریؓ سے مروی ہے کہ بنو مخزوم میں سے ایک مرد لوگوں کا بادشاہ بن جائے گا پھر ایک مرد غلاموں سے بادشاہ بنے گا پھر عرب سے ایک مرد آئے گا اس کا جسم لمبا چوڑا ہوگا اس کے دوکاندھوں کا درمیانی حصہ بہت چوڑا ہوگا۔ جو بھی اسے ملے گا وہ اسے قتل کرے گا یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں پہنچ جائے گا پھر وہ اپنی موت خود مر جائے گا پھر دنیا پہلے سے بھی زیادہ شریر بن جائے گی اس کے بعد قبیلہ مضر کا ایک مرد بادشاہ ہوگا ظالم جابر نیک لوگوں کو قتل کرے گا پھر مضر کے بعد یمانی

قحطانی بادشاہ بنے گا وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلے گا اسی کے ہاتھوں مدینۃ الروم فتح ہوگا۔ (نعیم بن حماد)

10- حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قحطانی امام مہدی رضی اللہ عنہ سے مرتبہ میں کچھ کم ہوگا۔ (نعیم بن حماد)

11- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جابروں کے بعد ایک جابر آئے گا پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ آئیں گے پھر منصور آئے گا پھر سلامتی والا آئے گا پھر امیر العصب آئے گا۔ (نعیم بن حماد)

12- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین بادشاہ متواتر آئیں گے تمام روئے زمین ان کے ہاتھوں فتح ہوگی (۱) صالح جابر (۲) المفرج (۳) ذوالنصب۔ یہ چالیس سال ٹھہریں گے بادشاہی کریں گے پھر ان کے بعد کوئی خیر و بہلائی نہ ہوگی۔ (نعیم بن حماد)

13- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک خلیفہ یمن سے قحطانی آئے گا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا بھائی ہوگا یعنی ان کی طرح دین میں اچھا ہوگا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ جیسے عمل سے گا وہی مدینۃ الروم کو فتح کر کے غنیمت کے اموال حاصل کرے گا۔ (نعیم بن حماد)

14- حضرت ارطاة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ چالیس سال زمین پر گزاریں گے پھر اپنے بستر پر وفات پائیں گے، پھر ایک مرد قحطان سے نکلے گا جس کے دونوں کانوں میں سوراخ ہوں گے وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر چلے گا وہ بیس سال بادشاہی کرے گا لیکن ہتھیاروں سے مقتول ہو کر فوت ہوگا پھر اہل بیت نبوی سے ایک مرد نکلے گا وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طرح اچھی سیرت والے ہوں گے مدینہ قیصر میں جنگ کریں گے وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری امیر ہوں گے پھر ان کے زمانہ میں دجال کے فتنے کا ظہور ہوگا۔ (نعیم بن حماد)

ازالہ وہم:

یہ احادیث اکثر ایک دوسری کے متعارض ہیں فقیہ ابن حجر اپنی کتاب "القول المختصر"

میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ تو مسلم ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں دجال کا خروج اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ جہاں بھی احادیث میں مطلق لفظ مہدی آئے اس سے یہی امام مہدی رضی اللہ عنہ مراد ہوں گے ان سے پہلے جو بھی مہدویت کا دعویٰ کرے گا یا اس پر مہدی کا اطلاق آیا ہے۔ ان روایات کی کوئی اصل نہیں ان کے بعد جو حاکم بھی آئے گا ان میں بعض صالح ضرور ہوں گے لیکن ان جیسے کہاں آخری مہدی درحقیقت وہی ہیں جن کا اوپر بار بار ذکر آیا ہے۔

مصنف جبرئیل کی تحقیق:

احادیث مختلفہ کے درمیان تطبیق ممکن ہے وہ مہدی کبیر رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو روم کو فتح کریں گے انہی کے زمانہ میں دجال خروج کرے گا انہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے خلافت ان کے لئے ہوگی اور ان کے بعد قریش کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل طور قریش سے خلافت نہیں چھینیں گے۔ اور قریش ان کو حکومت و خلافت کا مشورہ دیں گے وہی ان میں حاکم ہوں گے وہ انہیں دین سکھائیں گے اس کا اشارہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ پھر مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک مرد ان کے اہل بیت سے ان کی سیرت پر بادشاہی کرے گا اور وہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہوگا۔ اور اس کا مدینۃ الروم کا فتح کرنا (جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا) بایں معنی ہے کہ جس سر یہ کو مدینۃ الروم کی فتح کیلئے بھیجا جائے گا اس کا امیر یہی ہوگا۔ وہ روم کو فتح کرے گا تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کی تابعت میں اور وہ (یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ) متبوع ہوں گے اور نہ اس (یعنی قحطانی کی) خلافت ہوگی اور نہ اس کی متبوعیت، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصال ہوگا ان کے وصال کے بعد المقعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں خلیفہ ہوگا وہ بھی قریش سے ہوگا اس کے انتقال کے بعد حکومت کی باگ ڈور سنبھالے گا تو قریشی لیکن اس کی سیرت اچھی نہیں ہوگی اس پر مخزومی خروج کرے گا شاید یہی ججاہ ہوگا وہ تفرقہ بازی کی دعوت دے گا اس پر قحطانی مسلط ہوگا یہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر ہوں گے۔ یہی المنصور کے لقب سے مشہور ہیں اشیج اور یمن کے ایک مرد سے یہی مراد ہے۔ وہ اکیس سال بادشاہی کرے گا جس روایت میں بیس سال ہے اس میں کسر کا اعتبار نہیں کیا

گیا۔ پھر دنیا میں کمی واقع ہوگی اور غلام لوگ بادشاہی کرتے رہیں گے اور شر کا غلبہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

کعبہ معظمہ کا گرایا جانا:

قرب قیامت میں بڑی نشانیوں میں سے کعبہ کو گرایا جانا اور اس کے زیورات قبضہ میں لے لینا اور اس کے خزانے نکالنا ہے۔

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا ویران کرے گا۔ (رواہ الشیخان)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے اس میں اضافہ ہے اس کے زیورات قبضہ میں لے لے گا اور اسے غلاموں سے خالی کر دے گا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ حبشی گنجه اور چھوٹی ناک والا ہے وہ کعبہ پر ہتھوڑے وغیرہ برسا رہا ہے۔ (احمد)

3- بحر حبشی سوڈان سے کعبہ معظمہ کی جنگ کے لئے پوری رات چلے گا پھر وہ حبشی سیل انمل بہا کر یجائیں گے یہاں تک کہ وہ کعبہ شریف پہنچ کر اسے ویران کرے گا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں کعبہ کے گرانے والے کو کتاب اللہ میں دیکھ رہا ہوں وہ اُنج (i) بڑا متکبر (ii) ٹانگوں کو پھیلا نا معنی ہوگا ٹانگوں کو بہت پھیلانے والا اصلح (گنجه) افیدع (لنجه) ہے وہ اپنے ہتھوڑوں سے کھڑے ہو کر کعبہ معظمہ کو گرا رہا ہے۔ (رواہ لازرقی)

4- حارث بن سوید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اس سے پہلے کعبہ کا حج کر لو جب کہ تم حج نہ کرو گے تو گویا میں اصلح افدع حبشی کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ہتھوڑا ہے وہ کعبہ معظمہ کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے۔ میں نے عرض کی کیا آپ اپنی رائے سے کر رہے ہیں یا اس کے بارے میں کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو زمین سے چیر کر اگایا اور انسانی ڈھانچہ بنایا میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (رواہ الحاکم)

5- صحیحین میں ہے کہ کعبہ گرانے والا حبشی گویا میرے سامنے ہے وہ کالا سیاہ افحج ہے

کعبہ شریف کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے۔ (ڈھارہا ہے)۔
 6- فاکہی نے اسی طرح روایت کیا ہے اس کے الفاظ ہیں وہ سیاہ حبشی اصعل ہے اس روایت میں اصلع کے بجائے اصعل ہے اور فرمایا کہ وہ کعبہ پر چڑھ کر کھڑا ہے اسے اپنے ہتھوڑے سے گرا رہا ہے۔ رواہ یحییٰ الحمائی فی مسندہ، دوسری وجہ سے مرفوعاً حضرت علی ورواہ الازراقی۔

حل لغات:

السویقتان ساقین کی تصغیر ہے یعنی دونوں چھوٹی پنڈلیوں والا جیسا کہ حبشیوں کی ہوتی ہے۔
 الاصلع جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال نہ ہوں (یعنی گنچہ) اصلع اس کی تصغیر ہو یعنی گنچو۔
 الافیدع کی تصغیر الافدع ہے وہ جس کے ہاتھ میں ٹیڑھا پین ہو الاصلع چھوٹے سر والا، الاصلع چھوٹے کانوں والا بعض نے کہا بڑے کانوں والا۔

الاسود کا معنی واضح ہے (یعنی کالا، سیاہ) الافحجہ دونوں رانیں ایک دوسری سے دور۔
فائدہ: ”فتح الباری“ میں ہے کہ یہ حدیث امام احمد نے طریق سعید بن سمعان روایت کی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی سیاق سے۔

فائدہ: ایک مرد کے لئے رکن خجرا سود اور مقام ابراہیم کے درمیان خرید و فروخت کی جائے گی اور بیت اللہ صرف اس کے اہل کیلئے حلال ہے جب وہ اسے عام حلال کریں گے تو پھر ہلاکت عرب پر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر حبشی آکر کعبہ معظمہ کو ویران کریں گے جس کے بعد تابدا آباد نہ ہوگا حبشی کعبہ شریف کے خزانے نکالیں گے۔ (رواہ الازراقی فی تاریخ مکہ والحاکم وصحیحہ)
 7- ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کعبہ کے خزانے کو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی ہی نکالے گا۔

سوال: مذکورہ بالا روایات آیت قرآنی کے خلاف ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا لَهُمْ حَرَمًا مَّأْمُونًا۔ (پارہ ۲۰، القصص آیت ۵۷)

”کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں“۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کو مکہ کی طرف نہ جانے دیا اور اصحاب الفیل کعبہ کو نہ اجاڑ سکے

حالانکہ اس وقت کعبہ شریف قبلہ بھی نہ تھا قبلہ تو اہل اسلام کی وجہ سے ہوا۔ اس کے باوجود اس پر حبشی کیسے مسلط ہو جائے گا جب کہ اس وقت مسلمانوں کا قبلہ ہے اور ہوگا؟

جواب: یہ اس پر محمول ہے کہ یہ آخری زمانہ قرب قیامت میں ہوگا یہاں تک کہ زمین پر کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا لیکن یہ جواب اس روایت کے مخالف ہے کہ کعبہ معظمہ کی ویرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔ بہتر جواب وہ ہے جو فتح الباری میں ہے کہ اس کے جواب کا اشارہ حدیث شریف میں ہے یہ بیت اللہ صرف اس کے اہل کے لئے حلال ہے اصحاب الفیل میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اسے حلال سمجھتا ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل کو اسے ویران کرنے سے روکا لیکن حبشیوں کے نزدیک اہل کعبہ حلال ہوں گے اسی لئے کہ وہ اسے ویران کر سکیں گے نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار یہی صورت اہل شام کے لئے ہوئی کہ انہوں نے یزید کے دور میں یزید کے حکم سے اہل کعبہ کو مارنا حلال سمجھا تھا پھر حجاج بن یوسف نے عبد الملک کے دور میں کیا پھر تین صدیوں کے بعد قرامطہ نے کر دکھلایا انہوں نے تو مسلمانوں کو مطاف میں شہید کیا اتنے مسلمان شہید ہوئے کہ ان کا شمار بھی نہیں پھر انہوں نے حجر اسود کو اکھاڑا اور اپنے ساتھ لے گئے اور یہ تمام بیانات قسم اول میں مذکور ہو چکے ہیں۔ جب مدعیان اسلام کے لئے حلال ہو تو ان کے غیروں کے لئے ہو تو کون سا حرج ہے؟ علاوہ ازیں آیت میں حکم استمراری نہیں وہ تو وقتی طور ہوا پھر حکم عام رہا۔

ہدم کعبہ کی تاریخ:

اس میں اختلاف ہے کہ کیا بیت اللہ کا انہدام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا یا آخری زمانہ میں قرب قیامت کے وقت جبکہ کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔

1- حضرت کعب بن لؤی سے مروی ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا یہی حلیمی نے کہا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کعبہ کو گراتے وقت زور سے چیخیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے آٹھ اور نو کے درمیان گروہ بھیجے گا۔

2- ہدم کعبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا لیکن یا جوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد لوگ حج و عمرہ کریں گے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حج اور عمرہ کریں گے یا دونوں۔ یہ اس کے منافی نہیں جو حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج نہ پڑھا جائے گا۔ ایک لفظ میں ہے کہ اس (بیت اللہ) کا طواف بکثرت کرو اس سے قبل کہ وہ اس دنیا سے اٹھ جائے وہ دو دفعہ گرایا جائے گا تیسری دفعہ زمین سے اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ”کتاب التیجان لابن ہشام“ میں دیکھا کہ عمر بن عامر تاجدار بادشاہ اور بوڑھا کاہن تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے بھائی عمرو بن عامر المعروف مزریقیا کو کہا یمن والوں پر اللہ تعالیٰ کی دور رحمتیں اور دو غصے ہیں (۱) سد مارب کا گر کر اس کے سبب سے شہروں کا ویران ہو جانا۔ (۲) حبشہ کا یمن پر غلبہ۔ اور رحمت (۱) تہامہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ان کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنہیں رحمت سے بھیجے گا اور اہل شرک پر غلبہ بخشنے گا۔ (۲) جب بیت اللہ ویران ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک مرد مبعوث فرمائے گا جن کا نام شعیب بن صالح ہوگا وہ تشریف لا کر اسے ہلاک کریں گے جس نے بیت اللہ کو ویران کیا ہوگا اور انہیں نکالیں گے یہاں تک کہ دنیا میں ایمان نہیں ہوگا سوائے ارض یمن کے۔

فائدہ: اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو مذکور شخص سوائے قحطانی کے اور کوئی نہ ہوگا ممکن ہے کہ اس سے شعیب بن صالح مراد ہو جو سیاہ جھنڈے لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے گا اسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجیں گے یہاں تک کہ ان کی چیخ سرزد ہوگی۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے اس کا لقب المنصور ہوگا اگر یہی مراد ہے تو وہ خلافت سے پہلے ہوگا اسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان پر امیر بنا کر بھیجیں گے اور یہ اہل یمن کے لئے رحمت ہوں گے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ ان میں سے ہو اور اس کا اہل یمن کے لئے رحمت ہونا کافی ہے کہ وہ ان سے حبشہ کو دفع کریں یہاں تک کہ ایمان کہیں نہ ہو سوائے یمن کے اسی لئے کعبہ شریف کو ایمانیہ کہا جاتا ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ اہل یمن سے اہل مدینہ ایمان میں موخر ہوں تا کہ دو حدیثوں میں تعارض ہو۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یمن سے حجاز مراد ہو۔ کیونکہ اس وقت خلافت ارض مقدسہ میں ہوگی نہ کہ یمن میں۔ (واللہ اعلم)

جو بھی ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ معظمہ کا ہدم مومنین کی موت سے پہلے ہوگا لیکن اس میں ایک احتمال باقی ہے وہ یہ کہ ہدم کعبہ دابۃ الارض کے خروج کے بعد ہو کیونکہ وہ لیلة المزدلفہ میں نکلے گا وہ لوگوں پر منیٰ میں گھومے گا مگر یہ کہ کہا جائے کہ کعبہ شریف کاج اس کی ویرانی یا ہدم کے بعد بھی ہوگا اور مکہ شریف ہدم کعبہ اور ویرانگی کے بعد بھی آباد رہے گا۔

فائدہ: بعض نے کہا ہے کہ کعبہ معظمہ کا ہدم قرب قیامت میں تمام نشانیوں کے بعد ہوگا یہاں تک کہ حج منقطع ہوگا اور زمین پر کوئی بھی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام اور خیر و برکت اور امن و سلامتی ہوگی اور کعبہ کاج ارکان اسلام میں سے ایک ہے تو لائق ہے کہ اہل اسلام کی بقاء پر یہ باقی رہے اور یہ بھی ہے کہ ہدم کعبہ رفع قرآن کے ساتھ ہوگا اس کا اشارہ ہم اس کے مقام پر بیان کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مسئلہ: فقہاء کرام نے فرمایا کہ جب کعبہ معظمہ گرایا جائے گا (معاذ اللہ) تو اس کا میدان بمنزلہ (کعبہ) کے ہوگا جو بھی اس کے خارج میں نماز پڑھے گا مطلقاً اس کا استقبال کعبہ صحیح ہوگا اگرچہ نماز پڑھنے والا اس میدان سے اونچا کھڑا ہو۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی جبل ابو قیس پر نماز پڑھے۔

مسئلہ: جو بھی میدان کے سامنے نماز پڑھے تو اسے ضروری ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کر کے آنکھیں اس جگہ پر رکھے اس جگہ سے دو تہائی ہاتھ یا ایک کے برابر کھڑا ہو یا اس جگہ کو جو شے لاحق ہو یا جو اس کے ساتھ لاحق ہو جیسے وہ عصا جس کے نیچے لوہے کی کیل لگی ہوتی ہے یا اگنے والا درخت اگرچہ خشک ہو یا اس سے جمع شدہ مٹی یا پتھر یا گڑھا جس میں اتنی مقدار اترے جو ذر کی گئی ورنہ اس کی نماز صحیح نہ ہوگی، اور اسی طرح طواف بھی واجب ہے کہ اس کے باہر ہو۔ وباللہ التوفیق۔

چند مزید واقعات:

ہم فائدہ کے طور پر یہاں مقام کی مناسبت سے چند واقعات عرض کرتے ہیں تاکہ قارئین کے مطالعہ میں اضافہ ہو۔

1- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب قریش سے ایک چھٹی ناک والا پیدا ہوگا وہ بادشاہی کرے گا لیکن بعد کو مغلوب ہوگا یا اس سے بادشاہی چھین لی جائے گی پھر وہ روم کی طرف بھاگ جائے گا۔ پھر وہ لوگوں کو اسکندر یہ کی طرف لائے گا تو اہل اسلام سے جنگ کرے گا، یہی جنگوں میں پہلی جنگ ہے۔

فائدہ: مصر میں ایک مرد بنو امیہ سے چھٹی ناک والا پیدا ہوگا۔ یہ بھی ایک روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ وسیم (ایک جگہ کا نام ہے) میں تمہارے ساتھ اہل اندلس جنگ کریں گے تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے شام سے مدد آئے گی تو انہیں اللہ تعالیٰ شکست سے دوچار کرے گا۔ (رواہ نعیم بن حماد)

3- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مصری کو فرمایا کہ تمہارے پاس اندلس آئیں گے تمہارے ساتھ وسیم میں جنگ کریں گے یہاں تک کہ گھوڑے خون میں نہا جائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے گا۔ پھر تمہارے پاس دوسرے سال حبشی آئیں گے۔

4- ابو قبیل سے مروی ہے کہ جن دنوں حضرت مسلمہ بن مخلد مصر کے حاکم تھے انہوں نے وردان کو فرعون کے خزانہ نکالنے کو حکم دیا، وردان کا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر گزر ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کی مجھے مسلمہ بن مخلد نے فرمایا ہے کہہ منف (جگہ کا نام) میں سے فرعون کا خزانہ نکال کر میرے پاس لاؤ۔ آپ نے فرمایا یہ تیرے بس سے باہر ہے واپس جا کر انہیں میرا سلام کہہ کر بتادے کہ فرعون کا خزانہ تجھے نہ ملے گا اور نہ تیرے ساتھیوں کو۔ وہ حبشیوں کے مقدر میں ہے وہ کشتیوں پر سوار ہو کر فسطاط کی طرف جا رہے ہوں گے جب وہ یہاں منف میں اتریں گے تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ فرعون کا خزانہ ظاہر کرے گا وہ اسے جتنا چاہیں گے لیں گے پھر کہیں گے اس سے بڑھ کر کوئی مال غنیمت حاصل نہیں ہوگی وہ وہاں سے واپس لوٹ جائیں گے مسلمان ان کا پیچھا کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں پالیں گے اللہ تعالیٰ انکے لشکر کو شکست دے گا انہیں مسلمان قتل کریں گے اور قیدی بنا لیں گے (اسے امام

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تصنیف میں ذکر کیا ہے (

5- ازہار العروش فی اخبار الحبوش میں لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرد مسلمانوں کے دشمنوں میں سے اندلس میں ہوگا اسے ذوالعرف کہا جائے گا وہ مشرکین کے تمام قبائل کو جمع کر لے گا اس کا بہت بڑا لشکر تیار ہو جائے گا اندلس میں مشہور ہوگا کہ اس کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں مسلمانوں کا ایک گروہ بھاگ کر کشتیوں میں سوار ہو کر دریا عبور کریں گے اللہ تعالیٰ ان کیلئے ایک پہاڑی بکرا ظاہر کرے گا جو انہیں دریا عبور کرایگا پہاڑی بکرا دریا میں داخل ہوگا تو پانی اس کے کھر بھی تر نہ کر سکے گا لوگ کہیں گے پہاڑی بکرے کے پیچھے لگو چنانچہ تمام لوگ پہاڑی بکرے کے پیچھے دریا عبور کریں گے پھر دریا اپنی طغیانی میں آئے گا دشمن بھی پیچھا کرنے کیلئے کشتیوں پر سوار ہو کر آئیں گے ان کے خطرے سے افریقی لوگ افریقہ سے بھاگ نکلیں گے ان کے ساتھ اندلسی مسلمان ہوں گے یہ لوگ فسطاط میں داخل ہوں گے دشمن ان کا پیچھا کرتا ہوا اہرام کی طرف ترنوط تک پہنچ جائے گا ان کے درمیان پانچ برد کا فاصلہ ہوگا یہ دونوں اس علاقہ کو ثر سے بھر دیں گے۔ پھر مسلمان کے جھنڈے جسر (پل) پر ظاہر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا، مسلمان ان بد بختوں کو شکست دیں گے دس راتیں اور دن تک انہیں قتل کرتے رہیں گے۔ اہل فسطاط ان کے خیموں اور انکی لکڑیوں کو سات سال تک جلاتے رہیں گے ذوالعرف ان کے قتل سے بچ جائے گا اس کے پاس ایک کتاب ہوگی اسمیں لکھا ہوگا اہل اسلام کے مقابلہ میں جو بھی آئے گا شکست کھائے گا اس میں اسلام کا ذکر ہوگا اور لکھا ہوگا کہ اسلام میں داخل ہونے والا امن و سلامتی پائے گا اس پر ذوالعرف مسلمانوں سے اپنے لئے پناہ مانگے گا اور اپنی قوم کے لئے جس نے اسلام قبول کر لیا پھر دوسرے سال ایک مرد حبشہ سے آئے گا اسے ایس کہا جاتا ہوگا وہ بھی بہت بڑا لشکر جمع کر لے گا اسی سے ڈر کر مسلمان بھاگ جائیں گے یہاں تک کہ کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہے گا تمام فسطاط میں داخل ہو جائیں گے ایس اپنا لشکر مسنف (جگہ کا نام) میں پہنچ

جائے گا۔ اس کے مقابلہ کے لئے مسلمان جھنڈے لے کر جسر (پل) پر آجائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو فتح سے نوازے گا، مسلمان ایس کے لشکر میں بعض کو قتل کریں گے بعض قیدی بنائیں گے یہاں تک کہ ایک عبد (مرد) ایک کمبل کے عوض بکے گا۔ (رواہ الحاکم موقوف صحیح الاسناد)

دفع اشکال:

اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ ذوالعرف کا مذکورہ واقعہ تا حال واقع نہیں ہوا، اور نہ اس کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے اگر کہا جائے کہ واقع ہوگا تو بھی ممکن نہیں کیونکہ اندلس کے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے بلکہ وہاں تو اب ایک بھی مسلمان نہیں جب ہیں نہیں تو کشتیاں لے کر کیسے بھاگیں گے یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے وہاں مسلمان ہوں لیکن جزیہ دے کر زندگی بسر کر رہے ہوں جب وقت آئے گا تو بھاگ نکلیں گے۔

اسی کے قریب یہ بیان بھی ہے کہ ہمازنے (مصنف کے) زمانہ میں یہ ہے کہ اہل اسلام کا ایک گروہ اندلس سے کشتیوں میں طنجة پہنچا اور طنجة بلا دروم میں ایک نہر ہے وہاں ایک شہر ادرنہ نامی آباد ہے اسے المنجل بھی کہتے ہیں ممکن ہے وہاں سے مسلمانوں کا ایک کمزور گروہ باقی ہو جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو تو انہیں وہاں سے جانے کا ارادہ بخشنے گا۔

فائدہ: ممکن ہے کہ اوپر کا واقعہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہو جب کہ دین کمزور ہو جائے گا اور لوگ شرک کی طرف لوٹ جائیں گے چونکہ اس وقت خلفاء بیت المقدس میں ہوں گے ان کی وجہ سے مصر اسلام سے آباد ہوگا تو ہدم کعبہ سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوگا یا بعد کو جیسا کہ اس کا اختلاف سابقہ اوراق میں گزرا ہے۔

لیکن التذکرۃ للقرطبی میں ہے کہ یہ لوگ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے رفقاء و اتباع سے ہوں گے اور وہ مقام جہاں ”پہاڑی بکرا“ چلے گا وہ بھی جسر (پل) ہوگا جسے حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ نے اسی کام کیلئے بنایا ہوگا کہ جب ایسا وقت آئے تو مسلمان اسی پل سے گزر کر کامیابی پائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

طلوع الشمس از مغرب اور ظہور دابہ:

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے طلوع الشمس از مغرب اور ظہور دابہ الارض ہے اور یہ نشانیاں ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہوں گی اگر سورج دابہ سے پہلے مغرب سے طلوع ہوا تو اس کا طلوع دن کے چاشت کے وقت ہو گا یا اس کے قریب۔ اگر دابہ کا پہلے خروج ہو تو طلوع سورج از مغرب کے ایک دن بعد ہوگا۔

احادیث مبارک:

- 1- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی طلوع الشمس از مغرب ہے اور خروج دابہ ہے چاشت کے وقت ان میں سے جو بھی پہلے ظاہر ہوگی دوسری اس کے پیچھے ظاہر ہوگی۔
- 2- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کتاب پڑھتے ہوئے فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ خروج کے لحاظ سے پہلے طلوع الشمس از مغرب ہوگی۔
- 3- حضرت ابو عبد اللہ الحاکم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا مجھے ظاہر ہوتا ہے کہ طلوع الشمس از مغرب ظہور دابہ الارض سے پہلے ہوگا۔
- 4- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الحاکم کے قول پر اعتماد فرمایا ہے غالباً اس میں حکمت یہ ہے کہ طلوع از مغرب سے توبہ کا دروازہ بند ہوگا پھر دابہ الارض مومن و کافر کے درمیان امتیاز کر کے دکھلائے گا تاکہ توبہ کے دروازہ کے انسداد سے مقصود کی تکمیل ہو۔

طلوع الشمس از مغرب کی تفصیل:

ہم پہلے طلوع الشمس از مغرب سے آغاز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید

میں:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ أَمْنًا مِّنْ

قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا۔ (پارہ ۸، الانعام آیت ۱۵۸)

”جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ

دے گا جو پہلے ایمان نہ لائے تھے یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی۔“

فائدہ: مفسرین نے اجماع کیا کہ یا جمہور علماء نے فرمایا کہ اس سے طلوع الشمس از مغرب مراد ہے۔

2- وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ (پارہ ۲۹، القیامت آیت ۹)

”اور سورج چاند جمع کئے جائیں گے۔“

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوم یاتسی بعض آیات ربک کی تفسیر میں فرمایا کہ طلوع الشمس و قمر از مغرب دو اکٹھے ہوں گے جیسے دو اونٹ ہو کر چلتے ہیں پھر آپ نے پڑھا وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ (وروی القریابی و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابوالشیخ)

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے جب یہ دیکھیں گے تو تمام لوگ ایمان لائیں گے یہ وہ وقت ہے کہ جب کسی کو ایمان لانا نفع نہ دے گا پھر آپ نے آیت مذکورہ پڑھی۔ (رواہ عبدالرزاق و احمد بن حمید و صحاح ستہ سوائے امام ترمذی کے)

2- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ طلوع الشمس از مغرب کی کوئی علامت بھی ہے فرمایا وہ رات لمبی ہوگی یہاں تک کہ وہ دو راتوں کے برابر ہوگی۔ (رواہ ابن مردویہ)

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس رات کی نشانی یہ ہے کہ وہ تین راتوں کے برابر ہوگی۔ (ابن ابی حاتم)

ازالہ وہم:

پہلی روایت میں دو اور اس میں تین راتوں کا ذکر ہے اس میں وہی قاعدہ جاری کریں۔ القلیل لاینافی الكثير۔ قلیل کثیر کے منافی نہیں۔

4- امام بیہقی کی نزوایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات دو یا تین راتوں کے برابر ہوگی لوگ اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نمازیں پڑھیں گے حسب دستور کار و بار کریں گے لیکن ستاروں کو بدستور اپنی جگہ پر دیکھ کر سو جائیں گے پھر

اٹھیں گے نمازیں قضاء کریں گے لیکن رات ختم ہونے کا نام نہ لے گی۔ پھر وہ سو جائیں گے اور رات بدستور باقی ہوگی اور بہت طویل ہوگی جب لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کو ضرب لگا کر پوچھیں گے یہ کیا ہو رہا ہے خوفزدہ ہو کر مسجدوں میں آجائیں گے صبح کو سورج کا انتظار کریں گے لیکن وہ وقت بھی طویل ہوگا انتظار میں ہوں گے کہ سورج مشرق سے طلوع کرے گا لیکن اچانک اس کا طلوع مغرب سے ہو جائے گا اس سے لوگ بہت شور مچائیں گے یہاں تک کہ سورج مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتا ہوا اوسط آسمان تک پہنچ کر واپس لوٹے گا پھر حسب عادت مشرق سے طلوع کرے گا۔

5- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلوع از مغرب کی صبح کو اس امت کے بعض لوگ خنزیر اور بندر ہو جائیں گے اعمال نامے کے دفاتر لپیٹ دیئے جائیں گے قلمیں خشک ہو جائیں گی اب نہ کسی کی نیکیاں بڑھیں گی اور نہ برائیاں کم ہوں گی، اور جو اس سے قبل ایمان نہ لایا اب اس کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا نہ ہی کوئی عمل اسے کام دے گا۔ (ابو شیخ، ابن مردویہ)

6- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ طلوع الشمس از مغرب کو دیکھ کر خالص سونا راہ خدا میں لٹائیں گے تو ان سے قبول نہ ہوگا حکم ہوگا اگر یہ گذشتہ کل کرتے تو قبول ہو جاتا۔ (رواہ البیہقی)

7- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورج مغرب سے مشرق کی طرف بڑھے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت لائے گا جس میں بندوں کی توبہ قبول ہوگی پھر سورج اللہ تعالیٰ سے اجازت لے گا کہ وہ اب کہاں سے طلوع کرے یونہی چاند عرض کرے گا۔ انہیں کوئی اجازت نہ ملے گی تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں گے سورج تین راتوں تک اور چاند دو راتوں تک ٹھہرے رہیں گے ان کے اس جس (ٹھہرنے) کو بہت تھوڑے لوگ محسوس کریں گے وہ اہل ارض کے بقایا اور حفاظ القرآن ہوں گے ہر آدمی اس رات اپنا ورد پڑھے گا جب فارغ ہوگا تو دیکھے گا کہ رات بدستور موجود ہے اور اس رات کی درازی کو صرف حفاظ القرآن ہی جان سکیں گے وہ ایک دوسرے کو بلا

کر مسجدوں میں آجائیں گے اور چیخ و چلا کر آہ وزاری اور الحاح و تضرع کریں گے ان کی بقایا شب اسی حال میں گزر جائیگی اور اس رات کی مقدار تین راتوں جیسی ہوگی اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج و چاند کی طرف بھیج کر حکم فرمائے گا کہ تم مغرب کی طرف چلے جاؤ وہ دونوں مغرب کی جانب جا کر طلوع کریں گے لیکن تمہاری روشنی نہ ہوگی اور نہ ہی تمہیں نور حاصل ہوگا اس پر سورج و چاند روئیں گے بوجہ خوف قیامت اور خوف موت کے۔ اس کے بعد سورج و چاند واپس لوٹ کر بدستور اپنے مطالع سے طلوع کریں گے لوگ اسی حالت میں روئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف گڑگڑائیں گے اور غافل لوگ اپنی غفلت میں مستغرق ہوں گے اچانک ایک منادی نداء دے گا کہ خبردار! توبہ کا دروازہ بند ہو گیا اور سورج و چاند مغرب سے طلوع کر چکے لوگ اچانک دیکھیں گے تو وہ دونوں پانی کے بلبلے جیسے ہو کر سیاہ ہوں جائیں گے ان میں نہ روشنی ہوگی اور نہ نور، وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ کا یہی مطلب ہے۔

فائدہ: العکمة: بمعنی الغرارة یعنی وہ دونوں سورج اور چاند پانی کے بڑے بلبلے، اسی سے ہے جو اس کے لئے کہا جاتا ہے فلاں اونٹ پر سامان کو باندھتا ہے، یعنی العکام حدیث ام زرع میں عکو مہارداح ہے۔

فائدہ: سورج و چاند دونوں دو اونٹوں کے اکٹھے مل کر چلنے والوں کی طرح اوپر کواٹھیں گے ہر دونوں سے سبقت کر لے میں گویا ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔ اہل دنیا چیخیں گے اور عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی لیکن صالحین و ابرار کو اس دن رونا و گریہ وزاری کرنا فائدہ دے گا اور فساق و فجار کو رونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ ان پر حسرت لکھ دی جائے گی۔

جب سورج و چاند آسمان کی ناف یعنی اس کے نصف تک پہنچیں گے تو ان کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لا کر ان کو کناروں سے پکڑ کر انہیں مغرب کی طرف واپس لوٹائیں گے یعنی اس دن وہ دونوں اپنے مغارب میں غروب نہیں کریں گے یعنی غروب کی جگہ سے ان کا طلوع ہوگا خلاصہ یہ کہ اس دن اس کے لئے مشرق باب التوبہ مغرب کی سمت ہوگی۔

باب التوبہ کا تعارف:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب التوبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مغرب کے پیچھے ایک دروازہ توبہ کے لئے بنایا ہے وہ ابواب الجنۃ کا ایک باب ہے اس کے دونوں کواڑوں کے موتیوں اور جواہر کے جڑاؤ سے ہیں ایک کواڑ سے دوسرے کواڑ تک تیز رفتار سوار سوار ہو کر چالیس سال کی مدت کے بعد پہنچے گا۔ وہ دروازہ مخلوق کی تخلیق کے وقت سے پیدا ہو کر اسی شب تک کھلا رہے گا یعنی طلوع شمس و قمر از مغرب تک کھلا ہوگا جو بندہ خلوص قلب سے توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ اسی دروازہ سے داخل ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصوح (یعنی خالص) توبہ کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اس گناہ سے نادم ہو جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے پھر وہ گناہ سے ایسے دور بھاگے کہ اس کی طرف سے وہ ایسا ناممکن ہو جائے جیسے دودھ کا پستان سے نکل کر واپس لوٹنا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام ان دونوں (سورج اور چاند) کو اس دروازے میں داخل کر کے دروازے کے دونوں کواڑوں کو آپس میں ایسا چسپا کریں گے کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں نہ کوئی سوراخ محسوس ہوگا اور نہ کوئی خلل۔ جب توبہ کا دروازہ بند ہو گیا تو اس کے بعد کسی کی کوئی توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی وہ نیکی قبول ہوگی جو دروازہ بند ہونے کے بعد کرے گا ہاں جو دروازہ کی بندش سے پہلے جو نیکی کی ہوگی وہ قبول ہوگی۔ بہر حال دروازہ کی بندش کے بعد پھر جزا و سزا کا حال وہی ہوگا جو دروازہ کی بندش سے پہلے تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یوم یاتی بعض آیات ربك لا ینفع ایمانہا۔

اس کا ترجمہ پہلے گزرا ہے۔

مغرب سے طلوع الشمس کے بعد کا حال:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میری ماں اور میرا پ قریبان ہوں چاند سورج کے طلوع از مغرب کے بعد ان کا کیا حال ہوگا اور لوگوں اور دنیا کیا گزرے گی؟

آپ نے فرمایا اے ابی بن کعب! اس کے بعد سورج و چاند دوبارہ نور کی روشنی لے کر پہلے کی طرح بدستور طلوع و غروب ہوا کریں گے اور لوگ جب اتنی بڑی نشانی دیکھیں گے تو بھی دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے اور اسے خوب آباد کریں گے اس میں نہریں جاری کر کے خوب باغات بنائیں گے اور اعلیٰ سے اعلیٰ تعمیرات تیار کریں گے۔ اور دنیا کا حال یہ ہے کہ کوئی پچھڑا اس کی پیدائش کے بعد سے پالنا شروع کرے تو اس لائق نہ ہوگا کہ اس پر سوار ہو سکے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی یہ طلوع الشمس از مغرب سے نفع صورت تک کا وقت ہے۔

مسائل فقہیہ:

فائدہ: فقہاء کرام نے فرمایا وہ رات دو راتوں اور ایک دن کی ہوگی تو اس میں صرف پانچ نمازیں ادا کرنی ہوں گی کیونکہ وہ پہلی رات تو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائیں گے اب باقی وقت ہے ہی پانچ نمازیں پھر وہ اندازے سے ہی پڑھنی ہوں گی جیسے دجال کے دور کے متعلق تفصیل گزری ہے جیسا کہ وہاں اس کے پہلے دو دنوں کا قیاس اسکے پہلے دن پر کیا جائے گا۔

مسئلہ: جو پہلی رات نماز عشاء نہ پڑھ کر سویا تھا تو وہ ایک نماز قضاء اور پانچ نمازیں ادا کے طور پر پڑھے گا۔ اور یہ واضح ہے اس کا صبح کا وقت اسی دن یعنی طلوع شمس از مغرب کی صبح کو ہوگا اور اس کی ظہر کا وقت سورج کا نصف آسمان تک پہنچ کر واپس لوٹنے کے وقت ہوگا کیونکہ اس کا لوٹنا بمنزلہ زوال کے ہوگا اور عصر و مغرب و عشاء اپنے اوقات میں بقیہ یوم کی طرح ہوں گی۔ (وباللہ والتوفیق)

الاشرار بعد الاخیار:

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اشراز اخیار کے بعد ایک سو بیس سال گزاریں گے (تو پھر قیامت ہی قیامت)۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

فائدہ: کزافی الاصل المنقول عنہ، اس میں احتمال ہے کہ ناصب محذوف اور مقدر ہو جس کی دلیل بعد کی دو روایات ہیں جیسے تمکث یا تبقی۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ طلوع الشمس بعد از مغرب لوگ ایک سو بیس سال گذاریں گے۔

3- عبد بن حمید کی روایت میں انہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے فرمایا کہ طلوع الشمس بعد از مغرب لوگ ایک سو بیس سال باقی رہیں گے۔

4- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب وہی بتوں کی عبادت کریں گے جو ان کے آباؤ اجداد کرتے تھے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول و دجال کے خروج کے ایک سو بیس ۱۲۰ سال بعد تک۔ (رواہ نعیم)

5- عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بوڑھے خرانٹ ایک دوسرے کو ملیں گے ایک دوسرے سے پوچھے گا کب پیدا ہوا دوسرا کہے گا سورج کے طلوع از مغرب کے زمانہ میں۔

6- محدثین کرم نے نقل کیا تمام نشانیاں آٹھ مہینوں میں ظاہر ہوں گی۔

(رواہ عبد بن حمید و ابن ابی شیبہ و ابن المنذر)

7- مذکورہ بالا جملہ محدثین نے سوائے ابن ابی شیبہ کے روایت کیا ہے کہ تمام نشانیاں چھ ماہ میں ظاہر ہوں گی پہلے روایت گذری ہے کہ کوئی آدمی پچھڑا پالے گا وہ ابھی سواری کے لائق نہ ہوگا تو نفخ صور ہو جائے گا۔

تطبیق الروایات:

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مذکورہ روایات مختلف ہیں کسی میں ایک سو بیس (۱۲۰) ہے کسی میں زیادہ کسی میں کم۔ جو بھی ہو، ان کا مطلب یہ ہے کہ بڑی نشانیوں کے شروع ہوتے ہی تمام کی تمام ایک سو بیس سال ہوں گے اور وہ دن رات بھی نہایت جلد سے جلد گذریں گے جیسا کہ دجال کے حال میں ہے کہ اس کا سال ایک ماہ جیسا وغیرہ وغیرہ اور اس دور میں دن گھنٹے جیسا اور گھنٹہ آگ کے شعلہ کی طرح۔ اس معنی پر گویا دن چھوٹے ہوں گے اور نہایت جلد گزریں گے اور ایسا ہونا یعنی تقارب الزمان دوبار ہوگا (۱) دجال کے

زمانہ میں (۲) اس کے مرنے کے بعد دن اور رات کی برکات واپس لوٹ آئیں گی اور دن رات اپنے معمول کے طور گزریں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد گھٹنا شروع ہوں گے یہاں تک کہ پھر وہی حال ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔

فائدہ: یہ تطبیق خوب ہے مصنف (الإشاعہ) نے فرمایا کہ ایسی تطبیق میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ (وباللہ التوفیق) نیز مصنف (الإشاعہ) نے فرمایا کہ جو کچھ محدثین کرام نے فرمایا کہ وہ خاص مقدار بارہ سال ہوگی لیکن اس کا اشکال پھر بھی باقی ہے وہ یہ کہ حدیث میں ہے کہ پچھڑا پالے گا لیکن اس پر سوار نہ ہو سکے گا کہ نفخ صور ہو جائے گا یہ مدت تو نہایت قلیل ہے کیونکہ تجربہ ہے کہ پچھڑا دو سال کے بعد سواری کے قابل ہو جاتا ہے، ہلکا اگر یوں کہا جائے کہ وہ پچھڑا تمام سواری کے قابل مراد نہیں بلکہ وہ ایسا ہوشیار اور دوڑنے بھاگنے اور جنگی کرتب سیکھ کر جنگ کے قابل ہو جائے کہ جنگ فتح کی جاسکے۔ اور یہ اصیل گھوڑے میں ہوتا ہے کہ وہ ایسا دس سال یا بارہ سال تک ہو جاتا ہے ورنہ تطبیق مشکل ہے بالخصوص جن روایات میں ہے کہ آٹھ یا چھ ماہ گزریں گے نیز حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے منافی ہے اس میں کہا گیا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بوڑھے آپس میں ملیں گے۔ الخ اس کی تفصیل گذر چکی ہے، اسکا جواب یوں ہوگا کہ اس دور کے لوگوں کا بڑھاپا اس زمانہ کے موافق ہوگا (جیسا ہمارے زمانہ کا حال سابق ادوار سے مختلف ہے مثلاً ہمارے دور میں تخمیناً لڑکا پندرہ سال کے بعد بالغ ہو جاتا ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں لڑکا دو سو سال کے بعد بالغ ہوتا تھا۔ روح البیان، اویسی غفرلہ)

اس قاعدہ پر پچھیرے (گھوڑے کا بچہ) کا دو سال بڑا ہو جانا معمول ہوگا۔ اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ مدت قلیل مومنین کی بقاء کے لئے ہے اور کفار و شرار کے لئے ایک سو بیس سال جیسا کہ احادیث میں تصریح ہے کہ اختیار کے بعد شرار ہوں گے (اور ایسا ہونا ممکن ہے کہ قیامت کا دن کفار وغیرہ کیلئے پچاس ہزار سال اور مخلصین اہل ایمان کیلئے ایسے جیسے عصر کی پچھلی دو رکعت یا جیسے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہزاروں سال اور اہل دنیا کیلئے ایک لمحہ سے بھی کم وغیرہ وغیرہ) بہر حال جو بھی ہو لا محالہ یہ قول تاویل میں لانا پڑے گا دن رات

گھٹ جائیں گے تاکہ وہ روایت صحیحہ سمجھ میں آسکے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنین کی بقاء چالیس سال ہوگی ایسے ہی پچھیرے کے متعلق سمجھنا بھی آسان ہو گیا اور تقوٰم الساعة کا معنی بھی یہی ہے کہ مومن کی موت پر اس کیلئے قیامت قائم ہو جائے گی اس کی نظیر حدیث بخاری ہے کہ ایک مرد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے دیکھا کہ وہ تمام لوگوں سے سن میں چھوٹا تھا فرمایا یہ شخص اپنی عمر سے پورا فائدہ اٹھائے گا جب مرے گا تو ساعت قائم ہو جائے گی اس ساعت سے حاضرین کی ساعت مراد ہے نہ کہ عام مخلوق کی ساعت۔

لیکن آٹھ یا چھ ماہ کی روایات میں اشکال بحال ہے اس کے لئے یہی کہا جائے کہ ان روایات کی سندات کی صحت میں مقال ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک مسئلہ کا حل:

علماء کا اختلاف رہا کہ طلوع الشمس از مغرب کے بعد کا وقت جتنا بھی ہوگا اس دور کے لوگوں کے ذہنوں سے طلوع الشمس از مغرب کا خیال دلوں سے اتر جائے یا اس کی خبر تو اتر کی حد سے ختم ہو کر کمال احاد ہو جائے گی اس پر سوال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

جواب: حضرت ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ عدم قبول ایمان و توبہ صرف وقت طلوع سے خاص ہے جو اس کے بعد اسلام لائے گا یا توبہ کرے گا تو ایمان قبول ہوگا۔ اور توبہ بھی قبول ہوگی۔ (لیکن یہ قول مندرجہ ذیل دلائل کے خلاف ہے)

1- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس پر احادیث ثابتہ صحیح و حسن دلالت کرتی ہیں وہ کہ طلوع الشمس بعد از مغرب کی توبہ لغو ہے قبول نہ ہوگی بعض روایات میں عدم قبول کی تصریح ہے جیسا کہ احمد، طبرانی میں حضرت مالک بن یغامر اور معاویہ و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً ذکر کرتے ہیں۔ توبہ ہمیشہ قبول ہوتی رہے گی یہاں تک کہ سورج یا مغرب سے طلوع ہو جائے۔

- الشمس ہو جائے گا تو پھر ہر دل پر مہر لگادی جائے گی ہر انسان کو اپنا عمل کفایت کرے گا۔
- 2- حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے جسے ابن مردویہ نے سابقاً نقل کیا کہ جب توبہ کا دروازہ بند ہوگا تو اس کے بعد نہ توبہ قبول ہوگی اور نہ کسی کو نیکی فائدہ دے گی۔
- 3- حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما میں ہے کہ لوگوں کو منادی نداء دے گا اے مومنو! تمہارا ایمان قبول ہے اے کافرو! تم پر توبہ کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور قلمیں خشک ہو گئیں اور صحیفے لپیٹ لئے گئے۔ (نعیم بن حماد)
- 4- حضرت یزید بن شریح و کثیر بن مرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع کے گا تو دلوں پر مہر لگادی جائے گی اور حفظہ فرشتے واپس لئے جائیں گے اور ملائکہ (کرانا کاتبین) کو حکم ہوگا کہ وہ کچھ نہ لکھیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ؛

- حضرت حفظہ وہ فرشتے ہیں جو حفاظت پر مامور ہوتے ہیں، چنانچہ عبارت میں ہے کہ انہیں اٹھا لیا جائے گا یعنی واپس لئے لیا جائے گا۔ (اویسی غفرلہ)
- 5- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب پہلی نشانیاں ظاہر ہوں گی یعنی طلوع الشمس از مغرب تو قلمیں گرا دی جائیں گی اور صحیفے لپیٹ لئے جائیں گے اور حفظہ (ملائکہ) سے زمین کو خالی کر لیا جائے گا اب اجسام ہی اعمال پر گواہی دیں گے۔

(رواہ عبد بن حمید والطبری بسند صحیح)

- 6- ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ نشانی کہ جس کے بعد اعمال پر مہر لگادی جائے گی وہ ہے طلوع الشمس از مغرب۔

فائدہ: یہ آثار ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور متفق ہیں کہ طلوع الشمس از مغرب کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس کے بعد کبھی نہ کھلے گا اور طلوع الشمس کسی دن سے خاص نہیں بلکہ یہ قیامت تک دراز ہے جب بھی ہو۔

فائدہ: اس کی تائید خاتمہ میں آئے گی کہ ابلیس طلوع الشمس کے وقت سجدہ میں گر جائے گا اور اسے دابہ قتل کرے گا، اور ابلیس نہ مرے گا مگر یہ کہ وہ اپنے عمل سے فراغت پالے گا۔

سب سے پہلی نشانی کوئی ہوگی۔ علماء کے اس میں احوال ہیں۔

تنبیہات:

- 1- بعض روایات میں ہے کہ خروج دجال سب سے پہلی نشانی ہے۔
- 2- بعض نے کہا کہ سب سے پہلی نشانی طلوع الشمس از مغرب ہے۔
- 3- بعض نے دابہ کے متعلق کہا۔
- 4- بعض نے کہا وہ آگ جو لوگوں کو میدان حشر کیلئے جمع کرے گی۔

تطبیق:

علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دجال کی سب سے پہلی نشانی بائیں معنی ہے کہ اس کے خروج سے زمین پر لوگوں کے حالات متغیر ہو جائیں گے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تقدم اس کے منافی نہیں ہے، اور فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے حالات کا انتہاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ان کے بعد قحطانی کے خروج تک ہوں گے اور طلوع الشمس از مغرب سے عالم علوی کے حالات میں تغیر ہوگا، امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تقدم اس کے منافی نہیں اور عالم علوی کے تغیر کا انتہاء قیام قیامت تک چلے جائیں گے۔ یعنی دابہ اور عالم علوی کا تغیر ایک ہی ہے یونہی دابہ اور طلوع الشمس از مغرب اور دابہ ایک شے ہیں اور آگ کا ظہور ان آیات سے پہلے ہے جو خبر دیں گی کہ اب قیامت آئی۔

فائدہ: یہ تطبیق نہایت ہی احسن ہے۔ اس سے بعض روایات کی تائید بھی ہے کہ آخری آیت ر ہے جو لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرے گی۔

فائدہ: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت میں سے پہلی نشانی روم ہے، دوسری دجال، تیسری یاجوج و ماجوج، چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چوتھی نشانی ہونا بائیں معنی ہے کہ آپ یاجوج و ماجوج کے بعد تشریف لائیں گے اگرچہ باعتبار وقت ان سے پہلے ہوں گے اس معنی پر تو آپ تیسری نشانی ہیں دوسرے اعتبار سے آپ چوتھی نشانی ہیں، پانچویں نشانی دھواں ہے اس کا بیان تفصیلی آئے گا، چھٹی نشانی دابہ ہے ہم نے اسے ان نشانیوں میں باعتبار زمین کی نشانیوں کے یہاں لکھا ہے اسی لئے طلوع الشمس کا

ذکر نہیں ہوا کیونکہ طلوع الشمس از مغرب اور دابہ ایک نشانی ہیں گویا جڑواں ہیں اس کی تائید حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ہوتی ہے فرمایا کہ نشانی خروج دابہ پر ہے انہوں نے وفات عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے دابہ کا ذکر فرمایا ہے اور یونہی کرنا اولیٰ بھی ہے۔ اور روم کا پہلی نشانی ہونا حقیقی اور خروج دجال کو پہلی نشانی کہنا اضافی ہے کیونکہ یہ روم سے بہت بڑی نشانی ہے گویا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں روم کا نشانی ہونا لیس ہشتادویں (کوئی شے نہیں) ہے۔

انتباہ:

اس کے بعد کی بحث موضوع سے ہٹ کر لکھی گئی ہے اسی لئے فقیر نے اس کا ترجمہ ترک کر دیا ہے کہ اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ خواص کو بھی کوئی فائدہ نہیں یہ ایک علمی بحث ہے وہ بھی معتزلہ کے رد میں اب نہ معتزلہ ہیں نہ اس کے رد کی ضرورت ہے۔ (اویسی غفرلہ)

خاتمہ مختلف روایات

1- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا جوج و ماجوج کے بعد لوگ زیادہ وقت نہ گزاریں گے یہاں تک کہ طلوع الشمس از مغرب واقع ہو جائے گا اور قلمیں خشک ہو جائیں گی اور صحیفے لپیٹ لئے جائیں گے اس وقت کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی اور ابلیس سجدہ ریز ہو کر پکارے گا الہی! مجھے حکم فرما جس کیلئے تو چاہے میں اسے سجدہ کروں تمام شیاطین ابلیس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے ہمارے سردار! کیوں جزع فزع کر رہے ہو؟ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے اس نے مجھے مہلت دی اب سورج مغرب سے طلوع ہو گیا یہی وقت معلوم ہے جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے:

إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ - (پارہ ۱۱۴ الحجر آیت ۳۸)

”وقت کے دن تک مہلت ہے۔“

پھر شیاطین زمین پر کھلم کھلا گھومتے نظر آئیں گے انہیں دیکھ کر ایک آدمی کہے گا یہی وہ میرا شیطان ہے جو مجھے گمراہ کرتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس

نے میرے شیطان کو رسوا کیا لیکن ابلیس بدستور سجدہ میں روتا رہے گا یہاں تک کہ دابہ ظاہر ہو کر شیطان (ابلیس) کو سجدہ کی حالت میں قتل کر دے گا۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ دابہ طلوع الشمس کے بعد ظاہر ہوگا اس کے بعد لوگ چالیس سال امن و چین سے گزاریں گے اس دوران جو چاہیں گے انہیں ملے گا۔ اس کے بعد یک لخت موت آئے گی اس وقت تمام مومن مر جائیں گے صرف کفار بچ جائیں گے جو جانوروں کی طرح راستوں پر ایک دوسرے سے لڑتے پھریں گے یہاں تک کہ بے حیا مرد راستہ میں اپنی ماں سے زنا کرے گا۔ عورت سے زنا عام راستوں پر ہوگا یہاں تک کہ اس سے ایک اٹھے گا تو دوسرا زنا کرنا شروع کر دے گا ان میں اچھا وہ سمجھا جائے گا جو لوگوں کو زنا کرتے وقت کہے گا کہ بھائی راستہ چھوڑ دے میں زنا سے اچھی طرح فارغ ہو جاؤں یہی تیرے لئے بہتر ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) اور اس وقت اس طرح سارے کے سارے زنا میں مبتلا ہوں گے کوئی ایک بچہ نکاح سے پیدا نہ ہوگا سب ولد الزنا اور ولد الحرام ہوں گے۔ پھر تیس سال تک عورتیں بانجھ رہیں گی۔ انہی ولد الحرام اور ولد الزنا یعنی شریر ترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ (رواہ نعیم بن حماد فی الفتن والحاکم فی المستدرک)

2- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا تو ابلیس سجدہ میں گر کر پکارے گا اور زور زور سے چیخے گا اور کہے گا الہی! جس کیلئے تو چاہے مجھے حکم دے میں اسے سجدہ کروں اس پر تمام شیاطین جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے سردار! یہ آہ وزاری کیسی اور کیوں؟ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ سے وقت معلوم تک مہلت مانگی تھی مجھے مہلت ملی اور یہی وقت معلوم ہے۔

(رواہ الطبرانی وابن مردویہ)

اور فرمایا کہ دابة الارض صفا (یہ پہاڑی کعبہ کے قریب ہے) کے سوراخ سے نکلے گا اس کا پہلا قدم انطاکیہ میں ہوگا وہ آتے ہی ابلیس کا گلا گھونٹ دے گا۔

تردید فلاسفہ:

سورج کے طلوع از مغرب میں فلاسفہ (اہل ہیت) کا رد ہے وہ اور ان کے تبعین

کہتے ہیں کہ سورج وغیرہ فلکیات میں بسیط اشیاء سے ہے نہ ان کے مقتضبات مختلف ہو سکتے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کا تغیر ہو سکتا ہے۔

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسے فلاسفہ کے قواعد منقوض اور ان کے مقدمات ممنوع ہیں اگر مان لئے جائیں منطقة البروج علی المعدل کے انطباق کا امتناع نہیں؟ ہے بایں حیثیت کہ مشرق مغرب ہو جائے اور مغرب مشرق۔

دابة الارض کی تفصیل:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ - (پارہ ۲۰، نمل آیت ۸۲)

”اور جب بات ان پر آ پڑے گی“

فائدہ: مفسرین نے فرمایا کہ جب لوگ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ٹھک کریں گے (اس وقت دابة الارض کا ظہور ہوگا)

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب قول کے معنی کے وقت کا وقوع ہوگا وہ وہی ہے جس میں مرنے کے بعد اٹھتے اور عذاب کا وعدہ دیئے گئے ہیں؟

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب علماء کرام دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور علم چلا جائے گا اور قرآن اٹھ جائے گا تو بقول ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ - (پارہ ۲۰، نمل آیت ۸۲)

”ہم زمین سے ان کیلئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا“

اضافہ اویسی غفرلہ:

قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان لگا کر جدا کر دے گا۔ (موضح)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کے دن ہوگا۔ قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ عالم کا سب موجودہ نظام درہم و برہم کر دیا جائے۔ لہذا اس قسم کے خوارق پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے جو قیامت کی علامات قریبہ اور

اس کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر کی جائیں گی۔ شاید ”دابة الارض“ کے ذریعہ سے یہ دکھلانا ہو کہ جس چیز کو تم پیغمبروں کے کہنے سے نہ مانتے تھے، آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے۔ مگر اس وقت کا ماننا نافع نہیں صرف مکذبین کی تجہیل و تحمیق مقصود ہے۔ ماننے کا جو وقت تھا وہ گزر گیا۔

انتباہ:

”دابة الارض“ کے متعلق بہت سے رطب و یابس اقوال و روایات تفاسیر میں درج کی گئی ہیں۔ مگر معتبر روایات سے تقریباً اتنا ہی ثابت ہے۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ: ”تُكَلِّمُهُمُ الْكَلَامَ“ سے ہے اس کی تائید قرأت تُنْبِئُهُمْ اور دوسری قرأت تُحَدِّثُهُمْ میں ہے اس کی تفسیر میں یہی ہے کہ اس سے سوائے اسلام کے باقی ادیان کے بطلان کا اظہار ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا ”الکلم بمعنی الجرح“، تفعیل تکثیر کیلئے ہے اور اس کی قرأت تکلمہ بفتح و سکون سے تائید ہوتی ہے اور اسے تجرحہم، (انہیں زخمی کرے گا) بھی پڑھا گیا ہے۔

جس اسہ دابہ ہوگا:

پہلے تفصیل سے نذر ہے بیضاوی نے اسی پر جزم کیا ہے۔

فائدہ: کوفیوں اور یعقوب نے ”أَنَّ النَّاسَ“ میں بفتح الہمزہ پڑھا ہے اور باقی قراء نے بالکسر (ان الناس) پڑھا ہے دابہ کے قول کے معنی کی حکایت کے طور اور حکایت وہی جو اللہ تعالیٰ کا قول:

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بَايَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ۔ (پارہ ۲۰، نمل ۸۲)

”اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے“۔

فائدہ: ان دونوں باتوں کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ وہ دابہ بڑی زور دار آواز سے پکارے گا کہ بے شک لوگ ہماری آیات کا یقین نہیں کرتے تھے۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے کہ یہ اس کے خروج کی علت ہے، یا دابہ کے تَكَلُّمُ کی علت ہے جب ان (کو بالکسر) پڑھا

جائے۔ یا یہ علت ہے۔ حرف جارہ حذف کیا گیا ہے اور اِنَّ (کو بافتح) پڑھا گیا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ بے شک ہم دابہ کو نکالیں گے اس لئے کہ لوگ اِلخ یا یہ معنی ہے کہ وہ لوگوں سے کلام کرے گا کیونکہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: ابو العالیہ نے فرمایا وقوع القول سے ایمان و توبہ کے دروازہ کا بند ہونا مراد ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس تفسیر پر قرآن میں بھی اشارہ ہو گیا کہ دابہ طلوع الشمس از مغرب کے بعد ظاہر ہوگا کیونکہ اسی سے ہی قول واقع ہوگا۔

دابہ کا حلیہ:

- 1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کی گردن طویل ہوگی جسے مشرق والا ایسے دیکھے گا جیسے مغرب والا۔ یعنی سب کو نظر آئے گا اس کا چہرہ انسان جیسا اور چونچ پرندے جیسی بالوں اور اون والا ہوگا۔
- 2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ پٹھوں والا اور بالوں والا ہوگا۔
- 3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اون والا اور جمع شدہ بالوں والا ہوگا کہ اس بالوں میں ہر قسم کے رنگ ہوں گے چار پاؤں والا ہوگا۔
- 4- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا روئیں زار۔ اون اور بالوں والا ہوگا۔
- 5- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ پروں والا اور اون والا بالوں والا ہوگا اسے کوئی پکڑ نہ سکے گا بھاگنے والا اس سے بھاگ نہ سکے گا۔
- 6- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آپ سے عرض کی گئی کہ کیا دابة الارض آپ ہیں؟ جب کہ آپ کے شیعہ کا عقیدہ یہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دابة الارض کے پر اور روئیں ہوں گی میرے نہ پر نہ روئیں۔ دابة الارض کے کھر ہوں گے میرے کھر نہیں اور دابة الارض جب نکلے گا تو وہ بہت تیز دوڑنے والے گھوڑے سے تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے نکلے گا اور میں اس کی دو تہائیاں بھی تیزی سے نہیں نکلا۔
- 7- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا سر آسمان کو مس کرے گا اور اس کا پاؤں زمین سے باہر نہ نکلے گا۔

8- ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دابة الارض تین دن مسلسل تیز گھوڑے کی طرح چلتا رہے گا اور وہ یعنی علی (المرقظی رضی اللہ عنہ) اس کی تہائی بھی نہیں چل سکتے یہ حدیث علی المرقظی گذشتہ کی طرح ہے۔

9- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دابة الارض میں ہر طرح کا رنگ ہوگا اور اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان سوار کے تین میل کے سفر کے برابر فاصلہ ہے۔

10- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جسم، پروں اور روئیں والا ہے اس میں تمام جانوروں کے رنگ ہیں اور اس میں ہر امت کی علامت ہے اس امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں علامت بولنا ہے کہ وہ لوگوں سے واضح عربی زبان میں کلام کرے گا ان کی بولی میں ہی گفتگو کرے گا۔

فائدہ: الزغب وہ چھوٹے بال جو کسی جانور پر سب سے پہلے نکلتے ہیں۔

11- ابو الزبیر نے دابة کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا سر بیل کے سر جیسا اور اس کی آنکھیں خنزیر کی آنکھوں جیسی اس کے کان ہاتھی کے کانوں جیسے اس کے سینگ پہاڑی بکرے کے سینگوں جیسے اس کی گردن شتر مرغ کی گردن جیسی اس کا سینہ شیر کے سینہ جیسا اس کا رنگ چیتے کے رنگ جیسا اس کی کمر بلی کی کمر جیسی اس کی دم مینڈھے کی دم جیسی اور پاؤں اونٹ کے پاؤں جیسے۔ یعنی پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا ہے کہ اس کا چہرہ انسان کے چہرے جیسا اس کی چونچ پرندے کی چونچ اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

فائدہ: الایل! بفتح الهمزة و کسرا لیااء المشددة بالعکس و بضم وفتح بمعنی الوعل بمعنی پہاڑن بکرا۔

12- عاصم بن حبیب بن اصہبان نے کہا میں نے حضرت علی المرقظی رضی اللہ عنہ سے فرماتے سنا کہ دابة منہ سے بولے گا اور دوبر (یعنی پاخانہ کے مقام سے) کی طرف سے بولے گا۔

13- حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دابة کے دیکھنے کا سوال کیا وہ تین دن اور تین راتیں نکلا وہ آسمان میں چلا جاتا اس کے دونوں کناروں

کو کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا منظر دیکھ کر گھبرا گئے عرض کی یا اللہ! اسے واپس لوٹا لے اللہ تعالیٰ نے اسے واپس بلا لیا۔

دابہ کی سیرت:

دابہ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہم السلام کی مہر ہوگی۔ وہ زور زور سے پکارے گا:

اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا اٰیَاتٍ تَنْتَظِرُوْنَ۔ (پارہ ۲۰، النمل ۷۲)

”اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۔“

اور وہ مومن اور کافر پر نشان لگائے گا مومن اس کے چہرے کو چمکتے ستارے کی طرح دیکھے گا اور اس کی دونوں آنکھوں۔ درمیان کھا ہوگا مومن اور کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سیاہ داغ لگا کر لکھنے گا کافر۔

ترکیب:

1- نکتہ کے اعراب میں جائز ہے کہ مرفوع ہو یکتب کا نائب فاعل ہے سوداء اس کی صفت کا بدل ہے یہ بھی جائز ہے کافر نائب فاعل اور نکتہ منصوب علی طریق الحال مقدم ہے اور سوداء اس کی صفت ہے۔

2- ایک روایت میں ہے کہ مومن کو مل کر اس کے چہرے میں نشان لگائے گا اس سے مومن کا چہرہ سفید ہو جائے گا اور کافر کو داغ دے گا اس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

3- ایک روایت میں ہے کہ لوگ یک لخت اس سے دور بھاگیں گے لیکن مومنوں کا ایک گروہ ثابت قدم رہیں گے۔ انہیں یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی

اسی لئے دابہ سب سے پہلے اہل ایمان کے چہروں کو ہاتھ لگا کر ان کے چہرے چمکتے ستارے کی طرح بنا دے گا۔ وہ زمین کا چکر لگائے گا اس کا پیچھا کرنے والا اسے نہ

پاسکے گا اور اس سے بھاگنے والا نجات نہ پاسکے گا یہاں تک کہ کوئی آدمی اس سے پناہ کے ارادہ پر نماز میں مشغول ہو جائے گا تو اس کے چہرے میں نشان لگا کر چلا جائے گا لوگ اپنے اموال و اسباب جمع کر کے شہروں میں چلے جائیں گے ایک دوسرے

کامال مشترکہ طور خرچ کریں گے مومن کافر کا مال، کافر مومن کا مال خرچ کرے گا یہاں تک کہ مومن کافر سے کہے گا اے کافر میرا حق ادا کر اور کافر مومن کو کہے گا اے مومن! میرا حق ادا کر۔

4- ایک روایت میں ہے کہ نکل کر تین بار چیخے گا یہاں تک کہ اسے ہر دونوں کناروں والے سنیں گے۔

5- ایک روایت میں ہے کہ داب نکل کر مشرق کو منہ کر کے چیخے گا آواز مشرق تک پہنچ جائے گی پھر شام (ملک) کی طرف منہ کر کے چیخے گا تو ہر جگہ آواز پہنچے گی پھر مغرب کی جانب منہ کر کے چیخے گا تو ہر جگہ آواز پہنچے گی پھر یمن کی طرف منہ کر کے چیخے گا تو ہر جگہ آواز پہنچے گی۔

6- ایک روایت میں ہے کہ ہر مومن کی سجدہ گاہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے سفید نشان لگائے گا اس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا ہر کافر کے چہرے کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر سے داغ دے گا کافروں کے چہرے اس داغ سے سیاہ ہو جائیں گے۔ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت میں مصروف ہوں گے مومن سے کہے گا کتنا چاہئے اے مومن! یونہی کافر سے کہے گا اے مومن! یہ لے اور اے کافر! یہ لے۔

7- مومن کے پاس داب آئے گا تو وہ مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوگا۔ اسے کہے گا اب تمہیں نماز کی کون سی ضرورت ہے یہ یا تو مجھ سے پناہ کے طور پڑھ رہا ہے یا ریا کر رہا ہے اسے کھینچ کر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھے گا (کذاب) یہ جھوٹا ہے۔

8- پہلے حدیث گزری ہے کہ داب ابلیس کو قتل کرے گا یا اسے نکیل ڈالے گا۔

خروج دابہ کا مقام:

احادیث میں وارد ہے کہ:

1- وہ سارے زمانہ (دنیا) میں تین بار خروج کرے گا ایک بار اقصیٰ بادیہ کے انتہائی جگہ سے نکلے گا۔

2- ایک روایت میں ہے کہ یمن کے اقصیٰ سے خروج کرے گا اس کا ذکر مکہ معظمہ میں

نہیں پہنچے گا عرصہ دراز تک ایسے ہی چھپا رہے گا پھر دوبارہ یمن کے اقصیٰ کے تھوڑا سا آگے ظاہر ہوگا اس کا ذکر اہل بادیہ تک پہنچ کر مکہ معظمہ تک اس کی داستان ہوگی۔

3- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں سب سے عظیم تر مسجد اور مکرم ترین مسجد الحرام میں جمع ہوں گے انہیں کعبہ معظمہ محفوظ رکھے گا۔ دابہ رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان میں شور مچاتا ہو اس سے مٹی کو جھاڑتا ہوا ظاہر ہوگا تو لوگ ڈر کے مارے ادھر ادھر بھاگیں گے۔ یونہی حضرت ابن عباس و حدیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور بعض طرق میں حدیث حدیفہ صحیح ہے۔

4- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دابہ تہامہ کی بعض وادیوں سے نکلے گا یہ بھی منجملہ دابہ کے خروج میں سے ہے۔ اس کا پہلا خروج (بحیثیت عام) ظہور کے یہی آخری ہے۔

5- حضرت ابو ہریرہ و ابن عمر و عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (محلہ) اجیاد (مکہ معظمہ) میں ظاہر ہوگا۔

6- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اب بھی اس کے اس مکان کو دیکھ رہا ہوں جس سے وہ خروج کرے گا۔ اس کا ایک حصہ صفا میں ہے۔ (اس سے صفا و مروہ مراد ہیں)

7- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ منیٰ کی شب میں صفا سے اس کا خروج ہوگا لوگ اس دابہ کی دم اور سر کے درمیان صبح کریں گے۔ اس سے نہ کوئی بچ سکے گا اور نہ نکلنے والا یہاں سے نکل سکے گا جب اس سے فراغت پائے گا جو اسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اس سے جو ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو جائے گا جسے نجات پانی ہے نجات پائے گا۔ کعبہ سے باہر نکلے گا تو اس کا پہلا قدم انطاکیہ میں ہوگا۔

8- ایک روایت میں ہے کہ وہ مروہ سے نکلے گا۔

9- ایک روایت میں ہے قوم لوط کے شہر سے نکلے گا۔

10- ایک روایت میں ہے کہ مکہ معظمہ سے باہر کہیں قریب ہی جگہ سے نکلے گا۔

تطبیق الروایات:

ان روایات مختلفہ کی تطبیق کی دو وجہیں ہیں:

1- دابہ کا خروج تین بار ہوگا، ایک روایت میں قوم لوط کے کسی شہر میں خروج کرے گا اس کی تائید اس روایت سے ہے کہ اس کا خروج اقصیٰ بادیہ سے ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تہامہ کی وادیوں سے ظاہر ہوگا اسی لئے کعبہ معظمہ کو ایمانیہ کہا گیا ہے، آخری خروج مکہ معظمہ سے ہوگا اس کے جسم کے طول و عرض کی عظمت کی وجہ سے اس کا صفا و مروہ اور محلہ اجیاد سے خروج ممکن ہے اور وہ تین دن یا زیادہ یہاں ٹھہرے گا اس وقت وہ روایات صحیح اترتی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ وہ صفا اور اجیاد اور مسجد حرام سے نکلے گا۔ (وباللہ التوفیق)

2- وہ تمام مقامات سے بیک وقت ظاہر ہوگا یہ بطریق خرق عادت کے ہے اور یہ صورت مثالیہ کے طور ہے یہ اس تحقیق پر ہے کہ عالم مثال محسوس بھی ہوتا ہے۔

ایک مثال:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے لکھا کہ دو مردوں نے طلاق کی قسم کھائی ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ شیخ عبدالقادر طحطوحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے پاس شب باشی فرمائی، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ ان میں کوئی بھی حانث نہ ہوگا اور فرمایا یہ مسئلہ قدیم سے چلا آیا ہے اور علماء کرام نے عدم حث کا فتویٰ دیا (اس کے متعلق فقیر کے دور سالی پڑھے ”ولی اللہ کی پرواز“ اور ”الانجلاء فی تطور الاولیاء“ مطبوعہ لاہور)۔ (اویسی غفرلہ)

ایک جدید تحقیق:

آپ نے فرمایا کہ میں نے بقیہ ضیاء السبیل لابن علان میں دیکھا کہ دابہ ہر شہر سے نکلے گا اس کی زمین میں اپنے مقام پہ موجود ہوگا وہ کوئی ایک شے نہیں گویا دابہ ایک نوع ہے جس کے اقسام مختلف شہروں میں ظاہر ہوں گے گویا دابہ اسم جنس ہے۔

فیصلہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

اگر اسے صورت مثالیہ کے اعتبار سے تعدد مانیں تو پھر اس کے لئے جنسیت کے قول کی ضرورت نہیں۔ (وباللہ التوفیق)

دخان

قیامت کی نشانیاں میں سے دخان (دھواں) بھی ہے۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا کیا باتیں کر رہے تھے؟ ہم نے کہا قیامت کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دس علامات ظاہر نہ ہوں گی قیامت قائم نہ ہوگی ان میں سے ایک نشانی دھواں اور دجال ہے۔

(الحدیث، مسلم و ترمذی و ابن ماجہ)

فائدہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال زمین پر چالیس سال گزارے گا۔ (اس کی تاویل میں گزر چکی ہے کہ سال کامل مراد نہیں)

2- ایک روایت میں ہے کہ کفار اور اہل ایمان پر اثر انداز ہوگا اہل ایمان پر صرف زکام کی طرح اثر پڑے گا اور بس۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے دھواں یا جوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد ہوگا اور یہ صرف تین دن رہے گا ممکن ہے یہ تین دن ہو یا دیگر کوئی احتمال پیدا کیا جائے لیکن ہوگا آنے والی ہوا سے پہلے اس لئے کہ ہوا کے بعد کوئی مومن زمین پر نہ بچے گا ہاں دھواں کے دوران بعض اہل ایمان موجود ہوں گے جیسا کہ اس کی صریح عبارت سے ظاہر ہے۔

بھینی بھینی ہوا:

یہ مومن کی روح قبض کرے گی۔ اس کے بعد لوگ اپنے آباؤ اجداد کے طریق پر بت پرستی میں مبتلا ہوں گے اور انہیں کادین (باطل) اختیار کریں گے۔

احادیث:

1- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رات دن نہ گزریں گے یہاں تک کہ لات و عزیٰ کی عبادت ہو یعنی ماسوی اللہ کی پرستش ہوگی۔ (رواہ مسلم، وغیرہ)

2- اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ٹھنڈی بھیننی ہوا بھیجے گا اس سے ہر مومن کہ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا فوت ہو جائے گا اب صرف وہ باقی بچیں گے جن میں ذرہ برابر خیر و بھلائی نہ ہوگی۔ اسی لئے پھر وہ اپنے آباؤ اجداد کا دین باطل اختیار کریں گے اس پر حدیث حذیفہ بن اسید شاہد ہے۔

3- حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چلائے گا۔ اس سے کوئی بھی مسلمان کہ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا باقی نہ رہے گا سب کی ارواح قبض ہو جائیں گی یہاں تک کہ کوئی بھی پہاڑ کے جگر میں چھپا ہو گا تو بھی اس کی روح قبض ہو جائیں گی پھر زمین پر لوگوں کے پرندوں جیسے ذہن اور درندوں جیسے خیالات ہوں گے نہ انہیں کوئی نیکی معلوم ہو گی اور نہ برائی یعنی اس کے لئے نیکی اور برائی برابر ہوگی۔ شیطان ان کے ہاں انسانی بھیس بدل کر آ کر کہے گا کہ کیا تم میرا کہنا نہیں مانتے تو کہیں گے کیا حکم ہے؟ وہ کہے گا کہ بتوں کی پوجا کرو، وہ شیطان کے کہنے پر بت پرستی شروع کر دیں گے وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کا رزق ان پر بارش کی طرح برسے گا اور عیش و عشرت بہتر ہوگی پھر صور پھونکا جائے گا۔ (احمد، مسلم)

سوال: تم پہلے لکھ چکے ہو کہ ابلیس کو دابہ قتل کر دے گا اب یہ کون سا شیطان ہے جو شکل بدل کر ان کے ہاں آئے گا؟

جواب: یہ ابلیس کا کوئی چیلہ ہو گا جو ابلیس کی موت کے بعد بھی موجود ہو گا اور وقت معلوم تک موت کا وعدہ ابلیس کیلئے تھا نہ کہ دوسرے شیاطین کے لئے۔ وہ بعض تو اس وقت پیدا بھی ہوئے تھے اور ان کی حیات و موت کا سلسلہ انسانوں کی طرح ہو گا (مصنف بیئہ کے اس جواب سے مطمئن نہیں) لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جواب مناسب ہے۔

4- حضرت نو اس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ حسب دستور زندگی بسر کر رہے ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ ان پر بھینی بھینی ہوا چلائے گا انہیں وہ بغلوں سے گھیرائے گی اس پر ہر مومن و مسلم کی روح قبض ہو جائے گی اس کے بعد لوگوں کے سب سے زیادہ

شریر لوگ بچ جائیں گے۔ وہ ایسے ننگے اور بے شرمی سے زنا کریں گے جیسے گدھے گدھی پر، انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ (احمد، مسلم، ترمذی)

5- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل ایمان دابہ کے بعد چالیس سال دنیا میں خوب چین اڑائیں گے پھر انہیں بہت جلد موت گھیر لے گی ان میں کوئی بھی مومن باقی نہ رہے گا۔ کافر ہی کافر ہوں گے وہ جانوروں کی طرح راستوں پر زنا کریں گے۔ (الحدیث)

6- اسی حدیث میں ہے کہ وہ اشرار اسی حال میں ہوں گے نکاح سے ان کی کوئی اولاد پیدا نہ ہوگی عورتوں کو اللہ تعالیٰ تیس سال تک بانجھ بنا دے گا۔ یہ تمام اولاد حرام زادے اور اشرار الناس ہوں گے انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ یمن سے ریشم سے نرم تر ہوا چلائے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ اس کو اچک لے گی۔ (رواہ حاکم)

فائدہ: امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تسخیر احادیث المصابیح" میں فرمایا کہ دو روایتوں کے اختلاف کا جواب یہ ہے یعنی ہر دو روایات میں ہے کہ ہوا شام سے چلے گی دوسری میں ہے کہ ہوا یمن سے چلے گی، وہ یہ کہ ہوا یمن ہوں گی بھی دو (۱) شامی (۲) یمنی۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام دنیا سے ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے سے داغ دھونے کے بعد مٹ جاتا ہے، یہاں تک کہ کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ روزہ کیا ہے اور نماز کیا اور حج کس شے کا نام ہے اور صدقہ کسے کہتے ہیں۔ صرف ایسے لوگ بچ جائیں گے جو مثلاً بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی کلمہ پر پایا ہے وہ بھی وہی کہتے ہیں۔ یعنی صرف کلمہ اسلام کو جانتے ہوں گے اور بس۔ (ابن ماجہ)

فائدہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ کلمہ سے کیا مراد لیں گے؟ آپ نے اس کے جواب سے گریز کیا پھر دو تین بار سوال کے بعد فرمایا وہ کلمہ جو انہیں دوزخ سے

نجات دلوائے۔

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین پر نہ کہا جائے ”لا الہ الا اللہ“۔ (رواہ احمد بسند قوی)

فائدہ: یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ حدیث میں (جن پر قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین پر نہ کہا جائے، اللہ اللہ۔) (اویسی غفرلہ)

اشرار (شرارتی لوگ) سے وہ مراد ہیں جو ”لا الہ الا اللہ اور اللہ، اللہ“ نہیں کہیں گے اور نوع انسانی میں جب تک یہ کلمہ ہوگا قیامت قائم نہ ہوگی۔ ہاں قیامت کافروں پر قائم ہوگی جنہیں معلوم نہ ہوگا کہ نکاح کیا شے ہے وہ نکاح کے بغیر زنا سے بچے جنیں گے وہ صورت انسانی میں جانور ہوں گے وہ درحقیقت انسان نہ ہوں گے۔ وہ جانور ہوں گے بلکہ ان سے بدتر (گمراہ)۔

تقریر شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہ:

ہم یہاں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی تصنیف ”فصوص الحکم“ کے جس شیشی مع شرح علامہ محقق نور الدین جامی قدس سرہ لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ناظرین کے لئے بیش بہا فائدہ ہے، وہ یہ ہے: اور فرمایا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ: اور حضرت شیث علیہ السلام کے قدم بلکہ دل پر تجلیات ذاتیہ و عطایا و پبیہ کے تیار ہونا یعنی وہ جو نوع انسانی میں آخری مولود ہوگا۔ اس لئے کہ وجود کے مراتب دور یہ ہیں کیونکہ جیسے سلسلہ اولاد آدم میں ہمارے تک حضرت شیث علیہ السلام پہلے مولود ہیں تو لائق ہے کہ آخری مولود بھی حضرت شیث علیہ السلام کی طرح ہوتا کہ دائرہ اول سے آخر کے ساتھ منطبق ہو اور وہ اس کے اسرار یعنی علوم و تجلیات کا حامل ہو اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی اور اس کے بعد اس نوع انسانی میں دوسرا ولد پیدا نہ ہوگا تو اولاد آدم میں وہ خاتم الاولاد ہوگا جو اس کے ساتھ ایک بطن سے اس کی بہن سے نہیں پیدا ہوگی جیسا کہ حضرت شیث علیہ السلام ایسے ہی تھے اس لئے کہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا ایک ہی بطن سے دو بچے جنتی تھیں، لڑکا، لڑکی۔ لڑکی پہلے پیدا ہوتی لڑکا بعد کو کیونکہ اگر وہ بعد کو پیدا نہ ہو تو خاتم الاولاد کیسے ہوگا اور حضرت شیث علیہ السلام ولادت میں اس کے برعکس ہوں اور یہ بھی انکی مشابہت

میں ایسے ہے کہ اس خاتم الاولاد ایک ہی بطن سے جڑواں پیدا ہوڑکی پہلے اور لڑکا بعد تا کہ حضرت شیث علیہ السلام سے کامل مشابہت ہو جب وہ خاتم الاولاد پچی کے بعد پیدا ہو تو اس کا سر پچی کے پاؤں کے نزدیک ہو اور اس کی ولادت چین کے آخری شہر میں ہوگی اس کی بولی اسی شہر والوں کی بولی ہوگی اس کی ولادت کے بعد مردوں اور عورتوں میں بانجھ پن سرایت کرے گا۔ نکاح کی تو کثرت ہوگی لیکن بچے پیدا نہیں ہوں گے وہ خاتم الاولاد دعوت الی اللہ دے گا لیکن اسکی دعوت کوئی قبول نہ کرے گا اس کی وفات پر تمام اہل ایمان مرجائیں گے جو باقی بچ جائیں گے وہ جانوروں کی طرح ہوں گے وہ صورت انسانی میں جانور ہوں گے حقائق حیوانیہ طبعیہ بہیمیہ سعبیہ کے اظہار کے لئے صور انسانیہ میں مکمل طور جیسا کہ طبیعت کا من حیث ہی کا تقاضا ہے بغیر عقلی و شرعی مانع کے۔ اس دور کے لوگ نہ حلال کو حلال سمجھیں گے نہ حرام کو حرام جیسے چاہیں گے طبیعت کے موافق شہوت کے ساتھ عقل و شرع سے علیحدہ ہو کر تصرف کریں گے انہی پر قیامت قائم ہوگی انہی سے دنیا برباد ہوگی اور امر آخرت کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

فائدہ: شیخ قدس سرہ کی مراد یہ ہے کہ اس خاتم الاولاد جیسی انسان حقیقی اولاد پیدا نہ ہوگی وہی خاتم اولاد المؤمنین ہے یا اسے خاتم اولاد النکاح کہا جائے۔

بہر حال عقم (پانچھ پن) دو دفعہ ہوگا (۱) منکوحات میں (۲) مطلق عورتوں میں۔ جیسا کہ شارح (عارف جامی قدس سرہ) کا قول اشارہ کرتا ہے کہ ولادت کے بغیر زنا (نکاح) کی کثرت ہوگی کیونکہ جیسے نکاح عقد پر بولا جاتا ہے یونہی اس کا اطلاق جماع (زنا) پر بھی ہوتا ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ اس کے بعد اولاد پیدا ہوگی جو بظاہر انسان ہوں گے حقیقت میں بہائم (جانور) جیسے اس کی طرف اس کا کلام مشیر (بمعنی اشارہ کرنے والا) ہے۔

یا اس سے زنا مراد ہے جیسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ وہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ بچے نکاح سے پیدا نہ ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ عورتوں کو تیس سال تک بانجھ بنا دے گا وہ سارے کے سارے اولاد الزنا ہوں گے لوگوں میں سب سے زیادہ شرارتی انہی پر قیامت ہوگی۔

فائدہ: حدیث شریف اور شیخ کے کشف میں منافات نہیں اگرچہ حدیث کو حاکم نے ضعیف کہا ہے بہر حال کشف صحیح ہے جتنا انہوں نے بیان فرمایا ہے اتنی مقدار پر اس کی صحت کیلئے شواہد موجود ہیں بلکہ نہ صرف اسی مقدار کے لئے بلکہ مجموعہ کشف کیلئے شواہد ہیں۔ (اسی معنی پر حضرت شیخ اکبر سید مائی الدین ابن العربی قدس سرہ المتوفی ۶۳۸ھ کا لقب امام الکاشفین ہے۔ الحمد للہ! آپ کا کشف عین حقیقت ہوتا ہے اور بالکل صحیح اس کا ایک نمونہ گزر چکا ہے مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”سوانح العمری شیخ اکبر“ کا مطالعہ کریں۔ (زیر طبع اویسی غفرلہ)

نکتہ: تیس سال عورتوں کے بانجھ رکھنے کی حقیقی حکمت تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچے پیدا ہوں تو ادھر قیامت کے قیام کا وقت قریب ہے اور بچوں کو اس عذاب میں مبتلا ہونا ہوگا اور اللہ تعالیٰ غیر مکلف کو عذاب دینا نہیں چاہتا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تین اشخاص سے عذاب مرفوع ہے ان میں سے بچہ بھی ہے جسے قبل بلوغ عذاب میں مبتلا نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ بلوغ پندرہ سال میں ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دی تاکہ مکمل جوانی تک پہنچ کر بھی نہ مانے تو پھر عذاب میں مبتلا ہوئے یہ اس کی طرف اتماماً للحجة ہے۔

سوال: وہ تو اہل فترت ہوں گے ان پر عذاب کیسا؟

جواب: وہ اہل فترت نہیں ہوں گے کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ خاتم الاولاد انہیں دعوت الی اللہ دے گا تو انکار کریں گے اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اہل ایمان کے بعد اس خاتم الاولاد کو زندہ رکھے تاکہ اتمام حجت ہو۔ (وباللہ التوفیق)

سوال: یہ تو اس حدیث شریف کے منافی ہے جس میں ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ حق پر جنت کرتی رہے گی اور فتح یاب ہوگی؟

جواب: تمام ظاہر الروایات سے ثابت ہے کہ تمام اہل ایمان فوت ہو جائیں گے چہ جائیکہ قائم بامر الحق اس کا فوت ہونا تو بطریق اولیٰ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے ”فتح الباری“ میں فرمایا کہ حدیث

شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ وا کو چلنے کا حکم فرمائے (تو سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے)

اس ہوا سے اہل ایمان پہ فوت ہو چکے ہوں گے۔ اور فرمایا کہ ہماری اس تطبیق سے تمام

اشکالات ختم ہو گئے۔

سوال: بعض روایات میں امر اللہ کے بجائے یوم القیمۃ ہے امر اللہ کا زمانہ پہلے ہے اور قیامت بعد کو اس میں منافات ہے؟

جواب: قاعدہ ہے جو شے کسی کے قریب ہو تو اسے عین کا حکم دیا جاتا ہے یہ امر اللہ قرب قیامت میں ہوگا اسی لئے ان میں کوئی منافات نہیں۔

فائدہ: امام ابن حجر کی تطبیق دوسروں کی تطبیق سے بہتر ہے کیونکہ دوسروں نے تطبیق میں کہا کہ اس وقت بعض مومن زندہ ہوں گے اور بعض کافر بھی۔ یہ تطبیق اس لئے صحیح نہیں کہ تطبیق میں کلیہ مفید ہوتا ہے جزئیہ بوقت مجبوری تسلیم کیا جاتا ہے۔ حدیث ذیل بھی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح کرتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت کا ایک گروہ امر اللہ پر جنگ کرتا رہے گا اور دشمن پر غالب رہے گا انہیں مخالفت نقصان نہ دے گی یہاں تک کہ ان پر قیامت آجائے گی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ ہوا چلانے کا جس کی خوشبو مشک جیسی اور اس کا جسموں پر لگنا ریشم جیسا ہوگا تو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اسے فوت کر دے گی پھر شرارتی لوگ بچ جائیں گے ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (حاکم)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کا بیان ہمارا مؤید ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں میں سے

قرآن کا مصاحف اور سینوں سے اٹھ جانا ہے:

احادیث مبارکہ:

1- حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کتاب اللہ پر ایک ایسی رات آئے گی کہ لوگ صبح کریں گے تو قرآن کی ایک آیت بلکہ ایک حرف تک کسی دل میں نہ ہوگا

وہ سب تمام دلوں سے محو ہو جائے گا۔ (رواہ الدیلمی)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قرآن مجید جہاں سے آیا ہے وہاں چلا جائے گا، اس کی عرش معلیٰ کے ارد گرد شہد کی مکھیوں جیسی گنگناہٹ ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے قرآن! کیا ہے؟ عرض کرے گا میں تیرے سے گیا اور تیرے پاس واپس آ گیا ہوں میری تلاوت تو کی جاتی تھی لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا تھا۔ اسی دور میں قرآن اٹھایا جائے گا۔

3- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک رکن (حجر اسود) اور قرآن دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔ (رواہ السجزی)

4- ازرقی نے تاریخ مکہ میں روایت کی کہ سب سے پہلے رکن (حجر اسود) اور قرآن کو اٹھایا جائیگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنا۔

5- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام دنیا سے ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے سے داغ۔ یہاں تک کہ کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ روزہ کیا ہے؟ حج کسے کہتے ہیں اور صدقہ کیا شے ہے اور قرآن مجید ایک ہی رات میں اٹھالیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی ایک آیت بھی باقی نہ بچے گی، چند بوڑھے مرد اور عورتیں بچ جائیں گے وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس کلمہ لا الہ الا اللہ پر پایا ہم بھی وہی کہتے پڑھتے ہیں۔

(ابن ماجہ بسند صحیح قوی، بیہقی ضیاء)

کعبہ شریف کا گرایا جانا:

اس کے متعلق تفصیل سے احادیث گزری ہیں اور تو جیہات بھی اور ہم نے اس کا یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ بعض نے کہا کہ ھدم الكعبہ قرب قیامت میں اہل ایمان کے مرجانے کے بعد حج کے انقطاع پر کعبہ معظمہ کو گرایا جانا واقع ہوگا۔

لوگوں کا بتوں کی پرستش کی طرف لوٹنا:

اس کے متعلق بھی احادیث گزری ہیں بعض نے کہا کہ اس وقت لوگ دجال پر ایمان لائیں گے یہی حدیث کا محمل ہے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکین سے جا کر ملیں گے اور یہ سب کے سب قیامت سے پہلے کافر ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)
ایسی ہوا چلے گی جو لوگوں کو دھکیل کر دریا میں پھینک دے گی:

1- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ دسویں یہی ہے کہ ہوا لوگوں کو دریا میں پھینکے گی۔

(رواہ السنۃ الا بخاری)

2- ترمذی شریف میں ہے کہ دسویں علامت قیامت، ہوا کا لوگوں کو دریا میں پھینکنا ہے یا نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے، یہ روای کا شک ہے۔

فائدہ: نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دسویں علامت ہونا گنتی کے لحاظ سے ہے نہ کہ وقوع کے اعتبار سے کیونکہ ان کے نزول کا وقوع ان دسوں میں سے بعض سے پہلے ہوگا۔

انتباہ:

یہ ہوا اس کی غیر ہے جو یا جوج و ما جوج کو دھکیل کر دریا میں پھینکے گی جیسا کہ گزرا اور یہ ہوا اس آگ کے خروج کے وقت ہوگی جس کا ذکر آئے گا، ممکن ہے یہ وہی ہو۔ (واللہ اعلم)

زمانہ کا سمٹ جانا اور دنوں کا چھوٹا ہو جانا:

1- دنوں کے چھوٹے ہونے کا یہ سماں ہوگا کہ سہاں مہینے جیسا اور مہینہ جمعہ (ہفتہ) جیسا

اور دن ایک گھنٹہ جیسا اور گھنٹہ چنگاری جیسا ہوگا۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

2- اس دجال کی بحث میں گزرا ہے کہ یہ دجال کے زمانہ میں ہوگا اور اس سے کوئی مانع

نہیں کہ اس کا بار بار وقوع ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پہ قادر ہے۔

خروج نار:

یہ آخری نشانی ہے یعنی آگ عدن کے گڑھے سے نکل کر لوگوں کو محشر میں جمع کرے گی۔

احادیث مبارکہ:

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہر حال قیامت کی سب سے پہلی نشانی آگ ہے جو

مشرق سے نکلے گی اور لوگوں کو جمع کر کے مغرب کی طرف لے جائیگی اور بہر حال جنتیوں کی سب سے پہلی غذا مچھلی کا جگر ہوگا۔ (الحدیث، احمد و بخاری)

2- حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دس علامات دیکھو۔ (رواہ الستة غیر البخاری)

اسی میں ہے کہ قیامت کی آخری نشانی آگ ہے جو یمن سے نکل کر لوگوں کو دھکیلتی ہوئی محشر میں لے جائے گی۔

3- مروی ہے کہ آگ عدن کے گڑھے سے نکل کر لوگوں کو محشر میں دھکیل دے گی۔

فائدہ: حدیث کے ایک لفظ میں قعر عدن امین ہے اور امین بروزن احمر اس بادشاہ کا نام ہے جس نے یہ شہر بنایا تھا اور اس کی وجہ گزری ہے کہ یہ قیامت کی نشانی اول ہے یا آخری۔

4- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے عنقریب ہجرت اول کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی زمین کے تمام برگزیدہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑیں گے باقی زمین پر شریر لوگ، ان کے علاقے انہیں باہر پھینک دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تباہ ہوں گے اور ان میں آگ بندروں اور خنزیریوں کے ساتھ جمع کر دے گی وہ انہیں کے ساتھ شب باشی کریں گے اور انہی کے ساتھ قیلولہ کریں گے جب وہ قیلولہ کریں اور جوان سے علیحدہ ہوگا اسے وہ خنزیر اور بندر کھا جائیں گے۔

(رواہ احمد و ابوداؤد و الدائم و ابو نعیم)

انتباہ:

حدیث میں ”تقدرهم نفس اللہ“ ہے یہ تشابہات میں سے ہے اس پر یوں ایمان لانا چاہئے کہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ جانے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم (مصنف کے الفاظ یوں ہیں) قولہ ”تقدرهم نفس اللہ“ من المتشابهات فیجب الایمان بها علی مراد اللہ و مراد رسوله (جل جلالہ و علیہ السلام)۔ (الاشارة صفحہ ۳۷۲)

اضافہ اویسی غفرلہ:

الحمد للہ! مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جس عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے یہی عقیدہ دور حاضرہ میں

اہلسنت بریلوی کو نصیب ہے۔

دلیل:

جملہ کو متشابہات سے اس لئے کہا گیا ہے کہ قرآن کی طرح حدیث میں بھی متشابہات ہیں اس کی مراد اللہ جانے یا رسول اللہ ﷺ اور راسخین فی العلم کہتے ہیں ہم تو اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ اس کی طرف سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ متشابہات پر ایمان ہو کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے یا اس کے رسول ﷺ کو اور ان کے طفیل اولیاء کرام کو (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب از الة المتشبهات فی الایات المتشابہات، زیر طبع)۔ (اویسی غفرلہ)

5- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور موت یا بحر حضور موت سے قیامت سے پہلے آگ نکلے گی لوگوں کو جمع کرے گی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم شام (ملک) کو لازم پکڑنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ سے بھی یہی مراد ہے جو روایت سابقہ میں گزرا ہے۔

6- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آگ تمہارا پیچھا کرے گی جو آج وادی برہوت میں بجھی ہوئی ہے جو لوگوں کو گھیر لے گی اس میں دردناک عذاب ہوگا لوگوں اور ان کے اموال کھائے گی اور وہ ساری دنیا میں آٹھ دنوں میں چکر لگائے گی وہ ہو اور بادل کی طرح اڑے گی اس کی گرمی دن کی گرمی سے رات کے وقت زیادہ سخت ہوگی اور اس کے آسمان وزمین کے درمیان بادل سے زیادہ گرجدار آواز ہوگی اور یہ مخلوق کے سروں پر عرش سے زیادہ قریب ہوگی عرض کی گئی، یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ہوا مومن مرد اور عورتوں پر نرم ہوگی یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن مرد اور عورت اس وقت ہوں گے کہاں اس دن لوگ گدھوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ وہ جانوروں کی طرح کھلم کھلا زنا کریں گے ان میں کوئی مرد ٹھہر جا، ٹھہر جا کہنے والا نہ ہوگا۔

(رواہ طبرانی وابن عساکر)

7- حضرت رافع بن بشر سلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عنقریب ایک آگ جس سیل سے نکلے گی۔

وہ تیز رفتار اونٹ کی طرح دوڑے گی دن کو چلے گی رات کو ٹھہر جائے گی صبح و شام اس کا

یہی کام ہوگا اور عام اعلان ہوگا لوگو! آگ نے صبح کی ہے تم بھی صبح کرو۔ آگ نے قیلوہ کیا تم بھی قیلوہ کرو آگ نے شام کی تم بھی شام کرو آگ جسے پہنچے گی اسے کھا جائے گی۔

(رواہ احمد و البغوی و البارودی و ابن قانع و ابن حبان و الطبرانی و الحاکم و ابو نعیم)

فائدہ: یہ آگ جس کا ذکر ان احادیث میں آیا ہے یہ عدن کے گڑھے سے نکلے گی یہ اس آگ کی غیر ہے جو مدینہ پاک سے نکلے گی جس کا قسم اول میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے اور یہ اس کے منافی بھی نہیں کہ یہ آگ جس سیل سے خارج ہوگی کیونکہ اصل تو یہ ہے کہ یہ آگ وادی برہوت سے نکلے گی اسے وادی النار کہا جاتا ہے اور وہ عدن کے گڑھے میں ہے اور عدن حضرت موت کے کنارے اور ساحل سمندر پر ہے۔ تمام عبارات کا مقصد ایک ہے اور وہ آگ جس سیل سے بھی گزرے گی۔ اور یہ خطاب اہل مدینہ کے ساتھ ہے جس سیل مدینہ طیبہ کے شرقی جانب ہے اسی وادی سے جس سیل ہوا گزرے گی اور وادی جس سیل مدینہ پاک کے راستہ پر ہے اس معنی پر یہ کہنا بھی صحیح ہوا کہ وہ جس سیل سے نکلے گی۔

حشر چار ہیں:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام قرطبی سے نقل کرتے ہیں کہ حشر چار ہیں دو دنیا میں دو آخرت میں وہ جو دنیا میں ہیں ان کا ذکر سورۃ حشر میں ہے۔ وہ ہے شام (ملک) کی طرف یہود کا حشر، دوسرا یہی حشر جس کا ذکر اشراف الساعہ میں ہوا ہے۔

8- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حشر کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی۔

9- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اہل مشرق پر آگ چلے گی جو ان کو مغرب کی طرف دھکیل کر لے جائے گی جہاں وہ رات گزاریں گے وہ ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ لے کریں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہوگی جو ان سے

گرے گا وہ اس کو کھا جائے گی، پھر ان کے پیچھے چل پڑے گی اور انہیں ایسے ہانکے گی جیسے بڑے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے۔ (رواہ الحاکم)

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آگ کا قعر عدن (عدن کے گڑھے) سے نکلنا مشرق سے مغرب کی طرف جانے کے منافی نہیں، کیونکہ آگ کے خروج کی ابتداء عدن سے ہوگی جب وہاں سے نکلے گی تو تمام روئے زمین پر پھیل جائے گی، جیسا کہ طبرانی اور ابن عساکر کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے جو اوپر گزری ہے کہ وہ اٹھ دنوں میں تمام دنیا کا چکر لگائے گی۔ یا اس سے تعمیم الحشر مراد ہے اسی سے خصوصیت سے مشرق و مغرب مراد نہیں اب معنی یہ ہوا کہ جمع کرے گی مابین مشرق و مغرب کے یا یہ کہ اس کے پھیلنے کے بعد سب سے پہلے اہل مشرق کو جمع کرے گا۔

فائدہ: تَدُورُ الدُّنْيَا كَلَّمَا فِي ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ۔

”وہ آگ اٹھ دنوں میں دنیا کا چکر لگائے گی۔“

اور دوسری حدیث ”وہ ست رفتار بوڑھے اونٹ کی طرح چلے گی اور یہ بھی ہے کہ وہ رات کو ٹھہر جائے گی اور قیلولہ کے وقت بھی ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ پہلے تو وہ روئے زمین پر پھیل جائے گی اس کے بعد عام لوگوں کی طرح چلے گی۔“

دو حشر آخرت کی تفصیل:

حشر اول (گنتی میں نمبر ۳) حشر الاموات ہے جو بعد البعث سب کے سب قبور سے اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نَغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا۔ (پارہ ۱۵، بنی اسرائیل آیت ۴۷)

”اور ہم انہیں اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔“

2- گنتی کے لحاظ سے نمبر ۴: اہل حشر کا جنت و دوزخ کو جانا۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حشر اول کوئی مستقل حشر نہیں بس اتنا ہوگا کہ اس دن ہر موجود کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ اور پہلا حشر صرف ایک فرقہ مخصوصہ کے لئے ہے یعنی یہود کیلئے۔ اور یہ کئی بار بنو امیہ کے لئے واقع ہوا۔ مثلاً حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں

مدینہ پاک سے شام (ملک) کی طرف نکالا۔

فائدہ: مصنف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس سے شرعی حشر مراد ہے اللہ تعالیٰ نے اول کو حشر کہا ہے بخلاف غیر کے کہ اس کو حشر شرعی نہیں کہا جائے گا۔ اس تقریر پر فرق ظاہر ہو گیا۔

حشر کے متعلق اختلاف:

اس میں اختلاف ہے کہ کیا حشر سے مراد یہی ہے جو قیامت سے پہلے ہو گا یا وہی یوم القیمة حشر ہے اگر پہلا مراد ہے تو اس میں نار سے حقیقی نار مراد ہے یا اسے مجازاً کہا گیا ہے۔ دوسرے معنی کی طرف حلیمی مائل ہوئے اور اسی پر امام غزالی قدس سرہ نے جزم فرمایا ان کی اس مراد پر حدیث ذیل دلیل ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اٹھائے جائیں گے تین طریقوں پر۔ راغبین (رغبت کرنے والے) اور راہبین (خوف زدہ) ہو کر انکے دو بھی ایک اونٹ پر ہوں گے اور تین بھی اور دس بھی۔ باقی لوگ جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے قیلوہ کریں گے جہاں چاہیں گے رات بسر کریں گے، صبح کریں گے جہاں صبح ہوگی شام کریں گے جہاں اس کا وقت آئے گا گویا حدیث اس آیت:

وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلَاثَةً۔ (پارہ ۲۷، الواقعة آیت ۷)

”اور تین قسم کے ہو جاؤ گے“ کی تفسیر ہے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی تائید حدیث حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے فرمایا کہ مجھے الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی کہ قیامت میں تین گروہ ہو کر لوگ محشور ہوں گے:

1- طمع والے کپڑے پہننے والے سوار۔

2- پیدل۔

3- انہیں فرشتے چہروں کے بل گھسیٹیں گے۔ (الحدیث: احمد، نسائی بیہقی)

فائدہ: حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو صحیحین وغیرہما میں مرفوعاً ہے کہ تم پاؤں اور جسم ننگے اور غیر مختون محشور ہو گے (یعنی قیامت کے دن اٹھائے

جاؤ گے) درمیان میں تطبیق میں اختلاف ہے۔

1- حضرت اسماعیلی نے فرمایا کہ الحشر سے یہاں نثر مراد ہے کیونکہ حشر و نثر قریب قریب ہیں بمعنی مخلوق کا قبور سے نکلنا جب عام لوگ قبروں سے نکلیں گے تو پاؤں اور جسم ننگے نکالے جائیں گے پھر ان کو ہانک کر میدان حشر میں حساب کتاب کے لئے جمع کیا جائے گا۔ اور متقیوں کو اونٹوں پر سوار کر کے لایا جائے گا اور مجرموں کو چہروں کے بل گھیٹ کر حشر کے میدان میں لایا جائے گا۔

2- اسماعیلی کے غیر نے فرمایا عام لوگ قبروں سے اس طرح نکلیں گے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے پھر میدان حشر (موقف) میں اس طرح ہوگا جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔

فائدہ: بعض شراح المصابیح یعنی تورپشتی نے فرمایا کہ حشر کو اسی معنی پر محمول کرنا زیادہ قوی ہے اس کی چند وجوہ ہیں۔

1- جب مطلقاً حشر کا لفظ بولا جائے تو اس سے یہی شرعی معنی ہے یعنی قبور سے نکلنا جب تک کسی معنی کیلئے کوئی دلیل خاص نہ ہو۔

2- تقسیم مذکور جو حدیث میں مسطور ہے وہ حشر الی الشام کے لئے صحیح نہیں کہ مہاجر کو ضروری ہے کہ رغبت سے ہجرت کرے یا ڈر کے مارے یا دونوں وجہوں سے اسکے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔

3- اہل ایمان کے علاوہ کفار وغیرہ کا حشر جیسا کہ مذکور ہوا اور نار کا ان کو مجبور کرنا اور پھر آگ کا ان کا پیچھا کر کے انہیں انجام تک پہنچا ایسا قول ہے کہ اسم میں توقیف کی ضرورت نہیں، کیونکہ دنیا میں ایسی آگ کے اہل شقاوت پر تسلط کا کسی کو انکار نہیں ہو سکتا نہ اس میں توقیف کی محتاجی ہے۔

4- حدیث شریف کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما میں ہے کہ کچھ سوار یوں پر ہوں گے کچھ پیدل ہوں گے کچھ چہروں کے بل گھیٹے جائیں گے ان کی نظیر سورۃ واقعہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً۔ (الآیات)

فائدہ: حدیث شریف میں جو کہا گیا ہے کہ قبور سے نکل کر بعض راغب (رغبت کرنے والے) اور راہب (خوف زدہ) ہوں گے اس میں ان اہل ایمان کے لئے عموم کی دلیل ہے جن کے اعمال مخلوط (صالح و سئیہ) ہوں گے یہی فَاصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (تو وہی طرف والے) بھی ہیں۔ اور اثنان علیٰ بعیر۔ ایک اونٹ پر دو ہوں گے ان سے سابقون الاولون مراد ہیں یہ اہل ایمان میں بزرگ ہوں گے جو سوار ہو کر میدان حشر آئیں گے۔ اور وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمَا لِنَارٍ۔ باقی لوگ جہنم میں جمع کئے جائیں گے ان سے اصْحَابُ الْمَشْئِمَةِ (بائیں طرف والے) مراد ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک اونٹ دس آدمیوں کو اٹھائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اونٹ یک بارگی دس آدمی اٹھائے گا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات سے ہے کہ اسے آخرت میں اتنی قدرت دے گا جو دنیا کے اونٹوں کی برداشت سے زیادہ قوی ہوگی اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ انہیں باری باری میدان حشر میں لے آئے گا۔

فائدہ: دو آدمیوں سے لے کر دس آدمیوں تک ایک اونٹ پر سوار ہوں گے اس سے مراد یہ ہے کہ باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوں گے اس طرح کہ بعض پیدل چلیں گے تو بعض سوار ہوں گے پھر پیدل سوار ہوں گے اور سوار پیدل کیونکہ ایک اونٹ پر دس کا اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھنا مشکل ہے جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

اونٹ کے متعلق اکابر کے خیالات بجا۔ لیکن اس عالم کی اء کو عالم دنیا کی اء پر قیاس نہیں کرنا چاہئے اسی عالم کا اونٹ دس کے بجائے سو یا اس سے زائد بھی لے جائے تو کوئی مشکل نہیں ہاں اگر اس دنیوی اونٹ کا قیاس مد نظر ہے تو بھی بیک وقت دس آدمیوں کو اٹھا کر لے جانا بھی اونٹ کیلئے مشکل نہیں اور پیٹھ پر کجاوہ رکھا جائے تو آسانی سے دس آدمی اونٹ پر بیٹھ سکتے ہیں۔ واللہ جل جلالہ ورسولہ ﷺ اعلم بالصواب۔ (اویسی غفرلہ)

تقریر علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے اپنے قول کو ترجیح دی اور شارح مذکور کا تعاقب فرماتے ہوئے لکھا کہ پہلے قول کے جواب کو ترجیح دی اور کئی وجوہ بیان فرمائے۔ دلیل مخلص ثابت ہے متعدد احادیث میں وارد ہے کہ دنیا میں حشر شام کی طرف ہوگا۔

احادیث مبارکہ:

- 1- حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ گزری ہے۔
 - 2- حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ بے شک تمہارا حشر کیا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا۔ پیدل اور سوار اپنے چہروں کے بل گرائے جاؤ گے۔ (ترمذی، نسائی، قوی)
 - 3- حدیث شریف میں ہے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ (ملک شام) کی طرف جائیں گے۔ زمین پر سوائے شرارتیوں کے کوئی نہ بچے گا انہیں ان کی زمینیں پھینک دیں گی، انہیں آگ خنزیروں اور بندروں کے ساتھ جمع کرے گی، نار ان کے ساتھ گزار لے گی جہاں وہ شب باشی کریں گے اور قیلولہ کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔ (رواہ احمد سند لا باس بہ)
 - 4- حدیث میں ہے عنقریب آگ حضرت موت سے نکل کر لوگوں کو جمع کرے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا حکم ہے فرمایا تم ملک شام کو لازم پکڑنا۔
- فائدہ:** علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان احادیث سے آخرت کی نار مراد نہیں ہو سکتی، جیسا کہ معترض کا گمان ہے ورنہ کہا جائے گا کہ ان کے بقایا نار کی طرف جمع کئے جائیں گے یہاں حشر کو نار کی طرف منسوب فرمایا ہے۔

جواب: علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تقسیم مذکورہ سورۃ واقعہ سے لازم نہیں کہ وہی تقسیم حدیث میں مراد ہو اس لئے کہ حدیث شریف کی تقسیم سے فتنہ خلاص مراد ہے یعنی تم میں سے جو بھی ہمت رکھتا ہے تو وہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر مختصر سازا دراہ لے کر یہاں سے چلا جائے آگے خیر و برکت کی رغبت میں اور پیچھے کے خطرات کے خوف

سے حدیث میں یہی صنف اول ہیں۔ اس ہجرت میں جس نے تاخیر کی یہاں تک کہ بے بس ہو گیا اور سواری کی بھی گنجائش نہیں تو ایک سواری میں شریک ہو جائیں یا باری باری سواری ہوں دو دو سواریوں یا تین تین (یا باری باری) دونوں امروں میں جو بھی ممکن ہو چلے جائیں اگر چار چار ہوں تو جیسے بن پڑے چلیں لیکن اس میں آسانی یہی ہے کہ باری باری سواریوں اس میں اشتراک بھی ممکن ہے جب ہلکے پھلکے یا ان میں چھوٹے بچے ہوں۔ اگر دس ہوں تو باری باری سواری ہو کر جانا ہو گا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس سے زائد سے سکوت فرمایا اس میں اشارہ ہے کہ قافلہ کی ٹولیاں دس دس تک ہو سکتی ہیں ہاں دس اور چار کے درمیان کا ذکر اس لئے نہیں کہ اس میں ایجاز و اختصار فرمایا یہ حدیث شریف کی بیان کردہ صنف ثانی ہے اور صنف ثالث کے لئے فرمایا کہ ان کے بقایا آگ میں ہوں گے اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ سواری کے حاصل کرنے سے عاجز ہوں گے حدیث شریف میں ان کے حال کی تفصیل نہیں ہے بلکہ اس میں احتمال ہے کہ وہ پیدل چلیں گے یا گھسٹتے ہوئے جائیں گے نار کے خوف سے۔

تائید برائے تقریر:

ہماری اس تقریر کی حدیث حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے تائید ہوتی ہے جو پہلے گذری ہے اور خود معترض نے ذکر کی ہے، اس میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا سبب پوچھا کہ یہ لوگ پیدل اور گھسٹتے ہوئے کیوں جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر آفت پڑے گی کوئی بھی صاحب ثروت باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ ایک مرد اپنا سرسبز و شاداب باغ ایک بوڑھی پالان والی اونٹنی کے عوض بیچ دے گا یعنی بہترین باغ اور زرخیز زمین کا ستے داموں بیچنا اپنی عافیت سمجھے گا کہ وہاں سے کوچ کر کے جانا ہے یہ طریقہ آج بھی ہے کہ جس نے کہیں دوسری جگہ منتقل ہونا ہوتا ہے تو اپنی قیمتی اےستے داموں بیچ ڈالتا ہے اس طرح سے وہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں بک جائیں اگرچہ ستے داموں ہی سہی تاکہ منزل مقصود تک جلد پہنچ سکوں۔ یہ باتیں دنیا کی بود و باش کے لائق ہیں نہ کہ آخرت میں، یہ تقریر اس کی تاکید کرتی ہے جو خطابِ وغیرہ کا مذہب ہے۔ اور حدیث الباب کے موافق ہے جیسا کہ حدیث المصباح میں ہے کہ ایک گروہ طمع کرنے والے لباس سے آراستہ سواری ہو کر جائیں گے اور اس کے بھی

موافق ہے جو حدیث شریف میں راغبین راہبین۔ اس کا ترجمہ مع شرح پہلے گزرا ہے۔ اور ایک گروہ پیدال ہوگا یہ اس گروہ کے موافق ہے کہ وہ باری باری اونٹ پر جائیں گے یہ صفت پیدل والے کے قریب ہے کہ ان کے بعض پیدل ہوں گے اور بعض سوار۔ اسی طرح باری باری سفر طے ہوگا۔ بہر حال وہ گروہ جسے آگ جمع کرے گی یہ وہ ہے جنہیں ملائکہ کھینچے گا۔

تیسرے سوال کا جواب:

شوہد الحدیث سے واضح ہوا کہ اس نار سے آخرت کی نار مراد نہیں یہ دنیا کی آگ ہے جس کے خروج سے رسول اللہ ﷺ نے ڈرایا اور وہ جو کچھ گزرے گی اس کی کیفیت آپ نے بتادی۔ وہ احادیث مذکورہ میں تفصیل سے گزری ہے۔

چوتھے سوال کا جواب:

وہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جس سے معترض نے استدلال کیا ہے باوجود اس کے کہ ضعیف حدیث ہے لیکن ہمارے موقف کے منافی نہیں جو کہ ہم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے وہ واضح دلیل ہے کہ اس آگ سے دنیا کی آگ مراد ہے اس سے آخرت کی نار مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ آخرت میں بانغ بیچنا کیسا اور مال و اسباب ستے داموں دینا وغیرہ وغیرہ یہ امور دنیوی ہو سکتے ہیں نہ کہ آخرت میں۔ علاوہ ازیں حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت جو امام احمد نے نقل کی کہ وہ لوگ اپنے چہروں سے بچیں گے ہر اونچی جگہ اور کانٹے سے، موقف کی زمین برابر ہوگی جس میں نہ ٹیڑھا پن ہوگا نہ بچ بچ اور نہ کانٹے۔

معترض کی مزید غلطی:

معترض نے کہا کہ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے علی سبیل الاجتہاد ہے یہ اس کی صریح خطا ہے جب کہ میں (علامہ طیبی) نے صحیح بخاری میں باب المحشر میں دیکھا ہے کہ لوگ قیامت میں تین طریقوں سے محشر ہوں گے اس سے مجھے یقین ہوا کہ جس طرف تور پستی گئے ہیں وہی حق ہے اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں (علامہ طیبی کا کلام خلاصہ کے طور پر یہاں ختم ہوا)۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتح الباری“ میں بعد نقول علامہ تورپشتی کے فرمایا کہ میں نے یوم القیمة کا لفظ امام بخاری کی کسی تخریج میں نہیں دیکھا نہ صحیح بخاری میں نہ دوسری کسی تصنیف میں یونہی امام مسلم و اسماعیلی وغیرہما کے نزدیک حدیث میں لفظ یوم القیمة نہیں ہاں یوم القیمة حدیث حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ میں ہے لیکن وہ موول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس آگ کے بعد قیامت قریب ہے یہاں قیامت کا لفظ مجاورت کی وجہ سے مجازاً آیا ہے۔ اور یہ مجاز متعین ہو جاتا ہے اس سے کہ گھر سے نکل کر باہر جانے والا اپنے باغات و قیمتی اے بیچے گا تاکہ آنے والی آفت سے بچ نکلے یہ ظاہر ہے کہ احوال دنیویہ ہیں نہ کہ بعد البعث۔ خلاصہ یہ کہ حدیث میں قیامت بمعنی قریب القیامة مراد لینا زیادہ آسان ہے، حدیث کے الفاظ کو لغو قرار دینے سے معنی حدیث کے ابطال سے اگر بخاری میں بھی لفظ یوم القیمة کا ہوتب بھی اس کی اس طرح تاویل کرنا ضروری ہے۔

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ حدیث گزری ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جسے امام احمد و الترمذی نے نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے وہ یہ کہ نار حضر موت یا بحر حضر موت سے قبل یوم القیمة نکلے گی جو لوگوں کو جمع کرے گی اس حدیث شریف میں صراحةً لفظ قبل یوم القیمة موجود ہے اور حدیث حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ عند غیر البخاری میں ہے کہ

”قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے نہ دیکھو“۔ (الحدیث)

یہ حدیث حدیث مذکور کے متعارض ہے جبکہ اس میں یوم القیمة مل جائے اس وقت اس کے خلاف تاویل نہیں ہو سکی لامحالہ اسی طرف رجوع کرنا ہوگا جو ہم نے اوپر بیان کیا کہ احادیث میں تعارض نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ نار قبل یوم القیمة ہوگی۔ (وباللہ التوفیق)

سوال: جب نار قیامت کی نشانیوں میں آخری نشانی ہے تو پھر لازم ہے کہ اس کے بعد زمین پر کوئی اہل ایمان نیک انسان نہ ہو حالانکہ احادیث میں ان کی موجودگی کی تصریح ہو چنانچہ وہ احادیث یہ ہیں۔

1- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ (یعنی قیامت)

اہل ایمان کیلئے سلامتی والی ہوگی؟ فرمایا اہل ایمان مرد و عورت اس دن کہاں؟

(رواہ الطبرانی وابن عساکر)

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نار کے وقت زمین کے بہتر لوگ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے ہوں گے۔ (رواہ احمد و ابوداؤد الحاکم و ابویعیم)

3- احادیث مبارکہ میں گزر رہے ”راغبین، راہبین، طاعمین، کاسین، ان کے تراجم

گزرے ہیں۔

ان سے لازم آتا ہے نار کے وقت بھی نیک لوگ ہوں گے ان احادیث میں تناقض

ہے یا تناقض جیسی بات ہے۔

جواب: احادیث میں اتنا قدر ہے کہ نیک لوگ اپنے اختیار سے ملک شام کی طرف اس کی

خوشحالی اور عیش و عشرت کی وجہ سے ہجرت کر جائیں گے اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ

خروج نار کے وقت موجود باقی ہوں گے بلکہ یہ ثابت ہے کہ بھینی ہو ان کی ارواح قبض

کر لے گی صرف اشرا رہی باقی رہ جائیں گے۔ نیک لوگ اپنی زندگی میں شام کی طرف چلے

جائیں گے وہ طمع کرنے والے، لباس پہننے والے، اپنی طاقت اور وسعت مالی کی وجہ سے

اور یہ بھی ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر نیک ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک نہ ہوں۔ راغبین

سے مراد سلامتی تک پہنچنے والے، راہبین آگ کے خوف سے ڈرنے والے، جب کہ علامہ

طیبی رحمہ اللہ نے یہاں فرمایا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مومن بھی ہوں۔

اور یہ احادیث کی توفیق میں ایسے راستہ میں زیادہ واضح راستہ ہے اور قبول کرنے کے

لائق اور بندوں کے لئے رفیق ہے۔

آخر میں مرنے والے:

1- صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر میں جن کا حشر ہو گا وہ بکریوں

کے چرواہے مزینہ قبیلہ سے مدینہ پاک آنے کا ارادہ رکھنے والے ہوں گے اپنی

بکریاں چرا رہے ہوں گے تو وہ مدینہ طیبہ میں وحشی جانوروں کو پائیں گے (انسان

وہاں) نہیں ہو گے وہ ثنیۃ الوداع پہنچتے ہی مرجائیں گے۔

فائدہ: ثنیۃ الوداع شام (ملک) کی طرف مدینہ پاک کے قرب میں ہے۔

2- ابن ابی شیبہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر میں دو مرد ہوں گے ایک قبیلہ جہنیہ سے۔ دوسرا مزینہ سے ہوگا۔ وہ مدینہ شریف میں آکر کہیں گے یہاں کے لوگ کہاں گئے؟ وہ شہر مدینہ میں آئیں گے تو صرف لومڑیوں کو پائیں گے ان کی طرف دو فرشتے آکر انہیں منہ کے بل گھسیٹیں گے یہاں تک کہ انہیں لوگوں کی طرف لائیں گے۔

3- ابن ابی شیبہ میں حضرت حدیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا محشر دو مردوں پر ہو گا وہ لوگوں کو گم پائیں گے یعنی مدینہ شریف میں آدمی نہیں ہوں گے۔ ایک دوسرے سے کہے گا، مجھے فلاں بن فلاں کے پاس لے چل وہ دونوں چل پڑیں گے لیکن کسی کو نہ پاسکیں گے پھر کہے گا مجھے شہر مدینہ میں قریش کے محلہ میں لے چل وہ مدینہ پاک میں آئیں گے تو شہر مدینہ میں سوائے درندوں اور لومڑیوں کے اور کوئی نہ ہوگا پھر وہ بیت اللہ مسجد الحرام کی طرف رخ کریں گے۔

فائدہ: علامہ سمودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ نے فرمایا ان روایات کی تطبیق یوں ہے کہ گویا جب وہ بیت الحرام کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کے جانے سے پہلے دو فرشتے آجائیں گے۔ اس کے بعد مضمون میں اختلاف نہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ان دونوں کا قبیلہ مزینہ تغلیب کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک قبیلہ جہنیہ سے ہوگا۔ جیسا کہ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے۔ (واللہ اعلم)

فائدہ: یہ ان کا حشر نفع صور سے گا اس لئے کہ نار مذکورہ کے بعد ہی نفع صور ہوگا اور قیامت قائم ہوگی۔

4- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت قائم ہوگی تو دو مردوں نے آپس میں بیع و شراء کے کپڑے کھولے ہوں گے انہوں نے ابھی لپیٹے نہیں ہوں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی اور ان کا کوئی ایک اپنے حوض کو گارے سے درست کر رہا ہو گا۔ کوئی ان کا اونٹ اور جانوروں کو پانی پلا رہا ہوگا۔ کوئی لقمہ منہ میں لے جا رہا ہوگا

کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (رواہ الشیخان)

حل لغات:

لاط حوضہ یلیط و یلوط۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب حوض کو گارے سے درست کیا جائے۔ اس میں اس کے اونٹ اور چوپائے نے پانی نہ پیا ہو۔

حل لغات:

لتقو من اساعۃ وقد رفع اُكُلْتُهُ میں اُكُلْتُهُ بضم الهمزة بمعنی لقمہ ہے یعنی لقمہ اٹھا کر ابھی منہ تک لے جائے گا لیکن کھائے گا نہیں تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

5- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دجال نکلے گا چالیس کی گنتی پر ٹھہرے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس سے یوم مراد ہیں یا مہینے یا سال۔ (الحديث، رواہ مسلم والنسائی)
اسی میں ہے کہ شرارتی لوگ باقی رہیں گے پرندوں کی سمجھ پر اور درندوں کے خیالات کے مطابق یعنی وحشی جانوروں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ یہاں تک فرمایا کہ پھر صور پھونکا جائے گا تو جو بھی اس کی آواز سنے گا تو گردن اونچی کر کے ان پر ہاتھ رکھ کر سنے گا۔

حل لغات:

نہایہ میں اللیت بکسر اللام گردن کا کنارہ اور تشنیہ لیتان آتا ہے۔ اصغی بمعنی اُمال۔
اب معنی یہ ہوا کہ وہ دونوں کانوں میں ایک کو آسمان کی طرف اٹھائے گا جیسا کہ اوپر کی آواز کیلئے انسان کی عام عادت ہے۔

6- صحیحین میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دو نَفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ (نحوہ عند ابی داؤد ابن مردویہ و رواہ ابن المبارک عن الحسن مثلاً)

7- مسلم و نسائی میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا ایسے محسوس ہوگا گویا وہ شبنم ہے۔
اس سے بنو آدم کے اجسام اُگیں گے اس کے بعد دوسرا نَفخ ہوگا تو اس وقت تمام لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور ہر طرف دیکھیں گے، پھر نہیں کہا جائے گا اے لوگو! اپنے رب تعالیٰ کی طرف آؤ۔

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْنُونُونَ۔ (پارہ ۲۳، الصافات آیت ۲۴)

”اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے۔“

صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۷ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں۔ ایک اس کی عمر کہ کس کام میں گذری، دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا؟ تیسرا اس کا مال کہا سے کمایا کہاں کرچ کیا؟ چوتھے اس کا جسم کہ اس کو کس کام لایا۔ (خزان العرفان، اویسی غفرلہ)

وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ التَّامَّةَ وَالْمَغْفِرَةَ الْعَامَّةَ فِي الدَّارَيْنِ لَنَا
وَلِوَالِدِينَا وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَلِمَشَائِخِنَا فِي الدِّينِ وَلَا خُوانَنَا دِينًا وَطِينًا وَلَا مَّةَ
مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم أَجْمَعِينَ إِنَّهُ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ۔ (آمین)

”ہم اللہ تعالیٰ سے دارین میں عفو و عافیت تامہ اور مغفرت عامہ کا اپنے لئے اور اپنے والدین کیلئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اور اپنے مشائخ کے لئے دین اور اپنے دینی جسمانی بھائیوں کیلئے اور تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سوال کرتے ہیں۔ بے شک وہ ارحم الراحمین ہے۔“

خاتمہ مشتملہ بر فوائد مختلفہ:

اس پر ہم اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ فوائد عجیبہ پر اس کا اتمام و اکمال ہوگا۔

1- امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ اپنے رسالہ ”الکشف فی مجاوزة هذه الامة الالف“ میں لکھتے ہیں کہ آثار و اخبار دلالت کرتے ہیں کہ یہ امت ایک ہزار سال سے آگے بڑھے گی۔ لیکن اس کے بعد پانچ سو سال سے آگے تک نہ پہنچے گی۔ اس لئے کہ طرق مختلفہ سے ثابت ہے کہ دنیا کی مدت یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک سات ہزار سال ہے۔ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار سال کے اواخر میں مبعوث ہوئے ہیں اور حدیث میں ہے کہ دجال صدی کے شروع میں آئے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے تو آپ زمین پر چالیس

سال زندگی بسر فرمائیں گے اور طلوع الشمس کے بعد لوگ ایک سو بیس سال بسر کریں گے اور نفختین (دونوں) کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا مذکورہ بالا امور کیلئے دو صدیاں ضروری ہیں۔ فرمایا کہ اس طرح پندرہویں صدی پر قیامت کا قیام ناممکن ہے اس کے بعد امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مع طرق بیان کی ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

اوپر جو مذکور ہوا اور ہم نے قسم ثالث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات عرض کی ہیں کہ آپ بھی چالیس سال زندگی گذاریں گے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی دجال کے بعد چالیس سال زندگی بسر فرمائیں گے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرما کر دجال کو قتل کر کے چالیس سال زندگی بسر فرمائیں گے اس دوران نہ کوئی مرے گا اور نہ کوئی بیمار ہوگا لوگ اپنی بکریوں اور جانوروں کو کہیں گے جاؤ گھا س چرووہ کھیتوں میں چریں گے کھیت سے خوشے نہ کھائیں گے اور نہ ہی سانپ بچھو اذیت دیں گے اور درندے لوگوں کے دروازوں کے آگے چلتے پھرتے رہیں گے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں گے اور آدمی ایک مدبج لے کر بغیر ہل چلائے بیج زمین پر بکھیرے گا تو اس کے ایک مد سے اسے سات سو مد اناج حاصل ہوگا۔

اس سے ظاہر ہے کہ چالیس سال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کے بعد بسر فرمائیں گے آپ کے بعد کئی امراء حکومت کریں گے مثلاً قحطانی اکیس سال حکومت کرے گا ہم فرض کریں کہ یہ امراء طلوع الشمس از مغرب تک بیس سال حکومت کریں تو پھر بھی ایک سو بیس سال بنتے ہیں اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ دجال زمین پر چالیس سال گزارے گا اس کی اس مقدار کو دوسرے سالوں کی طرح نہ سمجھا جائے تو کم از کم دو سال تو اس کیلئے ضروری ہیں کیونکہ اس کے بعض ایام طویل ہوں گے اور طلوع الشمس از مغرب کے بعد تو ایک سو بیس سال ضروری امر ہے۔

ایک روایت میں ہے بہتر لوگوں کے بعد شریر لوگ ایک سو بیس سال گذاریں گے۔

پہلے حدیث گزری ہے کہ اہل ایمان طلوع الشمس از مغرب کے بعد چالیس سال گزاریں گے اس کے بعد انہیں موت بہت جلد اچک لے گی۔ مذکورہ بالا تقریر سے ثابت ہوا کہ یہ مجموعی گنتی تین سو سال میں ہوتی ہے۔ اور ہزار سال کے بعد ابھی صرف تقریباً اسی سال گزرے ہیں یہ جب پورے سو ہوں گے تو کل چودہ سو سال بنتے ہیں اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر گزری ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ بعد پانچ سو سال نہ پہنچیں گے تو قیامت آئے گی۔

فائدہ: بعض بزرگوں نے قرآنی آیت:

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً - (پارہ ۲۶، محمد آیت ۱۸)

”تو کا ہے کے انتظار میں ہے مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آجائے“۔

اور دوسری قرآنی آیت: لَا تَأْتِيَهُمُ الْبَغْتَةُ سِوَا مَا كَانُوا يَعْتَدُونَ کہ چار سو سال کے بعد ساتویں سال قیامت ہوگی کیونکہ بغتہ کا حساب ایک ہزار چار سو سات (۱۴۰۷) بنتا ہے۔ (والعلم عند اللہ تعالیٰ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

۱۴۰۷ھ تو بہت پہلے گزر گیا، فقیر ۱۴۲۳ھ کے آخری ماہ ذوالحجہ کی آخری تاریخ بمطابق شب ۲۸، ذوالحجہ قبل العشاء یہ سطور لکھ رہا ہے اس وقت بلکہ آنے والے سالوں میں بھی قیامت کے آثار نظر نہیں آرہے اس پر مزید تبصرہ آگے چل کر عرض کروں گا۔ (انشاء اللہ)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا احتمال:

احتمال قوی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور اسی صدی کے شروع میں ہو یا اس سے بھی قبل۔ کیونکہ دجال کا خروج بھی انہی کی خلافت کے دوران ہوگا اور پہلے گزرا ہے کہ دجال کا خروج صدی کی ابتداء میں ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنے والی دوسری صدی سے موخر ہو لیکن اس سے آگے نہ بڑھے گا اگر موخر بھی ہو تو بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی صدی کے سرے پر ایسا مرد مولیٰ مبعوث فرمائے جو امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دین کو زندہ فرمائے جیسے حدیث مشہور میں ہے (یعنی جس میں ہے کہ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ اپنا بندہ مبعوث فرمائے گا جو دین کی تجدید کرے گا)۔ (اویسی غفرلہ)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا احتمال پورا نہ ہوا کیونکہ مصنف نے یہ کتاب الاثناء ۱۰۷۶ھ میں ختم فرمائی، ۱۱۰۳ھ میں ان کا وصال ہوا لیکن قیامت کا تا حال ۱۴۲۳ھ کوئی امکان نہیں۔ (اویسی غفرلہ)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار:

وَالشَّرْطُ فِي ذَالِكَ أَنْ تَمُضِيَ الْمِئْتَةُ
وَهُوَ عَلَى حَيَاتِهِ بَيْنَ الْفِئْتَةِ
يُشَارِبُ الْعِلْمَ إِلَى مَقَامِهِ
وَيَنْصُرُ السُّنَّةَ فِي كَلَامِهِ
وَأَنْ يَكُونَ فِي حَدِيثٍ قَد رَوَى
مِنْ أَهْلِ بَيْتِ الْمُصْطَفَى وَهُوَ قَوِيٌّ

”اس میں شرط ہے کہ صدی گزرے وہ مرد مولیٰ گروہ اسلام میں زندہ ہوں۔
وہ مرد مولیٰ جس کے مقام کا اشارہ علم میں ہے وہ اپنے کلام سے سنت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائیں گے۔ اور مروی ہے (یعنی حدیث میں ہے) کہ اہل بیت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے اور یہی قوی (قول) ہے۔“

احتمال ثانی:

وہ یہ کہ امام محمد بن حنیفہ سے مروی ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ دوسری صدی میں ظاہر ہوں
گے یعنی ایک ہزار کے بعد۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ دوسری
صدی میں آئیں گے۔ اور ابو قبیل سے ہے کہ لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو دوسو کے اوپر چوتھے
سال ملیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:

یہ تمام احتمالات اپنے مقام پہ رہ گئے ابھی ۱۴۲۳ھ جاری ہے ہمارے دور تک کوئی
امکان بھی نہیں۔

ان اقوال کے علاوہ اور بھی اکابر و اسلاف کے اقوال ہیں وہ بھی ظنی ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ان حضرات کو کوئی حدیث صحیح نہیں ملی صرف اپنے علم کے زور پر آیات و احادیث سے سمجھا جو کچھ سمجھا۔ فقیر یہاں پر امام الکاشفین سیدنا محی الدین شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ کا کشف نقل کرتا ہے جو کہ حالات کے تقاضے پر صحیح معلوم ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ کے ملفوظات شریف میں ہے:

عرض: قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ کب؟

ارشاد: قیامت کب ہوگی اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کے بتانے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ۔

(پارہ ۲۹، الجمن آیت ۲۶)

”اللہ غیب کا علم جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔“

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر آیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا ”الکشف عن تجاوز هذه الامة الالف“ اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس (۲۶) برس گذر گئے (یعنی ۱۳۲۶ھ) اور ہنوز قیامت تو قیامت، اشراط کبریٰ (قیامت کی بڑی نشانیوں) میں سے کچھ نہ آیا۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی میں وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعے سے مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۷۳ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ظہور فرمائیں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ خلف اصغر حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۴۰۲ھ صفحہ ۱۰۰ حصہ اول، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور پاکستان)

پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ دونوں وقت ۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور فرمانا سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں۔

شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا کشف:

آپ کے کشف کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا باغی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں کے بعد پیدا ہوا۔ مگر شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنے زمانہ پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے۔ رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمایا ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرمادیئے۔ کسی بادشاہ سے اپنی تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے۔ اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ ”لا اقول ایقظ الہجرية بل ایقظ الجفرية“ میں نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ کے اخذ کئے ہیں وہ فرماتے ہیں:

اِذَا دَاكَرَ الزَّمَانُ عَلٰی حُرُوفِ
بِسْمِ اللّٰهِ فَالْمُهْدِي قَامًا
وَيَخْرُجُ فِي الْحَطِيمِ عَقِيبَ صَوْمِ
الْاَقْرَاهُ مِنْ عِنْدِي سَلَامًا

”جب زمانہ کا دور بسم اللہ کے حروف پر گھومے گا، تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا، آپ حطیم میں روزہ سے ظاہر ہوں گے، سن لومیری طرف سے انہیں سلام عرض کرنا۔ خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر

إِذَا دَخَلَ السَّيْنُ فِي الشَّيْنِ ظَهَرَ قَبْرُ مُحَمَّدٍ الدِّينِ -
 ”جب شین میں سین داخل ہوگا تو محمدی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔“

سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے سلطان نے وہاں ایک قبہ بنا دیا جو زیارت گاہ عام ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۰۲ حصہ اول)

نوٹ: سلطان سلیم مرحوم کے متعلق کشف کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”سفر نامہ عراق و شام“ مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور، میں مطالعہ کریں۔ (اویسی غفرلہ)

تطبیق الروایات:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا مکمل ظہور تو ہوگا فتح قسطنطنیہ کے بعد دوسری صدی پر پھر جب آپ کی امامت پر تمام مسلمان دو سو چار میں اور یہ رومیہ اور القاطع کی فتح کے بعد ہوگا اس لئے کہ یہ باعتبار آپ کے اول ظہور مشرق اور دعوائے خلافت کے ہے یا یہ کہ چار، پانچ بلکہ دس سال تک صدی کا اول تک صدی کا اول کہا جاتا ہے۔ بہر حال امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور سات یا نو یا تیس یا چالیس سال صدی کے اول میں ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ دس سال کے اول میں ہونا بھی صدی کے اول میں ظہور کے منافی نہیں یونہی صدی سے موخر ظاہر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ صدی کے اول سال یا اس کی تاخیر عرف میں اسی صدی میں شمار ہوتا ہے یہ تمام امور اخبار و احادیث سے ثابت ہیں اور یہ تمام منظونات ہیں کیونکہ یہ احادیث بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں بعض ضعیف مع شواہد ہیں اور بعض بغیر شواہد کے ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ جو بھی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث صحیحہ صریحہ کثیرہ شہرہ سے ثابت ہے وہ تو اتر معنوی تک پہنچا ہے بڑی نشانیوں کے وجود کے متعلق جو کچھ وارد ہے ان سے پہلے ظہور مہدی رضی اللہ عنہ ہے وہ آخری زمانہ میں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہوں گے زمین کو عدل سے بھر دیں گے جیسے وہ ان سے پہلے شر و فساد اور ظلم سے پرہوگی اور روم سے جنگ کرنا بھی سب سے پہلے آپ کے لئے ثابت ہے اور قسطنطنیہ کو بھی آپ ہی فتح کریں گے

دجال کا بھی آپ کے زمانہ میں خروج ہوگا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی آپ کے زمانہ میں ہوگا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے یہ تمام امور اور ان کے علاوہ سب منظونات یا مکشوفات ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال)

خاتمۃ الكتاب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ:

ہم اللہ تعالیٰ سے ٹیڑھا پن اور گمراہی اور غلو فی المقال سے پناہ مانگتے ہیں۔ الحمد للہ علی کل حال! صلوة وسلام نازل ہوں اس ذات پر جو تمام کمالات کے جامع ہیں صبح کو بھی اور شام کو بھی اور آپ کی آل پر اور اصحاب پر جو بہتر آل و اصحاب ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے والدین اور آباء و اجداد اور اخوان جسمانی اور دینی اور صلبی اور قلبی اور تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے (آمین) بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کتاب کا مولف اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج محمد بن عبد الرسول بن عبد السید کا جو علوی، حسینی، موسوی (یعنی امام موسیٰ کاظم کی اولاد ہے) جو شہر زوری برزنجی پھر مدنی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔

اس کتاب کا اختتام بروز بدھ، ۱۱ ذی قعدہ، ۱۰۷۲ھ میں دو نمازوں کے درمیان مدینہ طیبہ میں اپنے گھر پر جو چھوٹی سی گلی میں واقع ہے، میں ہوا۔ میں اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور استغفار اور حسبنا اللہ اور بلا حول ولا قوۃ کہتا ہوں اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے دعاء گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے یوم المیعاد کیلئے زریعہ نجات بنائے بجاہ سید العباد (آمین) وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔ (آمین)

خاتمۃ الكتاب از مترجم غفرلہ:

فقیر عمرہ و زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے لطف اندوز ہو کر واپس ۵، شوال المکرم ۱۴۲۳ھ حسب دستور کراچی باب المدینہ بر مکان حاجی بشیر احمد اویسی کے گھر پہنچا تو موصوف کے برادر اکبر حاجی فاروق احمد صاحب نے فاضل جلیل حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عبدالکریم صاحب اویسی قادری رضوی کی طرف سے کتاب ”الاشاعة لاشراط الساعة“

مع مکتوب پیش کیا کہ اس کا ترجمہ اردو کرنا ہے اور بہت جلدی کیونکہ حافظ صاحب موصوف نے سعادت حج و زیارت کیلئے جانا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ حج کے جانے سے پہلے اس کی کتابت خود کرا کر جائیں فقیر اس وقت تنبیہ المغترین کے ترجمہ میں مصروف تھا اور بہاولپور پہنچتے ہی دیگر رسائل کی ترتیب کے علاوہ حاشیہ ہدایۃ النحو عربی کی تکمیل ضروری سمجھی گئی۔ اسی دوران الاشاعۃ کا ترجمہ بھی ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ صوفی مختار احمد اویسی قادری سلمہ کا بھلا کرے کہ انہوں نے شب و روز مسودہ جات کے فوٹو کرانے میں خوب مدد فرمائی۔ الحمد للہ! اسی مختصر وقت میں مذکورہ بالا امور کے علاوہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کا اردو ترجمہ بھی مکمل ہوا اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو میرے لئے اور مولانا عبدالکریم اویسی قادری کیلئے بالخصوص مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی کیلئے اور تمام اراکین و معاونین کے لئے بخشش اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان

۲۷ ذوالحجہ شب ہفتہ قبل اذان الفجر ۱۴۲۳ھ

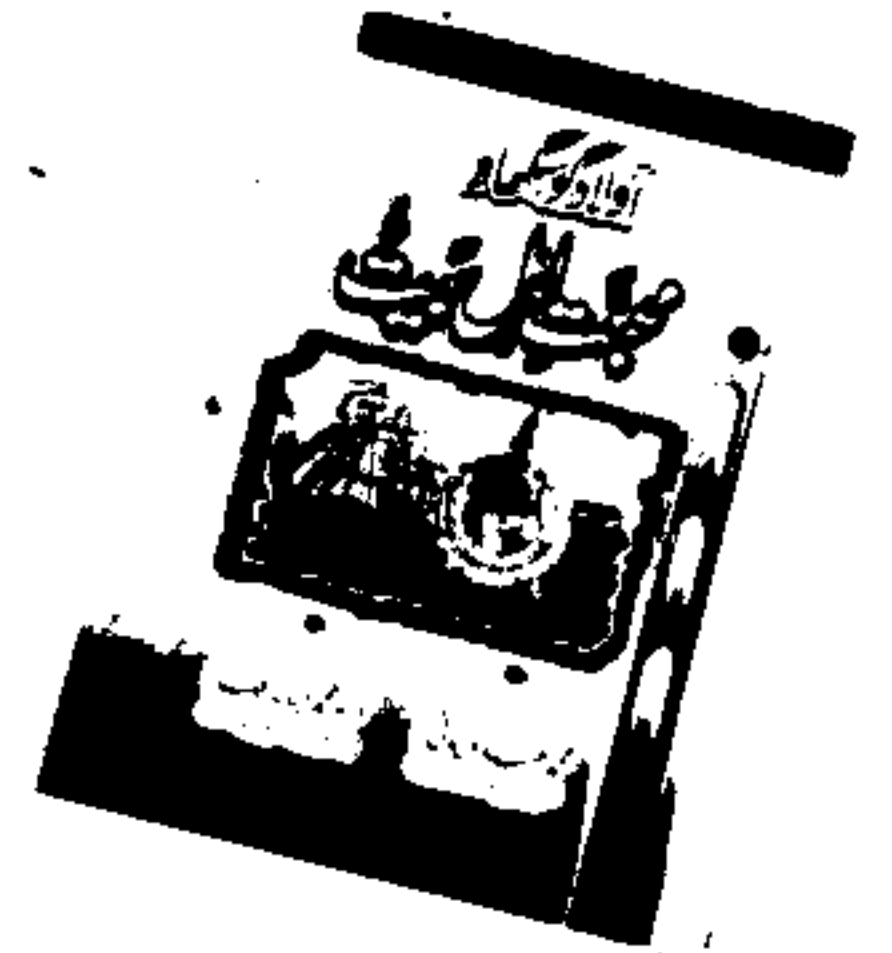
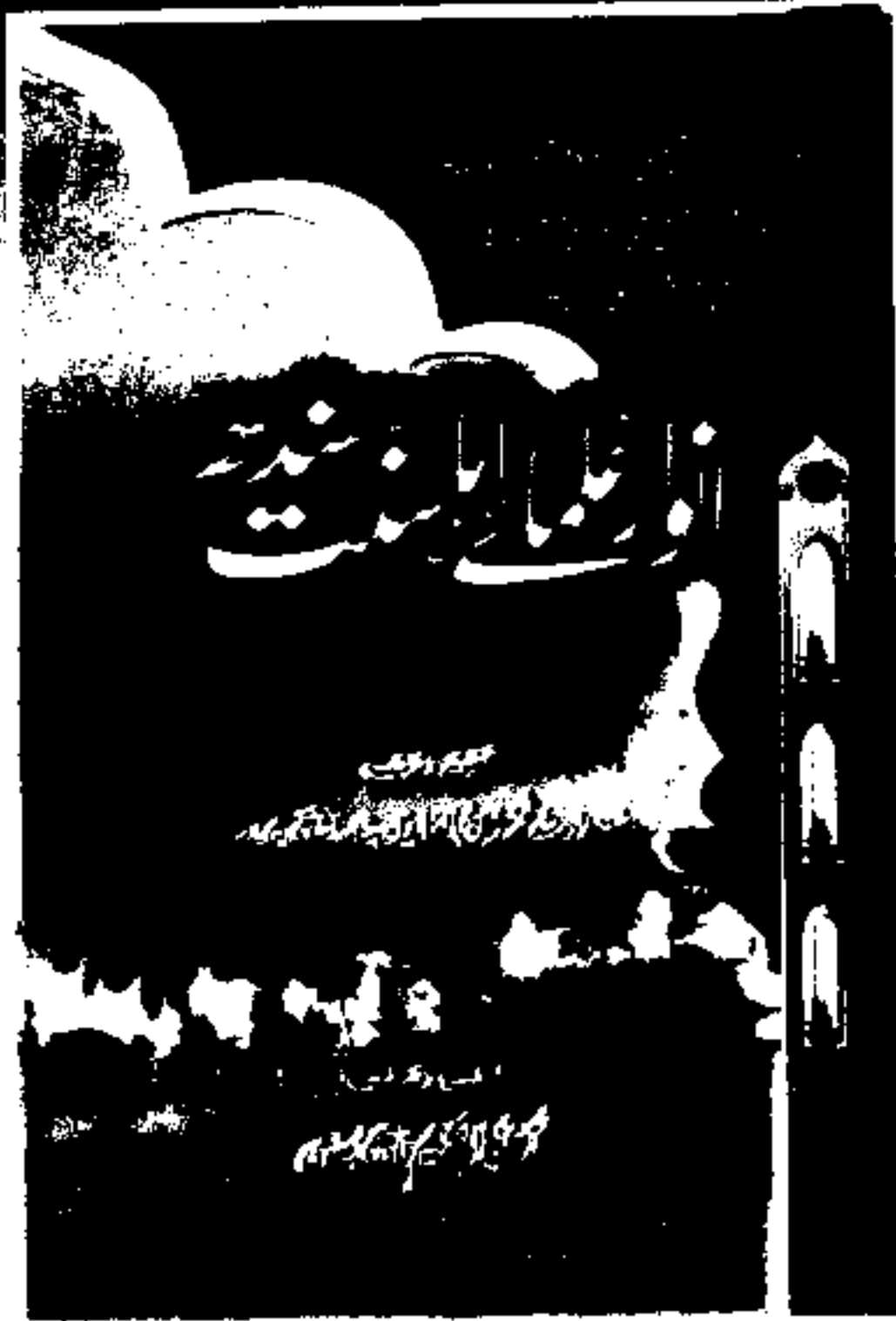


زاویہ پبلشرز

ڈیوڑ دربار مارکیٹ

فون: ۲۳۸۶۵۷ - ۲۳۸۶۵۷
موبائل: ۹۴۶۷۰۳۷ - ۹۴۶۷۰۳۷

قیمت	مصنف / مرتب	نائب
۱۲۰ روپے	ڈاکٹر نور محمد زبانی	کشف العرفان
۱۱۰ روپے	ظہور الحسن شارب	اللہ والے
۱۱۰ روپے	احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	اللہ والیاں
۲۰۰ روپے	محمد صادق قصوری	تاریخ مشائخ نقشبند
۹۰ روپے	محمد صادق قصوری	افضل الرسل من اللہ علیہ وسلم
۱۲۰ روپے	پروفیسر عبدالصمد انصاری	مکاشفات در دعائیات
۷۰ روپے	عبدالمصطفیٰ اعظمی	کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم
۱۲۰ روپے	عبدالمصطفیٰ اعظمی	جنینی زیور
۱۳۵ روپے	یاسر محمد کمال	تاریخ ساز اقوال
۹۰ روپے	ڈاکٹر محمد عبید	اولاد کو سکھاؤ جنت حضور من اللہ علیہ وسلم کی
۱۰۰ روپے	شری اتول ملوکی	اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ
۹۰ روپے	حضرت خواجہ نور الحسن تارن ویسی	فیضان ادیس
۲۰ روپے	ابن کرم	تحفہ جوانی
۷۰ روپے	بشیر حسین چشتی نظامی	حضرت بابائے فریح شکر حضرت اللہ علیہ
۱۹۰ روپے	حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری	کشف الجوب
۷۰ روپے	از پروفیسر سعید احمد چشتی	اسلام میں شادی کا تصور
۱۰۰ روپے	خواجہ بشیر حسین چشتی نظامی	مفروضات و فوائد حضرت بندہ نواز گیسو دراز
۱۰۰ روپے	محمد امین شرف پوری	شیریں حکایات
۹۰ روپے	حضرت امین غلام مرتضیٰ بیرونی	گلدستہ احادیث
۹۰ روپے	منشی جلال الدین احمد امجدی	بزرگوں کے عقیدے
۱۵۰ روپے	حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی	مغفل اولیاء
۱۰۰ روپے	حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ	اسلام کی اخلاقی تعلیمات
۱۷۰ روپے	حضرت خواجہ حسن چشتی نظامی	تاریخ اولیاء
۹۰ روپے	علامہ ارشد قادری	زلف و زنجیر مع لالہ زار
۱۵۰ روپے	مقبول ارشد	القاعدہ
۱۳۰ روپے	علامہ نیاز فتح پوری	تاریخ کے گوشہ اوراق
۹۰ روپے	قاری محمد رمضان	جنت کامیوہ
۸۰ روپے	ڈاکٹر نور احمد	حضرت عثمان کا ہمہ تاریخ
۸۰ روپے	فیاض سعید	پیارے رسول کی پیاری باتیں
۸۰ روپے	قاری محمد علی نقشبندی	حضرت علیؑ کا دور خلافت
۸۰ روپے	علامہ خالد محمود	حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دور خلافت
۹۰ روپے	علامہ خالد محمود	حضرت عمرؓ کا دور خلافت
۱۰۰ روپے	ڈاکٹر محمد مبارز ملک	اولاد کو سکھاؤ جنت اہل بیت کی
۸۰ روپے	علامہ مولانا عبدالصمد اعظمی	منتخب حدیثیں
۶۰ روپے	مولانا عبدالملک	شرح قصیدہ بردہ شریف
۱۰۰ روپے	احمد مصطفیٰ صدیقی	قصص الانبیاء
۸۰ روپے	علامہ راشد انصاری	سیدہ کالال
۸۰ روپے	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	حضرت خواجہ حسین الدین امیری
۸۰ روپے	عبدالمجید شاکر	اجماز قرآنی
۸۰ روپے	محمد علی حسین اشرفی	دلالت اشرفی
۳ روپے		سورۃ یسین



زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ، لاہور

Phone: 042-7248657 Fax: 042-7112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466

Email : zaviapublishers@yahoo.com

